(آسان)

کلیاتِ اقبال

(اردو)

اقبالؔ

فرہنگ

خواجہ عبدالحمید یزدانی

ترتیب

بانگِ درا 13

بالِ جبریل 417

ضربِ کلیم 629

ارمغانِ حجاز (اردو) 811

پیش لفظ

☆

تو خورشیدی و من سیارۂ تو
سراپا نورم از نظارۂ تو
ز آغوش تو دورم ناتمام
تو قرآنی و من سی پارۂ تو
(اقبالؔ)

میں اپنا شمار اقبالؔ کے مداحوں میں کرتا ہوں، اور اگر سچ پوچھیں تو میں اردو زبان سے صحیح طور پر اُسی وقت روشناس ہوا جب بچپن میں مجھے کتب میں کلام اقبال پڑھایا جاتا تھا۔ کلام اقبال کے الفاظ مجھے بچپن ہی سے اپنی گرفت میں لے لیتے تھے۔ اس میں ایک ایسا مدہوش کر دینے والا جادو ہے کہ جس میں آج تک میں گرفتار ہوں۔ ان کے لفظوں میں گداز اور موسیقیت پائی جاتی ہے ان کا ایک ایک لفظ اپنے اندر ایسی تڑپ رکھتا ہے جسے ادب کے دلدادہ حضرات ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

☆ تو سورج ہے اور میں تیرا سیارہ۔ تیرے دیدار سے سراپا نور ہوں۔ تیرے آغوش سے دور ہوں، ادھورا ہوں۔ تو قرآن ہے اور میں تیرا سپارہ۔

اقبالؔ پر ہمارا یہ کام بالکل نیا نہ سہی مگر کسی قدر جدّت کا حامل ضرور ہے۔ جہاں اب تک کلام اقبال کی لطافت، رنگارنگی اور جادوئی اثر نے عوام وخواص کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا، وہاں ہم اُمید کرتے ہیں کہ زیر نظر کلیات بھی عوامی سطح پر مقبولیت حاصل کرے گی۔ نیز یہ کلیات اُن لوگوں کی بھی صحیح سمت میں رہنمائی کرے گی جن کا ذریعۂ تعلیم انگریزی ہے۔

ہر وہ شخص جو کہ اردو زبان سے واقف ہے اُسے اقبالؔ کے وہ اشعار ضرور یاد ہونگے جو کہ آج ضرب المثل کی شکل اختیار کر چکے ہیں کلیات اقبال لفظوں کا ایک ایسا سمندر ہے جس کی تہہ میں معانی کا ایک جہان تازہ آباد ہے آج بھی اس کی زبان اتنی ہی فرحت بخش اور شیریں ہے، اور یہی اس کی مقبولیت کا راز بھی ہے۔

اقبالؔ ایک آفاقی شاعر ہے اس کی شاعری سے پوری دنیا آج استفادہ کر رہی ہے، چنانچہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اکیسویں صدی بھی اقبالؔ کی صدی ہوگی، اقبالؔ دراصل انسانوں کو جہد مسلسل اور جدوجہد کا درس دیتا ہے۔

اس کلیات کو ایک دلنشیں انداز میں پیش کرنے کی ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے میں نے ڈاکٹر جاوید اقبال سے رابطہ کیا، اور اپنی تجویز ان کے سامنے رکھی جس پر انہوں نے انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور اس کام کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ہر ممکن مدد اور تعاون کا یقین دلایا، اور ساتھ ہی اقبال اکادمی کے ناظم جناب محمد سہیل عمر سے بھی متعارف کروایا۔ محمد سہیل عمر کی مشاورت اور تعاون نے ہماری بھرپور رہنمائی کی۔

اس کلیات کی نمایاں اور انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مشکل الفاظ کے معنی بھی درج کئے گئے ہیں اور اس کام کے لئے ہم جناب خواجہ حمید یزدانی صاحب کے شکر گزار ہیں جن کی محنت سے کلام اقبال کو زیادہ سے زیادہ عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیات اقبال کے اس کام کے سلسلہ میں مَیں جناب اے یو ظفر صاحب کا بھی انتہائی

مشکور ہوں جو جناب جاوید اقبال سے میرے رابطہ کا ذریعہ بنے اور پھر ہر ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی اور راہنمائی کی۔

نیاز مند

شفیق ناز

دیباچہ

بعض افراد تاریخ کا جوہر ہوتے ہیں۔۔۔۔وقت کے بہاؤ کو انسانی سمت میں موڑ کر تبدیلی اور ثبات کا تضاد رفع کرنے والے۔ اقبالؔ انہی میں سے ہیں۔ قدرت نے انہیں بڑی فیاضی سے نوازا۔ ملت اسلامیہ میں پیدا کیا جس کے باہر کوئی انسانی نمونہ کمال تشکیل پا سکتا ہے نہ انسانیت کے دنیاوی اور اخروی مستقبل کے تحفظ اور فلاح کی ضمانت مل سکتی ہے، حقائق تک پہنچنے والا ذہن اور روحانی گہرائی رکھنے والا جذبہ و اساس ودیعت فرمایا اور انہیں جلا دینے کے لیے جس سطح کی تعلیم و تربیت درکار تھی، فراہم کی۔ اور پھر ایسا زمانہ بھی عطا فرمایا جہاں یہ صلاحیتیں اور قوتیں پوری طرح بروئے کار آسکتی تھیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دنیا ایک نظریاتی، تہذیبی اور سیاسی بحران سے گزر رہی تھی۔ انسان کے تمام تصورات، خواہ اپنے بارے میں ہوں یا کائنات سے متعلق، تغیر کی تیز رو کی زد میں تھے۔ آدمی کے شعور اور طبیعت کی ساخت اتنی بدل چکی تھی کہ دینی فکر اور طرز احساس کے ساتھ کوئی مناسبت باقی نہ رہی تھی۔ اس صورت حال میں عالم اسلام تین مختلف رویوں میں تقسیم ہو گیا تھا: تصادم، مفاہمت اور لاتعلقی۔ ایک ایسی قوم کے لیے جسے اپنے نظریاتی حدود میں رہتے ہوئے تاریخ کے نشیب و فراز سے گزرنا ہو، یہ تینوں رویے فطری ہیں لیکن اگر تصادم، جذباتیت پر، مفاہمت دنیا پرستی پر اور لاتعلقی، مایوسی پر استوار ہو تو قومی بقا کا ہر جواز ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

مسلمانوں کا معاملہ اگر بالکل یہی نہیں تو اس سے ملتا جلتا ضرور تھا۔ ماضی کے مخصوص تاریخی اسالیب پر غیر ضروری اصرار نے انہیں ایک بالکل نئی صورت حال کے مقابلے پر کھڑا کر دیا جس کو تبدیلی کے گذشتہ ذرائع کی مدد سے بدلنے کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ ایک چھوٹے سے طبقے نے تصادم کے نتائج سے ڈر کر سمجھوتے کی راہ اپنائی اور مسلمانوں کو جدید زندگی کے اصول و مظاہر سے روشناس اور مانوس کرنے کے لیے ایسی ذہنیت کی تشکیل کا ڈول ڈالا جو تاریخ کی موجودہ نہج سے ہم آہنگی پیدا کر سکے۔ بلاشبہ اس مفاہمانہ رویے نے جذبات کو ذہن کے تابع کرنے کا مفید کام انجام دیا لیکن دینی نفسیات کو پوری رعایت نہ رکھنے کی وجہ سے یہ رویہ بھی اتنا ہی مضر ثابت ہوا جتنا کہ تصادم کا۔ تصادم کے جوش نے مسلمانوں کو دنیا سے دور کر دیا اور مفاہمت کے ہوش نے دین سے۔ ایک نے تاریخی بقا پر ضرب لگائی اور دوسرے نے قومی تشخص پر۔

اس دوطرفہ ناکامی نے لاتعلقی کے پہلے سے موجود رجحان کو اور طاقت ور کر دیا۔

جہاں و کارِ جہاں جملہ ہیچ در ہیچ است
ہزار بار من ایں نکتہ کردہ ام تحقیق

اقبالؔ کے زمانے کی اسلامی دنیا پر نظر ڈالنے سے صاف دکھائی دیتا ہے کہ تاریخ کے درپیش چیلنج سے عہدہ برآ ہونے کے لیے یک طرفہ کوششیں تو بہت ہو رہی تھیں، لیکن ان کے پیچھے وہ قوت کارفرمانہ تھی جو انسانی کلیت سے پھوٹتی ہے۔ حرکت و انقلاب اور تجدید و اصلاح کی جدوجہد ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی جب کہ امہ اس ہمہ گیر موقف اور کلی تناظر کی طلبگار تھی جو قومی بقا کے بدلتے ہوئے اسباب اور ملی تشخص کے مستقل اصول کا احاطہ کر کے انہیں آپس میں متصادم نہ ہونے دے۔ اس مطالبے کا شعور اور اسے پورا کرنے کی اہلیت، اس زمانے میں اگر کہیں نظر آتی ہے تو اقبالؔ کے ہاں۔ ان کی نثر، بالخصوص خطبات، مسلم ذہن کی تشکیل نو کر کے اسے وقت کے سب سے بڑے انسانی مظہر یعنی تاریخ، اور اس

کے وضع کردہ شعور کو اس Episteme کے تحت رکھنے کے قابل بناتے ہیں جس میں مقصود علم عقلی کے بجائے ارادی ہوتا ہے اور جو معلومات کو طے شدہ معنوی حدود میں رکھتا ہے۔ جہاں تک اقبالؔ کی شاعری کا تعلق ہے تو وسعت اور شدت کے اعتبار سے اس کے اثرات خطبات وغیرہ سے بڑھ کر ہیں۔ انسانی امکانات اور ایک قطعی ناموافق صورت حال میں ان کی تکمیل کے موثر ذرائع پر نظر رکھنے والی حکیمانہ نگاہ۔۔۔اور زندگی کی نئی گہرائیاں دریافت کرنے اور اسے نفسیاتی، تاریخی اور روحانی طور پر زیادہ بامعنی بنانے والی تخلیقی قوت۔۔۔اقبالؔ کی وہ خصوصیت ہے جس کا اظہار ان کی شاعری میں فلسفے کے مقابلے میں زیادہ پر تاثیر طریقے سے ہوا ہے۔ شعر میں علامہ نے ملی ارادے اور طرز احساس کے ان اور یجنل سانچوں کی بازیافت کی ہے جو زمان و مکاں کے تمام انسانی و کائناتی مظاہر کو وجود کے اس انتہائی پرنسپل کے تابع رکھتے ہیں جس کا کامل اظہار انسانی خودی میں ہوا ہے۔ یہ شاعری کائنات پر انسان کے اخلاقی اور تاریخی غلبے کی دستاویز ہے۔

شعر اقبالؔ کے فنی محاسن اور جمالیاتی کمالات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ علامہ کے کلام میں لفظ و معنی کی متعدد نئی نسبتیں کارفرما نظر آتی ہیں۔ ان نسبتوں اور ان سے پیدا ہونے والے معنوی اور جمالیاتی سٹرکچر تک رسائی کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے لفظ کو اس کی سادہ اور ابتدائی علامتی سطح پر سمجھ لیا جائے تاکہ تعقل اور تخیل نیز فکر اور جذبے کی وہ تخلیقی اکائی گرفت میں آجائے جو اقبالؔ کی شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔

اس ضرورت کا احساس تو اقبالیات کے حلقے میں پہلے سے تھا لیکن کوئی عملی پیشرفت نجانے کیوں نہ ہو سکی۔ بہر حال اب محمد سہیل عمر صاحب، ناظم اقبال اکادمی، کی تحریک پر اور ان کے بنائے ہوئے منصوبے کی روشنی میں اس اہم کام کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے، خدا کرے کہ تکمیل بھی عمدہ طریقے سے ہو جائے۔ سہیل عمر صاحب وسیع العلم اور بلند ذوق

ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کی انتظامی صلاحیتیں بھی رکھتے ہیں اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ بھی۔ کلام اقبال کی تسہیل کی منصوبہ سازی اور اس پر عملدر آمد کی تقریباً ساری ذمہ داری انہی کے سر جاتی ہے۔ البتہ تسہیل پر نظر ثانی کا کام انہوں نے فاضل تسہیل کار پر اعتماد کی وجہ سے نہیں کیا۔

گو کہ کلیات اقبال (اردو) کی یہ تسہیل بچوں کے لیے کی گئی ہے مگر میری رائے میں اس سے بڑے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، بلکہ بڑے زیادہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ خواجہ حمید یزدانی صاحب نے فرہنگ اس طرح تیار کی ہے کہ متوسط استعداد کے قارئین بھی اقبال فہمی کے ابتدائی تقاضے پورے کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ یزدانی صاحب اہل علم و تحقیق اور ماہرین اقبالیات میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور فارسی و اردو میں متعدد گراں قدر چیزیں ان کے قلم سے نکلی ہیں ان کی فرہنگ، امید ہے کہ تسہیل کے اعلیٰ معیارات پر پوری اترے گی۔

ڈاکٹر جاوید اقبال

پیش گفتار

علامہ اقبال کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ وہ ایک عظیم مفکر، فلسفی اور فارسی و اردو کے بہت بڑے شاعر ملی ہیں اور اس لحاظ سے محسن ملت اور سیاسی لحاظ سے بانی پاکستان ہیں۔ قرآن و حدیث، فلسفہ مشرق و مغرب اور تاریخ پر ان کی گہری نظر ہے جو ان کے وسیع مطالعہ کا پتہ دیتی ہے۔ اسی بنا پر ان کے کلام میں جگہ جگہ ان علوم وغیرہ کی اصطلاحات نیز تلمیحات قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتی ہیں۔ ان حالات میں ان کے کلام کا ترجمہ و تشریح یا لغت نگاری ایک خاصا مشکل کام ہے۔

راقم نے اس کام میں جہاں مستند عربی، فارسی اور اردو لغتوں کے علاوہ مختلف تلمیحات سے متعلق کتب سے استفادہ کیا، وہاں علامہ کے ہر ہر شعر کو بار بار اور بغور پڑھ کر کسی لفظ کے معانی کا تعین کیا، اس لیے کہ علامہ کی اپنی لفظیات (Diction) ہے۔ چنانچہ میں نے یہ طریق کار اختیار کیا ہے کہ لفظ کے پہلے لغوی معنی دیے ہیں اور بعد میں "مراد"، "یعنی" لکھ کر متعلقہ متن کے حوالہ سے جو معنی بنتے ہیں وہ لکھ دیے ہیں۔ کئی ایک جگہ ایسی ترکیبیں آئی ہیں جنہیں توڑنے سے بات واضح نہ ہوتی تھی، اس لیے ان کے معنی پورے طور پر لکھ دیے۔ تلمیحات کی وضاحت اس حد تک رکھی ہے جس سے طوالت سے بھی بچا جا سکے اور قاری متعلقہ پس منظر سے بھی بخوبی آگاہ ہو کر شعر کا مفہوم پا جائے۔

خواجہ حمید یزدانی

بانگ درا

اقبالؔ

فہرست

دیباچہ..... 26

حِصہ اوّل

(۱۹۰۵ء تک)

1 ہمالہ..... 37

2 گُلِ رنگیں..... 40

3 عہدِ طفلی..... 41

4 مرزا غالبؔ..... 42

5 ابرِ کوہسار..... 44

6 ایک مکڑا اور مکھی..... 46

7 ایک پہاڑ اور گلہری..... 48

8 ایک گائے اور بکری..... 49

9 بچے کی دعا..... 52

10 ہمدردی..... 53

11 ماں کا خواب 54
12 پرندے کی فریاد 55
13 خُفتگانِ خاک سے استِفسار 56
14 شمع و پروانہ 58
15 عقل و دِل 60
16 صدائے درد 61
17 آفتاب (ترجمہ گایتری) 62
18 شمع 63
19 ایک آرزو 66
20 آفتابِ صبح 69
21 دردِ عشق 72
22 گُلِ پژمُردہ 73
23 سید کی لوحِ تُربت 74
24 ماہِ نو 76
25 انسان اور بزمِ قدرت 77
26 پیامِ صبح 79
27 عشق اور موت 80
28 زُہد اور رِندی 83
29 شاعر 87
30 دِل 88
31 موجِ دریا 89
32 رُخصت اے بزمِ جہاں! 90

33 طفل شیر خوار 94
34 تصویر درد 96
35 نالۂ فراق 107
36 چاند 109
37 بلالؓ 111
38 سرگزشت آدم 113
39 ترانۂ ہندی 116
40 جگنو 118
41 صبح کا ستارہ 120
42 ہندوستانی بچوں کا قومی گیت 122
43 نیا شوالا 123
44 داغؔ 124
45 اَبر 127
46 ایک پرندہ اور جگنو 128
47 بچہ اور شمع 129
48 کنار راوی 131
49 التجائے مسافر 133

غزلیات

1 گلزار ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ 136
2 نہ آتے، ہمیں اس میں تکرار کیا تھی 137

3 عجب واعظ کی دیں داری ہے یارب! 138
4 لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے 138
5 کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا 140
6 انوکھی وضع ہے، سارے زمانے سے نرالے ہیں 141
7 ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی 143
8 کہوں کیا آرزوئے بے دلی مجھ کو کہاں تک ہے 144
9 جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں، زمینوں میں 146
10 ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں 149
11 کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے 150
12 سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں 151
13 مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے 153

حصہ دوم

(۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک)

1 محبت 156
2 حقیقتِ حُسن 159
3 پیام 160
4 سوامی رام تیرتھ 161
5 طلبۂ علی گڑھ کالج کے نام 163
6 اخترِ صبح 164

7 حُسن و عشق 165
8 ــــــــ کی گود میں بلّی دیکھ کر 167
9 کلی 169
10 چاند اور تارے 170
11 وصال 171
12 سُلیمیٰ 173
13 عاشق ہرجائی 174
14 کوشش ناتمام 178
15 نوائے غم 179
16 عشرتِ امروز 180
17 انسان 182
18 جلوۂ حُسن 183
19 ایک شام 184
20 تنہائی 185
21 پیامِ عشق 185
22 فراق 187
23 عبدالقادر کے نام 188
24 صقلیہ 190

غزلیات

1 زندگی انساں کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں 193

2 الٰہی عقل خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھادے 194
3 زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا 195
4 چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں 197
5 یوں تو اے بزمِ جہاں! دلکش تھے ہنگامے ترے 199
6 مثالِ پرتوِ طوفِ جام کرتے ہیں 200
7 زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا 201

حصہ سوم

(۱۹۰۸ء سے ------)

1 بلادِ اسلامیہ 206
2 ستارہ 209
3 دو ستارے 210
4 گورستانِ شاہی 210
5 نمودِ صبح 217
6 تضمین بر شعر انیسی شاملو 219
7 فلسفۂ غم 221
8 پھول کا تحفہ عطا ہونے پر 224
9 ترانۂ ملّی 225
10 وطنیت 227
11 ایک حاجی مدینے کے راستے میں 229
12 قطعہ (کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبی ﷺ پہ ---) 230

13 شکوہ 231
14 چاند 242
15 رات اور شاعر 243
16 بزمِ انجم 245
17 سیرِ فلک 247
18 نصیحت 249
19 رام 251
20 موٹر 252
21 انسان 253
22 خطاب بہ جوانانِ اسلام 254
23 غرّۂ شوال یا ہلالِ عید 257
24 شمع اور شاعر 259
25 مُسلم 274
26 حضورِ رسالت مآب ﷺ میں 276
27 شفاخانۂ حجاز 277
28 جوابِ شکوہ 279
29 ساقی 291
30 تعلیم اور اس کے نتائج 291
31 قُربِ سلطان 292
32 شاعر 294
33 نویدِ صبح 296
34 دُعا 297

35 عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں 299
36 فاطمہ بنتِ عبداللہ 300
37 شبنم اور ستارے 302
38 محاصرۂ ادرنہ 303
39 غلام قادر رُہیلہ 305
40 ایک مکالمہ 308
41 میں اور تو 309
42 تضمین بر شعر ابو طالب کلیم 310
43 بیکسی و حالی 312
44 اِرتقا 314
45 صدیقؓ 315
46 تہذیبِ حاضر 317
47 والدہ مرحومہ کی یاد میں 319
48 شعاعِ آفتاب 333
49 عُرفی 334
50 ایک خط کے جواب میں 336
51 نانک 337
52 کُفر و اسلام 339
53 بلالؓ 340
54 مسلمان اور تعلیمِ جدید 342
55 پھُولوں کی شہزادی 344
56 تضمین بر شعر صائبؔ 345

57 فردوس میں ایک مکالمہ 346
58 مذہب 349
59 جنگِ یرموک کا ایک واقعہ 350
60 مذہب 352
61 پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ 352
62 شبِ معراج 354
63 پھول 354
64 شیکسپیئر 356
65 میں اور تو 357
66 اسیری 359
67 دریوزۂ خلافت 360
68 ہمایوں 361
69 خضرِ راہ 362
70 طلوعِ اسلام 378

غزلیات

1 اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا 392
2 یہ سرودِ قمری و بلبل فریبِ گوش ہے 393
3 نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی 394
4 پردہ چہرے سے اُٹھا، انجمن آرائی کر 396
5 پھر بادِ بہار آئی، اقبالؔ غزل خواں ہو 397

6 کبھی اے حقیقتِ مُنتظَر! نظر آ لباسِ مجاز میں 398
7 تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا 400
8 گرچہ تو زندانی اسباب ہے 401

ظریفانہ

1 مشرق میں اصولِ دِین بن جاتے ہیں 402
2 لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی 402
3 شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں 402
4 یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند! 403
5 تعلیمِ مغربی ہے بہت جُرأت آفریں 403
6 کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست 404
7 تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ! 404
8 اِنتہا بھی اس کی ہے؟ آخر خریدیں کب تلک 404
9 ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے 405
10 'اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے' 405
11 ہاتھوں سے اپنے دامنِ دُنیا نکل گیا 406
12 وہ مِس بولی، ارادہ خودکُشی کا جب کیا میں نے 406
13 ناداں تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر 407
14 ہندوستاں میں جُزوِ حکومت ہیں کونسلیں 407
15 ممبری امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں 408
16 دلیلِ مہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہو گی 408
17 فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ 409

18 دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک 409
19 گائے اک روز ہوئی اُونٹ سے یوں گرمِ سخن 410
20 رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے 412
21 یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر 412
22 جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست 412
23 محنت و سرمایہ دُنیا میں صف آرا ہو گئے 413
24 شام کی سرحد سے رُخصت ہے وہ رندِ لم یزل 413
25 تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز 414
26 اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں 415
27 کارخانے کا ہے مالک مَردکِ ناکردہ کار 415
28 سُنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں 415
29 مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے 416

دیباچہ

شیخ عبدالقادر بیرسٹر ایٹ لاء سابق مدیر "مخزن"

کسے خبر تھی کہ غالبؔ مرحوم کے بعد ہندوستان میں پھر کوئی ایسا شخص پیدا ہو گا جو اُردو شاعری کے جسم میں ایک نئی روح پھونک دے گا اور جس کی بدولت غالبؔ کا بے نظیر تخیل اور نرالا انداز بیان پھر وجود میں آئیں گے اور ادب اُردو کے فروغ کا باعث ہوں گے: مگر زبان اُردو کی خوش اقبالی دیکھیے کہ اس زمانے میں اقبالؔ سا شاعر اسے نصیب ہوا جس کے کلام کا سکہ ہندوستان بھر کی اُردو داں دُنیا کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے اور جس کی شہرت روم و ایران بلکہ فرنگستان تک پہنچ گئی ہے۔

غالبؔ اور اقبالؔ میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ اگر میں تناسخ کا قائل ہوتا تو ضرور کہتا کہ مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کو اُردو اور فارسی کی شاعری سے جو عشق تھا، اُس نے اُن کی روح کو عدم میں جا کر بھی چین نہ لینے دیا اور مجبور کیا کہ وہ پھر کسی جسد خاکی میں جلوہ افروز ہو کر شاعری کے چمن کی آبیاری کرے: اور اُس نے پنجاب کے ایک گوشے میں جسے سیالکوٹ کہتے ہیں، دوبارہ جنم لیا اور محمد اقبال نام پایا۔

جب شیخ محمد اقبال کے والد بزرگوار اور ان کی پیاری ماں ان کا نام تجویز کر رہے ہوں گے تو قبول دُعا کا وقت ہو گا کہ اُن کا دیا ہوا نام اپنے پورے معنوں میں صحیح ثابت ہوا اور اُن کا اقبال مند بیٹا

ہندوستان میں تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر انگلستان پہنچا، وہاں کیمبرج میں کامیابی سے وقت ختم کر کے جرمنی گیا اور علمی دنیا کے اعلیٰ مدارج طے کر کے واپس آیا۔ شیخ محمد اقبال نے یورپ کے قیام کے زمانے میں بہت سی فارسی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس مطالعے کا خلاصہ ایک محققانہ کتاب کی صورت میں شائع کیا جسے فلسفۂ ایران کی مختصر تاریخ کہنا چاہیے۔ اسی کتاب کو دیکھ کر جرمنی والوں نے شیخ محمد اقبال کو ڈاکٹر کا علمی درجہ دیا۔ سرکار انگریزی کو، جس کے پاس مشرقی زبانوں اور علوم کی نسبت براہِ راست اطلاع کے ذرائع کافی نہیں، جب ایک عرصے کے بعد معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی شاعری نے عالم گیر شہرت پیدا کر لی ہے تو اس نے بھی ازراہ قدردانی سر کا ممتاز خطاب انھیں عطا کیا۔ اب وہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے نام سے مشہور ہیں لیکن ان کا نام جس میں یہ لطف خداداد ہے کہ نام کا نام ہے اور تخلص کا تخلص، ان کی ڈاکٹری اور سری سے زیادہ مشہور اور مقبول ہے۔

سیالکوٹ میں ایک کالج ہے جس میں علمائے سلف کی یادگار اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے ایک بزرگ مولوی سید میر حسنؔ☆ صاحب علومِ مشرقی کا درس دیتے ہیں۔ حال میں انھیں گورنمنٹ سے خطاب شمس العلما بھی ملا ہے۔ ان کی تعلیم کا یہ خاصہ ہے کہ جو کوئی ان سے فارسی یا عربی سیکھے، اُس کی طبیعت میں اُس زبان کا صحیح مذاق پیدا کر دیتے ہیں۔ اقبالؔ کو بھی اپنی ابتدائے عمر میں مولوی سید میر حسن سا استاد ملا۔ طبیعت میں علم ادب سے مناسبت قدرتی طور پر موجود تھی۔ فارسی اور عربی کی تحصیل مولوی صاحب موصوف سے کی۔ سونے پر سہاگا ہو گیا۔ ابھی اسکول ہی میں پڑھتے تھے کہ کلام موزوں زبان سے نکلنے لگا۔ پنجاب میں اُردو کا رواج اس قدر ہو گیا تھا کہ ہر شہر میں زباں دانی اور شعر و شاعری کا چرچا کم و بیش موجود تھا۔ سیالکوٹ میں بھی شیخ محمد اقبال کی طالب علمی کے دنوں میں ایک چھوٹا سا مشاعرہ ہوتا تھا۔ اُس کے لیے اقبالؔ نے کبھی کبھی غزل لکھنی شروع کر دی۔ شعرائے اُردو میں اُن دنوں نواب مرزا خاں صاحب داغؔ دہلوی کا بہت شہرہ تھا اور نظام دکن کے استاد ہونے سے اُن کی شہرت اور بھی بڑھ گئی تھی۔ لوگ، جو اُن کے پاس جا نہیں سکتے تھے، خط و کتابت کے ذریعے دُور ہی سے اُن سے شاگردی کی نسبت پیدا کرتے تھے۔ غزلیں ڈاک میں اُن کے پاس جاتی تھیں اور وہ اصلاح کے بعد واپس بھیجتے تھے۔ پچھلے زمانے میں

☆ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء کو حضرت کا وصال ہو گیا ہے۔

جب ڈاک کا یہ انتظام نہ تھا، کسی شاعر کو اتنے شاگرد کیسے میسّر آسکتے تھے۔ اب اس سہولت کی وجہ سے یہ حال تھا کہ سیکڑوں آدمی اُن سے غائبانہ تلمذ رکھتے تھے اور اُنھیں اس کام کے لیے ایک عملہ اور محکمہ رکھنا پڑتا تھا۔ شیخ محمد اقبال نے بھی اُنھیں خط لکھا اور چند غزلیں اصلاح کے لیے بھیجیں۔ اس طرح اقبالؔ کو اُردو زباں دانی کے لیے بھی ایسے استاد سے نسبت پیدا ہُوئی جو اپنے وقت میں زبان کی خوبی کے لحاظ سے فنِ غزل میں یکتا سمجھا جاتا تھا۔ گو اس ابتدائی غزل گوئی میں وہ باتیں تو موجود نہ تھیں جن سے بعد ازاں کلامِ اقبال نے شُہرت پائی، مگر جنابِ داغؔ پہچان گئے کہ پنجاب کے ایک دُور اُفتادہ ضلع کا یہ طالب علم کوئی معمولی غزل گو نہیں۔ اُنھوں نے جلد کہہ دیا کہ کلام میں اصلاح کی گنجائش بہت کم ہے، اور یہ سلسلہ تلمذ کا بہت دیر قائم نہیں رہا۔ البتہ اس کی یاد دونوں طرف رہ گئی۔ داغؔ کا نام اُردو شاعری میں ایسا پایہ رکھتا ہے کہ اقبالؔ کے دل میں داغؔ سے اس مختصر اور غائبانہ تعلق کی بھی قدر ہے اور اقبالؔ نے داغؔ کی زندگی ہی میں قبولِ عام کا وہ درجہ حاصل کر لیا تھا کہ داغؔ مرحوم اس بات پر فخر کرتے تھے کہ اقبالؔ بھی اُن لوگوں میں شامل ہے جن کے کلام کی اُنھوں نے اصلاح کی۔ مجھے خود دکن میں اُن سے ملنے کا اتفاق ہُوا اور مَیں نے خود ایسے فخریہ کلمات اُن کی زبان سے سُنے۔

سیالکوٹ کے کالج میں ایف اے کے درجے تک تعلیم تھی۔ بی اے کے لیے شیخ محمد اقبالؔ کو لاہور آنا پڑا۔ اُنھیں علمِ فلسفہ کی تحصیل کا شوق تھا اور اُنھیں لاہور کے اساتذہ میں ایک نہایت شفیق استاد مِلا جس نے فلسفے کے ساتھ اُن کی مناسبت دیکھ کر انھیں خاص توجہ سے پڑھانا شروع کیا۔ پروفیسر آرنلڈ صاحب، جو اب سر ٹامس آرنلڈ ہو گئے ہیں اور انگلستان میں مقیم ہیں، غیر معمولی قابلیت کے شخص ہیں۔ قُوتِ تحریر اُن کی بہت اچھی ہے اور وہ علمی جُستجو اور تلاش کے طریقِ جدید سے خوب واقف ہیں۔ اُنھوں نے چاہا کہ اپنے شاگرد کو اپنے مذاق اور اپنے طرزِ عمل سے حصہ دیں، اور وہ اس ارادے میں بہت کچھ کامیاب ہُوئے۔ پہلے اُنھوں نے علی گڑھ کالج کی پروفیسری کے زمانے میں اپنے دوست مولانا شبلی مرحوم کے مذاقِ علمی کے پُختہ کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اب اُنھیں یہاں ایک اور جوہر قابل نظر آیا جس کے چمکانے کی آرزو اُن کے دل میں پیدا ہُوئی۔ اور جو دوستی اور محبت استاد اور شاگرد میں پہلے دن سے پیدا ہُوئی، وہ آخر تک شاگرد کو

استاد کے پیچھے پیچھے انگلستان لے گئی اور وہاں یہ رشتہ اور بھی مضبوط ہو گیا، اور آج تک قائم ہے۔ آرنلڈ خوش ہے کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور میرا شاگرد علمی دنیا میں میرے لیے بھی باعثِ شہرت افزائی ہُوا اور اقبال معترف ہے کہ جس مذاق کی بنیاد سیّد میر حسن نے ڈالی تھی اور جسے درمیان میں داغؔ کے غائبانہ تعارف نے بڑھایا تھا، اُس کے آخری مرحلے آرنلڈ کی شفیقانہ رہبری سے طے ہُوئے۔

اقبال کو اپنی علمی منازل طے کرنے میں اچھے اچھے رہبر مِلے اور بڑے بڑے علما سے سابقہ پڑا۔ ان لوگوں میں کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر میک ٹیگرٹ، براؤن، نکلسن اور سارلی قابلِ ذکر ہیں۔ پروفیسر نکلسن تو ہمارے شکریے کے خاص طور پر مستحق ہیں کیونکہ اُنھوں نے اقبالؔ کی مشہور فارسی نظم ''اسرارِ خودی'' کا انگریزی ترجمہ کر کے اور اُس پر دیباچہ اور حواشی لکھ کر یورپ اور امریکہ کو اقبالؔ سے رُوشناس کیا۔ اسی طرح ہندوستان کی علمی دنیا میں جتنے نامور اُس زمانے میں موجود تھے مثلاً مولانا شبلی مرحوم، مولانا حالیؔ مرحوم، اکبر مرحوم سب سے اقبالؔ کی مُلاقات اور خط و کتابت رہی اور اُن کے اثرات اقبالؔ کے کلام پر اور اقبال کا اثر اُن کی طبائع پر پڑتا رہا۔ مولانا شبلی نے بہت سے خطوط میں اور حضرت اکبر نے نہ صرف خطوں میں بلکہ بہت سے اشعار میں اقبال کے کمال کا اعتراف کیا ہے، اور اقبال نے اپنی نظم میں ان باکمالوں کی جا بجا تعریف کی ہے۔

ابتدائی مشق کے دنوں کو چھوڑ کر اقبالؔ کا اُردو کلام بیسویں صدی کے آغاز سے کچھ پہلے شروع ہوتا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے غالباً دو تین سال پہلے میں نے اُنھیں پہلی مرتبہ لاہور کے ایک مشاعرے میں دیکھا۔ اس بزم میں ان کو ان کے چند ہم جماعت کھینچ کر لے آئے اور انھوں نے کہہ سُن کر ایک غزل بھی پڑھوائی۔ اس وقت تک لاہور میں لوگ اقبال سے واقف نہ تھے۔ چھوٹی سی غزل تھی۔ سادہ سے الفاظ۔ زمین بھی مشکل نہ تھی۔ مگر کلام میں شوخی اور بے ساختہ پن موجود تھا۔ بہت پسند کی گئی۔ اس کے بعد دو تین مرتبہ پھر اسی مشاعرے میں انھوں نے غزلیں پڑھیں اور لوگوں کو معلوم ہُوا کہ ایک ہونہار شاعر میدان میں آیا ہے۔ مگر یہ شہرت پہلے پہلے لاہور کے کالجوں کے طلبہ اور بعض ایسے لوگوں تک محدود رہی جو تعلیمی مشاغل سے تعلق رکھتے تھے۔ اتنے میں ایک ادبی مجلس قائم ہُوئی جس میں مشاہیر شریک ہونے لگے اور نظم و نثر کے مضامین کی اس میں

مانگ ہُوئی۔ شیخ محمد اقبال نے اس کے ایک جلسے میں اپنی وہ نظم جس میں کوہِ ہمالہ سے خطاب ہے، پڑھ کر سُنائی۔ اس میں انگریزی خیالات تھے اور فارسی بندشیں۔ اس پر خوبی یہ کہ وطن پرستی کی چاشنی اس میں موجود تھی۔ مذاقِ زمانہ اور ضرورتِ وقت کے موافق ہونے کے سبب بہت مقبول ہُوئی اور کئی طرف سے فرمائشیں ہونے لگیں کہ اسے شائع کیا جائے، مگر شیخ صاحب یہ عُذر کر کے کہ ابھی نظرِ ثانی کی ضرورت ہے، اُسے اپنے ساتھ لے گئے اور وہ اُس وقت چھپنے نہ پائی۔ اس بات کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میں نے ادبِ اُردو کی ترقی کے لیے رسالہ 'مخزن' جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس اثنا میں شیخ محمد اقبال سے میری دوستانہ ملاقات پیدا ہو چکی تھی۔ میں نے ان سے وعدہ لیا کہ اس رسالے کے حصۂ نظم کے لیے وہ نئے رنگ کی نظمیں مجھے دیا کریں گے۔ پہلا رسالہ شائع ہونے کو تھا کہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کوئی نظم مانگی۔ انھوں نے کہا ابھی کوئی نظم تیار نہیں ۔ میں نے کہا 'ہمالہ' والی نظم دے دیجیے اور دُوسرے مہینے کے لیے کوئی اور لکھیے۔ انھوں نے اس نظم کے دینے میں پس و پیش کی کیونکہ انھیں یہ خیال تھا کہ اس میں کچھ خامیاں ہیں، مگر مَیں دیکھ چکا تھا کہ وہ بہت مقبول ہُوئی، اس لیے میں نے زبردستی وہ نظم ان سے لے لی اور 'مخزن' کی پہلی جلد کے پہلے نمبر میں، جو اپریل ۱۹۰۱ء میں نکلا، شائع کر دی۔ یہاں سے گویا اقبال کی اُردو شاعری کا پبلک طور پر آغاز ہُوا اور ۱۹۰۵ء تک، جب وہ ولایت گئے، یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس عرصے میں وہ عموماً 'مخزن' کے ہر نمبر کے لیے کوئی نہ کوئی نظم لکھتے تھے اور جُوں جُوں لوگوں کو ان کی شاعری کا حال معلوم ہوتا گیا، جا بجا مختلف رسالوں اور اخباروں سے فرمائشیں آنے لگیں اور انجمنیں اور مجالس درخواستیں کرنے لگیں کہ اُن کے سالانہ جلسوں میں لوگوں کو وہ اپنے کلام سے محظوظ کریں۔ شیخ صاحب اُس وقت طالب علمی سے فارغ ہو کر گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہو گئے تھے اور دن رات علمی صحبتوں اور مشاغل میں بسر کرتے تھے۔ طبیعت زوروں پر تھی، شعر کہنے کی طرف جس وقت مائل ہوتے تو غضب کی آمد ہوتی تھی۔ ایک ایک نشست میں بے شمار شعر ہو جاتے تھے۔ ان کے دوست اور بعض طالب علم جو پاس ہوتے، پنسل کاغذ لے کر لکھتے جاتے اور وہ اپنی دُھن میں کہتے جاتے۔ میں نے اُس زمانے میں انھیں کبھی کاغذ قلم لے کر فکرِ سخن کرتے نہیں دیکھا۔ موزُوں الفاظ کا ایک دریا بہتا یا ایک چشمہ اُبلتا معلوم ہوتا تھا۔ ایک خاص کیفیت رِقّت کی عموماً ان پر طاری ہوتی تھی۔ اپنے اشعار سُریلی آواز میں ترنّم سے پڑھتے تھے، خود وجد کرتے اور دُوسروں کو وجد میں لاتے تھے۔ یہ

عجیب خصوصیت ہے کہ حافظہ ایسا پایا ہے کہ جتنے شعر اس طرح زبان سے نکلیں، اگر وہ ایک مسلسل نظم کے ہوں تو سب کے سب دُوسرے وقت اور دُوسرے دن اُسی ترتیب سے حافظے میں محفوظ ہوتے ہیں جس ترتیب سے وہ کہے گئے تھے، اور درمیان میں خود وہ اُنھیں قلمبند بھی نہیں کرتے۔ مجھے بہت سے شعرا کی ہم نشینی کا موقع ملا ہے اور بعض کو میں نے شعر کہتے بھی دیکھا اور سُنا ہے، مگر یہ رنگ کسی اور میں نہیں دیکھا۔ اقبال کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ بایں ہمہ موزونی طبع وہ حسبِ فرمائش شعر کہنے سے قاصر ہے۔ جب طبیعت خود مائل نظم ہو تو جتنے شعر چاہے کہہ دے مگر یہ کہ ہر وقت اور ہر موقع پر حسب فرمائش وہ کچھ لکھ سکے، یہ قریب قریب ناممکن ہے۔ اسی لیے جب ان کا نام نکلا اور فرمائشوں کی بھرمار ہوئی تو انھیں اکثر فرمائشوں کی تعمیل سے انکار ہی کرنا پڑا۔ اسی طرح انجمنوں اور مجالس کو بھی وہ عموماً جواب ہی دیتے رہے۔ فقط لاہور کی انجمن حمایت اسلام کو بعض وجوہ کے سبب یہ موقع ملا کہ اس کے سالانہ جلسوں میں کئی سال متواتر اقبالؔ نے اپنی نظم سُنائی جو خاص اُسی جلسے کے لیے لکھی جاتی تھی اور جس کی فکر وہ پہلے سے کرتے رہتے تھے۔

اوّل اوّل جو نظمیں جلسۂ عام میں پڑھی جاتی تھیں، تحت اللفظ پڑھی جاتی تھیں، اور اس طرز میں بھی ایک لطف تھا۔ مگر بعض دوستوں نے ایک مرتبہ جلسۂ عام میں شیخ محمد اقبال سے بہ اصرار کہا کہ وہ نظم ترنّم سے پڑھیں۔ ان کی آواز قدرتاً بلند اور خوش آئند ہے۔ طرزِ ترنّم سے بھی خاصے واقف ہیں۔ ایسا سماں بندھا کہ سکوت کا عالم چھا گیا اور لوگ جھومنے لگے۔ اس کے دو نتیجے ہوئے۔ ایک تو یہ کہ ان کے لیے تحت اللفظ پڑھنا مشکل ہو گیا، جب کبھی پڑھیں لوگ اصرار کرتے ہیں کہ لَے سے پڑھا جائے، اور دُوسرا یہ کہ پہلے تو خواص ہی ان کے کلام کے قدردان تھے اور اس کو سمجھ سکتے تھے، اس کشش کے سبب عوام بھی کھنچ آئے۔ لاہور میں جلسۂ حمایت اسلام میں جب اقبالؔ کی نظم پڑھی جاتی ہے تو دس دس ہزار آدمی ایک وقت میں جمع ہوتے ہیں اور جب تک نظم پڑھی جائے، لوگ دم بخود بیٹھے رہتے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں وہ بھی محو اور جو نہیں سمجھتے وہ بھی محو ہوتے ہیں۔

۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک اقبال کی شاعری کا ایک دُوسرا دور شروع ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جو انھوں نے یورپ میں بسر کیا۔ گو وہاں انھیں شاعری کے لیے نسبتہً کم وقت ملا اور ان نظموں کی

تعداد جو وہاں کے قیام میں لِکھی گئیں، تھوڑی ہے مگر ان میں ایک خاص رنگ وہاں کے مشاہدات کا نظر آتا ہے۔ اُس زمانے میں دو بڑے تغیر ان کے خیالات میں آئے۔ ان تین سالوں میں سے دو سال ایسے تھے جن میں میرا بھی وہیں قیام تھا اور اکثر ملاقات کے موقعے ملتے رہتے تھے۔ ایک دن شیخ محمد اقبال نے مجھ سے کہا کہ ان کا ارادہ مصمّم ہو گیا ہے کہ وہ شاعری کو ترک کر دیں اور قسم کھالیں کہ شعر نہیں کہیں گے اور جو وقت شاعری میں صَرف ہوتا ہے، اُسے کسی اور مفید کام میں صَرف کریں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ ان کی شاعری ایسی شاعری نہیں ہے جسے ترک کرنا چاہیے بلکہ ان کے کلام میں وہ تاثیر ہے جس سے ممکن ہے کہ ہماری درماندہ قوم اور ہمارے کم نصیب مُلک کے امراض کا علاج ہو سکے، اس لیے ایسی مفید خداداد طاقت کو بیکار کرنا درست نہ ہوگا۔ شیخ صاحب کچھ قائل ہوئے، کچھ نہ ہوئے اور یہ قرار پایا کہ آرنلڈ صاحب کی رائے پر آخری فیصلہ چھوڑا جائے۔ اگر وہ مجھ سے اتفاق کریں تو شیخ صاحب اپنے ارادۂ ترکِ شعر کو بدل دیں اور اگر وہ شیخ صاحب سے اتفاق کریں تو ترکِ شعر اختیار کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علمی دنیا کی خوش قسمتی تھی کہ آرنلڈ صاحب نے مجھ سے اتفاقِ رائے کیا اور فیصلہ یہی ہوا کہ اقبالؔ کے لیے شاعری کو چھوڑنا جائز نہیں اور جو وقت وہ اس شغل کی نذر کرتے ہیں، وہ ان کے لیے بھی مفید ہے اور ان کے مُلک و قوم کے لیے بھی مفید ہے۔ ایک تغیر جو ہمارے شاعر کی طبیعت میں آیا تھا، اس کا تو یوں خاتمہ ہوا مگر دُوسرا تغیر ایک چھوٹے سے آغاز سے ایک بڑے انجام تک پہنچا یعنی اقبال کی شاعری نے فارسی زبان کو اُردو زبان کی جگہ اپنا ذریعۂ اظہارِ خیال بنالیا۔

فارسی میں شعر کہنے کی رغبت اقبالؔ کی طبیعت میں کئی اسباب سے پیدا ہوئی ہو گی، اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنی کتاب حالاتِ تصوف کے متعلق لِکھنے کے لیے جو کتب بینی کی، اُس کو بھی ضرور اس تغیر مذاق میں دخل ہوگا۔ اس کے علاوہ جوں جوں اُن کا مطالعہ علمِ فلسفہ کے متعلق گہرا ہوتا گیا اور دقیق خیالات کے اظہار کو جی چاہا تو انھوں نے دیکھا کہ فارسی کے مقابلے میں اُردو کا سرمایہ بہت کم ہے اور فارسی میں کئی فقرے اور جُملے سانچے میں ڈھلے ہوئے ایسے مِلتے ہیں جن کے مطابق اُردو میں فقرے ڈھالنے آسان نہیں، اس لیے وہ فارسی کی طرف مائل ہو گئے۔ مگر بظاہر جس چھوٹے سے واقعے سے ان کی فارسی گوئی کی ابتدا ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک

دوست کے ہاں مدعو تھے جہاں ان سے فارسی اشعار سُنانے کی فرمائش ہُوئی اور پُوچھا گیا کہ وہ فارسی شعر بھی کہتے ہیں یا نہیں۔ انھیں اعتراف کرنا پڑا کہ انھوں نے سوائے ایک آدھ شعر کبھی کہنے کے فارسی لکھنے کی کوشش نہیں کی۔ مگر کچھ ایسا وقت تھا اور اس فرمائش نے ایسی تحریک ان کے دل میں پیدا کی کہ دعوت سے واپس آکر بستر پر لیٹے ہُوئے، باقی وقت وہ شاید فارسی اشعار کہتے رہے اور صبح اُٹھتے ہی جو مجھ سے ملے تو دو تازہ غزلیں فارسی میں تیار تھیں جو انھوں نے زبانی مجھے سُنائیں۔ ان غزلوں کے کہنے سے انھیں اپنی فارسی گوئی کی قوّت کا حال معلوم ہُوا جس کا پہلے انھوں نے اس طرح امتحان نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد ولایت سے واپس آنے پر گو کبھی کبھی اُردو کی نظمیں بھی کہتے تھے مگر طبیعت کا رُخ فارسی کی طرف ہو گیا۔ یہ ان کی شاعری کا تیسرا دَور ہے جو ۱۹۰۸ء کے بعد شروع ہُوا اور جو اب تک چل رہا ہے۔ اس عرصے میں اُردو نظمیں بھی بہت سی ہُوئیں اور اچھی اچھی، جن کی دُھوم مچ گئی۔ مگر اصل کام جس کی طرف وہ متوجہ ہو گئے، وہ ان کی فارسی مثنوی ''اَسرارِ خودی'' تھی۔ اس کا خیال دیر تک ان کے دماغ میں رہا اور رفتہ رفتہ دماغ سے صفحۂ قرطاس پر اُترنے لگا، اور آخر ایک مستقل کتاب کی صورت میں ظہور پذیر ہوا جس سے اقبالؔ کا نام ہندوستان سے باہر بھی مشہور ہو گیا۔

فارسی میں اقبال کے قلم سے تین کتابیں اس وقت تک نکلی ہیں: ''اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور پیامِ مشرق''۔ ایک سے ایک بہتر! پہلی کتاب سے دُوسری میں زبان زیادہ سادہ اور عام فہم ہو گئی ہے اور تیسری دُوسری سے زیادہ سلیس ہے۔ جو لوگ اقبالؔ کے اُردو کلام کے دلدادہ ہیں، وہ فارسی نظموں کو دیکھ کر مایوس ہُوئے ہوں گے۔ مگر انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ فارسی نے وہ کام کیا جو اُردو سے نہیں ہو سکتا تھا۔ تمام اسلامی دنیا میں جہاں فارسی کم و بیش متداول ہے، اقبالؔ کا کلام اس ذریعے سے پہنچ گیا اور اس میں ایسے خیالات تھے جن کی ایسی وسیع اشاعت ضروری تھی، اور اسی وسیلے سے یورپ اور امریکہ والوں کو ہمارے ایسے قابلِ قدر مصنّف کا حال معلوم ہُوا۔ ''پیامِ مشرق'' میں ہمارے مصنّف نے یورپ کے ایک نہایت بلند پایہ شاعر گوئٹے کے ''سلامِ مغرب'' کا جواب لکھا ہے اور اس میں نہایت حکیمانہ خیالات کا اظہار بہت خوب صورتی سے کیا گیا ہے۔ اس کے اشعار میں بعض بڑے بڑے عُقدے حل ہُوئے ہیں جو پہلے آسان طریق سے بیان نہیں ہوئے

تھے۔ مدّت سے بعض رسائل اور اخبارات میں ڈاکٹر محمد اقبال کو "ترجمانِ حقیقت" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور ان کتابوں کے خاص خاص اشعار سے ثابت ہے کہ وہ اس لقب سے ملقّب ہونے کے مستحق ہیں، اور جس کسی نے یہ لقب ان کے لیے پہلے وضع کیا ہے، اُس نے کوئی مبالغہ نہیں کیا۔

فارسی گوئی کا ایک اثر اقبالؔ کے اُردو کلام پر یہ ہُوا ہے کہ جو نظمیں اُردو میں دورِ سوم میں لکھی گئیں ہیں، اُن میں سے اکثر میں فارسی ترکیبیں اور فارسی بندشیں پہلے سے بھی زیادہ ہیں اور بعض جگہ فارسی اشعار پر تضمین کی گئی ہے۔ گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشہبِ قلم جو فارسی کے میدان میں گامزن ہے، اُس کی باگ کسی قدر تکلّف کے ساتھ اُردو کی طرف موڑی جا رہی ہے۔

اقبالؔ کا اُردو کلام جو وقتاً فوقتاً ۱۹۰۱ء سے لے کر آج تک رسالوں اور اخباروں میں شائع ہوا اور انجمنوں میں پڑھا گیا، اُس کے مجموعے کی اشاعت کے بہت لوگ خواہاں تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے احباب بارہا تقاضا کرتے تھے کہ اُردو کلام کا مجموعہ شائع کیا جائے مگر کئی وجوہات سے آج تک مجموعۂ اُردو شائع نہیں ہو سکا تھا۔ خدا کا شُکر ہے کہ آخر اب شائقینِ کلامِ اُردو کی یہ دیرینہ آرزو بَر آئی اور اقبالؔ کی اُردو نظموں کا مجموعہ شائع ہوتا ہے جو دو سو بانوے صفحوں پر مشتمل ہے اور تین حصوں پر منقسم ہے۔۔۔۔ حِصّہ اوّل میں ۱۹۰۵ء تک کی نظمیں ہیں، حِصّہ دوم میں ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک کی اور حِصّہ سوم میں ۱۹۰۸ء سے لے کر آج تک کا اُردو کلام ہے، یہ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اُردو میں آج تک کوئی ایسی کتاب اشعار کی موجود نہیں ہے جس میں خیالات کی یہ فراوانی ہو اور اس قدر مطالب و معانی یکجا ہوں۔ اور کیوں نہ ہو، ایک صدی کے چہارم حصّے کے مطالعے اور تجربے اور مشاہدے کا نچوڑ اور سیر و سیاحت کا نتیجہ ہے۔ بعض نظموں میں ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرع ایسا ہے کہ اُس پر ایک مستقل مضمون لِکھا جا سکتا ہے۔ یہ مختصر سا مضمون جو بطور دیباچہ لکھا گیا ہے، اس میں مختلف نظموں کی تنقید یا مختلف اوقات کی نظموں کے باہم مقابلے کی گُنجائش نہیں، اس کے لیے اگر ہو سکا تو میں کوئی اور موقع تلاش کروں گا۔ سر دست میں صاحبانِ ذوق کو مبارک باد دیتا ہُوں کہ اُردو کُلّیات اقبال اُن کے سامنے رسالوں اور گُلدستوں کے اوراقِ پریشاں سے نکل کر ایک مجموعۂ دل پذیر کی شکل میں جلوہ گر ہے، اور اُمید ہے کہ جو لوگ مُدّت سے اس کلام کو یکجا دیکھنے کے مشتاق تھے، وہ اس مجموعے کو شوق کی نگاہوں سے دیکھیں گے اور دل سے اس کی قدر کریں گے۔

آخر میں اُردو شاعری کی طرف سے مَیں یہ درخواست قابل مصنف سے کرتا ہوں کہ وہ اپنے دل و دماغ سے اُردو کو وہ حصّہ دیں جس کی وہ مستحق اور محتاج ہے۔ خود انھوں نے غالبؔ کی تعریف میں چند بند لکھے ہیں جن میں ایک شعر میں اُردو کی حالت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے

گیسوئے اُردو ابھی منّت پذیر شانہ ہے
شمع یہ سودائی دلسوزیِ پروانہ ہے

ہم ان کا یہ شعر پڑھ کر ان سے یہ کہتے ہیں کہ جس احساس نے یہ شعر ان سے نکلوایا تھا، اُس سے کام لے کر اب وہ پھر کچھ عرصے کے لیے گیسوئے اُردو کے سنوارنے کی طرف متوجہ ہوں اور ہمیں موقع دیں کہ ہم اسی مجموعہ اُردو کو جو اس قدر دیر کے بعد چھپا ہے، ایک دُوسرے کلّیاتِ اُردو کا پیش خیمہ سمجھیں۔

حصہ اول

(..... سنہ ۱۹۰۵ء تک)

ہمالہ

اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں

ایک جلوہ تھا کلیم طور سینا کے لیے
تو تجلی ہے سراپا چشم بینا کے لیے

امتحانِ دیدۂ ظاہر میں کوہستاں ہے تو
پاسباں اپنا ہے تو، دیوارِ ہندوستاں ہے تو

مطلعِ اول فلک جس کا ہو وہ دیواں ہے تو
سوئے خلوت گاہِ دل دامن کشِ انساں ہے تو

برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت تیرے سر
خندہ زن ہے جو کلاہِ مہر عالم تاب پر

تیری عمر رفتہ کی اک آن ہے عہد کہن
وادیوں میں ہیں تری کالی گھٹائیں خیمہ زن

ہمالہ: برصغیر پاک و ہند کا مشہور پہاڑ، ہمالیہ، پنجاب اور صوبہ سرحد کے شمال میں اور ریاست کشمیر میں جنوب مشرق سے شمال مغرب کی طرف اس کے کئی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں

فصیل: شہر کی چار دیواری

کشور: ملک

پیدا: ظاہر

دیرینہ روزی: بہت پرانے زمانے کا ہونا

جواں ہے: مُراد حالت جوں کی توں ہے

گردشِ شام و سحر: یعنی وقت کا چکر / گذرنے کا عمل

کلیم: مراد حضرت موسیٰؑ

طور سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا

سراپا: پورے طور پر

چشم بینا: مراد بصیرت والی آنکھ

دیدہ: آنکھ

ظاہر بیں: صرف اوپر اوپر دیکھنے والی

کوہستان: پہاڑ

پاسبان: حفاظت کرنے والا، چوکیدار

دیوار: مراد رکاوٹ جو دشمن سے حفاظت کی نشانی ہے

مَطلع اوّل: غزل کا پہلا شعر

سوئے خلوت گاہ: تنہائی کی جگہ کی طرف

دامن کش: مراد اپنی طرف توجہ دلانے والا

دستارِ فضیلت: بڑائی / عظمت کی پگڑی

خندہ زن ہے: مُراد مذاق اڑا رہی ہے

مہر: سورج

عالم تاب: دنیا کو روشن کرنے والا

عمر رفتہ: گذری ہوئی عمر / زندگی

عہد کہن: پرانا / قدیم زمانہ

خیمہ زن: خیمہ لگائے ہوئے / پڑاؤ ڈالے ہوئے

چوٹیاں تیری ثریا سے ہیں سرگرمِ سخن　　تو زمیں پر اور پہنائے فلک تیرا وطن

چشمہ دامن ترا آئینہ سیال ہے
دامن موجِ ہوا جس کے لیے رومال ہے

ابر کے ہاتھوں میں رہوارِ ہوا کے واسطے　　تازیانہ دے دیا برقِ سر کوہسار نے

اے ہمالہ کوئی بازی گاہ ہے تو بھی، جسے　　دستِ قدرت نے بنایا ہے عناصر کے لیے

ہائے کیا فرطِ طرب میں جھومتا جاتا ہے ابر
فیلِ بے زنجیر کی صورت اڑا جاتا ہے ابر

جُنبشِ موجِ نسیمِ صبح گہوارہ بنی　　جھومتی ہے نشۂ ہستی میں ہر گل کی کلی

یوں زبانِ برگ سے گویا ہے اس کی خامشی　　دستِ گل چیں کی جھٹک میں نے نہیں دیکھی کبھی

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا
کنجِ خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ مرا

ثریا: وہ ستارے جو آسمان پر گچھے کی صورت نظر آتے ہیں
سخن: بات / باتیں
پہنائے فلک: آسمان کا پھیلاؤ / وسعت
چشمہ دامن: وادی میں بہنے والا چشمہ
آئینۂ سیال: چلتا / بہتا ہوا آئینہ (شفاف پانی)
دامن: پلّو
موجِ ہوا: ہوا کی لہر
ابر: بادل
رہوارِ ہوا: ہوا کا گھوڑا
برق: بجلی
سر کوہسار: پہاڑ کے اوپر (والی)
بازی گاہ: کھیل کا میدان
دست: ہاتھ
ہائے: اس میں حیرانی کا اظہار ہے

فرطِ طرب: بیحد خوشی
فیل: ہاتھی
بے زنجیر: جسے زنجیر نہ ڈالی گئی ہو، کھلا
جُنبش: ہلنے کی حالت
موجِ نسیم صبح: صبح کی ہوا کی لہر
گہوارہ: جھولا جس میں بچوں کو سلاتے ہیں
جھومنا: خوشی یا مستی کی حالت میں سر اور ہاتھوں کو ہلانا
نشۂ ہستی: زندگی کی مستی
برگ: پتا، پتّی
گویا: بولنے والی
دستِ گل چیں: پھول توڑنے والے کا ہاتھ
جھٹک: ہاتھ مارنے کی حالت
کنج: کونہ
کاشانہ: ٹھکانا

آتی ہے ندی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی　　کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی
آئینہ سا شاہدِ قدرت کو دکھلاتی ہوئی　　سنگِ رہ سے گاہ بچتی، گاہ ٹکراتی ہوئی
چھیڑتی جا اس عراقِ دلنشیں کے ساز کو
اے مسافر! دل سمجھتا ہے تری آواز کو

لیلیٰ شب کھولتی ہے آ کے جب زلفِ رسا　　دامنِ دل کھینچتی ہے آبشاروں کی صدا
وہ خموشی شام کی جس پر تکلم ہو فدا　　وہ درختوں پر تفکر کا سماں چھایا ہوا
کانپتا پھرتا ہے کیا رنگِ شفق کہسار پر
خوشنما لگتا ہے یہ غازہ ترے رخسار پر

اے ہمالہ! داستاں اس وقت کی کوئی سنا　　مسکن آبائے انساں جب بنا دامن ترا
کچھ بتا اس سیدھی سادی زندگی کا ماجرا　　داغ جس پر غازۂ رنگِ تکلف کا نہ تھا
ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

فراز کوہ: پہاڑ کی چوٹی
کوثر و تسنیم: بہشت کی دو ندیوں کا نام
شاہدِ قدرت: قدرت کا محبوب مراد قدرت
سنگِ رہ: راستے کا پتھر
گاہ: کبھی
عراقِ دل نشیں: مراد دل میں اثر پیدا کرنے والا راگ
چھیڑنا: بجانا
لیلیِ شب: رات کی لیلیٰ
زلفِ رَسا: لمبی اور گھنی زلفیں، مراد رات کی تاریکی
دامنِ دل کھینچنا: دل کو خوب لبھانے کی حالت

تکلم: گفتگو، بولنا
تفکر: سوچ میں ڈوبے ہونے کی حالت
شفق: صبح اور شام کی سرخی، عموماً شام کی سرخی مراد ہوتی ہے
غازہ: سُرخی
رخسار: گال
مسکن: رہنے کی جگہ
آبائے انسان: انسان کے باپ دادا
رنگِ تکلف: بناوٹ کا رنگ
تصور: کسی چیز کی صورت کا ذہن میں آنا
گردشِ ایام: زمانے / دن رات کا چکر

گُلِ رنگیں

تو شناسائے خراشِ عُقدۂ مشکل نہیں
اے گُلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں

زیبِ محفل ہے، شریکِ شورشِ محفل نہیں
یہ فراغت بزمِ ہستی میں مجھے حاصل نہیں

اس چمن میں مَیں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو

توڑ لینا شاخ سے تجھ کو مرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشم صورت بیں نہیں

آہ! یہ دستِ جفا جو اے گُلِ رنگیں نہیں
کس طرح تجھ کو یہ سمجھاؤں کہ میں گل چیں نہیں

کام مجھ کو دیدۂ حکمت کے الجھیڑوں سے کیا
دیدۂ بلبل سے میں کرتا ہوں نظارہ ترا

سوزبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے
راز وہ کیا ہے ترے سینے میں جو مستور ہے

میری صورت تو بھی اک برگِ ریاضِ طور ہے
میں چمن سے دور ہوں، تو بھی چمن سے دور ہے

گل رنگیں: رنگدار پھول
عُقدۂ مشکل: مشکل کی گرہ
زیب محفل: بزم کو سجانے والا
شورش: رونق، ہنگامہ
ہستی: زندگی
سراپا: سر سے پاؤں تک
سوزوساز آرزو: مراد عشق کی تپش اور اس کی لذت
بے گدازِ آرزو: مراد آرزو کی لذت سے خالی
نظر: مراد نقطۂ نگاہ
چشم صورت بیں: ظاہر کو دیکھنے والی آنکھ
غیر: سوائے

دستِ جفاجو: سختی کرنے یعنی توڑنے والا ہاتھ
گل چیں: پھول توڑنے والا
کیاکام: کیاواسطہ / تعلق
دیدۂ حکمت: فلسفیانہ سوچ کی نگاہ
الجھیڑا: بکھیڑا، جھگڑا
سوزبان: بہت سی پتّیوں کو سوزبانیں کہا
مستور: چھپا ہوا
میری صورت: میری طرح
برگ: پھول کی پتّی
ریاض طور: طور کا باغ (جہاں موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا)

مطمئن ہے تو، پریشاں مثلِ بو رہتا ہوں میں
زخمیِ شمشیر ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں

یہ پریشانی مری سامانِ جمعیت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغِ خانۂ حکمت نہ ہو
ناتوانی ہی مری سرمایۂ قوت نہ ہو
رشکِ جامِ جم مرا آئینۂ حیرت نہ ہو
یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
توسنِ ادراکِ انساں کو خرام آموز ہے

عہدِ طفلی

تھے دیارِ نَو زمین و آسماں میرے لیے
وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لیے
تھی ہر اک جنبش نشانِ لطفِ جاں میرے لیے
حرفِ بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لیے
درد، طفلی میں اگر کوئی رلاتا تھا مجھے
شورشِ زنجیرِ در میں لطف آتا تھا مجھے

شمشیر: تلوار
ذوقِ جستجو: تلاش، مراد محبوب حقیقی کے حسن کو قدرتی نظاروں میں تلاش کرنے کی لذت
سامانِ جمعیت: اطمینان اور سکون کا سبب
جگر سوزی: دل کو جلانے کا عمل جو عشق کے سبب ہے
خانۂ حکمت: مراد فلسفیانہ سوچوں کا گھر
رشک: کسی کی خوبی دیکھ کر خود میں اس خوبی کی خواہش کرنا
جام جم: روایت ہے کہ ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں سے دنیا نظر آتی تھی
آئینہ حیرت: مراد حیرانی میں ڈوب جانے کی حالت
تلاش متصل: لگاتار یا مسلسل جستجو

توسن: گھوڑا
خرام آموز: ٹہلنا/ چلنا سکھانے والی

عہد طفلی: بچپن کا زمانہ
دیارِ نو: نئے نئے ملک / شہر
مادر: ماں
جنبش: ہلنے کی حالت
لطفِ جاں: روح کے لیے مزے کی بات
شورش: شور
زنجیرِ در: دروازے کی کنڈی

تکتے رہنا ہائے وہ پہروں تلک سوئے قمر
وہ پھٹے بادل میں بے آوازِ پا اس کا سفر
پوچھنا رہ رہ کے اس کے کوہ و صحرا کی خبر
اور وہ حیرت دروغِ مصلحت آمیز پر

آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائل گفتار تھا
دل نہ تھا میرا، سراپا ذوق استفسار تھا

مرزا غالب

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا
تھا سراپا روح تو، بزمِ سخن پیکر ترا
زیبِ محفل بھی رہا، محفل سے پنہاں بھی رہا

دید تیری آنکھ کو اس حسن کی منظور ہے
بن کے سوزِ زندگی ہر شے میں جو مستور ہے

پہروں تلک: بڑی دیر تک
سوئے قمر: چاند کی طرف
پھٹا بادل: ٹکڑیوں میں بٹا ہوا بادل کہ کہیں ہو اور کہیں نہ ہو
آوازِ پا: پاؤں کی چاپ
رہ رہ کے: گھڑی گھڑی، بار بار
کوہ: پہاڑ
دروغِ مصلحت آمیز: ایسا جھوٹ جس میں کوئی بھلائی ہو
وقفِ دید: دیکھنے میں مصروف
لب: ہونٹ
مائلِ گفتار: بولنے پر تیار
ذوقِ استفسار: سوال کرتے رہنے / پوچھتے رہنے کا لطف

مرزا غالب: اردو، فارسی کے مشہور شاعر (۱۷۹۷ء۔ ۱۸۶۹ء)

فکر: سوچ / غور کرنے کی قوت
روشن ہونا: ظاہر ہونا
مُرغِ تخیل: فکر اور خیالات کا پرندہ
رسائی: پہنچ
تا کجا: کہاں تک
بزمِ سخن: مراد شاعری
پیکر: جسم
زیبِ محفل: بزم سجانے والا، محفل کی رونق
دید: دیدار
اُس حسن: مراد محبوب حقیقی کا حسن
منظور: پیشِ نظر
سوزِ زندگی: زندگی کی حرارت
ہر شے: مراد کائنات کی ہر چیز میں
مستور: چھپا ہوا

محفلِ ہستی تری بربط سے ہے سرمایہ دار　　جس طرح ندی کے نغموں سے سکوتِ کوہسار
تیرے فردوسِ تخیل سے ہے قدرت کی بہار　　تیری کشتِ فکر سے اگتے ہیں عالم سبزہ وار
زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لبِ اعجاز پر　　محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر
شاہدِ مضموں تصدق ہے ترے انداز پر　　خندہ زن ہے غنچۂ دلّی گلِ شیراز پر
آہ! تُو اجڑی ہوئی دلّی میں آرامیدہ ہے
گلشنِ ویمر میں تیرا ہم نوا خوابیدہ ہے

لطفِ گویائی میں تیری ہمسری ممکن نہیں　　ہو تخیل کا نہ جب تک فکرِ کامل ہم نشیں
ہائے! اب کیا ہو گئی ہندوستاں کی سرزمیں　　آہ! اے نظارہ آموزِ نگاہ نکتہ بیں

محفلِ ہستی: وجود یعنی دنیا کی بزم
بربط: ایک قسم کا باجا، مراد شاعری
سرمایہ دار: مال دار، مالا مال
فردوسِ تخیل: تخیل کی جنت
کشت: کھیتی، فصل
عالم: دنیائیں، مراد نئے نئے مضامین
سبزہ وار: سبزے کی طرح
مضمر: چھپی ہوئی
شوخیِ تحریر: مراد دل میں اثر کرنے والے شگفتہ اشعار
تابِ گویائی: بولنے کی طاقت
نُطق: زبان
لبِ اعجاز: یعنی معجزہ کی سی کیفیت رکھنے والے اشعار کہنے والی زبان
محوِ حیرت: حیرانی میں گم
رفعتِ پرواز: یعنی مضامین کے لحاظ سے بلندی پر اڑنا
شاہد: محبوب، حسین

تصدق: قربان
انداز: مراد شعر گوئی کا طریقہ
خندہ زن: ہنسی / مذاق اڑانے والا
غنچۂ دلّی: دلّی کی کلی مراد غالب
گلِ شیراز: شیراز کا پھول (حافظ شیرازی، سعدی شیرازی)
آرامیدہ ہے: آرام کر رہا ہے، دفن ہے
گلشنِ ویمر: جرمنی کے شہر ویمر کا باغ، ویمر میں جرمنی کے مشہور شاعر گوئٹے (۱۷۴۹ء۔ ۱۸۳۲ء) کی قبر ہے
ہم نوا: ساتھ گانے والا، مراد گوئٹے
خوابیدہ: سویا ہوا یعنی دفن ہے
لُطفِ گویائی: بولنے یعنی شعر کہنے / یا شاعری کا مزہ
ہمسری: برابری
فکرِ کامل: سوچ بچار اور غور کرنے کی پوری پوری قوت
نظارہ آموز: دیکھنے یعنی مشاہدہ کا ڈھنگ سکھانے والی
نگاہِ نکتہ بیں: باریکیوں یا بھیدوں کو دیکھنے والی نگاہ

گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزیٔ پروانہ ہے

اے جہان آباد! اے گہوارۂ علم و ہنر　　ہیں سراپا نالۂ خاموش تیرے بام و در
ذرے ذرے میں ترے خوابیدہ ہیں شمس و قمر　　یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گہر
دفن تجھ میں کوئی فخر روزگار ایسا بھی ہے؟
تجھ میں پنہاں کوئی موتی آبدار ایسا بھی ہے؟

ابرِ کوہسار

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا　　ابر کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا
کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا　　شہر و ویرانہ مرا، بحر مرا، بن میرا
کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھ کو
سبزۂ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھ کو

گیسوئے اُردو: اردو کی زُلفیں، یعنی اردو زبان
منّت پذیر: احسان مند
شانہ: کنگھی
شمع: مراد اردو زبان
سودائی: مشتاق
دل سوزی پروانہ: مراد پتنگے کی محبت
جہان آباد: دہلی کا پرانا نام
گہوارہ: مرکز، تربیت گاہ
نالۂ خاموش: ایسی فریاد جس میں آواز نہ ہو
بام و در: چھت اور دروازے
شمس و قمر: سورج اور چاند، مراد بڑی بڑی ہستیاں
گہر: گوہر یعنی علم و فضل والے
فخر روزگار: زمانے کے لیے فخر کا باعث
موتی: مراد شخصیت
آبدار: چمک دار، مراد عظمت والا
ایسا بھی ہے؟: مراد نہیں ہے

ابر کوہسار: پہاڑ کا بادل
فلک بوس: آسمان کو چومنے والا، بہت بلند
نشیمن: ٹھکانا، مسکن
گل پاش: پھول بکھیرنے والا
گلزار: جہاں گلاب کے پھول زیادہ ہوں، باغ
بَن: جنگل
سبزۂ کوہ: پہاڑ پر اگا ہوا سبزہ
مخمل کا بچھونا: مراد نرم آرام دہ بچھونا

مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے دُر افشاں ہونا　　ناقہ شاہدِ رحمت کا حدی خواں ہونا
غم زدائے دلِ افسردۂ دہقاں ہونا　　رونقِ بزمِ جوانانِ گلستاں ہونا
بن کے گیسو رخِ ہستی پہ بکھر جاتا ہوں
شانۂ موجۂ صرصر سے سنور جاتا ہوں

دور سے دیدۂ امید کو ترساتا ہوں　　کسی بستی سے جو خاموش گذر جاتا ہوں
سیر کرتا ہوا جس دم لبِ جو آتا ہوں　　بالیاں نہر کو گرداب کی پہناتا ہوں
سبزۂ مزرعِ نوخیز کی امید ہوں میں
زادۂ بحر ہوں، پروردۂ خورشید ہوں میں

چشمہ کوہ کو دی شورشِ قلزم میں نے　　اور پرندوں کو کیا محوِ ترنم میں نے
سرِ پہ سبزے کے کھڑے ہو کے کہا "قم" میں نے　　غنچۂ گل کو دیا ذوقِ تبسم میں نے
فیض سے میرے نمونے ہیں شبستانوں کے
جھونپڑے دامنِ کہسار میں دہقانوں کے

دُر افشاں: موتی بکھیرنے والا
ناقہ: اونٹنی
شاہدِ رحمت: رحمت کا محبوب مراد رحمت
حُدی خواں: قافلے کے اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے خاص قسم کے اشعار پڑھنے والا
غم زدا: دُکھ مٹانے والا
دل افسردہ: بجھا ہوا مایوس دل
دہقان: کسان
جوانانِ گلستان: مراد پھول
گیسو: زلفیں، سیاہ رنگ کی طرف اشارہ
رُخِ ہستی: زندگی / دنیا کا چہرہ
موجہ صرصر: آندھی کی لہر
سنور جانا: مراد سلیقے سے سمٹ جانا

دیدۂ امید: وہ آنکھیں جو بارش کی آس لگائے ہوتی ہیں
لبِ جو: ندی کا کنارہ
بالیاں: جمع بالی، کانوں کے بُندے
مزرع: کھیتی
نوخیز: نئی نئی اُگی ہوئی
زادۂ بحر: سمندر کی اولاد
پروردۂ خورشید: جسے سورج نے پالا ہو
شورشِ قلزم: سمندر کا سا اونچا شور
محوِ ترنم: مراد چہچہانے میں مصروف
قُم: اٹھ کھڑا ہو
ذوقِ تبسم: مسکرانے یعنی کھلنے کا شوق
شبستانوں: جمع شبستان، رات گذارنے کی جگہیں
دامنِ کہسار: پہاڑ کا پہلو

ایک مکڑا اور مکھی

(ماخوذ)

بچوں کے لیے

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گذر روز تمہارا

لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا

آؤ جو مرے گھر میں تو عزت ہے یہ میری
وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا

مکھی نے سنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دیجے گا یہ دھوکا

اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا، پھر نہیں اترا

مکڑے نے کہا واہ! فریبی مجھے سمجھے
تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہوگا

منظور تمہاری مجھے خاطر تھی، وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا

اڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے
ٹھیرو جو مرے گھر میں تو ہے اس میں بُرا کیا؟

اس گھر میں کئی تم کو دکھانے کی ہیں چیزیں
باہر سے نظر آتا ہے چھوٹی سی یہ کٹیا

لٹکے ہوئے دروازوں پہ باریک ہیں پردے
دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا

مکڑا: جالا بُن کر اُس میں رہنے والا کیڑا
کٹیا: جھونپڑی
قسمت جاگنا: اچھے دن آنا
غیر: اجنبی / ناواقف لوگ
کھنچ کے رہنا: دور دور رہنا
منظور ہونا: پسند آنا، چاہنا
نادان: بے سمجھ، کم عقل

جال میں آنا: دھوکے میں آنا
نہیں اُترا: مراد نہیں بچا
فریبی: دھوکا دینے والا
خاطر: تواضع، دعوت، آؤ بھگت
دکھانے کی چیزیں: مراد اچھی / خوبصورت چیزیں
باریک پردے: پتلے / نازک پردے

مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے
ہر شخص کو ساماں یہ میسر نہیں ہوتا
مکھی نے کہا خیر! یہ سب ٹھیک ہے لیکن
میں آپ کے گھر آؤں، یہ امید نہ رکھنا
ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے
سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اٹھ نہیں سکتا

مکڑے نے کہا دل میں، سنی بات جو اس کی
پھانسوں اسے کس طرح یہ کمبخت ہے دانا
سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندا
یہ سوچ کے مکھی سے کہا اس نے بڑی بی!
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رتبا
ہوتی ہے اسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا
آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
یہ حسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا
مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا
انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں بُرا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
یہ بات کہی اور اڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو مکڑے نے اچھل کر اسے پکڑا
بھوکا تھا کئی روز سے، اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا

میسّر ہونا: حاصل ہونا
اُٹھ نہیں سکتا: یعنی مارا جاتا ہے
پھانسنا: قابو میں لانا
کم بخت: بدنصیب (نفرت کے طور پر کہا)
دانا: عقل سمجھ والی
بڑی بی: عزت کے طور پر یہ کہا
رُتبا: رُتبہ، شان، عزت

کنیاں: جمع کنی، باریک سا ٹکڑا
کلغی: تاج
پوشاک: لباس
سجانا: خوبصورت بنانا، سجاوٹ کی چیزیں لگانا
پسیجی: نرم پڑ گئی
کھٹکا: ڈر
دل توڑنا: مایوس کر دینا

ایک پہاڑ اور گلہری

(ماخوذ از ایمرسن)

بچوں کے لئے

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم تو پانی میں جا کے ڈوب مرے
ذرا سی چیز ہے، اس پر غرور، کیا کہنا!
یہ عقل اور یہ سمجھ، یہ شعور، کیا کہنا!
خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں!
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں
تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے؟
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے
جو بات مجھ میں ہے، تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں، جانور غریب کہاں
کہا یہ سن کے گلہری نے، منہ سنبھال ذرا
یہ کچی باتیں ہیں دل سے انہیں نکال ذرا
جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا
ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے
کوئی بڑا، کوئی چھوٹا، یہ اس کی حکمت ہے
بڑا جہان میں تجھ کو بنا دیا اس نے
مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اس نے
قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں

گلہری: چوہے سے ملتا جلتا میلے سفید رنگ کا جانور
پانی میں ڈوب مرنا: مراد شرم / غیرت سے مر جانا
کیا کہنا: مراد یہ کہ بہت بُری بات ہے
شعور: دانائی، سمجھنے کی اہلیت
ناچیز: ذلیل، حقیر
چیز بن بیٹھنا: خود کو بڑا سمجھنا
خدا کی شان ہے: بہت عجیب بات ہے
بے شعور: نا سمجھ
باتمیز: تہذیب والا / والی
بساط: حیثیت
پست: نیچے یعنی ذلیل
آن بان: ٹھاٹھ باٹھ، شان و شوکت
نصیب کہاں: حاصل نہیں
منہ سنبھالنا: زبان کو قابو میں رکھنا
کچی باتیں: فضول باتیں
دل سے نکالنا: خیال میں نہ لانا
کیا پروا: کوئی فکر نہیں،
پیدا: ظاہر
قدم اٹھانا: چلنا
نری: خالی خولی

جو تو بڑا ہے تو مجھ سا ہنر دکھا مجھ کو
یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی بُرا نہیں قدرت کے کارخانے میں

ایک گائے اور بکری

(ماخوذ)

بچوں کے لئے

اک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں

کیا سماں اس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندیاں تھیں رواں

تھے اناروں کے بے شمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں

کسی ندی کے پاس اک بکری
چرتے چرتے کہیں سے آنکلی

چھالیا: سپاری کی ڈلی جو کتر کر پان میں رکھتے ہیں
قدرت کا کارخانہ: مراد خدا کی کاریگری اور صنعت کی نشانیاں

چراگاہ: گھاس والی جگہ جہاں جانور چرتے ہیں
کہیں: کسی جگہ
سراپا: پوری طرح
بہار: مراد سرسبز، تازہ
سماں: نظارہ
رواں: جاری، بہنے کی حالت
طائروں: جمع طائر، پرندے
سایہ دار: مراد بہت زیادہ پتوں والا جن کے سبب نیچے دھوپ نہیں پڑتی
چرتے چرتے: گھاس کھاتے کھاتے
آنکلنا: اتفاق سے یا اچانک آجانا

جب ٹھہر کر اِدھر اُدھر دیکھا
پاس اک گائے کو کھڑے پایا

پہلے جھک کر اسے سلام کیا
پھر سلیقے سے یوں کلام کیا

کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں
گائے بولی کہ خیر اچھے ہیں

کٹ رہی ہے بُری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی

جان پر آبنی ہے، کیا کہیے
اپنی قسمت بری ہے، کیا کہیے

دیکھتی ہوں خدا کی شان کو میں
رو رہی ہوں بُروں کی جان کو میں

زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا

آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے
اس سے پالا پڑے، خدا نہ کرے

دودھ کم دوں تو بُڑبُڑاتا ہے
ہوں جو دبلی، تو بیچ کھاتا ہے

ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
کن فریبوں سے رام کرتا ہے

اس کے بچوں کو پالتی ہوں میں
دودھ سے جان ڈالتی ہوں میں

بدلے نیکی کے یہ بُرائی ہے
میرے اللہ! تری دُہائی ہے

سن کے بکری یہ ماجرا سارا
بولی، ایسا گلہ نہیں اچھا

بات سچی ہے بے مزا لگتی
میں کہوں گی مگر خدا لگتی

یہ چراگہ، یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
یہ ہری گھاس اور یہ سایا

جھک کر: مراد ادب سے
سلیقہ: اچھا طریقہ
خیر: شکر ہے، ہاں
بُری بھلی: جس میں پوری طرح سکون حاصل نہ ہو
جان پر آبنا: بہت تکلیف / عذاب میں ہونا
کیا کہیے: کیا بتاؤں
خدا کی شان دیکھنا: خدا کی بے نیازی پر سوچنا
بُروں کی جان کو رونا: ظالموں کو بد دعائیں دینا
زور چلنا: بس / قابو چلنا
پیش آنا: سامنے آنا
پالا پڑنا: واسطہ ہونا
بڑبڑانا: چپکے چپکے بُرا بھلا کہنا
ہتھکنڈے: جمع ہتھکنڈا، چالاکیاں
غلام کرنا: قابو میں کرنا، خدمتگار بنانا
رام کرنا: قابو میں لانا، فرماں بردار بنانا
جان ڈالنا: صحتمند بنانا
ماجرا: قصہ / باتیں
بے مزہ لگنا: اچھی نہ لگنا
خدا لگتی کہنا: سچی، انصاف کی بات کہنا
چراگہ: چراگاہ، سبزہ زار

ایسی خوشیاں ہمیں نصیب کہاں
یہ کہاں، بے زباں غریب کہاں

یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں
لطف سارے اسی کے دم سے ہیں

اس کے دم سے ہے اپنی آبادی
قید ہم کو بھلی، کہ آزادی؟

سو طرح کا بنوں میں ہے کھٹکا
واں کی گزران سے بچائے خدا

ہم پہ احسان ہے بڑا اس کا
ہم کو زیبا نہیں گلہ اس کا

قدر آرام کی اگر سمجھو
آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو

گائے سن کر یہ بات شرمائی
آدمی کے گلے سے پچھتائی

دل میں پرکھا بھلا بُرا اس نے
اور کچھ سوچ کر کہا اس نے

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی

نصیب کہاں: حاصل نہیں ہیں
بے زباں: مراد جانور
آدمی کے دم سے: انسان کی وجہ سے
لطف: مزہ، مزے
بھلی: اچھی
طرح: قسم
بنوں: جمع بن، جنگل
کھٹکا: ڈر
واں: وہاں، یعنی جنگل
گذران: وقت گذارنا
احسان: مہربانی
زیبا: اچھا
قدر: قیمت، اہمیت
پچھتائی: شرمندہ ہوئی
پرکھا: جانچا
بھلا: اچھا
ذات: وجود، جنس
دل کو لگنا: دل پر اثر کرنا/اچھا لگنا

بچے کی دُعا

(ماخوذ)

بچوں کے لیے

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دُور دنیا کا مرے دَم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے

ہو مرے دَم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھُول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علمِ کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب!

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے، ضعیفوں سے محبت کرنا

مرے اللہ! بُرائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو، اُس رہ پہ چلانا مجھ کو

تمنا: خواہش، آرزو
کی صورت: کی طرح
دم: کوشش، جستجو
اجالا: روشنی
زینت: خوبصورتی، نکھار

پروانہ: چھوٹا سا کیڑا جو روشنی حاصل کرنے کی خاطر جان کی بازی لگا دیتا ہے۔
حمایت کرنا: مدد کرنا،
دردمند: دکھی لوگ

ہمدردی

(ماخوذ از ولیم کوپر)

بچوں کے لیے

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی
اڑنے چگنے میں دن گذارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھاگیا اندھیرا
سن کر بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری
میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل
چمکا کے مجھے دیا بنایا
ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

شجر: درخت
آشیاں: گھونسلا، آشیانہ
آہ و زاری: رونا پیٹنا
جہان: دنیا

ماں کا خواب

(ماخوذ)

بچوں کے لیے

میں سوئی جو اک شب تو دیکھا یہ خواب
بڑھا اور جس سے مرا اضطراب

یہ دیکھا کہ میں جا رہی ہوں کہیں
اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال

جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی
تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی

زمرّد سی پوشاک پہنے ہوئے
دیئے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے

وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں
خدا جانے جانا تھا ان کو کہاں

اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر
مجھے اُس جماعت میں آیا نظر

وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا
دیا اُس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا

کہا میں نے پہچان کر، میری جاں
مجھے چھوڑ کر آ گئے تم کہاں؟

جدائی میں رہتی ہوں مَیں بے قرار
پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار

نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی
گئے چھوڑ، اچھی وفا تم نے کی

جو بچّے نے دیکھا مرا پیچ و تاب
دیا اس نے منہ پھیر کر یوں جواب

رُلاتی ہے تجھ کو جدائی مری
نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی مری

یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک چپ رہا
دیا پھر دکھا کر یہ کہنے لگا

سمجھتی ہے تُو ہو گیا کیا اسے؟
ترے آنسوؤں نے بجھایا اسے

شب: رات
اضطراب: پریشانی
محال: بہت مشکل، ناممکن
زمرد: سبز رنگ کا ہیرا، مراد سبز رنگ
پسر: بیٹا
اشکوں: اشک کی جمع۔ آنسو
پیچ و تاب: گھبراہٹ، پریشانی

پرندے کی فریاد
بچوں کے لیے

آتا ہے یاد مجھ کو گذرا ہوا زمانہ　　وہ باغ کی بہاریں، وہ سب کا چہچہانا
آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی　　اپنی خوشی سے آنا، اپنی خوشی سے جانا
لگتی ہے چوٹ دل پر، آتا ہے یاد جس دم　　شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا
وہ پیاری پیاری صورت، وہ کامنی سی مورت　　آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانا

آتی نہیں صدائیں اس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں

کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں　　ساتھی تو ہیں وطن میں، میں قید میں پڑا ہوں
آئی بہار، کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں　　میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

اس قید کا الٰہی! دکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں، مَیں غم سے مر نہ جاؤں

جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے　　دل غم کو کھا رہا ہے، غم دل کو کھا رہا ہے
گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے　　دکھے ہوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے

آزاد مجھ کو کر دے او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی، تو چھوڑ کر دعا لے

کہاں: مراد نہیں ہیں
دل پر چوٹ لگنا: بہت دکھ پہنچنا
شبنم کے آنسو: اوس کے قطرے
مُسکرانا: کھلنا
کامنی: حسین اور نازک
مُورت: صورت، شکل
آشیانا: آشیانہ، گھونسلا

قفس: پنجرہ
اے کاش: افسوس کہ / خدا کرتا کہ
بس: اختیار
ترسنا: ملنے کے شوق میں پھڑکنا
کلیوں کا ہنسنا: کلیوں کا کھلنا
قسمت کو رونا: مراد بدقسمتی پر دکھ کا اظہار کرنا
چھٹنا: دُور ہونا

خفتگانِ خاک سے استفسار

مہر روشن چھپ گیا، اٹھی نقاب روئے شام
شانہ ہستی پہ ہے بکھرا ہوا گیسوئے شام

یہ سیہ پوشی کی تیاری کسی کے غم میں ہے
محفل قدرت مگر خورشید کے ماتم میں ہے

کر رہا ہے آسماں جادو لبِ گفتار پر
ساحرِ شب کی نظر ہے دیدۂ بیدار پر

غوطہ زن دریائے خاموشی میں ہے موجِ ہوا
ہاں، مگر اک دور سے آتی ہے آوازِ درا

دل کہ ہے بیتابیِ الفت میں دنیا سے نفور
کھینچ لایا ہے مجھے ہنگامہ عالم سے دور

منظر حرماں نصیبی کا تماشائی ہوں میں
ہم نشینِ خفتگانِ کنجِ تنہائی ہوں میں

تھم ذرا بیتابیِ دل! بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو گرانے دے مجھے

اے مئے غفلت کے سرمستو! کہاں رہتے ہو تم؟
کچھ کہو اس دیس کی آخر، جہاں رہتے ہو تم

خفتگان: جمع خفتہ، سوئے ہوئے، مراد مُردے
خاک: مٹی، مراد قبر
استفسار: سوال
مہر روشن: چمکتا ہوا سورج
روئے شام: شام کا چہرہ
شانۂ ہستی: مراد کائنات کا کندھا
گیسوئے شام: رات کی زلفیں
سیہ پوشی: کالا لباس پہننے کی حالت
خورشید: سورج
لب گفتار: بولنے والے ہونٹ
جادو کرنا: اشارہ ہے نیند کی طرف
ساحر شب: رات کا جادوگر
دیدۂ بیدار: جاگتی ہوئی آنکھیں
غوطہ زن: ڈبکی لگانے والا
دریائے خاموشی: مراد رات کے وقت ہر طرف چھائی ہوئی خاموشی
آوازِ درا: گھنٹے کی آواز
بیتابیِ الفت: محبت کے سبب ہونے والی بے چینی
نفور: نفرت کرنے والا
ہنگامۂ عالم: اس دنیا کا غُل غپاڑا
حرماں نصیبی: نامرادی کی قسمت
کنجِ تنہائی: الگ تھلگ رہنے کا کونا
تھم: رُک
چار آنسو گرنا: تھوڑی دیر تک رونا
مئے غفلت: بیہوشی کی شراب، غفلت مراد موت
سرمستو: سرمست کی جمع، مدہوش لوگو یعنی مُردو
دیس: مُلک

وہ بھی حیرت خانۂ امروز و فردا ہے کوئی؟
اور پیکارِ عناصر کا تماشا ہے کوئی

آدمی واں بھی حصارِ غم میں ہے محصور کیا؟
اس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا؟

واں بھی جل مرتا ہے سوزِ شمع پر پروانہ کیا؟
اس چمن میں بھی گل و بلبل کا ہے افسانہ کیا؟

یاں تو اک مصرع میں پہلو سے نکل جاتا ہے دل
شعر کی گرمی سے کیا واں بھی پگھل جاتا ہے دل؟

رشتہ و پیوند یاں کے جان کا آزار ہیں
اُس گلستاں میں بھی کیا ایسے نکیلے خار ہیں؟

اس جہاں میں اک معیشت اور سو افتاد ہے
روح کیا اس دیس میں اس فکر سے آزاد ہے؟

کیا وہاں بجلی بھی ہے دہقاں بھی ہے خرمن بھی ہے؟
قافلے والے بھی ہیں، اندیشہ رہزن بھی ہے؟

تنکے چنتے ہیں وہاں بھی آشیاں کے واسطے؟
خشت و گل کی فکر ہوتی ہے مکاں کے واسطے؟

واں بھی انساں اپنی اصلیت سے بیگانے ہیں کیا؟
امتیازِ ملت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا؟

واں بھی کیا فریادِ بلبل پر چمن روتا نہیں؟
اس جہاں کی طرح واں بھی دردِ دل ہوتا نہیں؟

باغ ہے فردوس یا اک منزلِ آرام ہے؟
یا رخِ بے پردۂ حسنِ ازل کا نام ہے؟

حیرت خانۂ امروز و فردا: آج اور آنے والے کل کی حیرتوں کا گھر، مراد یہ دنیا جہاں وقت بدلتا رہتا اور انقلاب آتے رہتے ہیں

پیکارِ عناصر: مراد آگ، پانی، مٹی، ہوا کا آپس میں ٹکراؤ جو پیدائش یا فنا کا سبب بنتا ہے

حِصار: قلعہ، چار دیواری

محصور: گھرا ہوا، قید

ولایت: مُلک

سوز: جلنے کی حالت

مصرع: شعر کا ایک ٹکڑا

دل پہلو سے نکل جانا: دل کا تڑپ اٹھنا

شعر کی گرمی: شعر میں جذبے ابھارنے والی تاثیر

رشتہ و پیوند: رشتے داریاں اور آپس کے تعلقات

یاں کے: اس دنیا کے

جان کا آزار: روح کے لیے تکلیف کا باعث

نکیلے خار: نوکیلے / تیز کانٹے

معیشت: مراد زندگی

سو افتاد: کئی مصیبتیں

خرمن: غلے کا ڈھیر

خشت و گل: اینٹ اور مٹی جس سے عمارت بناتے ہیں

دردِ دل: ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ

فردوس: جنت

منزلِ آرام: آرام کرنے کا ٹھکانا

رخِ بے پردہ: مراد کھلا چہرہ

حُسنِ ازل: قدرت کا حسن

کیا جہنم معصیت سوزی کی اک ترکیب ہے؟
آگ کے شعلوں میں پنہاں مقصدِ تادیب ہے؟

کیا عوض رفتار کے اس دیس میں پرواز ہے؟
موت کہتے ہیں جسے اہلِ زمیں، کیا راز ہے؟

اضطرابِ دل کا ساماں یاں کی ہست و بود ہے
علم انساں اس ولایت میں بھی کیا محدود ہے؟

دید سے تسکین پاتا ہے دلِ مہجور بھی؟
"لن ترانی" کہہ رہے ہیں یا وہاں کے طور بھی؟

جستجو میں ہے وہاں بھی روح کو آرام کیا؟
واں بھی انساں ہے قتیلِ ذوقِ استفہام کیا؟

آہ! وہ کشور بھی تاریکی سے کیا معمور ہے؟
یا محبت کی تجلی سے سراپا نور ہے؟

تم بتا دو، راز جو اس گنبدِ گرداں میں ہے
موت اک چبھتا ہوا کانٹا دلِ انساں میں ہے

شمع و پروانہ

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع! پیار کیوں؟
یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں؟

معصیت سوزی: گناہ جلانے کا عمل
مقصدِ تادیب: ادب سکھانے / تنبیہ کی غرض
رفتار: زمین پر چلنا
ہست و بود: مراد موجودات کی دنیا، یہ کائنات
محدود: مراد تھوڑا / مختصر
دید: مراد محبوبِ حقیقی کا دیدار
مہجور: ہجر / فراق کا شکار
لن ترانی: مجھے اپنا جلوہ دکھا (حضرت موسیٰ نے طور پر خدا سے درخواست کی تھی)
طور: طور سینا، مذکورہ پہاڑ
جستجو: تلاش
قتیل: مراد جان چھڑکنے والا
ذوقِ استفہام: سوال کرنے، پوچھنے یعنی تلاش و جستجو کا شوق
کشور: ملک
معمور: بھری ہوئی
سراپا: پورے طور پر
گنبدِ گرداں: مراد آسمان
چبھتا ہوا کانٹا: ایسا خیال / سوال جو دل کو بے چین رکھتا ہو

جانِ بیقرار: محبت کے سبب بے چین روح

سیماب وار رکھتی ہے تیری ادا اسے
آدابِ عشق تُو نے سِکھائے ہیں کیا اسے؟

کرتا ہے یہ طواف تری جلوہ گاہ کا
پُھونکا ہُوا ہے کیا تری برقِ نگاہ کا؟

آزارِ موت میں اسے آرامِ جاں ہے کیا؟
شعلے میں تیرے زندگیِ جاوداں ہے کیا؟

غم خانۂ جہاں میں جو تیری ضیا نہ ہو
اس تفتہ دل کا نخلِ تمنّا ہرا نہ ہو

گرنا ترے حضور میں اس کی نماز ہے
ننّھے سے دل میں لذّتِ سوز و گداز ہے

کچھ اس میں جوشِ عاشقِ حسنِ قدیم ہے
چھوٹا سا طُور تُو، یہ ذرا سا کلیم ہے

پروانہ، اور ذوقِ تماشائے روشنی
کیڑا ذرا سا، اور تمنائے روشنی!

سیماب وار: پارے کی طرح، مراد ہر گھڑی بے چین
جلوہ گاہ: مراد روشنی کی جگہ
پھونکا ہوا: جلایا ہوا
برقِ نگاہ: نگاہوں کی بجلی
آزار: تکلیف، دُکھ
آرام جاں: روح کا سکون
زندگی جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
غم خانۂ جہاں: مراد یہ دنیا جو دکھوں کا گھر ہے
تفتہ دل: جس کا دل جلا ہو، مراد عاشق
نخل تمنا: خواہش کا درخت
ہرا ہونا: سر سبز ہونا، مراد آرزو پوری ہونا
حضور: خدمت
لذتِ سوز و گداز: عشق کی تپش اور گرمی کا مزہ
حُسن قدیم: مراد محبوبِ حقیقی کا حسن و جمال
کلیم: مراد حضرت موسیٰ جیسا
تماشائے روشنی: روشنی دیکھنے کا عمل

عقل و دِل

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
بھولے بھٹکے کی رہنما ہوں میں

ہوں زمیں پر، گزر فلک پہ مرا
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں

کام دنیا میں رہبری ہے مرا
مثلِ خضر خجستہ پا ہوں میں

ہوں مفسّر کتابِ ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں

بوند اک خون کی ہے تُو لیکن
غیرتِ لعل بے بہا ہوں میں

دل نے سُن کر کہا یہ سب سچ ہے
پر مجھے بھی تو دیکھ، کیا ہوں میں

رازِ ہستی کو تو سمجھتی ہے
اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں

ہے تجھے واسطہ مظاہر سے
اور باطن سے آشنا ہوں میں

علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تو خدا جُو، خدا نما ہوں میں

علم کی انتہا ہے بے تابی
اس مرض کی مگر دوا ہوں میں

شمع تُو محفلِ صداقت کی
حسن کی بزم کا دیا ہوں میں

تُو زمان و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ سدرہ آشنا ہوں میں

کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرشِ ربِّ جلیل کا ہوں میں!

رَسا: پہنچنے والی / والا
خضر: روایتی ولی جو بھولے ہوؤں کو راستہ دکھاتے ہیں
خجستہ پا: مبارک قدموں والا
کتابِ ہستی: مراد زندگی کی کتاب
مظہر: ظاہر ہونے کی جگہ
شانِ کبریا: خدا کی شان / عظمت
لعلِ بے بہا: بہت قیمتی لعل (قیمتی پتھر)
مظاہر: جمع مظہر، مراد نظر آنے والی چیزیں
خدا جو: خدا کو تلاش کرنے والی
خدا نما: خدا کا پتا بتانے والا
مرض: بیماری، مراد حقیقتِ مطلقہ تک پہنچ نہ ہونا
محفلِ صداقت: حقیقت کی بزم
حسن: مراد محبوب حقیقی کا حسن و جمال
رشتہ بپا: جس کے پاؤں میں دھاگا بندھا ہو، ایسا پرندہ جو خاص حد تک اڑ سکے
طائر: پرندہ
سدرہ آشنا: جو حضرت جبرئیل کے ٹھکانے سے واقف ہو
ربِّ جلیل: بڑی عظمت والا خدا

صدائے درد

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے　　ہاں ڈبو دے اے محیط آبِ گنگا تو مجھے
سرزمیں اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے　　وصل کیسا، یاں تو اک قربِ فراق انگیز ہے
بدلے یک رنگی کے یہ نا آشنائی ہے غضب　　ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب
جس کے پھولوں میں اخوت کی ہوا آئی نہیں　　اس چمن میں کوئی لطفِ نغمہ پیرائی نہیں

لذتِ قربِ حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجہ و ساحل سے گھبراتا ہوں میں

دانۂ خرمن نما ہے شاعرِ معجز بیاں　　ہو نہ خرمن ہی تو اس دانے کی ہستی پھر کہاں
حسن ہو کیا خود نما جب کوئی مائل ہی نہ ہو　　شمع کو جلنے سے کیا مطلب جو محفل ہی نہ ہو
ذوقِ گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں　　میرے آئینے سے یہ جوہر نکلتا کیوں نہیں

کب زباں کھولی ہماری لذتِ گفتار نے
پھونک ڈالا جب چمن کو آتشِ پیکار نے

کل نہ پڑنا: چین نہ آنا، بیقراری
کسی پہلو: کسی طرح بھی
محیط: دریا کا پاٹ
آبِ گنگا: دریائے گنگا، ہندوؤں کا بہت مقدس دریا
قیامت کی: بیحد، بہت زیادہ
نفاق انگیز: آپس میں پھوٹ / نااتفاقی ڈالنے والی
قُربِ فراق آمیز: ایسی نزدیکی جس میں دُوری شامل ہو (ہندوؤں اور مسلمانوں میں ناچاقی کی طرف اشارہ ہے)
غضب ہے: دُکھ کی بات ہے
خرمن: کھلیان، غلّے کا ڈھیر
نغمہ پیرائی: ترانہ / گیت گانا یا سنانا
قُربِ حقیقی: مراد صحیح معنوں میں دوستی / بھائی چارا
مِٹا جانا: کسی چیز / بات سے بیحد لگاؤ ہونا

اختلاط: باہم ملنا / ٹکرانا
موجہ و ساحل: لہر اور کنارہ
دانۂ خرمن نما: ایسا دانہ جس سے پورے کھلیان کا پتا چل جائے (دانہ مراد شاعر اور خرمن مراد قوم)
شاعرِ معجز بیاں: معجزے کی سی فصیح شاعری کرنے والا
مائل: توجہ کرنے / دیکھنے والا
خود نما: اپنے حُسن کی نمائش کرنے والا
ذوقِ گویائی: بولنے کا شوق / اشتیاق
جوہر: مراد چمک دمک
زبان کھولنا: بولنا
لذتِ گفتار: بولنے کا مزہ
پھونک ڈالا: جلا ڈالا
آتشِ پیکار: مراد دو قوموں (ہندو، مُسلم) کی باہمی دشمنی

آفتاب

(ترجمہ گایتری)

اے آفتاب! روح و روانِ جہاں ہے تُو
شیرازہ بند دفترِ کون و مکاں ہے تُو

باعث ہے تُو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا

قائم یہ عُنصروں کا تماشا تجھی سے ہے
ہر شے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہے

ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہے
تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے

وہ آفتاب جس سے زمانے میں نور ہے
دل ہے، خرد ہے، روحِ رواں ہے، شعور ہے

اے آفتاب! ہم کو ضیائے شعور دے
چشمِ خرد کو اپنی تجلّی سے نور دے

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تُو
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تُو

تیرا کمال ہستی ہر جاندار میں
تیری نمود سلسلۂ کوہسار میں

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تُو
زائیدگانِ نُور کا ہے تاجدار تُو

نے ابتدا کوئی نہ کوئی انتہا تری
آزاد قید اوّل و آخر ضیا تری

گایتری: ہندوؤں کی مقدس کتاب رگ وید کی ایک بہت قدیم اور مشہور دعا

روح و رواں: مراد جس پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے

شیرازہ بند: مراد کائنات کے انتظام کو مضبوط بنانے والا

دفترِ کون و مکاں: مراد یہ کائنات جس کے مختلف جز ہیں

باعث: وجہ

نمود: ظاہر ہونے کی حالت

ہست و بود: کائنات، دنیا

تقاضا: صلاحیت، اہلیت

جلوہ گری: ظاہر ہونے کی کیفیت

ثبات: مراد زندگی

سوز و ساز: مراد تپش اور گرمی

ضیائے شعور: سمجھ بوجھ کی روشنی

محفلِ وجود: مراد کائنات

سامان طراز: مراد انتظام / بندوبست کرنے والا

یزدان: اچھائیوں کا خدا

نشیب و فراز: مراد زمین اور اوپر کی دنیا

ہستی: زندگی

سلسلۂ کوہسار: پہاڑوں کی قطار

پروردگار: پالنے والا

زائیدگانِ نور: نور / روشنی سے پیدا ہونے والے، ہندوؤں کے دیوتا

تاجدار: بادشاہ

قید اول و آخر: یعنی ابتدا اور انتہا کی پابندی

شمع

بزم جہاں میں مَیں بھی ہوں اے شمع! دردمند
فریاد در گرہ صفتِ دانۂ سپند
دی عشق نے حرارت سوزِ دروں تجھے
اور گل فروشِ اشک شفق گوں کیا مجھے

ہو شمعِ بزمِ عیش کہ شمعِ مزار تو
ہر حال اشک غم سے رہی ہمکنار تو

یک بیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز
میری نگاہ مایۂ آشوبِ امتیاز
کعبے میں، بتکدے میں ہے یکساں تری ضیا
میں امتیازِ دیر و حرم میں پھنسا ہوا

ہے شان آہ کی ترے دودِ سیاہ میں
پوشیدہ کوئی دل ہے تری جلوہ گاہ میں؟

جلتی ہے تو کہ برقِ تجلی سے دور ہے
بے درد تیرے سوز کو سمجھے کہ نور ہے
تو جل رہی ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں
بینا ہے اور سوزِ دروں پر نظر نہیں
میں جوشِ اضطراب سے سیماب وار بھی
آگاہ اضطرابِ دلِ بے قرار بھی

بزم جہاں: مراد دنیا
فریاد در گرہ: مراد ہر وقت فریاد پر تیار
دانۂ سپند: وہ دانہ جسے جب آگ پر ڈالیں تو چٹخنے لگتا ہے
سوز دروں: جذبہ عشق کی گرمی
گل فروش اشکِ شفق گوں: شفق کی طرح سرخ آنسوؤں کے پھول بیچنے والا، یعنی محبوب سے دوری کے سبب خون کے آنسو رونے والا
بزمِ عیش: مراد خوشیوں کی محفل
ہمکنار رہنا: بغلگیر / ساتھ ساتھ رہنا
یک بیں: مراد ہر جگہ ایک ہی طرح روشنی دینے والی
عاشقانِ راز: بھید / حقیقت کے عاشق
مایۂ آشوب امتیاز: تفریق پیدا کرنے کے فتنے کا سبب
دیر و حرم: مندر اور کعبہ، ہندو اور مسلمان
آہ کی شان: مراد آہ کی سی کیفیت
دودِ سیاہ: کالا دھواں
جلوہ گاہ: مراد روشنی کی جگہ
برق تجلی: جلوہ کی بجلی مراد محبوب حقیقی کا جلوہ
سوز: جلنے کی حالت
بینا: نظر والی
سوزِ دروں: عشق کے سبب دل کی تپش
جوش اضطراب: سخت بے چینی کی حالت
سیماب وار: پارے کی طرح

تھا یہ بھی کوئی ناز کسی بے نیاز کا
احساس دے دیا مجھے اپنے گداز کا

یہ آگہی مری مجھے رکھتی ہے بے قرار
خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار
یہ امتیازِ رفعت و پستی اسی سے ہے
گل میں مہک، شراب میں مستی اسی سے ہے
بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق
آوازِ "کن" ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
یہ حکم تھا کہ گلشنِ "کن" کی بہار دیکھ
ایک آنکھ لے کے خوابِ پریشاں ہزار دیکھ
مجھ سے خبر نہ پوچھ حجابِ وجود کی
شامِ فراق صبح تھی میری نمود کی
وہ دن گئے کہ قید سے میں آشنا نہ تھا
زیبِ درختِ طور مرا آشیانہ تھا
قیدی ہوں اور قفس کو چمن جانتا ہوں میں
غربت کے غم کدے کو وطن جانتا ہوں میں

بے نیاز: یعنی محبوبِ حقیقی جو کسی کا محتاج نہیں
گداز: پگھلنے یعنی عشق میں گھلنے کی حالت
خوابیدہ: سوئے ہوئے
شرر: چنگاری
آتشکدے: جمع آتش کدہ، آتش پرستوں کی عبادت گاہیں
رفعت: بلندی
بستان: بوستان، باغ
اصل: بنیاد، جڑ
کشاکش: کھینچا تانی
من و تو: میں اور تو
دلستان: دل لینے / چھیننے والا
صبحِ ازل: کائنات کے وجود میں آنے سے بھی پہلے کی صبح
آوازِ "کن": ہو جا کی آواز۔ قرآنی آیت ہے: خدا جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے ہو جا اور وہ پیدا ہو جاتی ہے
گلشنِ "کن": یہ دنیا
تپش آموز: عشق میں تڑپ سکھانے والی
جانِ عشق: مراد عاشق کی روح
خوابِ پریشاں: مراد خدا کی قدرت کے نظارے جو مختلف صورتوں میں ہیں
حجابِ وجود: مراد ایسا پردہ جو وجود یعنی مخلوق اور خالق کے درمیان ہے
میری: مراد انسان کی
نمود: ظاہر ہونا، وجود میں آنا
وہ دن گئے: وہ وقت / زمانہ گزر گیا
درختِ طور: جس پر خدا نے حضرت موسیٰ کو اپنا جلوہ دکھایا
قید: یعنی اس دنیا میں رہنا
میں: انسان
قفس: پنجرہ، مراد یہ دنیا
غربت: پردیس، یہ دنیا
وطن: مراد اصلی گھر

یادِ وطن فسردگی بے سبب بنی
شوقِ نظر کبھی، کبھی ذوقِ طلب بنی

اے شمع! انتہائے فریبِ خیال دیکھ
مضموں فراق کا ہوں، ثریا نشاں ہوں میں
باندھا مجھے جو اس نے تو چاہی مری نمود
گوہر کو مشتِ خاک میں رہنا پسند ہے
چشم غلط نگر کا یہ سارا قصور ہے
یہ سلسلہ زمان و مکاں کا، کمند ہے
منزل کا اشتیاق ہے، گم کردہ راہ ہوں
صیاد آپ، حلقۂ دام ستم بھی آپ

مسجودِ ساکنانِ فلک کا مآل دیکھ
آہنگِ طبعِ ناظمِ کون و مکاں ہوں میں
تحریر کردیا سر دیوانِ ہست و بود
بندش اگرچہ سست ہے، مضموں بلند ہے
عالم ظہورِ جلوۂ ذوقِ شعور ہے
طوقِ گلوئے حسنِ تماشا پسند ہے
اے شمع! میں اسیر فریبِ نگاہ ہوں
بامِ حرم بھی، طائرِ بامِ حرم بھی آپ

فسردگی: افسردگی، اداسی
فریبِ خیال: یعنی غلط فہمی
مسجود: جسے سجدہ کیا جائے
ساکنان: جمع ساکن، رہنے والے
مآل: انجام
فراق کا مضمون: مراد انسان جو اصل سے جدا ہے
ثریا نشان: یعنی ثریا (خاص ستارے) کی طرح بلند لیکن دور، (ایسا مضمون جو سمجھ سے باہر ہے)
آہنگ طبع ناظم کون و مکاں: دنیا کی نظم لکھنے والے، یعنی تنظیم کرنے والے کی طبیعت کی لے
باندھا: یعنی مضمون پیدا کیا، انسان کو تخلیق کیا
سر دیوان ہست و بود: کائنات کے دیوان (شعروں کا مجموعہ) کے شروع میں
گوہر: موتی، روح
مُشت خاک: مٹی کی مُٹھی، انسانی جسم

بندش: شعر میں الفاظ کا استعمال
مضمون بلند ہونا: شعر میں بیان کردہ مضمون عمدہ ہونا
چشم غلط نگر: حقیقت کو صحیح طور پر نہ دیکھنے والی نگاہ / آنکھ
عالم: دنیا
ظہور: ظاہر ہونے کی حالت
جلوۂ ذوق شعور: فہم اور سمجھ بوجھ کے ذوق / شوق کی تجلی
زمان و مکاں: کائنات
کمند: رسی کا پھندا
طوق گلوئے حسن: حسن کے گلے / گردن کا طوق
تماشا پسند: دلچسپ چیزوں کو دیکھنے کا شوقین
منزل: عالم بالا جو انسان کا اصل ٹھکانا ہے
گم کردہ راہ: راستہ بھولا / بھٹکا ہوا
فریب نگاہ: نظر کا دھوکا
حلقۂ دام ستم: ظلم کے جال کا حلقہ
بام حرم: کعبہ کی چھت

میں حسن ہوں کہ عشقِ سراپا گداز ہوں　　کھلتا نہیں کہ ناز ہوں میں یا نیاز ہوں
ہاں، آشنائے لب ہو نہ رازِ کہن کہیں
پھر چھڑ نہ جائے قصۂ دار و رسن کہیں

ایک آرزو

دُنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب!
کیا لُطف انجمن کا جب دل ہی بُجھ گیا ہو

شورش سے بھاگتا ہوں، دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکُوت جس پر تقریر بھی فدا ہو

مرتا ہوں خامشی پر، یہ آرزو ہے میری
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو

آزاد فکر سے ہوں، عُزلت میں دن گزاروں
دنیا کے غم کا دل سے کانٹا نکل گیا ہو

عشق سراپا گداز: ایسا عشق جو سارے جسم کو پگھلا دے
کھلتا نہیں: واضح / صاف نہیں ہوتا
ناز: مراد محبوب
نیاز: عاجزی، مراد عاشق
آشنائے لب ہونا: زبان پر آنا
رازِ کہن: پرانا بھید / حقیقت
چھڑ جانا: شروع ہو جانا
قصۂ دار و رسن: رسّی باندھ کر پھانسی کے تختے پر چڑھانے کی کہانی / واقعہ، اشارہ ہے منصور حلاج کی طرف

اکتا جانا: تنگ آنا، بیزار ہو جانا
انجمن: بزم، باہم مل بیٹھنے کی جگہ
دل بجھ جانا: کوئی خواہش نہ رہنا
شورش: غل غپاڑا، ہنگامہ
تقریر: بولنے کی حالت
بھاگنا: مراد پسند نہ کرنا
دامن: وادی
فکر سے آزاد: غموں دکھوں سے نجات پانے والا
عُزلت: تنہائی کا کونا
دن گزارنا: زندگی بسر کرنا

لذت سرود کی ہو چڑیوں کے چہچہوں میں
چشمے کی شورشوں میں باجا سا بج رہا ہو

گل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا
ساغر ذرا سا گویا مجھ کو جہاں نما ہو

ہو ہاتھ کا سَرھانا، سبزے کا ہو بچھونا
شرمائے جس سے جلوت، خلوت میں وہ ادا ہو

مانوس اس قدر ہو صورت سے میری بُلبل
ننّھے سے دل میں اُس کے کھٹکا نہ کچھ مرا ہو

صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہرے ہوں
ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو

ہو دل فریب ایسا کہسار کا نظارہ
پانی بھی موج بن کر، اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہو

آغوش میں زمیں کی سویا ہُوا ہو سبزہ
پھر پھر کے جھاڑیوں میں پانی چمک رہا ہو

سرود: نغمہ، گیت
چہچہوں: جمع چہچہا، پرندوں کے بولنے کی آواز
شورشوں: جمع شورش، غُل، شور
چٹک کر: کھل کر
کسی کا: مراد محبوب حقیقی / خالق کائنات کا
ساغر: شراب کا پیالہ، کلی کو کہا
جام جہاں نما: ایسا پیالہ جس میں سے دنیا نظر آئے۔ ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کے پاس ایسا پیالہ تھا

سبزہ: گھاس
جلوت: بزم، انجمن
مانوس: ہلی ہوئی، عادی
صف باندھے: قطاروں کی صورت میں
تصویر لینا: صاف پانی میں عکس اتارنا
دل فریب: دل کو بھانے والا
کہسار: پہاڑ
آغوش: گود، پہلو

پانی کو چھو رہی ہو جُھک جُھک کے گل کی ٹہنی
جیسے حسین کوئی آئینہ دیکھتا ہو

مہندی لگائے سورج جب شام کی دُلھن کو
سُرخی لیے سنہری ہر پُھول کی قبا ہو

راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم
اُمّید اُن کی میرا ٹُوٹا ہوا دِیا ہو

بجلی چمک کے اُن کو کُٹیا مری دِکھا دے
جب آسماں پہ ہر سُو بادل گھرا ہوا ہو

پچھلے پہر کی کوئل، وہ صبح کی مؤذّن
مَیں اُس کا ہم نوا ہوں، وہ میری ہم نوا ہو

کانوں پہ ہو نہ میرے دَیر و حرم کا احساں
روزن ہی جھونپڑی کا مجھ کو سحر نما ہو

پُھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے
رونا مرا وضو ہو، نالہ مری دُعا ہو

حسین: خوبصورت
شام کی دلہن: مراد شام
مہندی: اشارہ ہے شفق کی طرف
سُرخی: چہرے کو ملنے والا غازہ
قبا: لباس
کُٹیا: جھونپڑی
ہر سُو: ہر طرف

بادل گھرنا: بادل چھا جانا
مؤذن: اذان دینے والا / والی
ہمنوا: ساتھ مل کر بولنے / گانے والا
روزن: سوراخ
سحر نما: دن چڑھنے کا پتا دینے والا
نالہ: فریاد، رونا

اس خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے
تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو

ہر درد مند دل کو رونا مرا رُلا دے
بے ہوش جو پڑے ہیں، شاید انھیں جگا دے

آفتابِ صبح

شورشِ میخانۂ انساں سے بالا تر ہے تو زینتِ بزمِ فلک ہو جس سے وہ ساغر ہے تو
ہو درِ گوشِ عروسِ صبح وہ گوہر ہے تو جس پہ سیمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تو

صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا

درا: قافلے کی گھنٹی
دردمند: غمگین، دکھوں کا مارا
بیہوش: غافل، عمل اور جدوجہد نہ کرنے والا

آفتاب: سورج
شورش: شور، ہنگامہ، غل غپاڑا
میخانہ انسان: مراد یہ دنیا
بالاتر: زیادہ/بہت اونچا
زینت: سجاوٹ
بزمِ فلک: مراد چاند ستارے وغیرہ
ساغر: شراب کا پیالہ

دُر: موتی، بُندا
گوش: کان
عروس: دُلہن
گوہر: موتی
سیمائے افق: افق کا ماتھا
نازاں ہونا: فخر کرنا
صفحۂ ایام: مراد زمانے کا صفحہ یعنی خود زمانہ
مدادِ شب: رات کی سیاہی
مٹا: رگڑ کر صاف کر دے
نقشِ باطل: مراد غلط تحریر
کوکب: ستارہ

حسن تیرا جب ہوا بام فلک سے جلوہ گر　　آنکھ سے اڑتا ہے یکدم خواب کی مے کا اثر
نور سے معمور ہو جاتا ہے دامانِ نظر　　کھولتی ہے چشم ظاہر کو ضیا تیری مگر
ڈھونڈتی ہیں جس کو آنکھیں وہ تماشا چاہیے
چشم باطن جس سے کھل جائے وہ جلوا چاہیے

شوق آزادی کے دنیا میں نہ نکلے حوصلے　　زندگی بھر قید زنجیر تعلق میں رہے
زیر و بالا ایک ہیں تیری نگاہوں کے لیے　　آرزو ہے کچھ اسی چشم تماشا کی مجھے
آنکھ میری اور کے غم میں سرشک آباد ہو
امتیازِ ملت و آئیں سے دل آزاد ہو

بستہ رنگِ خصوصیت نہ ہو میری زباں　　نوع انساں قوم ہو میری، وطن میرا جہاں
دیدۂ باطن پہ رازِ نظم قدرت ہو عیاں　　ہو شناسائے فلک شمعِ تخیل کا دھواں
عقدۂ اضداد کی کاوش نہ تڑپائے مجھے
حسنِ عشق انگیز ہر شے میں نظر آئے مجھے

بام فلک: آسمان کی چھت
جلوہ گر: روشن
اثر اڑنا: اثر ختم ہونا
خواب کی مے: مراد نیند
معمور: بھرا ہوا
دامانِ نظر: نظر کی جھولی
چشم باطن: ضمیر کی آنکھ، بصیرت
جلوا: جلوہ، روشنی
حوصلہ نکلنا: آرزو پوری ہونا
زنجیر تعلق: مراد دنیاوی دلچسپیوں کی زنجیر
زیر و بالا: نیچے اور اوپر
چشم تماشا: دیکھنے والی آنکھ / نگاہ
سرشک آباد: مراد روتے رہنے والی
امتیازِ ملت و آئیں: مذہب اور رسموں وغیرہ میں فرق پیدا کرنے کی کیفیت
بستہ رنگ خصوصیت: خاص گروہ سے تعلق ہونے کی حالت
نوع: قسم، گروہ، جماعت
دیدۂ باطن: دل / ضمیر کی آنکھ، بصیرت
نظم قدرت: قدرت کا نظم، قدرت کا بندوبست / انتظام
شناسائے فلک: آسمان سے واقف یعنی آسمان تک پہنچنے والا
تخیل: چند معلوم باتوں کو ذہن میں لا کر اُن سے ایک نیا خیال نکالنا
عقدۂ اضداد کی کاوش: مراد انسانوں کے باہمی اختلافات اور دشمنی وغیرہ کی اُلجھن

صدمہ آجائے ہوا سے گل کی پتی کو اگر　　اشک بن کر میری آنکھوں سے ٹپک جائے اثر
دل میں ہو سوزِ محبت کا وہ چھوٹا سا شرر　　نور سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر
شاہدِ قدرت کا آئینہ ہو، دل میرا نہ ہو
سر میں جز ہمدردیٔ انساں کوئی سودا نہ ہو

تو اگر زحمت کشِ ہنگامۂ عالم نہیں　　یہ فضیلت کا نشاں اے نیر اعظم نہیں
اپنے حسنِ عالم آرا سے جو تو محرم نہیں　　ہمسر یک ذرۂ خاکِ درِ آدم نہیں
نور مسجودِ ملک گرمِ تماشا ہی رہا
اور تو منت پذیرِ صبح فردا ہی رہا

آرزو نورِ حقیقت کی ہمارے دل میں ہے　　لیلیٰ ذوقِ طلب کا گھر اسی محمل میں ہے
کس قدر لذت کشودِ عقدۂ مشکل میں ہے　　لطفِ صد حاصل ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے
دردِ استفہام سے واقف ترا پہلو نہیں
جستجوئے رازِ قدرت کا شناسا تو نہیں

سوزِ محبت: محبت کی آگ
شرر: چنگاری
رازِ حقیقت: مراد اس دنیا کو پیدا کرنے کا اصل بھید یعنی انسانوں کی باہمی محبت
شاہدِ قدرت: حسین قدرت، مراد محبوب حقیقی
ہمدردیٔ انسان: انسانوں کے دُکھ درد میں شریک ہونا
سودا: شوق، دُھن
زحمت کش: تکلیف اٹھانے والا
ہنگامۂ عالم: دنیا کا شور، غل
نیّرِ اعظم: سب سے زیادہ روشنی پھیلانے والا، یعنی سورج
حُسنِ عالم آرا: دنیا کو سجانے والا حُسن / روشنی
ہمسر: برابر کی شان والا
خاکِ درِ آدم: انسان کے دروازے کی مٹی، مراد حقیر شے

نور مسجودِ ملک: وہ نور جسے فرشتوں نے سجدہ کیا، مراد آدمؑ کا نور
گرمِ تماشا: مسلسل نظارے میں مصروف رہنے والا
منت پذیر: دوسرے کا احسان اٹھانے والا
صبحِ فردا: آنے والے کل کی صبح
نورِ حقیقت: حقیقتِ کائنات کو جاننے کی روشنی
لیلیٰ: مجنوں کی محبوبہ، مراد محبوبہ
ذوقِ طلب: جستجو / تلاش کا شوق
محمل: کجاوہ جو اونٹ پر سواری کی خاطر رکھا جاتا ہے
کشودِ عُقدۂ مشکل: پیچیدہ مسئلے حل کرنے کی حالت
صد حاصل: مراد بہت سے فائدے / نتیجے
سعیِ بے حاصل: ایسی کوشش جس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے
دردِ استفہام: سوال کرنے / جستجو و تلاش کی تکلیف

دردِ عشق

اے دردِ عشق! ہے گہر آب دار تو　　نامحرموں میں دیکھ نہ ہو آشکار تو
پنہاں تہِ نقاب تری جلوہ گاہ ہے　　ظاہر پرست محفلِ نَو کی نگاہ ہے
آئی نئی ہوا چمنِ ہست و بود میں　　اے دردِ عشق! اب نہیں لذت نمود میں
ہاں، خود نمائیوں کی تجھے جستجو نہ ہو　　منت پذیرِ نالۂ بلبل کا تُو نہ ہو
خالی شرابِ عشق سے لالے کا جام ہو　　پانی کی بوند گریۂ شبنم کا نام ہو
پنہاں درونِ سینہ کہیں راز ہو ترا　　اشکِ جگر گداز نہ غماز ہو ترا
گویا زبانِ شاعرِ رنگیں بیاں نہ ہو　　آوازِ نَے میں شکوۂ فرقت نہاں نہ ہو

یہ دَور نکتہ چیں ہے، کہیں چھپ کے بیٹھ رہ
جس دل میں تو مکیں ہے، وہیں چھپ کے بیٹھ رہ

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ　　جویا نہیں تری نگہِ نارسیدہ دیکھ

گہر آب دار: چمکدار موتی
نامحرم: ناواقف، غیر، بیگانہ
پنہاں: چھپا ہوا
تہِ نقاب: (چہرے کے) پردے کے نیچے
جلوہ گاہ: ظاہر ہونے کی جگہ
ظاہر پرست: مراد ظاہر کی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنے والی
محفلِ نو: نئی بزم، مراد نئی یا مغربی تہذیب
نئی ہوا: مراد نئے طور طریقے / خیالات، مراد مادہ پرستی
چمنِ ہست بود: مراد یہ دنیا
نمود: ظاہر ہونے / سامنے آنے کی حالت
خود نمائیوں: جمع خود نمائی، خود کو ظاہر کرنے کی حالتیں
ہاں: دیکھ، خبردار
نالۂ بلبل: بلبل کا رونا یعنی چہچہانا جس میں سوز ہوتا ہے

گریہ: رونا
درونِ سینہ: دل میں
اشکِ جگر گداز: ایسے پُر سوز آنسو جو جگر کو پگھلا دیں
غماز: چغلی کھانے یعنی بھید کھول دینے والا
گویا: بولنے والی
رنگیں بیاں: دل کش اشعار کہنے والا
نَے: بانسری
نکتہ چیں: عیب نکالنے والا، اعتراض کرنے والا
مکیں: ٹھکانا کیے ہوئے
حیرتِ علم آفریدہ: علم کی پیدا کردہ حیرانی
جویا: تلاش کرنے والی
نگہِ نارسیدہ: ایسی نگاہ جو اپنے مقصود تک نہ پہنچے، ناتجربہ کار (عشق میں) نگاہ

رہنے دے جستجو میں خیالِ بلند کو　　حیرت میں چھوڑ دیدۂ حکمت پسند کو
جس کی بہار تُو ہو یہ ایسا چمن نہیں　　قابل تری نمود کے یہ انجمن نہیں
یہ انجمن ہے کشتۂ نظارۂ مجاز　　مقصد تری نگاہ کا خلوت سرائے راز

ہر دل مئے خیال کی مستی سے چور ہے
کچھ اور آج کل کے کلیموں کا طُور ہے

گلِ پژمُردہ

کس زباں سے اے گلِ پژمردہ تجھ کو گُل کہوں　　کس طرح تجھ کو تمنائے دلِ بلبل کہوں
تھی کبھی موجِ صبا گہوارۂ جنباں ترا　　نام تھا صحنِ گلستاں میں گلِ خنداں ترا

تیرے احساں کا نسیمِ صبح کو اقرار تھا
باغ تیرے دم سے گویا طبلۂ عطار تھا

خیالِ بلند: مراد فلسفی کی بلند سوچیں
دیدۂ حکمت پسند: فلسفے کو پسند کرنے والی نگاہ
کشتۂ نظارۂ مجاز: مراد ظاہری حسن پر مرنے والا
یہ انجمن: یہ زمانہ
خلوت سرائے راز: مراد کائنات کی حقیقت کی تنہائی کی جگہ یعنی منزل
مئے خیال: تصور اور سوچ کی شراب، مراد عشق سے خالی
چُور ہے: ڈوبا ہوا ہے
آج کل کے کلیم: موجودہ دور کے فلسفی جو جذبۂ عشق سے خالی ہیں لیکن فلسفیانہ دلیلوں سے خدا کا جلوہ دیکھنا چاہتے ہیں
طور: طور سینا جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا

گلِ پژمُردہ: مرجھایا ہوا پھول، مراد انسانی روح جو اپنی اصل سے جدا ہو گئی ہے
کس زباں سے کہوں: یعنی زبان میں بیان کی قوت نہیں
تمنائے دلِ بلبل: بلبل کے دل کی آرزو مراد بلبل کا محبوب
مَوجِ صبا: صبح کی ہوا کی لہر
گہوارۂ جنباں: ہلتا ہوا پنگوڑا/جھولا
گلِ خنداں: ہنستا یعنی کھلا ہوا پھول
نسیمِ صبح: صبح کی نرم ہوا
تیرے دم سے: تیری وجہ سے
طبلۂ عطار: عطر بیچنے والے کا خوشبوؤں سے بھرا ہوا ڈبہ

تجھ پہ برساتا ہے شبنم دیدۂ گریاں مرا　　ہے نہاں تیری اداسی میں دلِ ویراں مرا
میری بربادی کی ہے چھوٹی سی اک تصویر تُو　　خواب میری زندگی تھی جس کی ہے تعبیر تُو

☆

ہمچو نَے از نیستانِ خود حکایت می کنم
بشنو اے گل! از جدائی ہا شکایت می کنم

سید کی لوحِ تربت

اے کہ تیرا مرغِ جاں تارِ نفس میں ہے اسیر　　اے کہ تیری روح کا طائر قفس میں ہے اسیر
اس چمن کے نغمہ پیراؤں کی آزادی تو دیکھ　　شہر جو اجڑا ہوا تھا، اس کی آبادی تو دیکھ
فکر رہتی تھی مجھے جس کی وہ محفل ہے یہی　　صبر و استقلال کی کھیتی کا حاصل ہے یہی
سنگِ تربت ہے مرا گرویدۂ تقریر دیکھ
چشمِ باطن سے ذرا اس لوح کی تحریر دیکھ
مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیمِ دیں　　ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں

شبنم برسانا: آنسو بہانا
دیدۂ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں
نہاں: چھپا ہوا
دلِ ویراں: مراد افسردہ دل
تعبیر: خواب کا مطلب

سیّد: مراد سر سیّد احمد خان جنہوں نے علی گڑھ میں مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے کالج کھولا جو اب مسلم یونیورسٹی سے موسوم ہے۔ سیّد نے ۱۸۹۸ء میں وفات پائی
لوحِ تربت: قبر پر لگا ہوا کتبہ
مرغِ جاں: روح کا پرندہ

تارِ نفس: سانس کی ڈوری
قفس: پنجرہ، مُراد جسم
نغمہ پیرا: گیت گانے / چہچہانے والے
فکر رہنا: تلاش میں رہنا
صبر و استقلال: قوتِ برداشت اور ثابت قدمی (کسی نظریے پر جمے رہنا)
سنگِ تربت: قبر پر لگا ہوا پتھر
گرویدۂ تقریر: بات چیت / گفتگو کا شوق رکھنے والا
چشمِ باطن: مراد بصیرت
لوح: تختی
مُدعا: مقصد

☆ (مثنوی رومی کے سب سے پہلے شعر میں اضافہ ہے): میں بانسری کی طرح اپنے نرسلوں (بانسوں کے جنگل) کی داستان بیان کر رہا ہوں۔ اے پھول تو سُن، میں (اپنی اصل سے) دُور رہنے کی شکایت کر رہا ہوں۔

وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لئے اپنی زباں　　چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامۂ محشر یہاں
وصل کے اسباب پیدا ہوں تری تحریر سے　　دیکھ! کوئی دل نہ دکھ جائے تری تقریر سے

محفلِ نَو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جو اَب نہ آئیں ان فسانوں کو نہ چھیڑ

تو اگر کوئی مدبّر ہے تو سن میری صدا　　ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا
عرضِ مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا تجھے　　نیک ہے نیت اگر تیری تو کیا پروا تجھے

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بیباک ہے

ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامۂ معجز رقم　　شیشۂ دل ہو اگر تیرا مثالِ جامِ جم
پاک رکھ اپنی زباں، تلمیذِ رحمانی ہے تو　　ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو

سونے والوں کو جگا دے شعر کے اعجاز سے
خرمنِ باطل جلا دے شعلۂ آواز سے

واکرنا: کھولنا
چُھپ کے بیٹھا ہے: مُراد ابھی دبا ہوا ہے
ہنگامۂ محشر: قیامت کا فساد، مراد بہت بڑا فساد / فتنہ
وصل: مراد اتفاق و محبت
دل دُکھنا: دل کو تکلیف پہنچنا
محفلِ نو: جدید / نئی دنیا، موجودہ دَور
پُرانی داستان چھیڑنا: پُرانے مسئلے چھیڑنا یا ان کو ہوا دینا
رنگ پر آنا: پسندیدہ / مقبول ہونا
مدبر: سیاست دان
صدا: آواز، مراد نصیحت
عرضِ مطلب: اپنی بات بیان کرنا
جھجک جانا: رُک جانا، ڈر محسوس کرنا
بیم و ریا: ہر طرح کا خوف اور سیاسی دکھاوا

خامۂ معجز رقم: ایسی تحریر لکھنے والا قلم جو دوسرا نہ لکھ سکے
شیشۂ دل: مراد دل
جامِ جم: قدیم ایرانی بادشاہ جمشید کا شراب کا پیالہ جس میں دنیا نظر آتی تھی
پاک رکھ اپنی زبان: کسی کو بُرا بھلا نہ کہہ، گالی گلوچ نہ کر
تلمیذ رحمانی: خدا کا شاگرد، عربی مقولہ ہے: "الشعراء تلامیذ الرحمن" شاعر خدا کے شاگرد ہیں (الہام ہوتا ہے)
صدا: مراد شاعری
سونے والے: مراد جو عمل اور جدّوجہد نہیں کر رہے
جگا دے: ان میں جوش و جذبہ پیدا کر دے
اعجاز: معجزہ، کرامت
خرمنِ باطل: کفر / باطل طاقتوں کا کھلیان / فصل
شعلۂ آواز: مراد جذبوں کی گرمی اور حرارت سے پُر شاعری

ماہِ نو

ٹوٹ کر خورشید کی کشتی ہوئی غرقابِ نیل　　ایک ٹکڑا تیرتا پھرتا ہے روئے آبِ نیل
طشتِ گردوں میں ٹپکتا ہے شفق کا خونِ ناب　　نشترِ قدرت نے کیا کھولی ہے فصدِ آفتاب

چرخ نے بالی چرالی ہے عروسِ شام کی
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی

قافلہ تیرا رواں بے منتِ بانگِ درا　　گوشِ انساں سن نہیں سکتا تری آوازِ پا
گھٹنے بڑھنے کا سماں آنکھوں کو دکھلاتا ہے تُو　　ہے وطن تیرا کدھر؟ کس دیس کو جاتا ہے تُو؟
ساتھ اے سیارۂ ثابت نما لے چل مجھے　　خارِ حسرت کی خلش رکھتی ہے اب بے کل مجھے

نور کا طالب ہوں، گھبراتا ہوں اس بستی میں مَیں
طفلکِ سیماب پا ہوں مکتبِ ہستی میں مَیں

ماہِ نو: پہلی رات کا چاند، ہلال
خورشید: سورج
غرقابِ نیل ہوئی: مصر کے دریائے نیل میں ڈوب گئی
ایک ٹکڑا: اشارہ ہے ہلال کی طرف
تیرتا پھرتا ہے: یعنی اس کا عکس ہلتے پانی میں پڑ رہا ہے
طشتِ گردوں: آسمان کی تھالی
شفق: آسمان کی سرخی
خونِ ناب: خالص خون
نشتر: زخم چیرنے کا باریک اوزار
فصد کھولنا: نشتر سے رگ میں سے گندا / خراب خون نکالنا
بالی: کان کا بندا
عروسِ شام: شام یا رات کی دلہن
سیمِ خام: کچی چاندی

بے منت: احسان کے بغیر
بانگِ درا: قافلے کی گھنٹی کی آواز
گوش: کان
آوازِ پا: پاؤں کی چاپ
سیارۂ ثابت نما: ایسا چلنے والا ستارہ جو ایک جگہ پر ٹکے ہوئے ستارہ کی طرح دکھائی دیتا ہے
خارِ حسرت: آرزو کا کانٹا، مراد دل کی آرزو / خواہش
خلش: چبھن
بے کل: بے چین، بیقرار
طالب: مانگنے / چاہنے والا
طِفلک: چھوٹا سا بچہ
سیماب پا: جس کے پاؤں حرکت ہی میں رہتے ہوں
مکتبِ ہستی: یہ دنیا جو انسان کے لیے مقامِ عبرت و درس ہے

انسان اور بزمِ قدرت

صبح خورشیدِ درخشاں کو جو دیکھا میں نے　　بزمِ معمورۂ ہستی سے یہ پوچھا میں نے
پرتوِ مہر کے دم سے ہے اجالا تیرا　　سیمِ سیال ہے پانی ترے دریاؤں کا
مہر نے نور کا زیور تجھے پہنایا ہے　　تیری محفل کو اسی شمع نے چمکایا ہے
گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں　　یہ سبھی سورۂ "والشمس" کی تفسیریں ہیں
سرخ پوشاک ہے پھولوں کی، درختوں کی ہری　　تیری محفل میں کوئی سبز، کوئی لال پری
ہے ترے خیمۂ گردوں کی طِلائی جھالر　　بدلیاں لال سی آتی ہیں افق پر جو نظر
کیا بھلی لگتی ہے آنکھوں کو شفق کی لالی　　مئے گلرنگ خمِ شام میں تو نے ڈالی
رتبہ تیرا ہے بڑا، شان بڑی ہے تیری　　پردۂ نور میں مستور ہے ہر شے تیری
صبح اک گیت سراپا ہے تیری سطوت کا　　زیرِ خورشید نشاں تک بھی نہیں ظلمت کا
میں بھی آباد ہوں اس نور کی بستی میں مگر　　جل گیا پھر مری تقدیر کا اختر کیوں کر؟
نور سے دور ہوں ظلمت میں گرفتار ہوں میں
کیوں سیہ روز، سیہ بخت، سیہ کار ہوں میں؟

بزمِ قدرت: قدرت کی محفل، مراد یہ دنیا/کائنات
خورشیدِ درخشاں: چمکتا ہوا سورج
معمورۂ ہستی: مراد آباد دنیا
پرتوِ مہر: سورج کی روشنی
دم: وجہ، سبب
سیمِ سیال: بہتی ہوئی چاندی
محفل کو چمکانا: محفل روشن کرنا، رونق کا سبب بننا
خلد: بہشت
سورۂ "والشمس": پارہ ۳۰ کی ایک سورۃ جس کا آغاز "والشمس" سے ہوتا ہے، یعنی اللہ نے سورج کی قسم کھائی ہے
خیمۂ گردوں: آسمان کا خیمہ، مراد آسمان
طلائی جھالر: سونے کی جھالر، مراد سرخ زرد بدلیاں
اُفق: آسمان کا دور کا کنارہ
لالی: سرخی
مئے گلرنگ: سرخ رنگ کی شراب
خمِ شام: شام کا مٹکا
مستور: چھپی ہوئی
سطوت: شان و شوکت، دبدبہ
زیر: نیچے
ظلمت: تاریکی، اندھیرا
اختر: ستارہ
کیونکر: کس طرح
گرفتار: قابو میں آیا ہوا، پکڑا ہوا
سیہ روز: جس کا دن تاریک ہو، بدقسمت

میں یہ کہتا تھا کہ آواز کہیں سے آئی
بامِ گردوں سے وِیا صحنِ زمیں سے آئی

ہے ترے نور سے وابستہ مری بود و نبود
باغباں ہے تری ہستی پئے گلزارِ وجود

انجمن حسن کی ہے تو، تری تصویر ہوں میں
عشق کا تو ہے صحیفہ، تری تفسیر ہوں میں

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے
بار جو مجھ سے نہ اٹھا وہ اٹھایا تو نے

نورِ خورشید کی محتاج ہے ہستی میری
اور بے منتِ خورشید چمک ہے تیری

ہو نہ خورشید تو ویراں ہو گلستاں میرا
منزلِ عیش کی جا نام ہو زنداں میرا

آہ اے رازِ عیاں کے نہ سمجھنے والے!
حلقۂ دامِ تمنا میں الجھنے والے

ہائے غفلت کہ تری آنکھ ہے پابندِ مجاز
ناز زیبا تھا تجھے، تو ہے مگر گرمِ نیاز

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سیہ روز رہے پھر، نہ سیہ کار رہے

بام گردوں: آسمان کی چھت
وابستہ: بندھی ہوئی، منسلک
بود و نبود: ہونا یعنی ہستی اور نہ ہونا / نیستی
ہستی: زندگی، وجود
پئے گلزارِ وجود: ہستی کے باغ کے لیے
صحیفہ: کتاب
بگڑے کام بنانا: جو کام غلط ہوئے ہوں انہیں ٹھیک کرنا
بے منتِ خورشید: سورج کے احسان کے بغیر
ویراں: ایسی جگہ جہاں کوئی آبادی وغیرہ نہ ہو
منزلِ عیش کی جا: عیش کے ٹھکانے کی بجائے

زنداں: قید خانہ
راز عیاں: کھلا بھید
حلقۂ دام تمنا: آرزو کے جال کا حلقہ
الجھنے والا: پھنسنے والا
ہائے غفلت: یہ سستی اور بے پروائی افسوس ناک ہے
پابندِ مجاز: غیر حقیقی باتوں کو دیکھنے کی عادی
ناز: چونچلا، فخر
زیبا: مراد مناسب، لائق
گرمِ نیاز: عاجزی / انکسار میں مصروف

پیامِ صبح

(ماخوذ از لانگ فیلو)

اُجالا جب ہُوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیم زندگی پیغام لائی صبح خنداں کا

جگایا بُلبلِ رنگیں نوا کو آشیانے میں
کنارے کھیت کے شانہ ہلایا اُس نے دہقاں کا

طلسمِ ظلمتِ شب سُورۂ "و النّور" سے توڑا
اندھیرے میں اُڑایا تاجِ زر شمعِ شبستاں کا

پڑھا خوابیدگانِ دَیر پر افسونِ بیداری
برہمن کو دیا پیغام خورشیدِ دُرَخشاں کا

ہُوئی بامِ حرم پر آ کے یوں گویا مؤذّن سے
نہیں کھٹکا ترے دل میں نمودِ مہر تاباں کا؟

لانگ فیلو: مشہور امریکی شاعر، پیدائش ۱۸۰۷ء۔ نظموں کا پہلا مجموعہ بنام "آہنگ شب" ۱۸۳۹ء میں شائع ہوا
رُخصت ہونا: غائب / ختم ہو جانا
جبینِ شب: رات کی پیشانی
افشاں: گوبر کی کترن، سجاوٹ کیلئے ماتھے پر لگائی جاتی ہے
نسیم: صبح کی خوشگوار ہوا
صبح خنداں: ہنستی ہوئی صبح
رنگیں نوا: دل کو بھانے والا نغمہ گانے والی / چہچہانے والی
شانہ ہلانا: کسی کو جگانے کے لیے کندھے ہلانا
دہقاں: کسان
طلسم توڑنا: جادو کا اثر ختم کرنا

سورۂ "والنور": قرآن کریم کی ۲۴ویں سورۃ، مراد سورج
تاجِ زر توڑا: مراد سنہری روشنی ختم کر دی
شمع شبستان: رات کی محفل کی موم بتی
خوابیدگان: جمع خوابیدہ، سوئے ہوئے
دَیر: مندر
برہمن: ہندوؤں کا مذہبی رہنما
خورشید دَرَخشاں: چمکتا ہوا سورج
بام حرم: کعبہ / مسجد کی چھت
گویا ہوئی: بولی، کہنے لگی
نمود: ظاہر / طلوع ہونا
مہر تاباں: روشن سورج

پُکاری اس طرح دیوارِ گلشن پر کھڑے ہو کر
چٹک او غنچۂ گل ! تُو مؤذّن ہے گلستاں کا

دیا یہ حکم صحرا میں چلو اے قافلے والو!
چمکنے کو ہے جگنو بن کے ہر ذرّہ بیاباں کا

سوئے گورِ غریباں جب گئی زندوں کی بستی سے
تو یوں بولی نظارہ دیکھ کر شہر خموشاں کا

ابھی آرام سے لیٹے رہو، مَیں پھر بھی آؤں گی
سُلادوں گی جہاں کو، خواب سے تم کو جگاؤں گی

عشق اور موت

(ماخوذ از ٹینی سن)

سہانی نمودِ جہاں کی گھڑی تھی — تبسم فشاں زندگی کی کلی تھی
کہیں مہر کو تاجِ زر مل رہا تھا — عطا چاند کو چاندنی ہو رہی تھی

پکاری: اونچی آواز میں کہنے لگی
چٹک: کھِل
او غنچہ: اری کلی، اے کلی
سوئے گورِ غریباں: پردیسیوں، یعنی عدم کے مسافروں کی قبروں کی طرف
زندوں کی بستی: چلتے پھرتے انسانوں کی دنیا
شہرِ خموشاں: قبرستان
خواب: نیند
سُلادوں گی: مراد مار دوں گی
جگادوں گی: قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کر دوں گی

ٹینی سن: مشہور انگریزی شاعر (۱۸۰۹ء۔ ۱۸۹۲ء)
سُہانی: دل پر اچھا اثر کرنے والی
نمودِ جہاں: دنیا کی خِلقت / پیدائش
تبسم فشاں: مسکراہٹیں بکھیرنے والی
تاجِ زر: سونے کا تاج، یعنی سنہری روشنی

سیہ پیرہن شام کو دے رہے تھے ستاروں کو تعلیمِ تابندگی تھی
کہیں شاخِ ہستی کو لگتے تھے پتے کہیں زندگی کی کلی پھوٹتی تھی
فرشتے سکھاتے تھے شبنم کو رونا ہنسی گل کو پہلے پہل آرہی تھی
عطا درد ہوتا تھا شاعر کے دل کو خودی تشنہ کامِ مئے بے خودی تھی
اٹھی اوّل اوّل گھٹا کالی کالی کوئی حور چوٹی کو کھولے کھڑی تھی

زمیں کو تھا دعویٰ کہ میں آسماں ہوں
مکاں کہہ رہا تھا کہ میں لامکاں ہوں

غرض اس قدر یہ نظارا تھا پیارا کہ نظارگی ہو سراپا نظارا
ملک آزماتے تھے پرواز اپنی جبینوں سے نورِ ازل آشکارا
فرشتہ تھا اک، عشق تھا نام جس کا کہ تھی رہبری اس کی سب کا سہارا
فرشتہ کہ پُتلا تھا بیتابیوں کا ملک کا ملک اور پارے کا پارا
پئے سیر فردوس کو جارہا تھا قضا سے ملا راہ میں وہ قضارا

تابندگی: چمکنے کی حالت
کلی پھوٹنا: کلی کھلنا
رونا: یعنی قطروں کی صورت میں گرنا
گل کو ہنسی آنا: مراد پھول کا کھلنا
درد: مراد جذبۂ عشق
تشنہ کام: پیاسا/پیاسی
مئے بیخودی: حالتِ وجد کی شراب
خودی: اپنے وجود کا احساس
چوٹی: چٹیا، گندھے ہوئے بال
حور: جنت کی عورت، خوبصورت عورت
دعویٰ: اپنی بات کی سچائی پر زور دینے کی حالت
آسماں ہوں: بلند ہوں، بلند مرتبہ ہوں
مکاں: مراد یہ وجود کی دنیا

لامکاں: عالمِ بالا/اوپر کی دنیا
نظارگی: دیکھنے کی کیفیت/دیکھنے والا
سراپا: پوری طرح
مَلک: فرشتہ/فرشتے
جبینوں: جمع جبین، پیشانیاں
نورِ ازل: کائنات کی تخلیق سے بھی پہلے کا نور
پُتلا: مجسمہ، تصویر
پارا: سفید مائع دھات جو ہر وقت ہلتی رہتی ہے
پئے سیر: سیر کے واسطے
فردوس: جنت
قضا: خدائی حکم، موت کا فرشتہ
قضارا: اتفاق سے، اچانک

یہ پوچھا ترا نام کیا، کام کیا ہے؟ نہیں آنکھ کو دید تیری گوارا
ہُوا سُن کے گویا قضا کا فرشتہ اجل ہوں، مرا کام ہے آشکارا
اڑاتی ہوں مَیں رختِ ہستی کے پُرزے بجھاتی ہوں مَیں زندگی کا شرارا
مری آنکھ میں جادوئے نیستی ہے پیامِ فنا ہے اسی کا اشارا
مگر ایک ہستی ہے دنیا میں ایسی وہ آتش ہے میں سامنے اس کے پارا
شرر بن کے رہتی ہے انساں کے دل میں وہ ہے نورِ مطلق کی آنکھوں کا تارا
ٹپکتی ہے آنکھوں سے بن بن کے آنسو وہ آنسو کہ ہو جن کی تلخی گوارا
سنی عشق نے گفتگو جب قضا کی ہنسی اس کے لب پر ہوئی آشکارا
گری اس تبسم کی بجلی اجل پر اندھیرے کا ہو نور میں کیا گزارا؟

بقا کو جو دیکھا فنا ہوگئی وہ
قضا تھی، شکارِ قضا ہوگئی وہ

دید: دیکھنے کی کیفیت
گوارا: پسند، قابلِ برداشت
گویا ہوا: بولا، کہنے لگا
اجل: موت
رختِ ہستی کے پُرزے اڑانا: زندگی کے لباس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، مراد زندگی ختم کر دینا
زندگی کا شرارا بجھانا: مراد مارنا، زندگی ختم کر دینا
جادوئے نیستی: مٹا دینے / ختم کر دینے کا جادو
پیامِ فنا: موت کا سندیسہ
ہستی: وجود، مراد عشق / بقا

آتش: آگ
شرر: چنگاری
نُورِ مُطلق: مکمل نور مراد محبوبِ حقیقی
آنکھوں کا تارا: بہت پیارا
تلخی: کڑواہٹ
تبسم: مُسکراہٹ
گذارا: نباہ، نبھے رہنے کی حالت
بجلی گرنا: مصیبت آپڑنا
بقا: ہمیشگی، باقی رہنے کی حالت
شکار قضا ہو گئی: فنا ہو گئی

زُہد اور رِندی

اک مولوی صاحب کی سُناتا ہوں کہانی
تیزی نہیں منظور طبیعت کی دِکھانی

شُہرہ تھا بہت آپ کی صُوفی مَنشی کا
کرتے تھے ادب اُن کا اعالی و ادانی

کہتے تھے کہ پنہاں ہے تصوف میں شریعت
جس طرح کہ الفاظ میں مضمر ہوں معانی

لبریز مئے زُہد سے تھی دِل کی صراحی
تھی تہ میں کہیں دُردِ خیالِ ہمہ دانی

کرتے تھے بیاں آپ کرامات کا اپنی
منظور تھی تعداد مُریدوں کی بڑھانی

زُہد: پارسائی، بُرے کاموں سے بچنے کا عمل
رندی: مذہب سے دوری کا عمل
طبیعت کی تیزی: سوچ اور فکر کی قدرتی قوت
دکھانا: ظاہر کرنا
منظور: پسند
شُہرہ: چرچا، مشہوری
صُوفی مَنشی: صوفیوں کی سی زندگی بسر کرنا
اعالی: جمع اعلیٰ، بڑے بڑے لوگ
ادانی: جمع ادنیٰ، عام یا معمولی لوگ
پنہاں: چُھپی ہوئی

تصوف: دنیا سے بے نیاز اور اللہ کی ذات میں فنا ہونا
مضمر: چھپے ہوئے
معانی: جمع معنٰی، مطلب
لبریز: بھری ہوئی
مئے زُہد: پارسائی کی شراب
صُراحی: شراب کا بڑی ٹونٹی والا برتن، مراد دل
دُرد: تلچھٹ، مَیل
خیالِ ہمہ دانی: ہر بات / سب کچھ جاننے کا گھمنڈ
کرامات: جمع کرامت، ایسے کام جو عام آدمی کی طاقت سے باہر ہوں

مُدّت سے رہا کرتے تھے ہمسائے میں میرے
تھی رند سے زاہد کی ملاقات پُرانی

حضرت نے مرے ایک شناسا سے یہ پُوچھا
اقبالؔ، کہ ہے قُمریِ شمشادِ معانی

پابندیٔ احکامِ شریعت میں ہے کیسا؟
گو شعر میں ہے رشکِ کلیمِ ہَمدانی

سُنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اَثرِ فلسفہ دانی

ہے اس کی طبیعت میں تشیّع بھی ذرا سا
تفضیلِ علیؓ ہم نے سُنی اس کی زبان

سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اُڑانی

رند: شریعت پر نہ چلنے والا، مذہب سے دور
شناسا: واقف، جاننے والا
قُمری: کبوتر سے چھوٹا ایک خوش آواز پرندہ، فاختہ
شمشاد: ایک سیدھا لمبا درخت، بلندی
معانی: معنوں یعنی شاعری میں نئے نئے مضامین پیدا کرنا
احکامِ شریعت: شریعت کے حکم / فرائض
کیسا ہے: یعنی اچھا یا بُرا ہے
شعر: شاعری
رشک: دوسروں کی خوبی خود میں پیدا کرنے کی خواہش
کلیم ہمدانی: ابو طالب کلیم، فارسی کا مشہور شاعر اور مغلیہ بادشاہ شاہجہان کے دربار کا ملک الشعراء، وفات ۱۶۵۱ء

عقیدہ: اعتقاد، مذہبی خیال
فلسفہ دانی: علم فلسفہ جاننا
تشیّع: شیعہ عقیدہ رکھنے کا عمل
تفضیل: فضیلت، دوسروں پر برتری دینا
علی: حضرت علی کرم اللہ وجہہ
راگ: موسیقی، گانا
عبادات: جمع عبادت
مقصود: غرض، مقصد
مگر: شاید
مذہب کی خاک اڑانا: مذہب کو رسوا / ذلیل کرنا

کچھ عار اسے حسن فروشوں سے نہیں ہے
عادت یہ ہمارے شعرا کی ہے پُرانی

گانا جو ہے شب کو تو سحر کو ہے تلاوت
اس رمز کے اب تک نہ کھلے ہم پہ معانی

لیکن یہ سُنا اپنے مریدوں سے ہے مَیں نے
بے داغ ہے مانندِ سحر اس کی جوانی

مجموعۂ اضداد ہے، اقبالؔ نہیں ہے
دل دفترِ حکمت ہے، طبیعت خَفَقانی

رِندی سے بھی آگاہ، شریعت سے بھی واقف
پُوچھو جو تصوف کی تو منصور کا ثانی

اس شخص کی ہم پر تو حقیقت نہیں کھلتی
ہوگا یہ کسی اور ہی اسلام کا بانی

القصّہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تا دیر رہی آپ کی یہ نغز بیانی

عار: شرم، غیرت
حُسن فروشی: حُسن بیچنے والی، مراد بازاری عورتیں
سحر کو: صبح کے وقت
رمز: بھید
معانی کھلنا: حقیقتِ حال ظاہر ہونا، سمجھ میں آنا
بے داغ: عیب / برائی سے پاک
مانند سحر: صبح کی طرح
مجموعۂ اضداد: ایسا شخص جس میں متضاد یعنی باہم مخالف باتیں جمع ہوں
دفترِ حکمت: فلسفہ کی کتاب
خفقانی: مالیخولیا / دل دھڑکنے کی بیماری میں مبتلا
منصور: مراد حسین بن منصور حلاج (مشہور صوفی) جنہیں "انا الحق" کہنے پر پھانسی دے دی گئی تھی
ثانی: مراد مانند (منصور کی طرح کا)
حقیقت کھلنا: صحیح صورتِ حال معلوم ہونا
القصّہ: مختصر یہ کہ
تا دیر: دیر تک
نغز بیانی: (اس میں طنز ہے) مراد بڑی پیاری گفتگو

اس شہر میں جو بات ہو، اُڑ جاتی ہے سب میں
مَیں نے بھی سُنی اپنے اَحبّا کی زبانی

اک دن جو سر راہ مِلے حضرتِ زاہد
پھر چھڑ گئی باتوں میں وہی بات پُرانی

فرمایا، شکایت وہ محبت کے سبب تھی
تھا فرض مرا راہ شریعت کی دِکھانی

مَیں نے یہ کہا کوئی گِلہ مجھ کو نہیں ہے
یہ آپ کا حق تھا زرہِ قُربِ مکانی

خم ہے سر تسلیم مرا آپ کے آگے
پیری ہے تواضع کے سبب میری جوانی

گر آپ کو معلوم نہیں میری حقیقت
پیدا نہیں کچھ اس سے قصورِ ہمہ دانی

مَیں خود بھی نہیں اپنی حقیقت کا شناسا
گہرا ہے مرے بحر خیالات کا پانی

بات اُڑ جانا: بات مشہور ہو جانا
احبّا: جمع حبیب، دوست
سر راہ ملنا: راستے میں اچانک ملاقات ہونا
حضرتِ زاہد: مراد وہی مولوی صاحب
بات چھڑنا: باتیں شروع ہو جانا
راہ دکھانا: صحیح راستے پر ڈالنا
حق: فرض، ایسی اجازت جو اخلاقی طور پر کسی کو دی جائے
زرہِ قربِ مکانی: قریب / ہمسائیگی میں رہنے کی وجہ سے
خم ہے: جُھکا ہوا ہے
سر تسلیم خم ہونا: دوسروں کی مرضی پر راضی رہنا
پیری: بُڑھاپا
تواضع: عاجزی، انکسار، جُھکنا
شناسا: جاننے والا
بحر خیالات: خیالوں کا سمندر

مجھ کو بھی تمنا ہے کہ "اقبال" کو دیکھوں
کی اس کی جُدائی میں بہت اشک فشانی

اقبالؔ بھی "اقبال" سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

شاعر

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

محفلِ نظمِ حکومت، چہرۂ زیبائے قوم
شاعر رنگیں نوا ہے دیدۂ بینائے قوم

مبتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

اقبال کو دیکھوں: خود اپنی حقیقت سے واقف ہو جاؤں
اشک فشانی: آنسو بہانے کی حالت
اقبال سے: یعنی اپنی ذات / حقیقت سے
تمسخر: مذاق
واللہ: خدا کی قسم

گویا: جیسے
اعضاء: جمع عضو، جسم کے حصے
منزلِ صنعت: کاریگری / دستکاری کا ٹھکانا / شعبہ
رَہ پیما: راستہ طے کرنے والے
دست و پائے قوم: مراد ایسے لوگ / افراد جو جماعتی کام انجام دینے والے ہیں
محفلِ نظمِ حکومت: حکومت کے انتظامی امور چلانے والے
چہرۂ زیبا: خوبصورت چہرہ
رنگیں نوا: مُراد دل پر اچھا اثر کرنے والے شعر کہنے والا
دیدۂ بینا: بصیرت والی نگاہ
مُبتلائے درد: تکلیف میں گرفتار
ہمدرد: دوسروں کی تکلیف کا احساس رکھنے والی
کس قدر: مراد بہت / زیادہ

دل

قصۂ دار و رسَن بازیٔ طفلانۂ دل
التجائے "اَرِنی" سُرخیِ افسانۂ دل

یارب! اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ مُلکِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل

ابرِ رحمت تھا کہ تھی عشق کی بجلی یارب!
جل گئی مزرعِ ہستی تو اگا دانۂ دل

حسن کا گنجِ گراں مایہ تجھے مِل جاتا
تُو نے فرہاد! نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل

عرش کا ہے کبھی کعبہ کا ہے دھوکا اس پر
کس کی منزل ہے الٰہی! مرا کاشانۂ دل

قصۂ دار و رسن: سولی اور رسّی کی داستان، مراد حضرت حسین بن منصور حلاج کو "انا الحق" کہنے پر پھانسی دیے جانے کا واقعہ

بازیٔ طفلانہ: بچوں کا کھیل، مراد بہت آسان کام

"ارنی": مجھے اپنا جلوہ دکھا، حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ

سُرخی: مضمون کا عنوان

لبریز: بھرا ہوا

جادہ: راستہ

مُلکِ بقا: ہمیشہ باقی / قائم رہنے والی سلطنت / مُلک

خطِ پیمانۂ دل: مراد دل کی رگیں جن میں خون دوڑتا ہے

ابرِ رحمت: کرم / مہربانی کی بارش کرنے والا بادل

مزرعِ ہستی: زندگی / وجود کی کھیتی

گنجِ گراں مایہ: بہت قیمتی خزانہ

فرہاد: شیریں کا عاشق، جسے کوہ کن بھی کہا جاتا ہے۔ قدیم ایرانی اساطیر کا ایک کردار

عرش: تخت، مراد آسمان سے بھی اوپر نوروں کی دنیا

دھوکا: شک

کاشانہ: گھر، آشیانہ، محل

اس کو اپنا ہے جنوں اور مجھے سودا اپنا
دل کسی اور کا دیوانہ، میں دیوانۂ دل

تُو سمجھتا نہیں اے زاہدِ ناداں اس کو
رشک صد سجدہ ہے اک لغزشِ مستانۂ دل

خاک کے ڈھیر کو اِکسیر بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکستر پروانۂ دل

عشق کے دام میں پھنس کر یہ رِہا ہوتا ہے
برق گرتی ہے تو یہ نخل ہرا ہوتا ہے

موجِ دریا

مضطرب رکھتا ہے میرا دلِ بیتاب مجھے
عین ہستی ہے تڑپ صورتِ سیماب مجھے

موج ہے نام مرا، بحر ہے پایاب مجھے
ہو نہ زنجیر کبھی حلقۂ گرداب مجھے

سودا: دیوانگی، عشق کی مستی
دیوانہ: مراد عاشق
رشک صد سجدہ: سو/سیکڑوں سجدوں سے بھی بڑھ کر
لغزشِ مستانہ: عشق کی مستی میں گر گر کر اٹھنا
خاک کا ڈھیر: معمولی شے، مراد انسان
اکسیر: مراد اعلیٰ مرتبہ والی/والا، اعلیٰ جنس
خاکستر پروانہ: جلے ہوئے پتنگے کی راکھ
دام: جال
برق: آسمانی بجلی

نخل: درخت
ہرا ہونا: سبز ہونا، پھلنا پھولنا

مُضطرب: بے چین
عینِ ہستی: مراد حقیقی طور پر زندگی
صورت سیماب: پارے کی طرح ہر دم ہلتے یا تڑپتے رہنا
پایاب: مراد بہت کم گہرا
زنجیر: مراد رکاوٹ
حلقۂ گرداب: بھنور کا چکر

آب میں مثلِ ہوا جاتا ہے توسن میرا
خارِ ماہی سے نہ اٹکا کبھی دامن میرا

میں اچھلتی ہوں کبھی جذب مہِ کامل سے
جوش میں سر کو پٹکتی ہوں کبھی ساحل سے
ہوں وہ رہرو کہ محبت ہے مجھے منزل سے
کیوں تڑپتی ہوں، یہ پوچھے کوئی میرے دل سے
زحمتِ تنگیِ دریا سے گریزاں ہوں میں
وسعتِ بحر کی فرقت میں پریشاں ہوں میں

رخصت اے بزمِ جہاں!

(ماخوذ از ایمرسن)

رُخصت اے بزمِ جہاں! سُوئے وطن جاتا ہوں مَیں
آہ! اس آباد ویرانے میں گھبراتا ہوں مَیں

بسکہ مَیں افسردہ دل ہوں، درخورِ محفل نہیں
تُو مرے قابل نہیں ہے، مَیں ترے قابل نہیں

آب: پانی
توسَن: وہ گھوڑا جسے سدھایا نہ گیا ہو، سرکش بچھیرا
خارماہی: مچھلی کا کانٹا
دامن: قمیص کا نچلا حصہ، کنارا
جذب: کشش
مہِ کامل: چودھویں کا چاند
سر کو پٹکنا: سر مارنا
زحمت: تکلیف
تنگیِ دریا: دریا کا محدود ہونا
گریزاں: بھاگنے والی
وسعتِ بحر: سمندر کا بہت پھیلے ہوئے ہونا

ایمرسن: مشہور امریکی شاعر، فلسفی، مقالہ نگار جو ہر فن مولا تھا (۱۸۰۳ء۔ ۱۸۸۲ء)
بزمِ جہاں: دنیا کی محفل
سوئے وطن: وطن کی طرف
آباد ویرانہ: یہ دنیا جو دیکھنے میں آباد ہے لیکن شاعر کا ہم خیال کوئی نہیں
بسکہ: بہت زیادہ
درخورِ محفل: بزم یا دوسروں کے ساتھ مل بیٹھنے کے لائق

قید ہے دربارِ سلطان و شبستانِ وزیر
توڑ کر نکلے گا زنجیر طلائی کا اسیر

گو بڑی لذّت تری ہنگامہ آرائی میں ہے
اجنبیت سی مگر تیری شناسائی میں ہے

مدتوں تیرے خود آراؤں سے ہم صحبت رہا
مدتوں بے تاب موجِ بحر کی صورت رہا

مدتوں بیٹھا ترے ہنگامۂ عشرت میں میں
روشنی کی جستجو کرتا رہا ظلمت میں میں

مدتوں ڈھونڈا کیا نظارۂ گل، خار میں
آہ، وہ یوسف نہ ہاتھ آیا ترے بازار میں

چشمِ حیراں ڈھونڈتی اب اور نظارے کو ہے
آرزو ساحل کی مجھ طوفان کے مارے کو ہے

دربار سلطان: مراد حکمران / حکمرانوں کے دربار یا محل
شبستان: رات گذارنے کی جگہ، مراد محل
زنجیر طلائی: سونے کی زنجیر، مراد سرکاری، درباری پابندی
ہنگامہ آرائی: مراد دنیا کی رونق، چہل پہل
اجنبیت: غیریت، ناواقف ہونے کی حالت
شناسائی: واقفیت، اپنایت
خود آرا: مراد خود کو بڑا ظاہر کرنے والے
ہم صحبت: پاس اٹھنے بیٹھنے والا
موج بحر: سمندر کی لہر / لہریں
صورت: مانند
ہنگامۂ عشرت: مراد عیش و عشرت کی محفلیں
ظلمت: تاریکی
ڈھونڈا کیا: تلاش کرتا رہا
نظارۂ گل: پھول کو دیکھنے کی کیفیت
خار: کانٹا
یوسف: مراد محبوب، حسین، حضرت یوسفؑ کو بیچا گیا تھا
ہاتھ آنا: ملنا، حاصل ہونا
بازار: مراد خود دنیا
چشمِ حیراں: حیرانی میں ڈوبی ہوئی نگاہ
طوفان کا مارا: مراد ٹھوکروں پر ٹھوکر کھا کر بھی مقصد حاصل نہ کر سکا

چھوڑ کر مانندِ بُو تیرا چمن جاتا ہوں مَیں
رُخصت اے بزمِ جہاں! سُوئے وطن جاتا ہوں مَیں

گھر بنایا ہے سکوتِ دامنِ کہسار میں
آہ! یہ لذّت کہاں موسیقیِ گفتار میں

ہم نشینِ نرگسِ شہلا، رفیقِ گل ہوں مَیں
ہے چمن میرا وطن، ہمسایۂ بُلبل ہوں مَیں

شام کو آواز چشموں کی سُلاتی ہے مجھے
صبح فرشِ سبز سے کوئل جگاتی ہے مجھے

بزمِ ہستی میں ہے سب کو محفل آرائی پسند
ہے دلِ شاعر کو لیکن کُنجِ تنہائی پسند

ہے جنوں مجھ کو کہ گھبراتا ہوں آبادی میں مَیں
ڈھونڈتا پھرتا ہوں کس کو کوہ کی وادی میں مَیں؟

شوق کس کا سبزہ زاروں میں پھراتا ہے مجھے
اور چشموں کے کناروں پر سُلاتا ہے مجھے؟

بُو: خوشبو
چمن: مراد دنیا
دامنِ کہسار: پہاڑ کی وادی
موسیقیِ گفتار: باتوں کی سُر تال یعنی باتیں
ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا
نرگسِ شہلا: ایک زرد یا سیاہ رنگ کا پھول جس کی شکل آنکھ سے ملتی جلتی ہے
رفیقِ گل: پھول / پھولوں کا دوست یا ساتھی
فرشِ سبز: مراد سبزہ
کوئل: سیاہ رنگ کا خوش آواز پرندہ
محفل آرائی: بزم سجانا، باہم مل بیٹھنا
کُنجِ تنہائی: ایسی الگ تھلگ جگہ جہاں کوئی اَور نہ ہو
آبادی: یعنی جہاں انسان چلتے پھرتے ہیں
کِس کو: سوال ہے جس کا جواب ہے "خالقِ کائنات" کو
شوق: عشق
سبزہ زار: جہاں سبزہ بہت ہو

طعنہ زن ہے تُو کہ شیدائے گنجِ عزلت کا ہوں مَیں
دیکھ اے غافل! پیامی بزمِ قُدرت کا ہوں مَیں

ہم وطن شمشاد کا، قُمری کا مَیں ہم راز ہوں
اس چمن کی خامشی میں گوش بر آواز ہوں

کچھ جو سنتا ہوں تو اَوروں کو سُنانے کے لیے
دیکھتا ہوں کچھ تو اَوروں کو دِکھانے کے لیے

عاشقِ عزلت ہے دل، نازاں ہوں اپنے گھر پہ مَیں
خندہ زن ہوں مسندِ دارا و اسکندر پہ مَیں

لیٹنا زیرِ شجر رکھتا ہے جادُو کا اثر
شام کے تارے پہ جب پڑتی ہو رہ رہ کر نظر

علمِ کے حیرت کدے میں ہے کہاں اس کی نمود!
گل کی پتّی میں نظر آتا ہے رازِ ہست و بود

طعنہ زن: طعنے مارنے والا
شیدا: محبت کرنے والا
کنج: کونا
عزلت: تنہائی
پیامی: پیغام لے جانے والا، قاصد
بزم قدرت: مراد کائنات میں قدرت کے مظاہر
ہم وطن: ایک ہی شہر / ملک کے باشندے
شمشاد: سرو کی طرح کا لمبا درخت
قمری: فاختہ
ہمراز: ایک دوسرے کے بھید جاننے والے
گوش بر آواز: کان لگا کر بات سننے پر تیار

نازاں: فخر کرنے والا
خندہ زن: ہنسی / مذاق اڑانے والا
مسند: مراد تخت
دارا: ایران کا قدیم بادشاہ جسے سکندر اعظم نے شکست دی تھی
سکندر: سکندر اعظم / یونانی، یعنی کوئی بھی عظیم بادشاہ
زیرِ شجر: درخت کے نیچے
جادو کا اثر رکھنا: مراد آدمی پر پُر کیف حالت طاری کرنا
رہ رہ کر: بار بار
علم کا حیرت کدہ: مراد فلسفہ کہ فلسفی کائنات پر حیران تو ہوتا ہے لیکن اس کے بھید اور حقیقت کو نہیں پا سکتا
رازِ ہست و بود: مراد کائنات / موجودات کی حقیقت / بھید

طفلِ شیر خوار

مَیں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چِلاتا ہے تُو
مہرباں ہوں مَیں، مجھے نامہرباں سمجھا ہے تُو

پھر پڑا روئے گا اے نووارِدِ اقلیمِ غم
چبھ نہ جائے دیکھنا! باریک ہے نوکِ قلم

آہ! کیوں دُکھ دینے والی شے سے تجھ کو پیار ہے
کھیل اس کاغذ کے ٹکڑے سے، یہ بے آزار ہے

گیند ہے تیری کہاں؟ چینی کی بلّی ہے کدھر؟
وہ ذرا سا جانور ٹُوٹا ہُوا ہے جس کا سر

تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو
آنکھ کھلتے ہی چمک اُٹھا شرارِ آرزو

ہاتھ کی جنبش میں، طرزِ دید میں پوشیدہ ہے
تیری صورت، آرزو بھی تیری نوزائیدہ ہے

طفل شیر خوار: دودھ پیتا بچہ
چلانا: زور سے رونا
مہربان: محبت کرنے والا
نامہربان: جو شفقت سے کام نہ لے
نووارد: نیا نیا داخل ہونے / آنے والا
اقلیم غم: دُکھوں کا مُلک، مراد دُنیا
نوکِ قلم: قلم کا چبھنے والا باریک سرا
بے آزار: جس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے
چینی کی بلّی: بلّی کی شکل میں بنا ہوا چینی کا کھلونا

آزاد: مراد پاک، صاف
غبارِ آرزو: تمناؤں کی گرد
آنکھ کھلتے ہی: مراد ذرا ہوش سنبھالتے ہی
شرارِ آرزو: خواہش کی چنگاری
جنبش: حرکت، ہلنے کی حالت
طرزِ دید: دیکھنے کا انداز
پوشیدہ: چھپی ہوئی
تیری صورت: تیری طرح
نوزائیدہ: نئی نئی پیدا ہوئی

زندگانی ہے تری آزادِ قیدِ امتیاز
تیری آنکھوں پر ہُویدا ہے مگر قُدرت کا راز

جب کسی شے پر بگڑ کر مجھ سے، چِلاتا ہے تُو
کیا تماشا ہے رَدی کاغذ سے مَن جاتا ہے تُو

آہ! اس عادت میں ہم آہنگ ہوں مَیں بھی ترا
تُو تلون آشنا، مَیں بھی تلون آشنا

عارضی لذّت کا شیدائی ہوں، چِلاتا ہوں مَیں
جلد آجاتا ہے غصّہ، جلد مَن جاتا ہوں مَیں

میری آنکھوں کو لبھالیتا ہے حسنِ ظاہری
کم نہیں کچھ تیری نادانی سے نادانی مری

تیری صورت گاہ گریاں گاہ خنداں مَیں بھی ہوں
دیکھنے کو نوجواں ہوں، طفلِ ناداں مَیں بھی ہوں

آزادِ قیدِ امتیاز: مراد لوگوں میں فرق کرنے کی قید / عادت سے بَری
ہویدا: ظاہر، کھلا
مگر: شاید
بگڑ کر: ناراض ہو کر
چلاتا ہے: روتا ہے
مَن جانا: راضی ہو جانا
کیا تماشا ہے: عجیب بات ہے
ہم آہنگ: ایک جیسے خیال کا
تلون آشنا: جس کا مزاج ہر پل بدلتا رہے

عارضی: وقتی، پل دو پل کی
شیدائی: عاشق
لبھالینا: پھانس لینا، عاشق بنالینا
حسن ظاہری: مراد چہرے مُہرے کی خوبصورتی
نادانی: ناسمجھی
گاہ: کبھی
گریاں: روتی ہوئی
خنداں: ہنستی ہوئی
تیری صورت: تیری طرح
طفلِ ناداں: کم عقل بچہ

تصویرِ درد

نہیں منّت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

اُٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہُوئی ہے داستاں میری

اُڑالی قُمریوں نے، طُوطیوں نے، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مِل کر لُوٹ لی طرزِ فغاں میری

ٹپک اے شمع آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے
سراپا درد ہوں، حسرت بھری ہے داستاں میری

الٰہی! پھر مزا کیا ہے یہاں دنیا میں رہنے کا
حیاتِ جاوداں میری، نہ مرگِ ناگہاں میری!

منّت کش: احسان اٹھانے والی
تابِ شنیدن: سُننے کی طاقت
بے زبانی: کچھ نہ بولنے کی کیفیت
دستور: طریقہ، قانون
زباں بندی: بولنے پر پابندی
ورق: کتاب کے صفحے پتّیاں
لالے: لالہ، مشہور سرخ پھول
نرگس: آنکھ سے ملتا جلتا زرد رنگ کا پھول
گل: مراد گلاب
اُڑالی: پرالی

قُمریوں: جمع قُمری، فاختاؤں
طوطیوں: جمع طوطی، طوطے
عندلیبوں: جمع عندلیب، بلبلوں
طرزِ فغاں: فریاد کرنے کا انداز
ٹپک: قطرے بن کے نیچے گر
سراپا: پورے طور پر
حسرت بھری: افسوس سے پُر
حیاتِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
پھر مزا کیا ہے: یعنی کوئی لطف نہیں
مرگِ ناگہاں: اچانک کی موت

مرا رونا نہیں، رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں مَیں، خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

"دریں حسرت سرا عمریست افسونِ جرس دارم
ز فیضِ دل تپیدن ہا خروشِ بے نفَس دارم"

ریاضِ دہر میں ناآشنائے بزمِ عشرت ہوں
خوشی روتی ہے جس کو، مَیں وہ محرومِ مسرّت ہوں

مری بگڑی ہوئی تقدیر کو روتی ہے گویائی
مَیں حرفِ زیرِ لب، شرمندۂ گوشِ سماعت ہوں

پریشاں ہوں میں مُشتِ خاک، لیکن کچھ نہیں کھلتا
سکندر ہوں کہ آئینہ ہوں یا گردِ کدورت ہوں

یہ سب کچھ ہے مگر ہستی مری مقصد ہے قدرت کا
سراپا نور ہو جس کی حقیقت، مَیں وہ ظلمت ہوں

خزاں: پت جھڑ کا موسم
ریاضِ دہر: زمانے کا باغ، دنیا
بزمِ عشرت: عیش و نشاط کی محفل
مسرّت: خوشی
گویائی: بولنے کی قوت
بگڑی ہوئی تقدیر: بدقسمتی
حرفِ زیرِ لب: وہ بات جو منہ سے نہ نکلی ہو
شرمندۂ گوشِ سماعت: سننے والے کانوں سے شرمندہ ہونے والی، کیونکہ بات منہ ہی سے نہیں نکلی تو کان کیسے سنیں
پریشاں: بکھرا ہوا، بکھری ہوئی
مُشتِ خاک: مٹی کی مٹھی
سکندر: سکندر مقدونی، مشہور یونانی فاتح (ولادت ۳۵۵ ق م وفات ۳۲۳ ق م) کہتے ہیں اس نے آئینہ ایجاد کیا تھا
گردِ کدورت: مراد مادیت کا غبار
ہستی: زندگی، وجود
مقصد: غرض
حقیقت: اصلیت
ظلمت: تاریکی، اندھیرا

☆ مدت ہو چلی ہے کہ میں حسرتوں کی اس سرائے، یعنی دنیا، میں گھنٹے کی سی حالت سے دوچار ہوں اس لیے کہ دل کے تڑپنے سے اٹھنے والی آوازوں کا شور مجھ میں برپا ہے۔ (یہ شعر مرزا بیدل کا ہے)

خزینہ ہُوں، چھپایا مجھ کو مُشتِ خاکِ صحرا نے
کسی کو کیا خبر ہے، مَیں کہاں ہوں، کس کی دولت ہوں!

نظر میری نہیں ممنونِ سیر عرصۂ ہستی
مَیں وہ چھوٹی سی دنیا ہوں کہ آپ اپنی ولایت ہوں

نہ صہبا ہوں نہ ساقی ہوں، نہ مستی ہوں نہ پیمانہ
مَیں اس مے خانۂ ہستی میں ہر شے کی حقیقت ہوں

مجھے رازِ دو عالم دل کا آئینہ دِکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

عطا ایسا بیاں مجھ کو ہُوا رنگیں بیانوں میں
کہ بامِ عرش کے طائر ہیں میرے ہم زبانوں میں

اثر یہ بھی ہے اک میرے جنونِ فتنہ ساماں کا
مرا آئینۂ دل ہے قضا کے راز دانوں میں

خزینہ: خزانہ
ممنون سیر: مراد دیکھنے / نظارہ کرنے کا احسان اٹھانے والی
عرصۂ ہستی: زندگی / وجود کا میدان، کائنات
ولایت: ملک، حکومت
صہبا: شراب
ساقی: شراب پلانے والا
مستی: شراب کا نشہ
پیمانہ: شراب کا جام
میخانۂ ہستی: زندگی / وجود کا شراب خانہ، یہ دُنیا
رازِ دو عالم: دونوں دنیاؤں کا بھید / حقیقت
عطا ہوا: مراد خدا کی طرف سے ملا
بیاں: مراد شاعری
رنگیں بیان: مراد دل کش شعر کہنے والا
بام عرش: عرش کی چھت
طائر: پرندہ
ہم زبان: مراد ساتھی
جنونِ فتنہ ساماں: دل میں ہنگامہ برپا کر دینے والی دیوانگی یعنی عشق
آئینہ دل: ایسا دل جس پر قدرت کے راز ظاہر ہوتے ہیں
قضا: خدائی حکم، قدرت
راز دان: بھیدوں سے واقف

رُلاتا ہے ترا نظارہ اے ہندوستاں! مجھ کو
کہ عبرت خیز ہے تیرا فسانہ سب فسانوں میں

دیا رونا مجھے ایسا کہ سب کچھ دے دیا گویا
لِکھا کلکِ ازل نے مجھ کو تیرے نوحہ خوانوں میں

نشانِ برگِ گُل تک بھی نہ چھوڑا اس باغ میں گل چیں!
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردُوں نے
عنادِل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

سُن اے غافل صدا میری، یہ ایسی چیز ہے جس کو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں

وطن کی، فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

نظارہ: مراد اُس وقت کی سیاسی صورت حال
رُلاتا ہے: یعنی بہت دکھ پہنچاتا ہے
عبرت خیز: مراد دردناک جس سے دوسروں کو تنبیہ ہو
کلکِ ازل: قدرت کا قلم
نوحہ خواں: مرثیہ پڑھنے والا، ماتم کرنے والا
برگِ گل: پھول کی پتی، مراد معمولی سے معمولی چیز
نہ چھوڑ: یعنی لوٹ لے
گل چیں: پھول توڑنے والا، مراد انگریز حکمران
باغ: مراد ہندوستان / برصغیر
تری قسمت سے: مراد تیری خوش بختی ہے کہ
رزم آرائیاں: لڑائی جھگڑے، فسادات
باغبانوں: جمع باغبان، مالی، مراد برصغیر کی دو بڑی قومیں ہندو اور مسلم
آستیں: قمیص، کُرتے کی بانہہ
بجلیاں: جمع بجلی مراد تباہی کے سامان
گردوں: آسمان
عنادل: جمع عندلیب، بلبل، مراد وہی قومیں
آشیانوں: جمع آشیانہ، گھونسلے، مراد اپنی اپنی جگہ
وظیفہ: ہر روز پڑھی جانے والی تسبیح
بوستان: باغ
مصیبت آنے والی ہے: مراد ملک کے حالات تباہی کی طرف جا رہے ہیں

ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہدِ کہن کی داستانوں میں

یہ خاموشی کہاں تک؟ لذّتِ فریاد پیدا کر
زمیں پر تُو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

نہ سمجھو گے تو مِٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے

ہُویدا آج اپنے زخمِ پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لہُو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا

جلانا ہے مجھے ہر شمعِ دل کو سوزِ پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں چراغاں کر کے چھوڑوں گا

مگر غنچوں کی صورت ہوں دلِ درد آشنا پیدا
چمن میں مُشتِ خاک اپنی پریشاں کر کے چھوڑوں گا

عہد کہن: پرانا دور / زمانہ
داستان: اشارہ ہے مسلم ہندو اختلافات کی طرف
دھرا کیا ہے: کیا فائدہ ہے
لذتِ فریاد: پُر اثر انداز میں دل کا درد بیان کرنا
اُسلوب فطرت: قدرت کا طریقہ / انداز
گامزن: چلنے والا
محبوب: پیارا، عزیز
ہویدا: ظاہر
زخم پنہاں: ملکی حالات کے سبب دل کو پہنچنے والا پوشیدہ دکھ
لہو رونا: خون کے آنسو رونا جو انتہائی غم کی علامت ہے
گلستاں: سرخ گلاب کے پھولوں کا باغ
سوز پنہاں: دل کی تپش
ہر شمع دل: یعنی ہر ہم وطن کا دل
مگر: ممکن ہے
صورت: مانند
درد آشنا: درد کے لُطف / مزے سے باخبر
مُشت خاک: مٹھی بھر خاک
پریشاں کرنا: بکھیرنا

پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے، تو اس مشکل کو آساں کر کے چھوڑوں گا

مجھے اے ہم نشیں رہنے دے شغلِ سینہ کاوی میں
کہ مَیں داغِ محبت کو نمایاں کر کے چھوڑوں گا

دِکھادوں گا جہاں کو جو مری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورتِ آئینہ حیراں کر کے چھوڑوں گا

جو ہے پردوں میں پنہاں، چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

کِیا رفعت کی لذت سے نہ دل کو آشنا تو نے
گزاری عمر پستی میں مثالِ نقشِ پا تو نے

رہا دل بستۂ محفل، مگر اپنی نگاہوں کو
کِیا بیرونِ محفل سے نہ حیرت آشنا تو نے

ایک ہی تسبیح میں پرونا: مراد ان فرقوں / قوموں میں اتفاق واتحاد پیدا کرنا
بکھرے دانے: مراد مختلف فرقوں کی صورت
ہم نشیں: ساتھی
شغل: مشغلہ، کام
سینہ کاوی: سینہ کھرچنا، انتہائی دکھ کی حالت
داغ: زخم
صورتِ آئینہ: آئینے کی طرح
پردہ: اوٹ
چشم بینا: بصیرت کی آنکھ
تقاضا: ضرورت، خواہش
رفعت: بلندی
پستی: ذلت
نقشِ پا: مٹی پر پاؤں کے پڑنے والے نشان
دل بستۂ محفل: صرف بزم ہی سے دلچسپی رکھنے والا
بیرون محفل: گھر سے باہر یعنی ملکی حالات
حیرت آشنا: مراد حیران پریشان ہونے والا

فدا کرتا رہا دل کو حسینوں کی اداؤں پر
مگر دیکھی نہ اس آئینے میں اپنی ادا تو نے

تعصّب چھوڑ ناداں! دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے بُرا تو نے

سراپا نالۂ بیدادِ سوزِ زندگی ہو جا
سپند آسا گرہ میں باندھ رکھی ہے صدا تو نے

صفائے دل کو کیا آرائشِ رنگِ تعلّق سے
کفِ آئینہ پر باندھی ہے او ناداں! حنا تو نے

زمیں کیا، آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے!

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل!
بنایا ہے بُتِ پندار کو اپنا خدا تو نے

ادا: طور طریقہ
تعصّب: بے جا حمایت
ناداں: ناسمجھ، کم عقل
دہر: زمانہ
آئینہ خانہ: ایسا گھر جس کی دیواروں پر آئینے لگے ہوں
سراپا: پوری طرح
نالہ: فریاد
سوزِ زندگی: زندگی کی حرارت جس سے انسان میں قوت عمل پیدا ہوتی ہے
سپند آسا: کالے دانے کی طرح
گرہ میں باندھ رکھنا: سنبھال رکھنا
صفائے دل: دل کی پاکیزگی
آرائش: سجاوٹ، رونق
رنگِ تعلق: دنیاوی تعلقات کا رنگ
کفِ آئینہ پر حنا باندھنا: بے فائدہ قسم کا کام کرنا
کج بینی: مراد غلط باتیں سوچنا
غضب ہے: دکھ کی بات ہے
سطرِ قرآں: مراد قرآنی آیات
چلیپا کر دیا: مراد باطل کر دیا (چلیپا: صلیب کی صورت جو عیسائی اپنے گلے میں ڈالتے ہیں)
توحید کا دعویٰ: خدا کی وحدت پر ایمان کا پُرزور اظہار
بُت پندار: غرور / تکبر کا بت

کنویں میں تُو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا
ارے غافل! جو مطلق تھا مقیّد کر دیا تو نے

ہوس بالائے منبر ہے تجھے رنگیں بیانی کی
نصیحت بھی تری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی

دِکھا وہ حسنِ عالم سوز اپنی چشمِ پُرنم کو
جو تڑپاتا ہے پروانے کو، رُلواتا ہے شبنم کو

نِرا نظّارہ ہی اے بوالہوس! مقصد نہیں اس کا
بنایا ہے کسی نے کچھ سمجھ کر چشمِ آدم کو

اگر دیکھا بھی اُس نے سارے عالم کو تو کیا دیکھا
نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے جم کو

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصّب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نِکلواتا ہے آدم کو

یوسف: حضرت یوسف جن کو ان کے بھائی کنویں میں چھوڑ گئے تھے
مُطلق: مراد ہر قسم کی شرط وغیرہ سے آزاد
مقیّد: قید کیا گیا، قیدی
ہوس: لالچ، حرص
بالائے منبر: منبر کے اوپر، مسجد میں وعظ کہنے کی جگہ پر
رنگیں بیانی: مُچھے دار باتیں کرنا
صورت: شکل، مثال
افسانہ خوانی: کہانی پڑھنا یعنی سُنانا
حُسنِ عالم سوز: دنیا کو جلا ڈالنے والا حسن
چشمِ پرنم: روتی ہوئی آنکھیں
پروانہ: پتنگا
رُلوانا: رلانا، اوس کے قطرے گرنا
شبنم: اوس
نرا: صرف
بوالہوس: بہت لالچی
کسی نے: مراد خدا نے
چشمِ آدم: انسان کی آنکھ
عالم: دنیا
جام: شراب کا پیالہ
جم: جمشید، ایرانی بادشاہ جس کے جام میں دنیا نظر آتی تھی
شجر: درخت
فرقہ آرائی: مراد فرقہ پرستی
آدم: مراد حضرت آدمؑ

نہ اُٹھا جذبۂ خورشید سے اک برگِ گل تک بھی
یہ رفعت کی تمنا ہے کہ لے اُڑتی ہے شبنم کو

پھرا کرتے نہیں مجروحِ اُلفت فکرِ درماں میں
یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طُور ہوتا ہے

دوا ہر دکھ کی ہے مجروحِ تیغِ آرزو رہنا
علاجِ زخم ہے آزادِ احسانِ رفو رہنا

شرابِ بے خودی سے تا فلک پرواز ہے میری
شکستِ رنگ سے سیکھا ہے مَیں نے بن کے بُو رہنا

تھمے کیا دیدۂ گریاں وطن کی نوحہ خوانی میں
عبادت چشمِ شاعر کی ہے ہر دم باوضو رہنا

نہ اٹھا: بلند نہ ہوا، اونچا نہ گیا
جذبۂ خورشید: سورج کی کشش
برگِ گل: پھول کی پتّی / پتا
مجروحِ اُلفت: مراد محبت کے مارے ہوئے
درماں: علاج
مرہم: دوا، دارو
شرر: چنگاری
ریاضِ طور: طور کا باغ، طور جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا
مجروح: زخمی

تیغ: تلوار
آزادِ احسانِ رفو: زخم میں ٹانکے بھروانے کے احسان سے بچنا
شرابِ بیخودی: مدہوشی کی شراب
تا فلک: آسمان / آسمانوں تک
شکستِ رنگ: رنگ اُڑنا
تھمنا: رُکنا
دیدۂ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں
وطن کی نوحہ خوانی: وطن کی غلامی کے غم پر دُکھ کا اظہار
باوضو: جس کا وضو قائم ہو

بنائیں کیا سمجھ کر شاخِ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ! کیا رہنا جو ہو بے آبرو رہنا

جو تُو سمجھے تو آزادی ہے پوشیدہ محبت میں
غلامی ہے اسیر امتیازِ ما و تو رہنا

یہ استغنا ہے، پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو
تجھے بھی چاہیے مثلِ حبابِ آبجو رہنا

نہ رہ اپنوں سے بے پروا، اسی میں خیر ہے تیری
اگر منظور ہے دنیا میں او بیگانہ خو! رہنا

شرابِ رُوح پرور ہے محبت نوعِ انساں کی
سِکھایا اس نے مجھ کو مست بے جام و سبو رہنا

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بختِ خفتہ کو بیدار قوموں نے

آشیاں: گھونسلا
آہ: افسوس، دکھ کی بات ہے
بے آبرو رہنا: ذلت کی زندگی گزارنا
پوشیدہ: چھپی ہوئی
محبت: مراد اہلِ وطن کی ایک دوسرے سے محبت
امتیازِ ما و تو: میں اور تو میں فرق پیدا کرنا
استغنا: کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے کی حالت
نگوں: اُلٹا
حباب: بلبلہ
آبجو: ندی
بے پروا: خیال نہ کرنے والا

منظور ہے: مراد خواہش ہے
او: اے، کلمۂ خطاب
بیگانہ خو: مراد دوسروں سے غیروں کی طرح ملنے والا
شرابِ روح پرور: روح کو تازہ رکھنے والی شراب
محبت نوعِ انساں کی: انسانوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا
مست رہنا: بے خودی کی حالت میں رہنا
بے جام و سبو: شراب کے پیالے وغیرہ کے بغیر
بیمار قومیں: مراد باہم لڑنے جھگڑنے والی قومیں
بختِ خفتہ: سویا ہوا نصیبہ
بیدار کرنا: مقدر / نصیبہ جگانا

بیابانِ محبت دشتِ غربت بھی، وطن بھی ہے
یہ ویرانہ قفس بھی، آشیانہ بھی، چمن بھی ہے

محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے، صحرا بھی
جرس بھی، کارواں بھی، راہبر بھی، راہزن بھی ہے

مرض کہتے ہیں سب اس کو، یہ ہے لیکن مرض ایسا
چھپا جس میں علاجِ گردشِ چرخِ کہن بھی ہے

جلانا دل کا ہے گویا سراپا نُور ہو جانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمعِ انجمن بھی ہے

وہی اک حسن ہے، لیکن نظر آتا ہے ہر شے میں
یہ شیریں بھی ہے گویا، بیستوں بھی، کوہکن بھی ہے

اُجاڑا ہے تمیزِ ملّت و آئیں نے قوموں کو
مرے اہلِ وطن کے دل میں کچھ فکرِ وطن بھی ہے؟

بیابان: جنگل، ویرانہ
دشت غربت: پردیس کا جنگل
ویرانہ: غیر آباد جگہ
قفس: پنجرہ
جرس: گھنٹا
راہبر: راستہ دکھانے والا
راہزن: راہ مار، لٹیرا
گردش چرخ کہن: پرانے آسمان کا چکر، مراد نصیبے کا چکر
دل کا جلانا: مراد دوسروں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کرنا
سراپا نور ہو جانا: پورے طور پر روشنی بن جانا
سوزاں: جلتا ہوا، جلنے والا
شمع انجمن: مراد محفل کی رونق
وہی اک حُسن: مراد محبوب حقیقی (خدا) کا حُسن
شیریں: فرہاد کی محبوبہ
بیستوں: ایران کا وہ پہاڑ جسے فرہاد نے شیریں کے کہنے پر دودھ کی نہر بہانے کے لیے کھودا تھا
کوہکن: پہاڑ کھودنے والا، مراد فرہاد
اجاڑا ہے: تباہ کیا ہے
تمیز ملت و آئیں: تعصب کی بنا پر مذہب، فرقوں یا وطن میں فرق کرنے کا عمل
فکر وطن: وطن کی حفاظت کا خیال

سکوت آموز طولِ داستانِ درد ہے، ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے مُنہ میں اور تابِ سخن بھی ہے

☆ "نمی گردید کوتہ رشتہ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایاں، بخاموشی ادا کردم"

نالۂ فراق

(آرنلڈ کی یاد میں)

جا بسا مغرب میں آخر اے مکاں تیرا مکیں　　آہ! مشرق کی پسند آئی نہ اس کو سرزمیں
آ گیا آج اس صداقت کا مرے دل کو یقیں　　ظلمتِ شب سے ضیائے روزِ فرقت کم نہیں

☆☆ "تازہ آغوش وداعش داغِ حیرت چیدہ است
ہمچو شمعِ کشتہ در چشمم نگہ خوابیدہ است"

کشتۂ عزلت ہوں، آبادی میں گھبراتا ہوں میں　　شہر سے سودا کی شدت میں نکل جاتا ہوں میں

سکوت آموز: خاموشی سکھانے والا
طولِ داستان: کہانی / بات کرنے کی طوالت

نالۂ فراق: کسی کی جدائی میں رونا
آرنلڈ: سر ٹامس آرنلڈ۔ اپنے وقت کے فلسفہ کے عظیم پروفیسر ۱۸۹۷ء سے گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ان ہی کے کہنے پر علامہ اقبال نے فلسفہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۰۴ء میں انگلینڈ چلے گئے

جا بسا: مقیم ہو گیا
مغرب: مراد انگلستان
مکیں: رہنے والا
مشرق کی سرزمین: مراد اُس وقت کا پاکستانی علاقہ (لاہور)
ظُلمتِ شب: رات کا اندھیرا
ضیائے روزِ فرقت: جدائی کے دن کی روشنی
کشتۂ عزلت: تنہائی کا مارا ہوا
سودا کی شدت: دیوانگی کا زیادہ ہونا

☆ مضمون / باتوں کا سلسلہ ختم ہونے ہی کو نہ آ رہا تھا، داستان بہت طویل تھی اس لیے میں نے وہ خاموشی سے، یعنی خاموش رہ کر، بیان کر دی۔ (یہ شعر نظیری نیشاپوری کا ہے)

☆☆ جب سے اُس نے اس (محبوب) کی جدائی (رخصتی) کی گود سے حیرانی کا زخم چُنا یعنی اٹھایا ہے اس وقت سے نگاہ، بجھی ہوئی شمع کی طرح میری آنکھ میں سو گئی ہے (مرزا عبدالقادر بیدل کا شعر)

یادِ ایام سلف سے دل کو تڑپاتا ہوں میں　　بہر تسکیں تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں

آنکھ گو مانوس ہے تیرے در و دیوار سے
اجنبیت ہے مگر پیدا مری رفتار سے

ذرہ میرے دل کا خورشید آشنا ہونے کو تھا　　آئنہ ٹوٹا ہوا عالم نما ہونے کو تھا
نخل میری آرزوؤں کا ہرا ہونے کو تھا　　آہ! کیا جانے کوئی مَیں کیا سے کیا ہونے کو تھا

"ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من برچید و رفت
اندکے بر غنچہ ہائے آرزو بارید و رفت"

☆

تو کہاں ہے اے کلیمِ ذروۂ سینائے علم　　تھی تری موجِ نفس بادِ نشاط افزائے علم
اب کہاں وہ شوقِ رہ پیمائی صحرائے علم　　تیرے دم سے تھا ہمارے سر میں بھی سودائے علم

"شور لیلیٰ کو کہ باز آرایش سودا کند
خاکِ مجنوں را غبارِ خاطرِ صحرا کند"

☆☆

لیّامِ سلف: گزرے ہوئے دن
دل کو تڑپانا: بیحد بے چینی میں رہنا
بہر تسکیں: سکون / آرام کی خاطر
جانب: طرف
گو: اگرچہ
مانوس: مراد پہلے سے دیکھا ہوا / ہوئے
اجنبیت: غیریت، ناواقف ہونے کی حالت
میرے دل کا ذرّہ: مراد میرا ننھا سا دل
خورشید آشنا: سورج سے واقف یعنی علم کی روشنی سے منوّر
ٹوٹا ہوا آئنہ: مراد ٹوٹا ہوا دل

عالم نما: جس میں دنیا نظر آئے
نخل: درخت
ہرا ہونا: سرسبز ہونا، پھل پھول دینے لگنا
کلیم ذروۂ سینائے علم: علم کے طور سینا کا کلیم (کلیم حضرت موسیٰ کا لقب) مراد بہت بڑا عالم
موجِ نفس: سانس کی ہوا
بادِ نشاط افزائے علم: علم کی مسرت و لذت بڑھانے والی ہوا
شوق رہ پیمائی صحرائے علم: علم کے جنگل میں چلنے کا اشتیاق / تمنا
سودائے علم: مراد علم سے عشق کا جذبہ

☆ رحمت کے بادل نے میرے باغ سے اپنا پلّو اٹھالیا (یعنی پوری طرح نہ برسا) اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ میری تمنا کی کلیوں پر برسا اور چلا گیا۔

☆☆ لیلیٰ کا چرچا کہاں ہے؟ کہ وہ پھر سے دیوانگی کی سجاوٹ کرے یعنی دیوانگی میں اضافہ کرے اور مجنوں کی خاک کو صحرا کے دل کا غبار بنادے۔ (مرزا بیدل کا شعر)

کھول دیگا دستِ وحشت عقدۂ تقدیر کو　　توڑ کر پہنچوں گا میں پنجاب کی زنجیر کو
دیکھتا ہے دیدۂ حیراں تری تصویر کو　　کیا تسلی ہو مگر گرویدۂ تقریر کو؟

"تابِ گویائی نہیں رکھتا دہن تصویر کا　　☆
خامشی کہتے ہیں جس کو، ہے سخن تصویر کا"

چاند

میرے ویرانے سے کوسوں دُور ہے تیرا وطن
ہے مگر دریائے دل تیری کشش سے موجزن

قصد کس محفل کا ہے؟ آتا ہے کس محفل سے تو؟
زرد رُو شاید ہوا رنجِ رہِ منزل سے تو

آفرینش میں سراپا نور تُو، ظُلمت ہوں میں
اس سیہ روزی پہ لیکن تیرا ہم قسمت ہوں میں

عقدہ: گرہ
دست وحشت: مراد شوق کی دیوانگی
پنجاب کی زنجیر: اشارہ ہے گورنمنٹ کالج لاہور کی ملازمت کی طرف جو باہر جانے میں رکاوٹ تھی
دیدۂ حیراں: پھٹی پھٹی نگاہیں
گرویدۂ تقریر: مراد باتیں سننے کا عاشق

کوسوں دُور: یعنی ہزاروں میل دُور
تیرا وطن: مراد چاند کی آسمانی منزل
دریائے دل: دل کا سمندر، مراد دل
موجزن: جوش مارنے والا
کشش: اپنی طرف کھینچنا، رغبت
قصد: ارادہ
زرد رو: پیلے چہرے والا
رنجِ رہ منزل: ٹھکانے کے راستے میں پہنچنے والی تکلیف
آفرینش: پیدائش / جسمانی لحاظ سے
سراپا نور: مکمل روشنی
ظلمت: تاریکی، سیاہی
سیہ روزی: تاریک دن والا ہونا، بدقسمت
ہم قسمت: ایک سی قسمت / مقدر والا

☆ تصویر کے منہ / زبان میں بولنے کی طاقت نہیں ہے۔ جس چیز کو خاموشی کہتے ہیں وہی تصویر کا باتیں کرنا ہے۔ (امیر مینائی کا شعر ہے)

آہ! مَیں جلتا ہوں سوزِ اشتیاقِ دید سے
تُو سراپا سوز داغِ منّتِ خورشید سے

ایک حلقے پر اگر قائم تری رفتار ہے
میری گردش بھی مثالِ گردشِ پرکار ہے

زندگی کی رہ میں سرگرداں ہے تُو، حیراں ہوں مَیں
تُو فروزاں محفلِ ہستی میں ہے، سوزاں ہوں مَیں

مَیں رہِ منزل میں ہوں، تُو بھی رہِ منزل میں ہے
تیری محفل میں جو خاموشی ہے، میرے دل میں ہے

تُو طلب خو ہے تو میرا بھی یہی دستور ہے
چاندنی ہے نور تیرا، عشق میرا نور ہے

انجمن ہے ایک میری بھی جہاں رہتا ہوں میں
بزم میں اپنی اگر یکتا ہے تُو، تنہا ہوں مَیں

مہر کا پرتَو ترے حق میں ہے پیغامِ اجل
محو کر دیتا ہے مجھ کو جلوۂ حسنِ ازل

سوزِ اشتیاقِ دید: محبوب کا دیدار کرنے کے شوق کی تپش
داغِ منّتِ خورشید: سورج سے روشنی حاصل کرنے کے احسان کا دھبا
حلقہ: دائرہ
گردشِ پرکار: دائرہ کھینچنے والے دو شاخہ آہنی قلم کا چکر
سرگرداں: پریشان، حیران
فروزاں: روشن
محفلِ ہستی: مراد دنیا، کائنات
سوزاں: جلتا ہوا
طلب خو: مانگنے کی عادت رکھنے والا
دستور: طریقہ
انجمن: محفل، باہم مل بیٹھنے کی جگہ
یکتا: بے مثال
مہر کا پرتو: سورج کی روشنی
ترے حق میں: تیرے لیے
اجل: موت
محو کر دینا: فنا کر دینا
جلوۂ حسنِ ازل: قدرت کے حُسن کی تجلّی

پھر بھی اے ماہِ مبیں! مَیں اور ہوں تُو اور ہے
درد جس پہلو میں اُٹھتا ہو، وہ پہلو اور ہے

گرچہ مَیں ظلمت سراپا ہوں، سراپا نور تو
سیکڑوں منزل ہے ذوقِ آگہی سے دُور تو

جو مری ہستی کا مقصد ہے، مجھے معلوم ہے
یہ چمک وہ ہے، جبیں جس سے تری محروم ہے

بلالؓ

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
ہوئی اسی سے ترے غمکدے کی آبادی
وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں

حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لیے
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

ماہِ مبیں: روشن چاند
پہلو: مراد دل
سراپا ظلمت: مکمل تاریکی
سیکڑوں منزل: مراد بیحد طویل فاصلہ
ذوق آگہی: مراد علم و معرفت کا شوق / جذبہ
جبیں: ماتھا

بلالؓ: حضرت بلالؓ، کنیت ابو عبداللہ، حبشی غلام تھے۔ ولادت مکہ میں ہوئی۔ اسلام قبول کرنے پر ان کے آقا نے ان پر ظلم ڈھائے۔ حضور اکرمؐ سے بیحد عقیدت تھی۔ مسجد نبوی میں اذان وہی دیا کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ کے وصال کے بعد شام چلے گئے جہاں ۶۴۱ء میں فوت ہوئے

چمک اٹھا: روشن ہوا
حبش: افریقہ کا علاقہ، باشندوں کا رنگ کالا ہوتا ہے
حجاز: عرب (سعودی عرب) کا مشہور صوبہ
اٹھا کر لانا: مراد پہنچانا
غمکدہ: دکھوں کا گھر، دل
آبادی: مراد دکھ دور ہوئے
آستاں: چوکھٹ، مراد حضور اکرمؐ کا در مبارک
دَم: پل، گھڑی
کسی کے: مراد حضور اکرمؐ کے
جفا: سختی

نظر تھی صورتِ سلمانؓ ادا شناس تری
شرابِ دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری

تجھے نظارے کا مثل کلیمؑ سودا تھا
اویسؓ طاقتِ دیدار کو ترستا تھا

مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا
ترے لیے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا

تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرتِ دید ☆
خنک دلے کہ تپید و دمے نیاسائید

گری وہ برق تری جانِ ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دستِ موسیٰؑ پر

☆☆
تپش ز شعلہ گرفتند و بر دل تو زدند
چہ برقِ جلوہ بخاشاکِ حاصلِ تو زدند

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اُس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

صورت سلمانؓ: حضرت سلمان فارسی کی مانند، جو حضور اکرمؐ کے مشہور صحابی تھے۔ حضورؐ نے انہیں "سلیمان الخیر" کا لقب دیا تھا۔ ۶۵۳ء بمقام مداین فوت ہوئے

دید: نظارہ، محبوب کا دیدار

پیاس بڑھنا: مراد حضورؐ سے محبت میں زیادہ اضافہ ہونا

مثل کلیم: حضرت موسیٰؑ کی طرح، جنہوں نے خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کی درخواست کی تھی

سودا: مراد شوق و جذبہ

اویسؓ: حضرت اویسؓ قرنی۔ حضور اکرمؐ کے نادیدہ عاشق، حضور نے انہیں "خیر التابعین" کا لقب عطا فرمایا تھا وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ ۶۵۷ء میں شہید ہوئے

طاقت دیدار: حضورؐ کے دیدار کو برداشت کرنے کی ہمت

ترستا تھا: مراد انہیں شدید خواہش تھی

نگاہوں کا نور: آنکھوں کی روشنی، مراد بیحد عزیز

طور: طورِ سیناجہاں حضرت موسیٰؑ کو خدائی جلوہ نظر آیا

حسرت: افسوس، مراد شدید آرزو

برق: آسمانی بجلی

جانِ ناشکیبا: عشق کے سبب بے صبر روح

خندہ زن: ہنسی / مذاق اڑانے والی

دستِ موسیٰؑ: حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ، جب وہ جیب سے باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا

ادائے دید: دیکھنے / نظارہ کرنے کا انداز

سراپا نیاز: پورے طور پر عاجزی / انکسار

کسی کو: مراد حضور اکرمؐ کو

نماز: مراد عبادت

ازل: مراد شروع ہی سے

اُس کے: مراد حضور اکرمؐ کے

☆ وہ دل بڑا مبارک ہے جو تڑپا اور ایک پل کو بھی نہ ٹھہرا یعنی جذبۂ عشق سے تڑپتا رہا۔

☆☆ (قضا و قدر نے) شعلے سے حرارت لی اور اسے ترے دل پر مارا یعنی دل میں جذبۂ عشق پیدا کیا، تجلی کی کیسی بجلی تیری فصل کی خاشاک پر گرائی گئی۔

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

سرگزشتِ آدم

سُنے کوئی مری غربت کی داستاں مجھ سے
بھلایا قصۂ پیمانِ اوّلیں میں نے

لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنت میں
پیا شعور کا جب جامِ آتشیں میں نے

رہی حقیقتِ عالم کی جستجو مجھ کو
دِکھایا اوجِ خیالِ فلک نشیں میں نے

مِلا مزاج تغیر پسند کچھ ایسا
کیا قرار نہ زیرِ فلک کہیں میں نے

خوشا: بہت اچھا
یثرب: مدینہ منورہ کا پرانا نام
مقام: ٹھکانے / رہنے کی جگہ
اس کا: حضور اکرمؐ کا
دیدار عام: مراد ہر کوئی حضورؐ کو دیکھ لیتا تھا

سرگذشت: واقعہ، کہانی
آدم: حضرت آدمؑ، انسان
غُربت: پردیس یا سفر میں رہنے کی حالت
پیمانِ اولیں: وہ عہد جو انسان سے عالمِ ارواح میں لیا گیا تھا
جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ ۷، آیہ ۱۷۲ میں ہے

طبیعت لگنا: دل لگنا، دل کو پسند آنا
ریاض: باغ
شعور: عقل، تمیز
جامِ آتشیں: عشق کا جوش و جذبہ پیدا کرنے والا جام
حقیقتِ عالم: کائنات کی اصل، کائنات کیا ہے؟
جستجو: تلاش
اوج: بلندی
خیالِ فلک نشیں: مراد بہت بلند خیال
تغیر پسند: ہر گھڑی کوئی تبدیلی چاہنے والا
قرار: مراد آرام، ٹھکانا
زیرِ فلک: مراد دنیا میں

نکالا کعبے سے پتھر کی مورتوں کو کبھی
کبھی بتوں کو بنایا حرم نشیں میں نے

کبھی میں ذوقِ تکلّم میں طُور پر پہنچا
چھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں مَیں نے

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے

کبھی میں غارِ حرا میں چھپا رہا برسوں
دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے

سُنایا ہند میں آکر سرودِ ربّانی
پسند کی کبھی یوناں کی سرزمیں مَیں نے

دیارِ ہند نے جس دم مری صدا نہ سُنی
بسایا خطّۂ جاپان و مُلکِ چیں میں نے

پتھر کی مورتیں: پتھر کے بنے ہوئے بُت
حرم نشیں: مراد کعبہ میں رکھے ہوئے
ذوقِ تکلّم: کلام/بات کرنے کا جذبہ، حضرت موسیٰ کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے خدا سے کلام کیا اور کلیم اللہ کہلائے
نورِ ازل: حضرت موسیٰ کے "ید بیضا" کی طرف اشارہ ہے۔ جب وہ اپنا ہاتھ جیب سے باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا
آستیں: قمیص کا وہ حصہ جس میں بازو ہوتا ہے
صلیب: پھانسی کا تختہ، حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ ہے جنہیں صلیب پر چڑھایا گیا تھا
فلک کو سفر کرنا: مراد عیسیٰ جو آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے تھے
مَیں: یعنی حضور اکرمؐ
غار حرا: وہ غار جہاں حضور اکرمؐ بہت عرصہ عبادت میں مصروف رہے
جام آخریں: مراد دین اسلام، ایک مکمل دین
ہند: ہندوستان
سرودِ ربانی: خدائی ترانہ
مَیں: مراد افلاطون
سرزمین: مُلک
دیار: مُلک
مری صدا: میرا یعنی مہاتما بدھ کا پیغام
خطّہ: علاقہ، مُلک

بنایا ذرّوں کی ترکیب سے کبھی عالم
خلافِ معنیٔ تعلیم اہلِ دیں میں نے

لہو سے لال کیا سیکڑوں زمینوں کو
جہاں میں چھیڑ کے پیکارِ عقل و دیں میں نے

سمجھ میں آئی حقیقت نہ جب ستاروں کی
اسی خیال میں راتیں گزار دیں میں نے

ڈرا سکیں نہ کلیسا کی مجھ کو تلواریں
سکھایا مسئلہ گردشِ زمیں میں نے

کشش کا راز ہویدا کیا زمانے پر
لگا کے آئنہ عقلِ دُوربیں میں نے

ذرّوں کی ترکیب: حضرت عیسیٰ سے چار صدی قبل کے فلسفی دیم قراطیس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ کائنات مادے کے ذروں سے مل کر بنی ہے اور خدا نہیں ہے

عالم: کائنات

خلافِ معنیٔ تعلیم اہلِ دیں: مذہبی راہنماؤں نے مذہب کا جو تصور دیا اس کے برعکس

میں: مراد دیم قراطیس

لہو سے لال کرنا: جنگ یا فساد سے انسانی خون زمین پر بہانا

سینکڑوں زمینیں: بہت سے ملک

چھیڑ کے: شروع کر کے

پیکارِ عقل و دیں: عقل اور مذہب کی لڑائی جو وسطی زمانوں میں عیسائیوں اور فلسفیوں کے درمیان رہی۔ کلیسا کے مطابق رومن کیتھولک یعنی عیسائی حق پر ہیں اور یونانی فلسفہ عقل کو درست کہتا تھا

حقیقت: اصلیت، یعنی وہ کیا ہیں

راتیں گذار دیں: یعنی سونے کی بجائے مدتوں رات رات بھر جاگنے کی کوشش میں جاگتا رہا

میں: مراد ہیئت دان گلیلیو (۱۵۶۴ء۔ ۱۶۴۲ء)

کلیسا: مراد عیسائی مذہبی رہنما

مسئلہ گردشِ زمین: یہ سائنسی مسئلہ کہ زمین ساکن نہیں بلکہ حرکت میں رہتی ہے

میں: مراد کوپرنیکس جس نے یہ نظریہ پیش کیا

کشش: نیوٹن (۱۶۴۲ء۔ ۱۷۲۶ء) کا پیش کردہ نظریہ کہ زمین اشیا کو اپنی طرف کھینچتی ہے

ہویدا کرنا: ظاہر کرنا

عقلِ دوربیں: دور تک دیکھنے والی عقل

کِیا اسیر شعاعوں کو، برقِ مُضطر کو
بنادی غیرتِ جنت یہ سرزمیں مَیں نے

مگر خبر نہ ملی آہ! رازِ ہستی کی
کِیا خرد سے جہاں کو تہِ نگیں میں نے

ہُوئی جو چشم مظاہر پرست وا آخر
تو پایا خانۂ دل میں اُسے مکیں میں نے

ترانۂ ہندی

سارے جہاں سے اچّھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا

اسیر: قید، گرفتار
برق مضطر: بے چین بجلی، مراد ایکس ریز
مَیں: مراد ولہم کونراڈ رنٹجن (۱۸۴۵ء۔ ۱۹۲۳ء) اور مائیکل فراڈے (۱۷۹۱ء۔ ۱۸۶۷ء)
غیرتِ جنت: جو جنت کے لیے باعثِ رشک ہو
یہ سرزمین: یہ دنیا
خبر نہ ملی: ظاہر نہ ہوا
رازِ ہستی: زندگی / کائنات کا بھید / حقیقت
خرد: عقل، علم و فلسفہ
تہِ نگیں کرنا: اپنا ماتحت بنانا
چشم مظاہر پرست: کائنات کی ظاہر کی چیزیں دیکھنے والی آنکھ
وا ہونا: کھلنا
خانۂ دل: یعنی دل میں
مکیں: رہنے والا
اُسے: یعنی خدا کو

ترانۂ ہندی: ہندوستانی گیت
گلستاں: باغ
غربت: پردیس

پربت وہ سب سے اونچا، ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا

گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا

اے آبِ رودِ گنگا! وہ دن ہیں یاد تجھ کو؟
اُترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

مذہب نہیں سِکھاتا آپس میں بَیر رکھنا
ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

اقبالؔ! کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

پربت: پہاڑ
آسماں کا ہمسایہ: مراد بہت اونچا
گودی: گود، مراد وادی
کھیلتی ہیں: یعنی بہہ رہی ہیں
گلشن: پھولوں کا باغ
دم: وجہ، باعث
رشکِ جناں: (جن کی خوبصورتی) جنتوں کے لیے رشک کا باعث ہے
آب: پانی
رودِ گنگا: دریائے گنگا، ہندوؤں کا مقدس دریا جو بھارت کے کئی شہروں سے گذر کر خلیج بنگال (مشرقی بنگال) میں گرتا ہے
کارواں اترنا: قافلہ کا کسی جگہ پڑاؤ کرنا
بَیر: دشمنی
یونان و مصر و روما: مراد ان ملکوں کی قدیم و عظیم تہذیبیں
نام و نشاں: مراد تہذیب اور وجود
دورِ زماں: زمانے کی گردش
محرم: واقف حال، اپنا
دردِ نہاں: چھپا ہوا دکھ

جگنو

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

آیا ہے آسماں سے اڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں

یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا
غربت میں آ کے چمکا، گمنام تھا وطن میں

تکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا
ذرہ ہے یا نمایاں سورج کے پیرہن میں

حسنِ قدیم کی یہ پوشیدہ اک جھلک تھی
لے آئی جس کو قدرت خلوت سے انجمن میں

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے، آیا کبھی گہن میں

پروانہ اک پتنگا، جگنو بھی اک پتنگا
وہ روشنی کا طالب، یہ روشنی سراپا

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی
پروانے کو تپش دی، جگنو کو روشنی دی

رنگیں نوا بنایا مرغانِ بے زباں کو
گل کو زبان دے کر تعلیم خامشی دی

نظارۂ شفق کی خوبی زوال میں تھی
چمکا کے اس پری کو تھوڑی سی زندگی دی

جگنو: رات کو اڑنے والا کیڑا جس میں سے روشنی نکلتی ہے
کاشانہ: گھر، محل
مہتاب: چاندنی، چاند
شب: رات
سفیر: کسی ملک کا ایلچی
غربت: پردیس
تکمہ: بٹن
پیرہن: لباس، قمیص
حُسنِ قدیم: مراد قدرت کا حسن جو ازل سے ہے
جھلک: چمک
ظلمت: تاریکی، اندھیرا
گہن: گرہن، وہ دھبا جو کسی خاص وقت میں چاند یا سورج کو لگتا ہے
طالب: مانگنے والا
سراپا: پورے طور پر
دلبری: پیار ابونا
تپش: تڑپ
رنگیں نوا: مراد دل کو بھانے والی آواز
مرغان: جمع مرغ، پرندے
گُل: پھول
زبان: پتی جو زبان سے ملتی جلتی ہے
شفق: وہ سرخی جو صبح و شام کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے
زوال: اُتار، دن کا ڈھلنا
پری: مراد شفق

رنگیں کیا سحر کو بانکی دلہن کی صورت　　پہنا کے لال جوڑا شبنم کی آرسی دی
سایہ دیا شجر کو، پرواز دی ہوا کو　　پانی کو دی روانی، موجوں کو بے کلی دی
یہ امتیاز لیکن اک بات ہے ہماری
جگنو کا دن وہی ہے جو رات ہے ہماری

حسن ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے　　انساں میں وہ سخن ہے، غنچے میں وہ چٹک ہے
یہ چاند آسماں کا شاعر کا دل ہے گویا　　واں چاندنی ہے جو کچھ، یاں درد کی کسک ہے
انداز گفتگو نے دھوکے دیئے ہیں ورنہ　　نغمہ ہے بوئے بلبل، بو پھول کی چہک ہے
کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی　　جگنو میں جو چمک ہے، وہ پھول میں مہک ہے
یہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہو
ہر شے میں جبکہ پنہاں خاموشی ازل ہے

سحر: صبح
بانکی: مراد خوبصورت
رنگیں کرنا: رنگ دار بنانا
آرسی: آئینہ
شجر: درخت
روانی: بہنا
بے کلی: بے چینی
امتیاز: فرق
حسن ازل: قدرت کا حُسن
پیدا: ظاہر
سخن: بات کرنا

غنچہ: کلی
چٹک: کھلنا
واں: وہاں، آسمان پر
کسک: ٹیس
اندازِ گفتگو: بات کرنے کا طریقہ
نغمہ: ترانہ، مراد چہچہانا
چہک: پرندے کا چہچہانا
کثرت: بہت تعداد میں ہونا
وحدت: ایک ہونا
محل: موقع
خاموشی ازل: مراد قدرت کا وجود جو بولتا نہیں

صبح کا ستارہ

لطفِ ہمسایگی شمس و قمر کو چھوڑوں　　اور اس خدمتِ پیغامِ سحر کو چھوڑوں
میرے حق میں تو نہیں تاروں کی بستی اچھی　　اس بلندی سے زمیں والوں کی پستی اچھی
آسماں کیا، عدم آباد وطن ہے میرا　　صبح کا دامنِ صد چاک کفن ہے میرا
میری قسمت میں ہے ہر روز کا مرنا جینا　　ساقی موت کے ہاتھوں سے صبوحی پینا
نہ یہ خدمت، نہ یہ عزت، نہ یہ رفعت اچھی　　اس گھڑی بھر کے چمکنے سے تو ظلمت اچھی

میری قدرت میں جو ہوتا تو نہ اختر بنتا
قعرِ دریا میں چمکتا ہوا گوہر بنتا

واں بھی موجوں کی کشاکش سے جو دل گھبراتا　　چھوڑ کر بحر کہیں زیبِ گلو ہو جاتا
ہے چمکنے میں مزا حسن کا زیور بن کر　　زینتِ تاجِ سر بانوئے قیصر بن کر
ایک پتھر کے جو ٹکڑے کا نصیبا جاگا　　خاتمِ دستِ سلیماں کا نگیں بن کے رہا

صبح کا ستارہ: ستارہ زہرہ جو صبح کے وقت طلوع اور بہت روشن ہوتا ہے
لطفِ ہمسایگی: ایک دوسرے کے قریب رہنے کا مزہ
شمس: سورج
قمر: چاند
پیغامِ سحر: مراد صبح چڑھنے کا پتا دینا
بستی: آبادی، مراد آسمان
عدم آباد: فنا کی دنیا
دامنِ صد چاک: قمیص کی ایسی جھولی جو کئی جگہ سے پھٹی ہو
کفن: وہ سفید کھلا کپڑا جس میں مردے کو لپیٹا جاتا ہے
ساقیِ موت: موت کی شراب پلانے والا، مراد سورج
صبوحی: صبح کی شراب، مراد ستارے کا غروب ہونا
رفعت: بلندی
گھڑی بھر: تھوڑی دیر
قُدرت: مراد اختیار
اختر: ستارہ
قعرِ دریا: سمندر کی گہرائی
گوہر: موتی
واں: وہاں یعنی سمندر میں
کشاکش: کھینچا تانی
بحر: سمندر
زیبِ گلو: گلے کی سجاوٹ
تاجِ سر بانوئے قیصر: روم کے بادشاہ کی ملکہ کے سر کا تاج
نصیبا جاگا: قسمت چمکی
خاتمِ دستِ سلیمانؑ: حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ کی انگوٹھی
نگیں: نگینہ، نگ

ایسی چیزوں کا مگر دہر میں ہے کام شکست　　ہے گہر ہائے گراں مایہ کا انجام شکست
زندگی وہ ہے کہ جو ہو نہ شناسائے اجل　　کیا وہ جینا ہے کہ ہو جس میں تقاضائے اجل

ہے یہ انجام اگر زینتِ عالم ہو کر
کیوں نہ گر جاؤں کسی پھول پہ شبنم ہو کر؟

کسی پیشانی کے افشاں کے ستاروں میں رہوں　　کسی مظلوم کی آہوں کے شراروں میں رہوں
اشک بن کر سرِ مژگاں سے اٹک جاؤں میں　　کیوں نہ اس بیوی کی آنکھوں سے ٹپک جاؤں میں
جس کا شوہر ہو رواں ہو کے زرہ میں مستور　　سوئے میدانِ وغا، حبِ وطن سے مجبور
یاس و امید کا نظارہ جو دکھلاتی ہو　　جس کی خاموشی سے تقریر بھی شرماتی ہو
جس کو شوہر کی رضا تابِ شکیبائی دے　　اور نگاہوں کو حیا طاقتِ گویائی دے
زرد، رخصت کی گھڑی، عارضِ گلگوں ہو جائے　　کشش حسن مِ ہجر سے افزوں ہو جائے
لاکھ وہ ضبط کرے پر میں ٹپک ہی جاؤں　　ساغرِ دیدۂ پُرنم سے چھلک ہی جاؤں

خاک میں مل کے حیاتِ ابدی پا جاؤں
عشق کا سوز زمانے کو دکھاتا جاؤں

شکست: ٹوٹنے کا عمل
گہرہائے گراں مایہ: بہت قیمتی موتی
شناسائے اجل: موت / فنا سے واقف
تقاضائے اجل: مُراد لازمی فنا ہونا
افشاں: مقیش کی باریک کرن جو عورتیں سر پر چھڑکتی ہیں
شراروں: چنگاریوں
اشک: آنسو
سرِ مژگاں: پلکوں پر
زرہ: فولاد کا جالی دار کرتا جو جنگ میں پہنتے ہیں
مستور: چھپا ہوا، مراد پہنے ہوئے
سُوئے میدانِ وغا: میدان جنگ کی طرف
حبِ وطن: وطن کی محبت

یاس: ناامیدی
تابِ شکیبائی: صبر کی طاقت
طاقتِ گویائی: بولنے کی قوت
عارضِ گلگوں: گلاب کی طرح سرخ گال
کشش حسن: خوبصورتی کی دل کشی
غمِ ہجر: محبوب سے دُوری کا دکھ
افزوں: زیادہ
ساغرِ دیدۂ پُرنم: آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں کا جام
چھلک جانا: لبالب ہو کے نیچے گر جانا
حیاتِ اَبدی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
سوز: تپش، گرمی

ہندوستانی بچوں کا قومی گیت

چشتیؒ نے جس زمیں میں پیغامِ حق سنایا　　نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا　　جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کردیا تھا　　سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا　　ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے　　پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے　　میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

قومی گیت: قومی ترانہ
پیغام حق: خدا کا پیغام
چشتی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی، برصغیر کے مشہور صوفی، مزار بھارت کے شہر اجمیر میں ہے (وفات ۶۳۲ھ)
نانک: مراد سکھوں کے گرو بابا نانک، انھوں نے پنجاب میں توحید کا درس دیا
چمن: مراد ملک
وحدت: خدا کی توحید
تاتاری: ترکستان کے باشندے۔ مراد مغلیہ خاندان کے بادشاہ (ظہیر الدین بابر سے بہادر شاہ ظفر تک) جنہوں نے برصغیر پر ۱۶ ویں صدی سے ۱۹ ویں صدی عیسوی تک دو سو برس سے زیادہ حکومت کی
حجازی: حجاز کے رہنے والے، مراد مسلمان
دشتِ عرب: عرب کا ریگستان
یونانی: مراد یونان کے فلسفی جو برصغیر کے فلسفے سے حیران ہوئے تھے
علم و ہنر: مختلف قسم کے علوم اور فنون
زر: سونا
دامن ہیروں سے بھرنا: دولت سے مالا مال کر دینا
فارس کا آسمان: مراد ایران کا ملک
جو ستارے ٹوٹے: مراد جن اہلِ علم و معرفت نے وہاں سے ہجرت کی
تاب دینا: چمکانا، پالش کرنا
کہکشاں: لکیر سے ملتے جلتے چھوٹے چھوٹے ستارے
لے: سُر، مراد گیت
مکاں: ملک
میر عربؐ: حضور اکرمؐ
ٹھنڈی ہوا: مراد توحید کا جھونکا

بندے کلیم جس کے، پربت جہاں کے سینا　　نوحِ نبی کا آکر ٹھیرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بامِ فلک کا زینا　　جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

نیا شوالہ

سچ کہہ دوں اے برہمن! گر تو برا نہ مانے　　تیرے صنم کدوں کے بت ہو گئے پرانے
اپنوں سے بَیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا　　جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے
تنگ آ کے میں نے آخر دیر و حرم کو چھوڑا　　واعظ کا وعظ چھوڑا، چھوڑے ترے فسانے
پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے
خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے

آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھا دیں　　بچھڑوں کو پھر ملا دیں، نقشِ دوئی مٹا دیں
سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی　　آ، اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں

کلیم: اللہ سے باتیں کرنے والے (حضرت موسیٰ کی طرح)
پربت: پہاڑ
سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے باتیں کی
نوحِ نبی: حضرت نوحؑ، جن کی دعا سے طوفان (نوح) آیا
سفینا: سفینہ، کشتی
بامِ فلک: آسمان کی چھت
زینا: زینہ، سیڑھی

شوالا: ہندوؤں کی عبادت گاہ، مندر
صنم کدوں: جمع صنم کدہ، بتوں کے گھر
جنگ و جدل: مار دھاڑ، لڑائی جھگڑا
واعظ: مسلمانوں کا مذہبی رہنما
دیر و حرم: مراد غیر مسلموں اور مسلمانوں کی عبادت گاہیں
پتھر کی مورتیں: پتھر سے تراشے ہوئے بت
دیوتا: پرمیشر، نبی، فرشتہ مراد مقدس، پوجنے کے قابل
غیریت: اپنے نہ ہونا
پَردے اُٹھانا: رُکاوٹیں ہٹانا / ختم کرنا
نقشِ دُوئی: دو ہونے کا نشان، جدائی اور بیگانگی کا نقش
سُونی: اُجاڑ
دل کی بستی: مراد دل جو محبت کا مرکز ہے

دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ　　دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملادیں
ہر صبح اٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے　　سارے پجاریوں کو مے پیت کی پلادیں

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

داغؔ

عظمتِ غالبؔ ہے اک مدت سے پیوندِ زمیں　　مہدی مجروحؔ ہے شہرِ خموشاں کا مکیں
توڑ ڈالی موت نے غربت میں مینائے امیرؔ　　چشمِ محفل میں ہے اب تک کیف صہبائے امیرؔ
آج لیکن ہمنوا! سارا چمن ماتم میں ہے　　شمعِ روشن بجھ گئی، بزمِ سخن ماتم میں ہے!

تیرتھ: مقدس مقام جس کی زیارت کرتے ہیں
اُونچا: مراد بلند مرتبہ
دامان: دامن، پلّو
کلس: گنبد کے اوپر کا نوکدار حصّہ
منتر: ہندوؤں کی مقدس کتاب کے الفاظ / عبارتیں
پیت: پیار، محبت
شکتی: طاقت، زور
شانتی: امن، سکون
بھگت: ہندوؤں کا متقی، دیندار
باسیوں: جمع باسی، باشندے
مکتی: بخشش، نجات

داغ: اردو کے مشہور شاعر، نواب مرزا خاں۔ ۱۸۳۱ء میں دہلی میں پیدا اور ۱۹۰۵ء میں بمقام حیدر آباد دکن فوت اور دفن ہوئے
عظمت: بڑائی
غالب: اردو، فارسی کے مشہور شاعر اسد اللہ خان غالب (۱۷۹۷ء۔ ۱۸۶۹ء)
مہدی مجروح: غالب کے عزیز شاگرد۔ دہلی کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۰۲ء میں فوت ہوئے
پیوندِ زمین: مراد زمین میں دفن
شہرِ خموشاں: قبرستان
مینا توڑ ڈالی: مراد اس دنیا سے اٹھالیا
امیر: اردو کے مشہور شاعر امیر احمد مینائی، امیر تخلص۔ ولادت ۱۸۲۸ء لکھنؤ۔ ۷۳ برس کی عمر میں حیدر آباد دکن میں فوت ہوئے
کیفِ صہبائے امیر: امیر مینائی کی شراب یعنی شاعری کی مستی / نشہ
ماتم: مرنے والے کا افسوس
سارا چمن: مراد پورا ملک
شمعِ روشن: مراد داغ دہلوی
بزمِ سخن: شاعری کی محفل

بلبلِ دلّی نے باندھا اس چمن میں آشیاں　　ہمنوا ہیں سب عنادل باغِ ہستی کے جہاں

چل بسا داغؔ، آہ! میت اس کی زیبِ دوش ہے
آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے

اب کہاں وہ بانکپن، وہ شوخی طرزِ بیاں　　آگ تھی کافور پیری میں جوانی کی نہاں
تھی زبانِ داغؔ پر جو آرزو ہر دل میں ہے　　لیلیٰ معنی وہاں بے پردہ، یاں محمل میں ہے
اب صبا سے کون پوچھے گا سکوتِ گل کا راز　　کون سمجھے گا چمن میں نالۂ بلبل کا راز

تھی حقیقت سے نہ غفلت فکر کی پرواز میں
آنکھ طائر کی نشیمن پر رہی پرواز میں

اور دکھلائیں گے مضموں کی ہمیں باریکیاں　　اپنے فکرِ نکتہ آرا کی فلک پیمائیاں
تلخیِ دوراں کے نقشے کھینچ کر دلوائیں گے　　یا تخیل کی نئی دنیا ہمیں دکھلائیں گے
اس چمن میں ہوں گے پیدا بلبلِ شیراز بھی　　سیکڑوں ساحر بھی ہوں گے، صاحبِ اعجاز بھی

بُلبلِ دلّی: مراد داغ جو ایک خوش فکر شاعر تھا
عنادل: جمع عندلیب، بُلبلیں
باغِ ہستی: زندگی کا باغ
چل بسا: مر گیا
زیبِ دوش: کندھوں کے لیے سجاوٹ کا باعث
جہان آباد: دہلی کا پرانا نام
خاموش ہے: مر گیا ہے
بانکپن: مراد انوکھا پن
شوخی طرزِ بیاں: شعر کہنے کا ایسا انداز جس میں چلبلا پن ہو
کافور پیری: مراد بڑھاپے کی ٹھنڈک
زبانِ داغ: مراد داغ کی شاعری
لیلیٰ معنی: مراد شعروں میں پیدا کیے گئے عمدہ مضامین
وہاں: داغ کی شاعری میں
بے پردہ: مراد ذہن سے باہر شعر کی صورت میں
محمل میں ہونا: مراد ذہن ہی میں رہنا

صبا: صبح کی ہوا
سکوتِ گل: پھول کی خاموشی
نالۂ بلبل: مراد بلبل کا چہکنا
فکر کی پرواز: شاعری میں تخیل کی بلندی
طائر: پرندہ
نشیمن: گھونسلا
مضمون کی باریکیاں: شعری مضمونوں، خیالات کی گہرائیاں
فکرِ نکتہ آرا: ایسا تخیل جو گہرے، دلکش مضامین پیدا کرے
فلک پیمائی: آسمان پر پرواز کی حالت
تلخیِ دوراں: زمانے کی تکلیفیں
نقشہ کھینچنا: لفظوں میں تصویر کھینچنا
تخیل کی نئی دنیا: مراد نئے نئے خیالات
بلبلِ شیراز: مراد شیخ سعدی شیرازی (۱۱۹۳ء۔ ۱۲۹۱ء)۔ شیراز میں دفن ہیں۔ ان کا مزار "سعدیہ" کہلاتا ہے
صاحبِ اعجاز: انسانی بس سے باہر کے کام کرنے والا

اٹھیں گے آزر ہزاروں شعر کے بتخانے سے　　مے پلائیں گے نئے ساقی نئے پیمانے سے
لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت　　ہوں گی اے خواب جوانی! تیری تعبیریں بہت
ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون؟
اٹھ گیا ناوک فگن، مارے گا دل پر تیر کون؟

اشک کے دانے زمینِ شعر میں بوتا ہوں میں　　تو بھی رو اے خاکِ دلّی! داغؔ کو روتا ہوں میں
اے جہان آباد، اے سرمایۂ بزمِ سخن!　　ہو گیا پھر آج پامالِ خزاں تیرا چمن!
وہ گلِ رنگیں ترا رخصت مثالِ بو ہوا　　آہ! خالی داغؔ سے کاشانۂ اردو ہوا
تھی نہ شاید کچھ کشش ایسی وطن کی خاک میں　　وہ مہِ کامل ہوا پنہاں دکن کی خاک میں
اٹھ گئے ساقی جو تھے، مے خانہ خالی رہ گیا
یادگارِ بزمِ دہلی ایک حالیؔ رہ گیا

آرزو کو خون رلواتی ہے بیدادِ اجل　　مارتا ہے تیر تاریکی میں صیّادِ اجل

آزر: اپنے زمانے کے مشہور بُت ساز، مراد شاعر
اُٹھیں گے: پیدا ہوں گے
شعر کا بت خانہ: مراد شاعری
کتابِ دل: مراد دل کے جذبے
خوابِ جوانی: مراد جوانی کی خواہشیں
تعبیر: خواب کا نتیجہ بیان کرنا
تصویر کھینچنا: مراد لفظوں میں بیان کرنا
اُٹھ گیا: مر گیا
ناوک فگن: تیر چلانے والا
دل پر تیر مارنا: مراد دل کش شعروں سے متاثر کرنا
دانہ: بیج، مراد اشک
زمین شعر میں بونا: شعر کی صورت میں دکھ کا اظہار کرنا
سرمایہ: دولت، پونجی
بزمِ سخن: شعر و شاعری کی محفل
پامال: مراد تباہ
گل رنگیں: رنگدار پھول، مراد داغ
مثالِ بو: خوشبو کی طرح
کاشانۂ اردو: مراد اردو زبان کا گھر
مہِ کامل: پورا چاند
دکن: حیدر آباد دکن جو اس وقت ایک مسلم ریاست تھی
میخانہ: شراب خانہ، مراد مُلکِ ادب
بزمِ دہلی: مراد دہلی کا ادبی ماحول
حالی: مولانا الطاف حسین حالی اردو کے مشہور شاعر اور غالب کے شاگرد۔ (۱۸۳۷ء۔ ۱۹۱۴ء)
خون رُلوانا: بہت صدمہ / دکھ دینا
بیدادِ اجل: موت کی سختی
صیّاد: شکاری

کھل نہیں سکتی شکایت کے لیے لیکن زباں　　ہے خزاں کا رنگ بھی وجہِ قیامِ گلستاں

ایک ہی قانونِ عالمگیر کے ہیں سب اثر
بوئے گل کا باغ سے، گل چیں کا دنیا سے سفر

ابر

اُٹھی پھر آج وہ پُورب سے کالی کالی گھٹا
سیاہ پوش ہُوا پھر پہاڑ سربَن کا

نہاں ہُوا جو رخِ مہر زیرِ دامنِ ابر
ہوائے سرد بھی آئی سوارِ توسنِ ابر

گرج کا شور نہیں ہے، خموش ہے یہ گھٹا
عجیب مے کدۂ بے خروش ہے یہ گھٹا

چمن میں حکمِ نشاطِ مدام لائی ہے
قبائے گل میں گہر ٹانکنے کو آئی ہے

زبان کھلنا: بات / الفاظ زبان پر لانا
رنگ: مراد موسم
وجہ قیامِ گلستان: باغ کے قائم رہنے کا سبب
قانون عالمگیر: پوری دنیا میں رائج دستور
گل چیں: پھول توڑنے والا
دُنیا سے سفر: مراد دنیا سے اٹھ / مر جانا

ابر: بادل
پورب: مشرق
گھٹا: بدلی
سیاہ پوش: کالے لباس والا
سربن: ایبٹ آباد کے مشرق میں پہاڑی چوٹی کا نام
نہاں ہونا: چھپنا
رُخِ مہر: سورج کا چہرہ
دامنِ ابر: بادل کا پلّو
توسن: گھوڑا
گرج: بادل کی کڑک
بے خروش: شور سے خالی
نشاطِ مدام: ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی

جو پُھول مہر کی گرمی سے سو چلے تھے، اُٹھے
زمیں کی گود میں جو پڑ کے سو رہے تھے، اُٹھے

ہوا کے زور سے اُبھرا، بڑھا، اُڑا بادل
اُٹھی وہ اور گھٹا، لو! برس پڑا بادل

عجیب خیمہ ہے کہسار کے نہالوں کا
یہیں قیام ہو وادی میں پھرنے والوں کا

ایک پرندہ اور جگنو

سرِ شام ایک مرغِ نغمہ پیرا
کسی ٹہنی پہ بیٹھا گا رہا تھا

چمکتی چیز اک دیکھی زمیں پر
اُڑا طائر اُسے جگنو سمجھ کر

کہا جگنو نے او مرغِ نوا ریز!
نہ کر بیکس پہ منقارِ ہوس تیز

تجھے جس نے چہک، گل کو مہک دی
اُسی اللہ نے مجھ کو چمک دی

لباسِ نور میں مستور ہوں میں
پتنگوں کے جہاں کا طُور ہوں میں

سو چلے تھے: نہ جھانے کے قریب تھے
اٹھے: تازہ ہو گئے
لو: دو دیکھو
نہال: درخت
وادی: گھاٹی، دو پہاڑوں کے درمیان جگہ

سرِ شام: شام کے وقت
نغمہ پیرا: مراد چہچہانے والا
مرغِ نوا ریز: چہچہانے والا پرندہ
بیکس: جس کا کوئی نہ ہو
منقارِ ہوس: لالچ کی چونچ
تیز کرنا: مراد چونچ مارنا
چہک: چہچہانے کی حالت
پتنگوں: جمع پتنگا، شمع پر جلنے والے کیڑے
طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا

چمک تیری بہشتِ گوش اگر ہے　　چمک میری بھی فردوسِ نظر ہے
پروں کو میرے قُدرت نے ضیا دی　　تجھے اُس نے صدائے دلرُبا دی
تری منقار کو گانا سِکھایا　　مجھے گلزار کی مشعل بنایا
چمک بخشی مجھے، آواز تجھ کو　　دیا ہے سوز مجھ کو، ساز تجھ کو
مخالف ساز کا ہوتا نہیں سوز　　جہاں میں ساز کا ہے ہم نشیں سوز
قیامِ بزمِ ہستی ہے انہی سے　　ظہورِ اوج و پستی ہے انہی سے

ہم آہنگی سے ہے محفل جہاں کی
اسی سے ہے بہار اس بوستاں کی

بچہ اور شمع

کیسی حیرانی ہے یہ اے طفلکِ پروانہ خو!　　شمع کے شعلوں کو گھڑیوں دیکھتا رہتا ہے تو
یہ مری آغوش میں بیٹھے ہوئے جنبش ہے کیا　　روشنی سے کیا بغل گیری ہے تیرا مدعا؟

اس نظارے سے ترا ننھا سا دل حیران ہے
یہ کسی دیکھی ہوئی شے کی مگر پہچان ہے!

بہشتِ گوش: کانوں کے لیے بہشت کی طرح خوش گوار
فردوسِ نظر: آنکھ کے لیے بہشت کی طرح خوشگوار
ضیا: روشنی
صدائے دلربا: دل کو لبھانے والی آواز
گلزار: باغ، چمن
مشعل: چراغ دان
ساز: مراد ترنم
قیام: قائم / آباد رہنا
بزمِ ہستی: مراد دنیا، کائنات
اَوج: بلندی

ہم آہنگی: ہم خیال ہونے کی کیفیت
بوستاں: باغ، چمن

شمع: موم بتی
طفلک: چھوٹا سا بچہ
پروانہ خو: پتنگے کی سی عادت والا
گھڑیوں: جمع گھڑی، دیر تک
جنبش: ہلنا جلنا
بغل گیری: گلے ملنا
مُدعا: مقصد، خواہش

شمع اک شعلہ ہے لیکن تو سراپا نور ہے
آہ! اس محفل میں یہ عریاں ہے تو مستور ہے

دستِ قدرت نے اسے کیا جانے کیوں عریاں کیا!
تجھ کو خاکِ تیرہ کے فانوس میں پنہاں کیا

نور تیرا چھپ گیا زیرِ نقابِ آگہی!
ہے غبارِ دیدۂ بینا حجابِ آگہی!

زندگانی جس کو کہتے ہیں فراموشی ہے یہ
خواب ہے، غفلت ہے، سرمستی ہے، بیہوشی ہے یہ

محفلِ قدرت ہے اک دریائے بے پایانِ حسن
آنکھ اگر دیکھے تو ہر قطرے میں ہے طوفانِ حسن

حسن کوہستاں کی ہیبت ناک خاموشی میں ہے
مہر کی ضوگستری، شب کی سیہ پوشی میں ہے

آسمانِ صبح کی آئینہ پوشی میں ہے یہ
شام کی ظلمت، شفق کی گل فروشی میں ہے یہ

عظمتِ دیرینہ کے مٹتے ہوئے آثار میں
طفلکِ نا آشنا کی کوششِ گفتار میں

ساکنانِ صحنِ گلشن کی ہم آوازی میں ہے
ننھے ننھے طائروں کی آشیاں سازی میں ہے

چشمۂ کہسار میں، دریا کی آزادی میں حسن
شہر میں، صحرا میں، ویرانے میں، آبادی میں حسن

سراپا نور: مکمل روشنی
عریاں: مراد ظاہر
مستور: چھپا ہوا
خاکِ تیرہ کا فانوس: سیاہ مٹی کا شعدان، مراد جسم
زیر: نیچے
نقابِ آگہی: شعور / علم کا پردہ
غبار: گرد
دیدۂ بینا: مراد بصیرت
سرمستی: بہت نشے کی حالت
محفلِ قدرت: مراد کائنات
دریائے بے پایاں: بہت وسیع سمندر
طوفانِ حسن: مراد حسن کی بیحد کثرت
ہیبت ناک خاموشی: ایسی خاموشی جس سے ڈر آئے
مہر: سورج

ضوگستری: روشنی پھیلانا
سیہ پوشی: کالا لباس، مراد اندھیرا
آسمانِ صبح: مراد صبح سویرے آسمان کا منظر
آئینہ پوشی: مراد آئینے کی طرح صاف شفاف ہونا
گل فروشی: پھول بیچنا
عظمتِ دیرینہ: مراد بادشاہوں وغیرہ کی شان و شوکت
مٹتے ہوئے آثار: ختم یا تباہ ہوتی ہوئی نشانیاں
گفتار: بول چال
ساکنان: جمع ساکن، رہنے والے، پرندے
صحنِ گلشن: باغ کا آنگن
ہم آوازی: مل کر گانا / چہکنا
آشیاں سازی: گھونسلا بنانا
چشمۂ کہسار: پہاڑوں سے نکلنے والا چشمہ / سوتا
دریا کی آزادی: دریا کا کسی رکاوٹ کے بغیر بہنا

روح کو لیکن کسی گم گشتہ شے کی ہے ہوس　　ورنہ اس صحرا میں کیوں نالاں ہے یہ مثلِ جرس
حسن کے اس عام جلوے میں بھی یہ بیتاب ہے
زندگی اس کی مثالِ ماہیِ بے آب ہے

کنارِ راوی

سکوتِ شام میں محو سرود ہے راوی　　نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی
پیام سجدہ کا یہ زیر و بم ہوا مجھ کو　　جہاں تمام سوادِ حرم ہوا مجھ کو
سر کنارۂ آب رواں کھڑا ہوں میں
خبر نہیں مجھے لیکن کہاں کھڑا ہوں میں

شرابِ سرخ سے رنگیں ہوا ہے دامنِ شام　　لیے ہے پیر فلک دستِ رعشہ دار میں جام
عدم کو قافلۂ روزِ تیز گام چلا　　شفق نہیں ہے، یہ سورج کے پھول ہیں گویا

گم گشتہ شے: کھوئی ہوئی چیز، مراد محبوب حقیقی (خدا)
نالاں: رونے والے
مثل جرس: گھنٹے کی طرح
عام جلوہ: مراد حسنِ قدرت کا ہر جگہ نظر آنا
یہ: روح
ماہیِ بے آب: پانی سے باہر کی مچھلی، جو تڑپتی رہتی ہے

راوی: پنجاب کا مشہور دریا جو لاہور سے بھی گذرتا ہے
محوِ سرود: گانے میں مشغول
سجدہ کا پیام: مراد اللہ کے حضور جھکنے کا اشارہ
زیر و بم: مراد لہروں کا ابھرنا گرنا

جہاں: کائنات
سوادِ حرم: کعبہ کا نواح، مراد سجدوں کی جگہ
سر کنارہ: کنارے پر
پیر فلک: آسمان کا بوڑھا، مراد پرانا آسمان
دستِ رعشہ دار: کانپتا ہوا ہاتھ
جام: شراب کا پیالہ، مراد سورج جو ڈوبنے والا ہے
عدم: فنا، نیستی
روزِ تیز گام: تیز تیز قدم اٹھانے / چلنے والا دن
سورج کے پھول: مراد مُردہ سورج (یعنی ڈوبنے والا) کی ہڈیوں کی راکھ

کھڑے ہیں دور وہ عظمت فزائے تنہائی　　منارِ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی
فسانۂ ستمِ انقلاب ہے یہ محل　　کوئی زمانِ سلف کی کتاب ہے یہ محل
مقام کیا ہے، سرودِ خموش ہے گویا
شجر، یہ انجمن بے خروش ہے گویا

رواں ہے سینۂ دریا پہ اک سفینۂ تیز　　ہوا ہے موج سے ملاح جس کا گرمِ ستیز
سبک روی میں ہے مثلِ نگاہ یہ کشتی　　نکل کے حلقۂ حد نظر سے دور گئی
جہازِ زندگی آدمی رواں ہے یونہی　　ابد کے بحر میں پیدا یونہی، نہاں ہے یونہی
شکست سے یہ کبھی آشنا نہیں ہوتا
نظر سے چھپتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا

عظمت فزائے تنہائی: اکیلے پن کی بڑائی میں اضافہ کرنے والے

خواب گہ شہسوارِ چغتائی: مراد مقبرہ جہانگیر بادشاہ، جسے شاہجہان نے ۱۰۳۷ھ میں تعمیر کرایا اور جو لاہور میں دریائے راوی کے کنارے واقع ہے

ستم: ظلم، سختی

انقلاب: تبدیلیوں کی حالت، وقت کا بدلتے رہنا

محل: جگہ، مقام

زمان سلف: پرانا گذرا ہوا زمانہ

سرودِ خموش: ایسا گیت جس میں آواز نہ ہو

شجر: درخت

انجمن بے خروش: ایسی محفل جس میں شور نہ ہو

رواں: چل رہا

سینۂ دریا: مراد پانی کی سطح

پہ: پر

سفینہ: کشتی

مَلاح: کشتی چلانے والا

گرمِ ستیز: لڑنے / مقابلہ کرنے میں مصروف

سبک روی: تیز چلنا

مثلِ نگاہ: نگاہ کی طرح

حلقہ: دائرہ

حدِ نظر: نظر کی اخیر

جہازِ زندگی آدمی: مراد انسانی زندگی

ابد: ہمیشگی

بحر: سمندر

نہاں: چھپا ہوا

شکست: ٹوٹنے کا عمل

اِلتجائے مُسافر

(بہ درگاہِ حضرت محبوبِ الٰہیؒ، دہلی)

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری، فیض عام ہے تیرا

ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم
نظام مہر کی صورت نظام ہے تیرا

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی
بڑی ہے شان، بڑا احترام ہے تیرا

☆

اگر سیاہ دلم، داغِ لالہ زارِ توام
وگر کشادہ جبینم، گلِ بہارِ توام

چمن کو چھوڑ کے نکلا ہوں مثلِ نکہت گل
ہوا ہے صبر کا منظور امتحاں مجھ کو

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شرابِ علم کی لذت کشاں کشاں مجھ کو

التجا: عرض، درخواست
مسافر: مراد زیارت کرنے والا پردیسی
بہ: میں
درگاہ: مراد مزار، روضہ
حضرت محبوب الٰہی: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ، نام محمد، برصغیر کے مشہور صوفی، ولادت بدایوں (۱۲۳۶ء) وفات دہلی (۱۳۲۳ء)
جناب: درگاہ
فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل
کشش: اپنی طرف مائل کرنے / کھینچنے کی حالت
نظامِ مہر: سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کا سلسلہ
صورت: مانند، طرح

لحد: قبر، مزار
مسیح: حضرت عیسیٰؑ جن کا لقب مسیح اللہ ہے
خضر: حضرت خضرؑ، روایتی پیغمبر جو بھولوں بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں
رنگ محبوبی: پیارے / عزیز
احترام: قدر و عزت
چمن: مراد وطن
نکہت: خوشبو
نگار خانہ: تصویر خانہ، مراد دلچسپیوں کا مرکز یعنی وطن
شرابِ علم کی لذت: مراد علم حاصل کرنے کا بیحد شوق
کشاں کشاں: کھینچ کھینچ کر

☆ اگر میں سیاہ دل والا (یعنی گنہگار) ہوں تو میں تیرے لالہ کے باغ کا داغ / دھبا ہوں، اور اگر میں کھلی پیشانی والا (خوش خلق) ہوں تو تیری بہار کا پھول ہوں۔

نظر ہے ابرِ کرم پر، درختِ صحرا ہوں
کیا خدا نے نہ محتاجِ باغباں مجھ کو

فلک نشیں صفتِ مہر ہوں زمانے میں
تری دعا سے عطا ہو وہ نردباں مجھ کو

مقام ہم سفروں سے ہو اس قدر آگے
کہ سمجھے منزلِ مقصود کارواں مجھ کو

مری زبانِ قلم سے کسی کا دل نہ دُکھے
کسی سے شکوہ نہ ہو زیرِ آسماں مجھ کو

دلوں کو چاک کرے مثلِ شانہ جس کا اثر
تری جناب سے ایسی ملے فغاں مجھ کو

بنایا تھا جسے چن چن کے خار و خس میں نے
چمن میں پھر نظر آئے وہ آشیاں مجھ کو

پھر آ رکھوں قدمِ مادر و پدر پہ جبیں
کیا جنہوں نے محبت کا رازداں مجھ کو

وہ شمعِ بارگہ خاندانِ مرتضوی
رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجھ کو

نفس سے جس کے کھلی میری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروّت نے نکتہ داں مجھ کو

دعا یہ کر کہ خداوندِ آسمان و زمیں
کرے پھر اس کی زیارت سے شادماں مجھ کو

ابرِ کرم: مہربانی کا بادل

درخت صحرا: خود کو بیابان کے درخت سے تشبیہ دی ہے

مُحتاج: کسی سے اپنی ضرورت پوری کروانے والا

فلک نشیں: آسمان پر بیٹھنے والا، مراد بلند مرتبہ

صفت مہر: سورج کی طرح

ہُوں: یعنی بنوں

نردباں: سیڑھی، ذریعہ

ہم سفروں: جمع ہم سفر، مراد ساتھی

آگے: مراد بڑھ کر

منزل مقصود: جس جگہ پہنچنے کا ارادہ ہو

زبان قلم: مراد تحریر

دل دُکھنا: تکلیف پہنچنا

زیر آسماں: مراد دنیا میں

دلوں کو چاک کرنا: دلوں پر بہت اثر کرنا

شانہ: کنگھی

فُغاں: فریاد، شاعری

خار و خس: کانٹے، تنکے، گھاس پھوس، گھر بنانے کا معمولی ساز و سامان

مادر و پدر: ماں اور باپ

جبیں: ماتھا

رازداں: حقیقت سے باخبر

وہ شمع: مراد علامہ کے استاد شمس العلما سید میر حسن سیالکوٹی

بارگہ خاندانِ مرتضوی: حضرت علیؓ کے خاندان کی درگاہ / آستانہ

مثل حرم: کعبہ کی طرح قابل احترام

آستاں: چوکھٹ

نفس: دم، سانس

آرزو کی کلی کھلنا: مُراد / خواہش پوری ہونا

نُکتہ داں: گہری / باریک باتیں جاننے والا

شادماں: خوش

وہ میرا یوسفِ ثانی، وہ شمعِ محفلِ عشق　　ہوئی ہے جس کی اخوت قرارِ جاں مجھ کو
جلا کے جس کی محبت نے دفترِ من و تو　　ہوائے عیش میں پالا، کیا جواں مجھ کو
ریاضِ دہر میں مانندِ گل رہے خنداں　　کہ ہے عزیز تر از جاں وہ جانِ جاں مجھ کو

شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے!
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے!



یوسفِ ثانی: دوسرا یوسفؑ، مراد علامہ کے بھائی شیخ عطا محمد جنہوں نے ان کی تعلیم و تربیت کا خرچ برداشت کیا اور بہت محبت سے رکھا

اخوّت: بھائی چارا، بھائی ہونا

قرارِ جاں: روح/دل کے لیے سکون کا باعث

دفترِ من و تو: مَیں اور تو کی کتاب، مراد غیریت

ہوائے عیش: بہت خوشی و مسرّت کی فضا

پالا: پرورش کیا

ریاضِ دہر: زمانے کا باغ

مانندِ گل: پھول کی طرح

خنداں: ہنستا مسکراتا

عزیز تر از جاں: جان سے زیادہ پیارا

جانِ جاں: مراد محبوب، بہت پیارا/عزیز

شگفتہ ہونا: کھلنا

قبول ہونا: منظور ہونا

غزلیات

۱

گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

آیا ہے تُو جہاں میں مثالِ شرار دیکھ
دَم دے نہ جائے ہستیِ ناپائدار دیکھ

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تُو میرا شوق دیکھ، مرا انتظار دیکھ

کھولی ہیں ذوقِ دید نے آنکھیں تری اگر
ہر رہ گزر میں نقشِ کفِ پائے یار دیکھ

گلزارِ ہست و بود: مراد یہ دنیا
بیگانہ وار: غیروں کی طرح
دیکھنے کی چیز: دل لبھانے والی چیز
مثالِ شرار: مراد چنگاری کی طرح تھوڑی زندگی والا
دم دینا: دھوکا دینا
ہستیِ ناپایدار: فانی زندگی

دید: دیدار
قابل: لائق، مناسب
ذوقِ دید: محبوب کے دیکھنے کا شوق
رہ گذر: راستہ
نقش: نشان
کفِ پائے یار: محبوب کے پاؤں کے تلوے

۲

نہ آتے، ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی

تمہارے پیامی نے سب راز کھولا
خطا اس میں بندے کی سرکار کیا تھی

بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاڑا
تری آنکھ مستی میں ہشیار کیا تھی!

تامّل تو تھا اُن کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرزِ انکار کیا تھی

کھنچے خود بخود جانبِ طُور موسیٰ
کشش تیری اے شوق دیدار کیا تھی!

کہیں ذکر رہتا ہے اقبالؔ تیرا
فسوں تھا کوئی، تیری گفتار کیا تھی

تکرار: جھگڑا
عار: شرم
پیامی: پیغام لانے لے جانے والا
راز کھولنا: بھید کی بات بتا دینا
بندہ: غلام، اپنے لیے عاجزی کا لفظ
سرکار: آقا، محبوب کے لیے ادب کا لفظ
بھری بزم میں: مراد سب حاضرین کے سامنے
تاڑنا: بھانپ / جان لینا
مستی: نشہ، مدہوشی

ہشیار: ہوشیار، ہوش میں رہنے والی
تامّل: سوچ
طرز: طریقہ، انداز
کھنچے: کشش کے سبب آگے بڑھے
جانب: طرف
طور: طور سینا، جہاں حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھا
ذکر رہنا: کسی کے متعلق باتیں ہونا
فسوں: افسوں، جادو
گفتار: باتیں، مراد شاعری

﴿ ۳ ﴾

عجب واعظ کی دِیں داری ہے یارب!
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

کوئی اب تک نہ یہ سمجھا کہ انساں
کہاں جاتا ہے، آتا ہے کہاں سے

وہیں سے رات کو ظلمت ملی ہے
چمک تارے نے پائی ہے جہاں سے

ہم اپنی دردمندی کا فسانہ
سُنا کرتے ہیں اپنے رازداں سے

بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذاں سے!

﴿ ۴ ﴾

لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے
بجلیاں بے تاب ہوں جن کو جلانے کے لیے

عجب: حیران کرنے والی
واعظ: مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرنے والا
دینداری: دین / شریعت کی پابندی
عداوت: دشمنی
ظلمت: اندھیرا
دردمندی: تکلیف / دکھ کی حالت

فسانہ: افسانہ، کہانی
رازداں: واقفِ حال
باریک: گہری
چالیں: جمع چال، دھوکا دینے کے طریقے
لرز جانا: کانپ کانپ اٹھنا
بیتاب: بے چین

وائے ناکامی، فلک نے تاک کر توڑا اُسے
میں نے جس ڈالی کو تاڑا آشیانے کے لیے

آنکھ مل جاتی ہے ہفتاد و دو ملّت سے تری
ایک پیمانہ ترا سارے زمانے کے لیے

دل میں کوئی اس طرح کی آرزو پیدا کروں
لوٹ جائے آسماں میرے مٹانے کے لیے

جمع کر خرمن تو پہلے دانہ دانہ چن کے تُو
آ ہی نکلے گی کوئی بجلی جلانے کے لیے

پاس تھا ناکامی صیّاد کا اے ہم صفیر
ورنہ مَیں اور اُڑ کے آتا ایک دانے کے لیے

اس چمن میں مرغِ دل گائے نہ آزادی کا گیت
آہ! یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لیے

وائے ناکامی: نامرادی پر افسوس ہے
فلک: آسمان
تاک کر: نشانہ باندھ کر
تاڑا: دیکھا، چنا
ہفتاد و دو ملت: بہتر فرقے، مراد دنیا کے مختلف مذہب
آنکھ مل جانا: نظر سے نظر مل جانا
پیمانہ: جام، پیالہ
لوٹ جانا: تڑپ جانا
خرمن: فصل کا ڈھیر
پاس: لحاظ
صیّاد: شکاری
ہم صفیر: ساتھ چہچہانے والا، ساتھی پرندہ
مرغِ دل: دل کا پرندہ، دل
گلشن: باغ

۵

کیا کہوں اپنے چمن سے مَیں جُدا کیونکر ہوا
اور اسیر حلقۂ دامِ ہَوا کیونکر ہوا

جائے حیرت ہے بُرا سارے زمانے کا ہوں میں
مجھ کو یہ خلعت شرافت کا عطا کیونکر ہوا

کچھ دکھانے دیکھنے کا تھا تقاضا طُور پر
کیا خبر ہے تجھ کو اے دل فیصلہ کیونکر ہوا

ہے طلب بے مدّعا ہونے کی بھی اک مدّعا
مرغِ دل دامِ تمنّا سے رہا کیونکر ہوا

دیکھنے والے یہاں بھی دیکھ لیتے ہیں تجھے
پھر یہ وعدہ حشر کا صبر آزما کیونکر ہوا

حسنِ کامل ہی نہ ہو اس بے حجابی کا سبب
وہ جو تھا پردوں میں پنہاں، خود نما کیونکر ہوا

اسیر: قیدی
حلقۂ دامِ ہَوا: لالچ / ہوس کے جال کی ڈوری
جائے حیرت: مراد حیرانی کی بات
مَیں: مراد انسان
شرافت کا خلعت: مراد انسان کے تمام مخلوق میں افضل / اشرف ہونے کا خاص لباس
تقاضا: اِصرار
طلب: خواہش
بے مدّعا ہونا: مراد کوئی مقصد یعنی آرزو نہ ہونا

دامِ تمنّا: خواہش کا جال
رہا ہونا: چھوٹ جانا
حشر: قیامت
صبر آزما: تکلیف دینے والا
حُسنِ کامل: مکمل حُسن، مراد قدرت کا حُسن
بے حجابی: پردے کے بغیر ہونا
وہ: مراد محبوب حقیقی
پنہاں: چھپا ہوا
خود نما: خود کو ظاہر کرنے والا

موت کا نسخہ ابھی باقی ہے اے دردِ فراق!
چارہ گر دیوانہ ہے، مَیں لادوا کیونکر ہوا

تُو نے دیکھا ہے کبھی اے دیدۂ عبرت کہ گل
ہو کے پیدا خاک سے رنگیں قبا کیونکر ہوا

پُرسشِ اعمال سے مقصد تھا رُسوائی مری
ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ، کیا ہوا کیونکر ہوا

میرے مِٹنے کا تماشا دیکھنے کی چیز تھی
کیا بتاؤں اُن کا میرا سامنا کیونکر ہوا

﴿ ۶ ﴾

انوکھی وضع ہے، سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

علاجِ درد میں بھی درد کی لذت پہ مرتا ہُوں
جو تھے چھالوں میں کانٹے، نوکِ سوزن سے نکالے ہیں

نُسخہ: کاغذ کی پرچی جس پر طبیب دوا تجویز کرتا ہے
دردِ فراق: محبوب سے دُوری کا دُکھ
چارہ گر: طبیب، حکیم
دیوانہ: پاگل
لادوا: لاعلاج
دیدۂ عبرت: سبق حاصل کرنے والی آنکھ
رنگیں قبا: سرخ لباس والا

پُرسشِ اعمال: عملوں کے بارے میں (قیامت کے روز) پوچھ گچھ

انوکھی وضع: نرالی شکل وصورت
بستی: آبادی، شہر
درد: مراد عشق کا دُکھ
نوکِ سوزن: سُوئی کا سرا

پھلا پُھولا رہے یا رب! چمن میری اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بُوٹے میں نے پالے ہیں

رُلاتی ہے مجھے راتوں کو خاموشی ستاروں کی
نرالا عشق ہے میرا، نرالے میرے نالے ہیں

نہ پوچھو مجھ سے لذّت خانماں برباد رہنے کی
نشیمن سینکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں

نہیں بیگانگی اچھی رفیقِ راہِ منزل سے
ٹھہر جا اے شرر، ہم بھی تو آخر مِٹنے والے ہیں

اُمیدِ حور نے سب کچھ سِکھا رکھا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادے، بھولے بھالے ہیں

مرے اشعار اے اقبالؔ! کیوں پیارے نہ ہوں مجھ کو
مرے ٹُوٹے ہُوئے دل کے یہ درد انگیز نالے ہیں

پھلا پھولا: سرسبز
جگر کا خون دینا: بہت غم اٹھانا
بُوٹے پالنا: پودوں کی پرورش کرنا
نرالا: سب سے الگ، انوکھا
خانماں بَرباد: جس کا گھر بار تباہ ہو
نشیمن: گھونسلا
سیکڑوں: بہت سے
پھونک ڈالنا: جلا دینا
بیگانگی: غیر ہونا
رفیقِ راہِ منزل: مراد سفر کا ساتھی

ٹھہر جا: رُک جا
شرر: چنگاری
مٹنے والا: فنا ہونے والا
امید: مراد خواہش
واعظ: مسجد میں وعظ کرنے والا
سیدھا سادہ: بھولا بھالا، جسے کوئی تجربہ نہ ہو
اشعار: شعر کی جمع
ٹوٹا ہوا دل: محبت میں مایوسی کا شکار دل
درد انگیز نالے: دُکھ بھرے گیت

﴿ ۷ ﴾

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

منصُور کو ہُوا لبِ گویا پیامِ موت
اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی

ہو دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

میں انتہائے عشق ہوں، تُو انتہائے حسن
دیکھے مجھے کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

عذر آفرینِ جرمِ محبت ہے حسنِ دوست
محشر میں عذر تازہ نہ پیدا کرے کوئی

چُھپتی نہیں ہے یہ نگہِ شوق ہم نشیں!
پھر اور کس طرح اُنھیں دیکھا کرے کوئی

ظاہر کی آنکھ: ماتھے والی آنکھیں
دیدۂ دل: مراد بصیرت کی آنکھ
تماشا کرنا: مراد کائنات میں قدرت کی نشانیاں دیکھنا
منصور: حسین بن حلاج (ولادت ۸۵۸ء) فارس کے ایک قصبہ سے تعلق تھا۔ "انا الحق" کہنے پر علمائے وقت نے ان کے خلاف فتویٰ دیا، جس پر خلیفہ بغداد، مقتدر کے حکم پر انہیں پھانسی دی گئی
لب گویا: مراد زبان
پیام موت: مراد موت کا باعث
دعویٰ کرنا: مراد اظہار کرنا
دید: محبوب کا دیدار
انتہائے عشق: مراد عشق کا پورا/مکمل جذبہ رکھنے والا
عذر آفرین: بہانے گھڑنے/تراشنے والا
جُرم: گناہ، خطا
محشر: قیامت
عذر تازہ: نیا بہانہ
ہم نشیں: ساتھی

اَڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طُور پر کلیم
طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

نظّارے کو یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

کھل جائیں، کیا مزے ہیں تمنائے شوق میں
دو چار دن جو میری تمنّا کرے کوئی

﴿ ۸ ﴾

کہوں کیا آرزوئے بے دلی مجھ کو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے

وہ مے کش ہوں فروغِ مے سے خود گلزار بن جاؤں
ہوائے گل فراقِ ساقیِ نامہرباں تک ہے

چمن افروز ہے صیّاد میری خوش نوائی تک
رہی بجلی کی بے تابی، سو میرے آشیاں تک ہے

اَڑ بیٹھنا: ضد / اصرار کرنا
طُور: طورِ سینا
کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ
جنبشِ مژگاں: پلکوں کا جھپکنا

آرزوئے بیدلی: عاشقی کی تمنا
سودائے زیاں: گھاٹے / نقصان کا کاروبار
مے کش: شراب پینے والا
فروغ: چمک، روشنی

گلزار: گلاب کے پھولوں کا باغ
ہوائے گل: پھول کی خواہش
ساقی: شراب پلانے والا
نامہرباں: مراد بے وفا
چمن افروز: باغ کو روشن کرنے والا / والی
صیّاد: شکاری
خوش نوائی: اچھی لے میں گانا / چہچہانا
رہی بجلی کی بیتابی: جہاں تک بجلی کی بے چینی کا تعلق ہے
سو: تو وہ

وہ مُشتِ خاک ہوں، فیضِ پریشانی سے صحرا ہوں
نہ پُوچھو میری وسعت کی، زمیں سے آسماں تک ہے

جرَس ہوں، نالہ خوابیدہ ہے میرے ہر رگ و پے میں
یہ خاموشی مری وقتِ رحیلِ کارواں تک ہے

سکُونِ دل سے سامانِ کشودِ کار پیدا کر
کہ عقدہ خاطرِ گرداب کا آبِ رواں تک ہے

چمن زارِ محبت میں خموشی موت ہے بلبل!
یہاں کی زندگی پابندیٔ رسمِ فغاں تک ہے

جوانی ہے تو ذوقِ دید بھی، لُطفِ تمنا بھی
ہمارے گھر کی آبادی قیامِ میہماں تک ہے

زمانے بھر میں رُسوا ہوں مگر اے وائے نادانی!
سمجھتا ہوں کہ میرا عشق میرے راز داں تک ہے

مُشتِ خاک: مٹی کی مٹھی، مراد محدود شے
فیضِ پریشانی سے: بکھرنے کے طفیل / باعث
جرَس: گھنٹی
نالہ: شور، فریاد
خوابیدہ: سویا ہوا
ہر رگ و پے میں: نس نس / ریشہ ریشہ میں
رحیلِ کارواں: قافلے کا روانہ ہونا
سکونِ دل: دل کا قرار / چین
سامان پیدا کرنا: چارہ ڈھونڈنا، بندوبست کرنا
کشودِ کار: مشکل کا حل

عقدہ: گرہ، گانٹھ
خاطرِ گرداب: بھنور کا دل
آبِ رواں: بہتا ہوا پانی
چمن زار: جہاں کئی چمن ہوں، مراد باغ
پابندیٔ رسمِ فغاں: فریاد کی رسم کو باقاعدگی سے نبھانا
ذوقِ دید: دیدارِ محبوب کا شوق
لُطفِ تمنا: خواہش کا مزہ
قیام: ٹھہرنا
اے وائے: افسوس ہے، افسوس کی بات ہے
رازداں: واقف کار / حال

۹

جنھیں مَیں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی
مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا مِلتا جبینوں میں

کبھی اپنا بھی نظّارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں
کہ لیلیٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اُڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جُدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

مجھے رو کے گا تُو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو، ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

جنھیں: مراد محبوب حقیقی
ظُلمت خانہ: تاریک گھر / جگہ
مکین: رہنے والا
مکاں: رہنے کی جگہ
آشنا: واقف، باخبر
مذاقِ جبہہ سائی: ماتھا گھسانے یعنی سجدہ کرنے کا ذوق
سنگِ آستانِ کعبہ: کعبہ کی چوکھٹ کا پتھر
جبینوں: جمع جبیں، ماتھے
مجنوں: لیلیٰ کا عاشق
لیلیٰ: عرب کی مشہور حسینہ جس کا رنگ کالا تھا
محمل نشین: اونٹ پر لدے کجاوہ / پردہ میں بیٹھنے والی
وصل: محبوب سے ملاپ
گھڑیوں کی صورت: مراد بڑی تیزی سے
مہینوں میں: مراد بہت آہستہ
ناخدا: ملاح، کشتی چلانے والا
غرق ہونا: ڈوبنا
سفینوں: جمع سفینہ، کشتیاں

چُھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی! کیا چُھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پُوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہی خلوت گزینوں میں

کسی ایسے شرر سے پُھونک اپنے خرمنِ دل کو
کہ خورشید قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

کلیم اللہ: خدا سے باتیں کرنے والا، حضرت موسیٰ کا لقب
جس نے: مراد خدا نے
ناز آفریں: ادا پیدا کرنے والا، مراد ناز و ادا کرنے والا
جلوہ پیرا: مراد اپنا حُسن / تجلی ظاہر کرنے والا
نازنینوں: جمع نازنین، مراد کل مخلوقات جس میں خدا کا جلوہ ہے
شمعِ کشتہ: بجھی ہوئی موم بتی
موجِ نفس: سانس کی لہر، پھونک
اہلِ دل: مراد عشق کا جذبہ رکھنے والے
دردِ دل: مراد عشقِ الٰہی
گوہر: موتی، دولت
خزینوں: جمع خزینہ، خزانے
خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا، صوفی
ارادت: عقیدت، اعتقاد
یدِ بیضا: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ
نگاہِ نارسا: محبوب تک نہ پہنچنے والی نظر
خلوت گزیں: تنہائی اختیار کرنے والا، اللہ والا
شرر: چنگاری
پُھونکنا: جلانا
خرمن: غلے کا ڈھیر
خورشید قیامت: قیامت کے روز نکلنے والا سورج
خوشہ چیں: مراد فیض حاصل کرنے والا

محبت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں؟

پھڑک اُٹھا کوئی تیری ادائے "مَا عَرَفنا" پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں

نمایاں ہو کے دِکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

خموش اے دل! بھری محفل میں چِلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

بُرا سمجھوں انھیں، مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبالؔ اپنے نکتہ چینوں میں

ٹوٹنے والا دل: ذرا سی ٹھیس سے متاثر ہونے والا دل
نازک: جو مضبوط نہ ہو
مے: شراب
آبگینوں: جمع آبگینہ، شیشے کا برتن
سراپا: پورے طور پر، مکمل
بھلا: خدا جانے
پھڑک اٹھا: تڑپ اُٹھا، عش عش کر اٹھا
ادا: انداز
"ما عرفنا": حضور اکرمؐ کی حدیث ہے: ہم نے اے خدا تجھے ویسا ہی پہچانا ہے جیسا پہچاننے کا حق ہے

بڑھ چڑھ کے رہنا: بہت زیادہ ہونا
نمایاں ہونا: سامنے آنا
جمال: حُسن
چرچے: جمع چرچا، شہرتیں
باریک بیں: جس کا فہم بہت تیز ہو
چلانا: زور سے بولنا
ادب: دوسروں کا پاس لحاظ
قرینہ: سلیقہ، ڈھنگ
نکتہ چیں: عیب ڈھونڈنے والا

۱۰

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

ستم ہو کہ ہو وعدۂ بے حجابی
کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی "لن ترانی" سُنا چاہتا ہوں

کوئی دَم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بُجھا چاہتا ہوں

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں، سزا چاہتا ہوں

انتہا: اخیر
سادگی: بھولپن
ستم: ظلم، سختی
بے حجابی: مراد کھل کر سامنے آنا
صبر آزما: جس سے قوتِ برداشت پرکھی جائے
زاہدوں: جمع زاہد، عبادت گزار
آپ کا سامنا: مراد خدا کا سامنے ہونا
شوخ: گستاخ، بے خوف

"لن ترانی": تو نہیں دیکھ سکتا، طور پر حضرت موسیٰ کی درخواست پر خدا کا جواب
کوئی دم کا مہمان: مراد فانی انسان
اہل محفل: دنیا والے
چراغ سحر: صبح سویرے کا چراغ جسے کسی بھی وقت بجھایا جاسکتا ہے
بے ادب: گستاخ

﴿ ۱۱ ﴾

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیازمند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ!
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

مری نگاہ میں وہ رند ہی نہیں ساقی
جو ہوشیاری و مستی میں امتیاز کرے

مدام گوش بہ دل رہ، یہ ساز ہے ایسا
جو ہو شکستہ تو پیدا نوائے راز کرے

کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے

کشادہ کرنا: کھولنا
دستِ کرم: سخاوت / بخشش کا ہاتھ
وہ بے نیاز: مراد خدا تعالیٰ
نیاز مند: عاجزی کرنے والا
ناز کرنا: فخر کرنا
احتراز کرنا: بچنا، دور رہنا
رِند: شراب پینے والا
ساقی: شراب پلانے والا
ہوشیاری: ہوش میں ہونا
مستی: مدہوشی، ہوش میں نہ ہونا
امتیاز کرنا: فرق کرنا
مُدام: ہمیشہ
گوش بہ دل رہنا: دل کی طرف متوجہ رہنا / کان لگائے رہنا
ساز: موسیقی کا آلہ
شکستہ: ٹوٹا ہوا، محبت میں چور
پیدا کرنا: نکالنا
نوائے راز: بھید کا گیت
واعظ: مسجد میں وعظ کرنے والا
بے عمل: جس نے کوئی نیک عمل نہ کیا ہو
رحمت: مہربانی، بخشش

سخن میں سوز، الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

تمیز لالہ و گل سے ہے نالۂ بلبل
جہاں میں وا نہ کوئی چشمِ امتیاز کرے

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے

ہَوا ہو ایسی کہ ہندوستاں سے اے اقبالؔ
اُڑا کے مجھ کو غبارِ رہِ حجاز کرے

۱۲

سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں
ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں، جاہل ہوں میں

سخن: بات، شاعری
سوز: تپش، گرمی، تاثر
گداز کرنا: پگھلانا
تمیز: فرق کرنا
لالہ و گل: مختلف قسم کے پھول
نالۂ بلبل: بلبل کا رونا / چہچہانا
وا کرنا: کھولنا
چشمِ امتیاز: فرق کرنے والی آنکھ
غرور: خود کو بڑا کہنا

غبار: گرد، مٹی
رہِ حجاز: حجاز کا راستہ، مراد اسلام اور حضور اکرمؐ سے عقیدت

سختی کرنا: ظلم کرنا
غیر: مُراد اللہ کے سوا جو کچھ ہے
کیا اچھی کہی: بڑی اچھی بات کہی
ظالم ہوں، جاہل ہوں: ایک قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسان کو "ظلوماً جہولا" (ظالم، جاہل) کہا گیا ہے

میں جبھی تک تھا کہ تیری جلوہ پیرائی نہ تھی
جو نمودِ حق سے مٹ جاتا ہے وہ باطل ہوں میں

علم کے دریا سے نکلے غوطہ زن گوہر بدست
وائے محرومی! خزف چینِ لبِ ساحل ہوں میں

ہے مری ذلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل
جس کی غفلت کو مَلک روتے ہیں وہ غافل ہوں میں

بزمِ ہستی! اپنی آرائش پہ تُو نازاں نہ ہو
تُو تو اک تصویر ہے محفل کی اور محفل ہوں میں

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبالؔ اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر، آپ ہی منزل ہوں میں

جبھی تک: اُس وقت تک
جلوہ پیرائی: مراد خدا کی تجلی ظاہر ہونا
نمودِ حق: حق / خدا کا ظہور
مِٹ جانا: فنا ہو جانا
باطل: جس کی کوئی حقیقت نہ ہو
غوطہ زن: ڈبکی لگانے والا / والے
گوہر بدست: ہاتھوں میں موتی لیے
وائے محرومی: افسوس ہے بے نصیبی پر
خزف چین: ٹھیکریاں چُننے والا
لبِ ساحل: کنارے پر

شرافت: شریف ہونا
جس کی: مراد انسان کی
غفلت: لاپروائی، بھول چوک
مَلک: فرشتہ / فرشتے
روتے ہیں: افسوس کرتے ہیں
بزمِ ہستی: وجود کی محفل، کائنات
آرائش: سجاوٹ
نازاں ہونا: فخر کرنا
محفل ہوں میں: یعنی انسان ہی سے کائنات میں رونق ہے
اپنے آپ کو ڈھونڈنا: اپنی حقیقت جاننے کی کوشش کرنا

۱۳

مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے
نظّارے کی ہوس ہو تو لیلیٰ بھی چھوڑ دے

واعظ! کمالِ ترک سے مِلتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

تقلید کی روِش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ، خِضر کا سودا بھی چھوڑ دے

مانندِ خامہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ شے پہ نازشِ بے جا بھی چھوڑ دے

لُطفِ کلام کیا جو نہ ہو دل میں دردِ عشق
بسمل نہیں ہے تُو تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

شبنم کی طرح پُھولوں پہ رو، اور چمن سے چل
اس باغ میں قیام کا سودا بھی چھوڑ دے

نظّارے کی ہوس: مراد محبوب حقیقی کو دیکھنے کی شدید خواہش
کمالِ ترک: دنیا اور آخرت سے پوری طرح بے نیاز ہو جانا
عقبیٰ: آخرت
تقلید: پیروی، کسی کے پیچھے چلنا
روش: طریقہ
خودکشی: اپنے ہاتھوں خود کو مار لینا
خضر: مراد رہنما
سودا: مراد خیال
مانندِ خامہ: قلم کی طرح
حرفِ غیر: مراد غیر اللہ کی بات
بیگانہ: غیر، پرایا/پرائی
شے: چیز
نازشِ بے جا: غلط قسم کا فخر
لُطفِ کلام: شاعری کا مزہ
دردِ عشق: مراد عشق کا شدید جذبہ
بسمل: زخمی

ہے عاشقی میں رسم الگ سب سے بیٹھنا
بُت خانہ بھی، حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

جینا وہ کیا جو ہو نفَسِ غیر پر مدار
شہرت کی زندگی کا بھروسا بھی چھوڑ دے

شوخی سی ہے سوالِ مکرّر میں اے کلیم!
شرطِ رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبالؔ کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

رسم: دستور
سب سے الگ بیٹھنا: مراد مذہبی / فرقہ پرستی کے تعصب سے دور رہنا
بتخانہ، حرم، کلیسا: مراد مختلف قوموں کے عبادت خانے
سوداگری: کاروبار
جزا: ثواب
پاسبان: چوکیدار، حفاظت کرنے والا
نفسِ غیر: دوسرے کی ذات، کوئی دوسرا
مدار: انحصار
شوخی: گستاخی
سوالِ مکرر: بار بار سوال کرنا
کلیم: مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ جنہوں نے اللہ سے اپنا جلوہ دکھانے پر اصرار کیا
شرطِ رضا: مراد خدا کی مرضی پر خوش رہنے کی شرط
ثبوت لانا: دلیل پیش کرنا
مے: شراب
ضد: اصرار

حصہ دوم

(۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک)

محبت

عروسِ شب کی زُلفیں تھیں ابھی ناآشنا خم سے
ستارے آسماں کے بے خبر تھے لذّتِ رَم سے

قمر اپنے لباسِ نَو میں بیگانہ سا لگتا تھا
نہ تھا واقف ابھی گردش کے آئینِ مسلّم سے

ابھی امکاں کے ظُلمت خانے سے اُبھری ہی تھی دنیا
مذاقِ زندگی پوشیدہ تھا پہنائے عالم سے

کمالِ نظمِ ہستی کی ابھی تھی ابتدا گویا
ہُویدا تھی نگینے کی تمنا چشمِ خاتم سے

سُنا ہے عالمِ بالا میں کوئی کیمیاگر تھا
صفا تھی جس کی خاکِ پا میں بڑھ کر ساغرِ جم سے

عروسِ شب: رات کی دلہن
زلفیں: جمع زلف، بالوں کا لچھا
خم: مُڑے ہونا، ٹیڑھ
لذتِ رَم: مراد طلوع ہو کر غائب / غروب ہونے کا مزہ
قمر: چاند
لباسِ نو: نیا لباس
بیگانہ سا لگنا: غیر غیر سا معلوم ہونا
گردش: چکر کاٹنے کا عمل
آئینِ مسلّم: مانا ہوا اصول
ظلمت خانہ: تاریک جگہ
ابھرنا: اوپر کو اٹھنا

مذاقِ زندگی: زندگی گذارنے کا ذوق
پہنائے عالم: کائنات کا پھیلاؤ
کمالِ نظمِ ہستی: وجود / کائنات کی ترتیب کا مکمل ہونا
ہویدا: ظاہر
چشمِ خاتم: انگوٹھی کی آنکھ
عالمِ بالا: اوپر کی / آسمانی دنیا
کیمیاگر: تانبے کو سونا بنانے والا، مراد حضور اکرمؐ کا نورِ مبارک جس کی روشنی سے ساری کائنات پیدا ہوئی
صفا: پاکیزگی
خاکِ پا: پاؤں کی گرد / مٹی
ساغرِ جم: ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا شراب کا پیالہ

لِکھا تھا عرش کے پائے پہ اک اکسیر کا نسخہ
چھپاتے تھے فرشتے جس کو چشمِ رُوحِ آدم سے

نگاہیں تاک میں رہتی تھیں لیکن کیمیاگر کی
وہ اس نسخے کو بڑھ کر جانتا تھا اسمِ اعظم سے

بڑھا تسبیح خوانی کے بہانے عرش کی جانب
تمنائے دلی آخر برآئی سعیِ پیہم سے

پھرایا فکرِ اجزا نے اُسے میدانِ امکاں میں
چھپے گی کیا کوئی شے بارگاہِ حق کے محرم سے

چمک تارے سے مانگی، چاند سے داغِ جگر مانگا
اُڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زُلفِ برہم سے

تڑپ بجلی سے پائی، حور سے پاکیزگی پائی
حرارت لی نفَسہائے مسیحِ ابنِ مریمؑ سے

اکسیر: مراد لازمی اثر کرنے والی دوا
نسخہ: کاغذ کا پرچہ جس پر حکیم دوائیں تجویز کرتا ہے
تاک میں رہنا: گھات میں رہنا
اسم اعظم: خداتعالیٰ کے ناموں میں سے ایک بزرگ تر نام
جس کے ورد سے دعا فوراً قبول ہوتی ہے
تسبیح خوانی: اللہ کے نام کا ورد کرنا
تمنائے دلی بر آنا: دل کی خواہش پوری ہونا
سعیِ پیہم: لگاتار کوشش
پھرانا: تلاش میں مصروف رکھنا
اجزا: جمع جز، حصے، جن سے کوئی چیز ترکیب پاتی ہے
میدان امکاں: مراد یہ کائنات

بارگاہِ حق: خدا کا دربار
محرم: واقف، بھید جاننے والا
داغِ جگر: مراد وہ داغ / دھبا جو چاند میں ہوتا ہے
تیرگی: سیاہی، تاریکی
اُڑانا: چُرانا
شب: رات
زُلفِ برہم: بکھرے ہوئے بال
پاکیزگی: پاک صاف ہونے کی حالت
نفسہائے: جمع نفس، سانس، پھونکیں
مسیح ابن مریم: حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ مسیح
اللہ جو اپنے دَم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے

ذرا سی پھر ربوبیت سے شانِ بے نیازی لی
ملک سے عاجزی، اُفتادگی تقدیرِ شبنم سے

پھر ان اجزا کو گھولا چشمہ حیواں کے پانی میں
مرکب نے محبت نام پایا عرشِ اعظم سے

مہوس نے یہ پانی ہستی نو خیز پر چھڑکا
گرہ کھولی ہُنر نے اُس کے گویا کارِ عالم سے

ہوئی جنبش عیاں، ذرّوں نے لُطفِ خواب کو چھوڑا
گلے ملنے لگے اُٹھ اُٹھ کے اپنے اپنے ہمدم سے

خرامِ ناز پایا آفتابوں نے، ستاروں نے
چٹک غنچوں نے پائی، داغ پائے لالہ زاروں نے

ربوبیت: پروردگاری
شانِ بے نیازی: بے پروائی کا انداز
مَلک: فرشتہ
عاجزی: خود کو کمتر سمجھنا
افتادگی: گرنا
اجزا: جمع جز، حصے، ٹکڑے
چشمہ حیواں: آبِ حیات کا چشمہ
مرکب: کئی چیزیں اکٹھی ملائی ہوئیں
عرش اعظم: خدا کا تخت
مُہوس: لالچی، کیمیاگر
ہستی نوخیز: تازہ تازہ وجود میں آئی ہوئی زندگی
گرہ کھولنا: مشکل حل کرنا
ہُنر: کاریگری
کارِ عالم: دنیا کا کاروبار / معاملہ
جنبش: ہلنا
عیاں: ظاہر
لطفِ خواب: نیند کا مزہ
ہمدم: ساتھی
خرامِ ناز: ادا سے چلنا
آفتابوں: جمع آفتاب، سورج
چٹک: کھلنا
داغ: نشان
لالہ زار: لالہ کے پھولوں کا باغ

حقیقت حسن

خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا
جہاں میں کیوں نہ مجھے تُو نے لازوال کیا

مِلا جواب کہ تصویر خانہ ہے دنیا
شبِ درازِ عدم کا فسانہ ہے دنیا

ہوئی ہے رنگِ تغیر سے جب نمود اس کی
وہی حسیں ہے حقیقت زوال ہے جس کی

کہیں قریب تھا، یہ گفتگو قمر نے سُنی
فلک پہ عام ہوئی، اختر سحر نے سنی

سحر نے تارے سے سن کر سنائی شبنم کو
فلک کی بات بتادی زمیں کے محرم کو

بھر آئے پُھول کے آنسو پیامِ شبنم سے
کلی کا ننّھا سا دل خون ہوگیا غم سے

لازوال: جسے فنا نہ ہو
تصویر خانہ: وہ گھر جس میں تصویریں ہوں، مختلف صورتوں کا مرقع
شب درازِ عدم: فنا/ نیستی کی لمبی رات
رنگِ تغیر: بدلتے رہنے کا انداز
نمود: ظاہر ہونا
حسیں: خوبصورت
حقیقت: اصلیت
زوال: فنا، اُتار

گفتگو: بات چیت
قمر: چاند
فلک: آسمان
عام ہونا: مراد پھیل جانا
اختر سحر: صبح کا تارا
شبنم: اوس
محرم: واقف، راز دان
آنسو بھر آنا: آنسو نکل آنا
دل خون ہونا: سخت دکھ بھرا ہونا

چمن سے روتا ہوا موسمِ بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا، سوگوار گیا

پیام

عشق نے کردیا تجھے ذوقِ تپش سے آشنا
بزم کو مثلِ شمع بزم حاصلِ سوز و ساز دے

شانِ کرم پہ ہے مدار عشقِ گرہ کشائے کا
دَیر و حرم کی قید کیا! جس کو وہ بے نیاز دے

صورتِ شمع نُور کی مِلتی نہیں قبا اُسے
جس کو خدا نہ دہر میں گریۂ جاں گداز دے

تارے میں وہ، قمر میں وہ، جلوہ گہِ سحر میں وہ
چشم نظارہ میں نہ تُو سُرمہ امتیاز دے

شباب: جوانی
سیر کو آنا: مراد تھوڑی دیر کے لیے کہیں آنا
سوگوار: غم کا مارا ہوا

ذوق تپش: تڑپ / بیقراری کا شوق
آشنا: واقف
مثل: مانند، طرح
حاصل سوز و ساز: عشق حقیقی میں پیدا ہونے والے جذبے
شان کرم: مہربانی / بخشش کا انداز
مدار: انحصار
عشقِ گرہ کشائے: مشکلیں حل کرنے والا عشق

دَیر و حرم: مراد مختلف مذاہب
قید: پابندی
وہ بے نیاز: مراد خدا تعالیٰ
صورتِ شمع: شمع / موم بتی کی طرح
قبا: آگے سے کھلا ہوا لمبا کوٹ
دہر: زمانہ
گریۂ جاں گداز: روح کو پگھلانے / بیحد متاثر کرنے والا رونا
وہ: مراد خدا تعالیٰ
جلوہ گہِ سحر: صبح کی تجلّی کی جگہ، مراد صبح
چشم نظارہ: دیکھنے والی آنکھ
سُرمہ امتیاز: دو یا زیادہ چیزوں میں فرق کرنے والا سرمہ

عشق بلند بال ہے رسم و رہِ نیاز سے
حُسن ہے مستِ ناز اگر تُو بھی جوابِ ناز دے

پیر مُغاں! فرنگ کی مے کا نشاط ہے اثر
اس میں وہ کیفِ غم نہیں، مجھ کو تو خانہ ساز دے

تجھ کو خبر نہیں ہے کیا بزمِ کہن بدل گئی
اب نہ خدا کے واسطے ان کو مئے مجاز دے

سوامی رام تیرتھ

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب تو
پہلے گوہر تھا، بنا اب گوہرِ نایاب تو

آہ! کھولا کس ادا سے تو نے رازِ رنگ و بو
میں ابھی تک ہوں اسیرِ امتیازِ رنگ و بو

بلند بال ہونا: مراد بہت دور / بلند ہونا
رہ و رسمِ نیاز: عاجزی کے طور طریقے
مستِ ناز: اپنی اداؤں میں مگن
جوابِ ناز دینا: مراد حُسن والا ناز ہی اختیار کرنا
پیرِ مُغاں: آتش پرستوں کا پیشوا، شراب بیچنے والا
مَے: شراب، مراد زندگی گذارنے کے طریقے
نشاط: خوشی، مسرت
کیفِ غم: غم کا خُمار
خانہ ساز: مراد دیسی شراب یعنی اپنے یہاں کی اسلامی معاشرت اور علوم
بزمِ کہن: پرانی محفل، مراد مسلمان جو کبھی ہندوستان میں حکمران تھے اب غلام ہیں
مئے مجاز: مراد دنیاوی شراب یعنی صرف دنیا ہی سے تعلق جسے "ماسوااللہ" کہتے ہیں

سوامی رام تیرتھ: تیرتھ رام سوامی جو محبت سے خدا ملنے کا نظریہ رکھتے تھے۔ (۱۸۷۳ء۔۱۹۰۶ء)۔ گوجرانوالہ کے ایک گاؤں سے تعلق تھا۔ دریائے گنگا میں ڈوب کر فوت ہوئے
ہم بغل: مراد ملا ہوا
قطرۂ بیتاب: بے چین قطرہ
گوہرِ نایاب: نہ ملنے والا اور عجیب موتی
ادا: مراد طریقہ
رنگ و بو: یعنی کائنات
اسیرِ امتیاز: فرق کرنے کا قیدی

مٹ کے غوغا زندگی کا شورشِ محشر بنا
یہ شرارہ بُجھ کے آتش خانۂ آزر بنا

نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا
"لا" کے دریا میں نہاں موتی ہے "اِلاّ اللہ" کا

چشمِ نابینا سے مخفی معنیِ انجام ہے
تھم گئی جس دم تڑپ، سیماب سیمِ خام ہے

توڑ دیتا ہے بُتِ ہستی کو ابراہیمِ عشق
ہوش کا دارُو ہے گویا مستیِ تسنیمِ عشق

غوغا: شور، ہنگامہ
شورشِ محشر: قیامت کا ہنگامہ
شرارہ: چنگاری
آتش خانہ: آتش پرستوں کا عبادت خانہ جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے
آزر: حضرت ابراہیمؑ کے دور کا مشہور بُت تراش، حضرت ابراہیمؑ کے والد یا چچا (ذال سے ہو تو بمعنی آگ)
نفیِ ہستی: اپنی ہستی کو محبوب (حقیقی) کی ذات میں فنا کرنا
کرشمہ: انوکھی بات
دلِ آگاہ: باخبر دل
لا: مراد کوئی معبود نہیں
اِلااللہ: خدا کے سوا (کوئی معبود نہیں)
نہاں: چھپا ہُوا

چشمِ نابینا: اندھی آنکھ
مخفی: چھپا ہوا
معنیِ انجام: خاتمہ / اخیر کا مطلب
تھم گئی: رُک گئی
تڑپ: بے چین رہنے کی حالت
سیماب: پارا
سیمِ خام: کچی چاندی
بُتِ ہستی: وجود کا بُت
ابراہیمِ عشق: عشق کو حضرت ابراہیمؑ سے تشبیہ دی ہے جنہوں نے بت خانہ میں رکھے ہوئے بت توڑ ڈالے تھے
ہوش: عقل / حواس بجا ہونا
دارُو: دوا
تسنیم: جنت کی ایک ندی

طلبہ علی گڑھ کالج کے نام

اَوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے
عشق کے درد مند کا طرزِ کلام اور ہے

طائرِ زیرِ دام کے نالے تو سُن چکے ہو تم
یہ بھی سُنو کہ نالۂ طائرِ بام اور ہے

آتی تھی کوہ سے صدا رازِ حیات ہے سکُوں
کہتا تھا مورِ ناتواں لُطفِ خرام اور ہے

جذبِ حرم سے ہے فروغ انجمنِ حجاز کا
اس کا مقام اور ہے، اس کا نظام اور ہے

موت ہے عیشِ جاوداں، ذوقِ طلب اگر نہ ہو
گردشِ آدمی ہے اور، گردشِ جام اور ہے

طلبہ: جمع طالب، مراد طالب علم
علی گڑھ کالج: برصغیر کا مشہور کالج جو اب علی گڑھ یونیورسٹی ہے۔ سر سید احمد خان مرحوم نے اس کی بنیاد رکھی
اَوروں: جمع اور، دوسروں
عشق کا درد مند: مراد عشق کے جذبے سے سرشار
طرزِ کلام: بات کرنے کا طریقہ
طائرِ زیرِ دام: جال میں پھنسا ہوا پرندہ، عشق کے جذبوں سے خالی
طائرِ بام: چھت پر بیٹھا ہوا پرندہ، مراد مومن
کوہ: پہاڑ
رازِ حیات: زندگی کی حقیقت
سکوں: ٹھہراؤ، ایک جگہ ٹِکے رہنا
مورِ ناتواں: کمزور چیونٹی
لطفِ خرام: چلنے یعنی حرکت میں رہنے کا مزہ
جذبِ حرم: کعبہ کی کشش، مرکزِ اسلام سے وابستگی
فروغ: روشنی، رونق
انجمنِ حجاز: مراد ملتِ اسلامیہ
مقام: مرتبہ، شان
نظام: طور طریقے
عیشِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
ذوقِ طلب: مراد دنیاوی خواہشات رکھنا
گردشِ آدمی: انسان کا چلنا پھرنا

شمعِ سحر یہ کہہ گئی سوز ہے زندگی کا ساز
غم کدۂ نمود میں شرطِ دوام اور ہے

بادہ ہے نیم رس ابھی، شوق ہے نارسا ابھی
رہنے دو خُم کے سر پہ تم خشت کلیسیا ابھی

اخترِ صُبح

ستارہ صبح کا روتا تھا اور یہ کہتا تھا ملی نگاہ مگر فرصتِ نظر نہ ملی
ہوئی ہے زندہ دم آفتاب سے ہر شے اماں مجھی کو تہِ دامنِ سحر نہ ملی

بساط کیا ہے بھلا صبح کے ستارے کی
نفس حباب کا، تابندگی شرارے کی

سوز: مراد عشق کی تپش
زندگی کا ساز: زندگی کی کامیابی کا سامان
غمکدہ نمود: مراد دنیا جو دکھوں کا گھر ہے
شرطِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے کی پابندی
بادہ: شراب
نیم رس: آدھ پکی
شوق: جذبہ عشق
نارسا: بے اثر
خُم: مٹکا
سر پہ: اوپر
خشت کلیسیا: گرجے کی اینٹ، مراد یورپی تہذیب کا اثر لینا

اخترِ صبح: ایک خاص ستارہ جو صبح کے وقت طلوع اور بہت روشن ہوتا ہے
فرصتِ نظر: دیکھنے کی مہلت
دم آفتاب: سورج کا وجود
تہِ دامنِ سحر: صبح کے پلو کے نیچے، مراد صبح کے وقت
بساط: اوقات، حوصلہ
نفس: مراد وجود
حباب: بلبلا
تابندگی: چمک

کہا یہ میں نے کہ اے زیورِ جبینِ سحر!
غمِ فنا ہے تجھے، گنبدِ فلک سے اتر
ٹپک بلندیٔ گردوں سے ہمرہِ شبنم
مرے ریاضِ سخن کی فضا ہے جاں پرور
میں باغباں ہوں، محبت بہار ہے اس کی
بنا مثالِ ابد پائدار ہے اس کی

حسن و عشق

جس طرح ڈوبتی ہے کشتیِ سیمین قمر
نورِ خورشید کے طوفان میں ہنگامِ سحر
جیسے ہو جاتا ہے گم، نور کا لے کر آنچل
چاندنی رات میں مہتاب کا ہمرنگ کنول
جلوۂ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم
موجۂ نکہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم
ہے ترے سیلِ محبت میں یونہی دل میرا

جبینِ سحر: صبح کا ماتھا
غمِ فنا: مٹنے کا دکھ
گنبدِ فلک: مراد آسمان
بلندیٔ گردوں: آسمان کی اونچائی
ہمرہِ شبنم: اوس کے ساتھ
ریاضِ سخن: شاعری کا باغ
جاں پرور: روح کو تازہ کرنے والا
بنا: بنیاد
مثالِ ابد: ہمیشگی کی طرح

کشتیِ سیمین قمر: چاندی جیسی سفید کشتی
نورِ خورشید: سورج کی روشنی
طوفان: مراد تیزی
ہنگامِ سحر: صبح کے وقت
آنچل: دوپٹا
مہتاب کا ہمرنگ: چاندنی جیسے رنگ والا، سفید
کنول: سفید رنگ کا پھول
جلوۂ طور: طور پر اللہ تعالیٰ کی تجلی جو حضرت موسیٰ نے دیکھی
یدِ بیضا: سفید ہاتھ، حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ
کلیم: مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ
موجہ: لہر
نکہتِ گلزار: باغ کی خوشبو
شمیم: خوشبو، مہک
سیلِ محبت: محبت کی طغیانی

تُو جو محفل ہے تو ہنگامۂ محفل ہوں میں
حسن کی برق ہے تُو، عشق کا حاصل ہوں میں
تُو سحر ہے تو مرے اشک ہیں شبنم تیری
شامِ غربت ہوں اگر میں تو شفق تُو میری
مرے دل میں تری زلفوں کی پریشانی ہے
تری تصویر سے پیدا مری حیرانی ہے
حسن کامل ہے ترا، عشق ہے کامل میرا

ہے مرے باغِ سخن کے لیے تُو بادِ بہار
میرے بیتاب تخیل کو دیا تو نے قرار
جب سے آباد ترا عشق ہوا سینے میں
نئے جوہر ہوئے پیدا مرے آئینے میں
حسن سے عشق کی فطرت کو ہے تحریکِ کمال
تجھ سے سرسبز ہوئے میری امیدوں کے نہال
قافلہ ہو گیا آسودۂ منزل میرا

ہنگامۂ محفل: محفل کی رونق
برق: بجلی
حاصل: فصل، پیداوار
اشک: آنسو
غربت: پردیس
شفق: آسمان پر صبح اور شام پھیلنے والی سرخی
پریشانی: بکھرے ہونے کی حالت
حیرانی: کسی چیز میں کھو جانا
باغِ سخن: شاعری کا باغ یعنی شاعری

بادِ بہار: موسمِ بہار کی (خوش گوار) ہوا
بیتاب: بے چین
تخیل: خیال کی قوت
جوہر: آئینے کی چمک دمک، خوبی
فطرت: مزاج، پیدائش
تحریکِ کمال: مکمل ہونے کی رغبت دلانا
سرسبز: ترو تازہ
نہال: درخت
آسودۂ منزل: اپنے ٹھکانے پر آرام سے پہنچ جانے والا

..... کی گود میں بلی دیکھ کر

تجھ کو دُزدیدہ نگاہی یہ سِکھا دی کس نے
رمز آغازِ محبت کی بتادی کس نے

ہر ادا سے تری پیدا ہے محبت کیسی
نیلی آنکھوں سے ٹپکتی ہے ذکاوت کیسی

دیکھتی ہے کبھی ان کو، کبھی شرماتی ہے
کبھی اُٹھتی ہے، کبھی لیٹ کے سو جاتی ہے

آنکھ تیری صفَتِ آئنہ حیران ہے کیا
نُورِ آگاہی سے روشن تری پہچان ہے کیا

مارتی ہے انھیں پونچھوں سے، عجب ناز ہے یہ
چڑھ ہے، غُصّہ ہے یا پیار کا انداز ہے یہ؟

شوخ تُو ہو گی تو گودی سے اُتاریں گے تجھے
گِر گیا پُھول جو سینے کا تو ماریں گے تجھے

دُزدیدہ نگاہی: کنکھیوں سے دیکھنے کی کیفیت
رمز: بھید
آغاز: شروع
ادا: انداز، ناز
ذکاوت: ذہن کی تیزی، ذہانت
ٹپکنا: مراد ظاہر ہونا

صفتِ آئنہ: آئینے کی طرح
نورِ آگاہی: باخبری کی روشنی
عجب ناز: حیران کرنے والی ادا
چڑھ: چڑ، ناگوار بات
شوخ: شریر

کیا تجسّس ہے تجھے، کس کی تمنائی ہے
آہ! کیا تُو بھی اسی چیز کی سودائی ہے

خاص انسان سے کچھ حسن کا احساس نہیں
صورتِ دل ہے یہ ہر چیز کے باطن میں مکیں

شیشۂ دہر میں مانندِ مئے ناب ہے عشق
رُوحِ خورشید ہے، خونِ رگِ مہتاب ہے عشق

دلِ ہر ذرّہ میں پوشیدہ کسک ہے اس کی
نور یہ وہ ہے کہ ہر شے میں جھلک ہے اس کی

کہیں سامانِ مسرّت کہیں سازِ غم ہے
کہیں گوہر ہے، کہیں اشک، کہیں شبنم ہے

تجسّس: کھوج، تلاش
تمنائی: خواہش رکھنے والی
سودائی: شیدائی، دیوانی
احساس: محسوس کرنے کی حالت
صورتِ دل: دل کی طرح
باطن: اندر، ضمیر
مکیں: رہنے والا
شیشۂ دہر: زمانے کی صراحی، زمانہ
مئے ناب: خالص شراب
خورشید: سورج

رگِ مہتاب: چاندنی کی نس / پٹھا
پوشیدہ: چھپی ہوئی
کسک: ٹیس، درد
جھلک: چمک
سامانِ مسرّت: خوشی کا سبب
سازِ غم: دکھ کا سامان
گوہر: موتی
اشک: آنسو
شبنم: اوس

کلی

جب دکھاتی ہے سحر عارضِ رنگیں اپنا
کھول دیتی ہے کلی سینۂ زرّیں اپنا
جلوہ آشام ہے یہ صبح کے میخانے میں
زندگی اس کی ہے خورشید کے پیمانے میں
سامنے مہر کے دل چیر کے رکھ دیتی ہے
کس قدر سینہ شگافی کے مزے لیتی ہے

مرے خورشید! کبھی تو بھی اٹھا اپنی نقاب
بہر نظارہ تڑپتی ہے نگاہِ بیتاب
تیرے جلوہ کا نشیمن ہو مرے سینے میں
عکس آباد ہو تیرا مرے آئینے میں
زندگی ہو ترا نظارہ مرے دل کے لیے
روشنی ہو تری گہوارہ مرے دل کے لیے
ذرہ ذرہ ہو مرا پھر طرب اندوزِ حیات
ہو عیاں جوہر اندیشہ میں پھر سوزِ حیات
اپنے خورشید کا نظارہ کروں دور سے میں
صفتِ غنچہ ہم آغوش رہوں نور سے میں
جانِ مضطر کی حقیقت کو نمایاں کر دوں
دل کے پوشیدہ خیالوں کو بھی عریاں کر دوں

سحر: صبح
عارض: گال، چہرہ
سینۂ زرّیں: سنہری سینہ
سینہ کھولنا: مراد کھلنا
جلوہ آشام: جلوے کی خواہش مند
خورشید، مہر: سورج
پیمانہ: پیالہ
دل چیر کے رکھ دینا: مراد کلی کا کھلنا
سینہ شگافی: سینے کا پھٹنا، مراد کھلنے کا عمل
خورشید: مراد محبوب
بہر نظارہ: دیکھنے کے لیے
نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا

آباد ہونا: مراد پڑنا
زندگی ہونا: مراد قوت / طاقت کا باعث ہونا
گہوارہ: پنگوڑا
طرب اندوز حیات: زندگی کی خوشیاں حاصل کرنے والا
جوہر اندیشہ: غور و فکر کی اصل / جڑ
سوز حیات: زندگی کی تپش / حرارت
صفتِ غنچہ: کلی کی طرح
ہم آغوش: مراد ساتھ مل کر رہنے والا
جانِ مضطر: بے چین روح
حقیقت: اصلیت، کیفیت
عریاں: ننگے، مراد ظاہر

چاند اور تارے

ڈرتے ڈرتے دمِ سحر سے — تارے کہنے لگے قمر سے
نظارے رہے وہی فلک پر — ہم تھک بھی گئے چمک چمک کر
کام اپنا ہے صبح و شام چلنا — چلنا، چلنا، مدام چلنا
بیتاب ہے اس جہاں کی ہر شے — کہتے ہیں جسے سکوں، نہیں ہے
رہتے ہیں ستم کشِ سفر سب — تارے، انساں، شجر، حجر سب

ہو گا کبھی ختم یہ سفر کیا
منزل کبھی آئے گی نظر کیا

کہنے لگا چاند، ہم نشینو — اے مزرعِ شب کے خوشہ چینو!
جنبش سے ہے زندگی جہاں کی — یہ رسم قدیم ہے یہاں کی
ہے دوڑتا اشہبِ زمانہ — کھا کھا کے طلب کا تازیانہ
اس رہ میں مقام بے محل ہے — پوشیدہ قرار میں اجل ہے

دمِ سحر: صبح کی پھونک
فلک: آسمان
مدام: ہمیشہ
ستم کشِ سفر: چلتے رہنے کی سختیاں سہنے والے
شجر: درخت
حجر: پتھر
ہم نشینو: جمع ہم نشین، ساتھیو
مزرعِ شب: رات کی کھیتی / فصل
خوشہ چینو: جمع خوشہ چین، فصل کٹنے کے بعد گرے ہوئے دانے وغیرہ اٹھانے والے / والو

جنبش: حرکت
رسم قدیم: پرانا دستور / طور طریقہ
اشہب: گھوڑا
طلب: خواہش، تمنا
تازیانہ: چابک
مقام: ٹھہرنا، رکنا
بے محل: بے موقع / وقت
قرار: ٹھہراؤ
اجل: موت

چلنے والے نکل گئے ہیں　　جو ٹھہرے ذرا، کچل گئے ہیں
انجام ہے اس خرام کا حسن
آغاز ہے عشق، انتہا حسن

وِصال

جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے　　خوبیِ قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے
خود تڑپتا تھا، چمن والوں کو تڑپاتا تھا میں　　تجھ کو جب رنگیں نواپاتا تھا، شرماتا تھا میں
میرے پہلو میں دلِ مضطر نہ تھا، سیماب تھا　　ارتکابِ جرمِ الفت کے لیے بیتاب تھا
نامرادی محفلِ گل میں مری مشہور تھی　　صبح میری آئینہ دارِ شبِ دیجور تھی

☆ از نفس در سینۂ خوں گشتہ نشتر داشتم
زیر خاموشی نہاں غوغائے محشر داشتم

چلنے والے: مراد حرکت میں رہنے / عمل کرنے والے
کچل جانا: پس جانا
خرام: ٹہلنا، چلنا
آغاز: شروع
انتہا: اخیر، انجام

وصال: دو محبت کرنے والوں کی ملاقات
خوبیِ قسمت: مراد خوش قسمتی
گل: پھول

رنگیں نوا: پُر سوز نغمہ الاپنے والا
پہلو: مراد سینہ
دلِ مضطر: بے چین دل
سیماب: پارا، وہ دھات جو ہلتی رہتی ہے
اِرتکابِ جُرم: قصور / گناہ کرنا
الفت: محبت
نامرادی: بے نصیب ہونا، محرومی
آئینہ دار: عیب یا خوبی ظاہر کرنے والا
شبِ دیجور: کالی اور لمبی رات

☆ میرے خون شدہ سینے میں سانس، نشتر کی طرح چل رہا تھا۔ میری خاموشی کے نیچے قیامت کا شور برپا تھا۔

اب تاثر کے جہاں میں وہ پریشانی نہیں
اہل گلشن پر گراں میری غزل خوانی نہیں

عشق کی گرمی سے شعلے بن گئے چھالے مرے
کھیلتے ہیں بجلیوں کے ساتھ اب نالے مرے

غازۂ الفت سے یہ خاکِ سیہ آئینہ ہے
اور آئینے میں عکس ہمدم دیرینہ ہے

قید میں آیا تو حاصل مجھ کو آزادی ہوئی
دل کے لٹ جانے سے میرے گھر کی آبادی ہوئی

ضو سے اس خورشید کی اختر مرا تابندہ ہے
چاندنی جس کے غبارِ راہ سے شرمندہ ہے

☆

یک نظر کردی و آداب فنا آموختی
اے خنک روزے کہ خاشاک مرا واسوختی

تاثر: اثر، اثر قبول کرنا
پریشانی: فکر مندی
اہل گلشن: باغ یعنی ملک کے لوگ
گراں: بھاری، ناگوار
غزل خوانی: شاعری
چھالا: آبلہ
نالہ: فریاد، رونا
غازہ: سرخی پاؤڈر
الفت: محبت
خاک سیہ: سیاہ مٹی مراد انسانی دل، جسم
آئینہ ہونا: مراد شفاف، بہت صاف ہونا
ہمدم دیرینہ: پرانا ساتھی، محبوب حقیقی
حاصل ہونا: ملنا
دل کا لٹ جانا: مراد کسی سے محبت ہو جانا
گھر کی آبادی: مراد دل میں محبوب کا خیال سمائے رہنا
ضو: روشنی
خورشید: سورج، مراد محبوب حقیقی
اختر: ستارہ، دل
تابندہ: روشن
غبار راہ: راستے کی گرد

نوٹ: اے محبوب! تو نے ایک نظر ڈالی اور مجھے فنا ہونے کے طور طریقے سکھا دیے۔ وہ دن بڑا مبارک دن تھا جب تو نے میری خاکی پھانس کو جلا ڈالا تھا۔

سلیمی

جس کی نمود دیکھی چشم ستارہ بیں نے
خورشید میں، قمر میں، تاروں کی انجمن میں

صُوفی نے جس کو دل کے ظُلمت کدے میں پایا
شاعر نے جس کو دیکھا قُدرت کے بانکپن میں

جس کی چمک ہے پیدا، جس کی مہک ہویدا
شبنم کے موتیوں میں، پُھولوں کے پیرہن میں

صحرا کو ہے بسایا جس نے سَلوت بن کر
ہنگامہ جس کے دم سے کاشانۂ چمن میں

ہر شے میں ہے نمایاں یوں تو جمال اس کا
آنکھوں میں ہے سلیمی! تیری کمال اس کا

سلیمی: غالباً کوئی محبوبہ مراد ہے
نمود: ظاہر ہونے کی حالت
ستارہ بیں: ستاروں کو دیکھنے والا، نجومی
قمر: چاند
جس کو مراد محبوب حقیقی (خدا) کو
ظلمت کدہ: تاریک / اندھیرا گھر
بانکپن: بانکا / البیلا ہونا
پیدا: ظاہر
مہک: خوشبو
ہویدا: ظاہر
شبنم: اوس
پیرہن: لباس
بسانا: آباد کرنا
سکوت: خاموشی
ہنگامہ: رونق
کاشانہ: گھر
دم مراد وجہ
نمایاں: ظاہر
جمال: حسن
کمال: مکمل ہونے کی حالت، مہارت

عاشقِ ہرجائی

۱

ہے عجب مجموعۂ اضداد اے اقبالؔ تُو
رونقِ ہنگامۂ محفل بھی ہے، تنہا بھی ہے

تیرے ہنگاموں سے اے دیوانۂ رنگیں نوا!
زینتِ گلشن بھی ہے، آرائشِ صحرا بھی ہے

ہم نشیں تاروں کا ہے تُو رفعتِ پرواز سے
اے زمیں فرسا، قدم تیرا فلک پیما بھی ہے

عینِ شغلِ مے میں پیشانی ہے تیری سجدہ ریز
کچھ ترے مسلک میں رنگِ مشربِ مینا بھی ہے

مثلِ بُوئے گل لباسِ رنگ سے عُریاں ہے تو
ہے تو حکمت آفریں، لیکن تجھے سَودا بھی ہے

ہرجائی: مراد بے وفا
مجموعۂ اَضداد: جس میں ایک دوسرے کی مخالف عادتیں جمع ہوں
عجب: حیران کرنے والا
رونقِ ہنگامۂ محفل: محفل کے شور شرابے کی رونق
تنہا: دوسروں سے الگ تھلگ رہنے والا
دیوانہ: سودائی، عاشق
رنگیں نوا: دل کش شعر کہنے والا
رفعت پرواز: اڑان کی بلندی
زمین فرسا: مراد زمین پر چلنے والا
فلک پیما: آسمان پر چلنے والا
عین: مراد ایک ہی وقت
شغلِ مے: شراب پینے کا مشغلہ
سجدہ ریز: سجدے میں گرا ہوا
مَسلک: راستہ، مذہب
رنگ: انداز، طریقہ
مشربِ مینا: شراب کی صراحی کا مذہب
لباسِ رنگ: مراد دکھاوا، ظاہری ٹیپ ٹاپ
عُریاں: ننگا، لباس کے بغیر
حکمت آفریں: عقل و دانش کی باتیں کرنے والا، فلسفی

جانبِ منزل رواں بے نقشِ پا مانندِ موج
اور پھر اُفتادہ مثلِ ساحلِ دریا بھی ہے

حسنِ نسوانی ہے بجلی تیری فطرت کے لیے
پھر عجب یہ ہے کہ تیرا عشق بے پروا بھی ہے

تیری ہستی کا ہے آئینِ تفنّن پر مدار
تُو کبھی ایک آستانے پر جبیں فرسا بھی ہے؟

ہے حسینوں میں وفا ناآشنا تیرا خطاب
اے تلون کیش! تُو مشہور بھی، رُسوا بھی ہے

لے کے آیا ہے جہاں میں عادتِ سیماب تُو
تیری بے تابی کے صدقے، ہے عجب بے تاب تُو

رَواں: چلنے / بہنے والا
بے نقشِ پا: پاؤں کے نشانوں کے بغیر
مانندِ موج: لہر کی طرح
اُفتادہ: گرا ہوا
ساحلِ دریا: سمندر کا کنارہ
حُسنِ نسوانی: عورت کی خوبصورتی
بجلی: مراد آفت
فطرت: طبیعت
عجب: حیرانی کی بات
بے پروا: پروا نہ کرنے والا
ہستی: زندگی
آئینِ تفنّن: ہنسی مذاق / دل لگی کا دستور
مدار: انحصار
آستانہ: چوکھٹ
جبیں فرسا: ماتھا رگڑنے والا
وفاناآشنا: وفا سے ناواقف / بے خبر
خطاب: وہ خاص نام جس سے کسی کو بلایا جائے
تلون کیش: جس کا مزاج بدلتا رہے
عادتِ سیماب: پارے کی طرح بے چین طبیعت
صدقے: واری، قربان

۲

عشق کی آشفتگی نے کردیا صحرا جسے
مُشتِ خاک ایسی نہاں زیرِ قبا رکھتا ہوں میں

ہیں ہزاروں اس کے پہلو، رنگ ہر پہلو کا اور
سینے میں ہیرا کوئی ترشا ہوا رکھتا ہوں میں

دل نہیں شاعر کا، ہے کیفیتوں کی رَستخیز
کیا خبر تجھ کو، دُرونِ سینہ کیا رکھتا ہوں میں

آرزو ہر کیفیت میں اک نئے جلوے کی ہے
مضطرب ہوں، دل سکوں نا آشنا رکھتا ہوں میں

گو حسینِ تازہ ہے ہر لحظہ مقصودِ نظر
حسن سے مضبوط پیمانِ وفا رکھتا ہوں میں

بے نیازی سے ہے پیدا میری فطرت کا نیاز
سوز و سازِ جستجو مثلِ صبا رکھتا ہوں میں

آشفتگی: بکھرے ہونے کی حالت، دیوانگی
مُشتِ خاک: مراد دل
قبا: ایک خاص قسم کا لمبا اور کھلا لباس
پہلو: مراد انداز
رنگ: کیفیت
اَور: دوسری، الگ
کیفیتوں: جمع کیفیت، حالتوں
رَستخیز: قیامت
درونِ سینہ: دل کے اندر

مضطرب: بے چین
سکون نا آشنا: جسے آرام کی خبر نہ ہو، بے چین
گو: اگرچہ
حسینِ تازہ: نیا محبوب
مقصودِ نظر: مراد دیکھنے کی آرزو
پیمانِ وفا: وفا کا عہد
نیاز: عاجزی
سوز و سازِ جستجو: مراد عشق کی تپش اور اس کا مزہ
مثلِ صبا: ہوا کی طرح

موجبِ تسکیں تماشائے شرارِ جستہ اے
ہو نہیں سکتا کہ دل برق آشنا رکھتا ہوں میں

ہر تقاضا عشق کی فطرت کا ہو جس سے خموش
آہ! وہ کامل تجلّی مُدّعا رکھتا ہوں میں

جستجو کُل کی لیے پھرتی ہے اجزا میں مجھے
حسن بے پایاں ہے، دردِ لادوا رکھتا ہوں میں

زندگی اُلفت کی دردانجامیوں سے ہے مری
عشق کو آزادِ دستورِ وفا رکھتا ہوں میں

سچ اگر پُوچھے تو افلاسِ تخیل ہے وفا
دل میں ہر دم اک نیا محشر بپا رکھتا ہوں میں

فیضِ ساقی شبنم آسا، ظرفِ دل دریا طلب
تشنہ دائم ہوں آتش زیرِ پا رکھتا ہوں میں

موجبِ تسکین: سکون / راحت کا باعث
تماشائے شرارِ جستہ: کسی اچھلتی ہوئی چنگاری کو دیکھنا
برق آشنا: مراد حُسنِ مطلق سے نگاہ رکھنے والا
خموش: خاموش مراد ختم یا پورا
کامل تجلّی: مکمل دیدار
مُدعا: آرزو
کُل: تمام، مراد خدا تعالیٰ
اَجزا: جمع جز، حصّے، مراد کائنات کی ہر مخلوق خدا کی ذات کا حصہ ہے
بے پایاں: جس کی کوئی حد نہ ہو
دردِ لادوا: ایسا غم / دکھ جس کا کوئی علاج نہ ہو
دردانجامی: جس کا انجام / اخیر غم پر ہو
دستورِ وفا: وفا کا قاعدہ قانون
افلاسِ تخیل: سوچ کی قوت جس منزل پر ہے اس سے آگے بڑھنے سے اس کا محروم ہونا
بپا رکھنا: برقرار / قائم رکھنا
فیضِ ساقی: شراب پلانے والے کی سخاوت
شبنم آسا: اوس جیسا
ظرف: برتن، حوصلہ
دریا طلب: دریا مانگنے والا
تشنہ دائم: ہمیشہ کا پیاسا
آتش زیرِ پا رکھنا: بہت بے چین / بے قرار ہونا

مجھ کو پیدا کر کے اپنا نکتہ چیں پیدا کیا
نقش ہوں، اپنے مصوّر سے گِلا رکھتا ہوں میں

محفلِ ہستی میں جب ایسا تنک جلوہ تھا حسن
پھر تخیل کس لیے لا انتہا رکھتا ہوں میں

☆ در بیابانِ طلب پیوستہ می کوشیم ما
موجِ بحریم و شکستِ خویش بر دوشیم ما

کوشش ناتمام

فرقتِ آفتاب میں کھاتی ہے پیچ و تاب صُبح
چشمِ شفق ہے خوں فشاں اختر شام کے لیے

رہتی ہے قیسِ روز کو لیلیٰ شام کی ہوس
اختر صبح مضطرب تابِ دوام کے لیے

نکتہ چیں: عیب ڈھونڈنے والا
نقش: تصویر
مصوّر: تصویر بنانے والا، مراد خدا
گِلا: گلہ، شکایت
محفلِ ہستی: مراد دنیا
تنک جلوہ: مراد تھوڑی دیر تک رہنے والا
تخیل: لفظی طور پر خیال میں لانا
لاانتہا: جس کی کوئی حد / اخیر نہ ہو

فرقتِ آفتاب: سورج کی جدائی
پیچ و تاب کھانا: بے چین ہونا
چشمِ شفق: آسمان کی سرخی کی آنکھ، مراد خود شفق
خون فشاں: خون بکھیرنے والی
اختر شام: شام کا ستارہ
قیسِ روز: دن کا مجنون (قیس، مجنوں کا نام تھا)
لیلیٰ شام: شام / رات کی لیلیٰ
تابِ دوام: ہمیشہ کی چمک

☆ خواہش / خواہشوں کے بیابان میں ہم لگاتار کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہم سمندر کی لہریں ہیں اور اپنی ٹوٹ پھوٹ (خواہشوں کا پورا نہ ہونا) اپنے کندھوں پر لیے ہوتے ہیں۔

کہتا تھا قطبِ آسماں قافلۂ نجوم سے
ہمرہو، میں ترس گیا لُطفِ خرام کے لیے

سوتوں کو ندیوں کا شوق، بحر کا ندیوں کو عشق
موجۂ بحر کو تپش ماہِ تمام کے لیے

حسنِ ازل کہ پردۂ لالہ و گل میں ہے نہاں
کہتے ہیں بے قرار ہے جلوۂ عام کے لیے

رازِ حیات پُوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے

نوائے غم

زندگانی ہے مری مثلِ ربابِ خاموش
جس کی ہر رنگ کے نغموں سے ہے لبریز آغوش

بربطِ کون و مکاں جس کی خموشی پہ نثار
جس کے ہر تار میں ہیں سینکڑوں نغموں کے مزار

محشرستانِ نوا کا ہے امیں جس کا سکوت
اور منت کشِ ہنگامہ نہیں جس کا سکوت

قُطب آسماں: آسمان کا قطب نامی ستارہ جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا
نجوم: جمع نجم، ستارے
ہمرہو: جمع ہمرہ، ہمراہی، ساتھیو
لطفِ خرام: چلنے یعنی چلنے کا مزہ
سوتوں: جمع سوت، پانی کے چشمے
موجۂ بحر: سمندر کی لہر / لہریں
تپش: تڑپ، بے چینی
ماہ تمام: پورا چاند جس سے سمندر میں اونچی لہریں اٹھتی ہیں
حُسن ازل: مراد قدرت کی خوبصورتی / جمال
لالہ و گل: مراد پھول، پودے وغیرہ
جلوہ عام: مراد کھلا دیدار
رازِ حیات: زندگی کی حقیقت
خضر: حضرت خضرؑ، ایک روایتی پیغمبر جنہوں نے آبِ حیات پیا
خجستہ گام: مبارک قدموں والا

امین: امانت رکھنے والا، حفاظت کرنے والا
سکوت: خاموشی
منت کشِ ہنگامہ: شور شرابے کا احسان اٹھانے والا

آہ! امید محبت کی بر آئی نہ کبھی
چوٹ مضراب کی اس ساز نے کھائی نہ کبھی

مگر آتی ہے نسیمِ چمن طور کبھی
سمتِ گردوں سے ہوائے نفسِ حور کبھی
چھیڑ آہستہ سے دیتی ہے مرا تارِ حیات
جس سے ہوتی ہے رہا روحِ گرفتارِ حیات
نغمۂ یاس کی دھیمی سی صدا اٹھتی ہے
اشک کے قافلے کو بانگِ درا اٹھتی ہے

جس طرح رفعتِ شبنم ہے مذاقِ رم سے
میری فطرت کی بلندی ہے نوائے غم سے!

عشرتِ امروز

نہ مجھ سے کہہ کہ اجل ہے پیامِ عیش و سرور
نہ کھینچ نقشہ کیفیتِ شرابِ طہور

اُمید بر آنا: خواہش / آرزو پوری ہونا
مِضراب: چھلا جس سے ستار بجاتے ہیں
نسیم: صبح کی نرم ہوا
چمنِ طور: طور کا باغ، جہاں موسیٰ نے خدا کا جلوہ دیکھا
گردوں: آسمان
ہوائے نفسِ حور: حور کے سانس کی ہوا
تار چھیڑنا: ساز بجانا
حیات: زندگی
رہا: آزاد
گرفتارِ حیات: زندگی میں قید
نغمۂ یاس: ناامیدی / مایوسی کی لے

صدا: آواز
بانگ درا: قافلے کے روانہ ہوتے وقت گھنٹی کی آواز
رفعت: بلندی، بڑائی
مذاقِ رم: مراد اُڑ جانے کا ذوق / شوق

عشرت: عیش / خوشی
امروز: آج
اجل: موت
عیش و سرور: سکھ چین اور خوشی
نقشہ کھینچنا: منظر کشی کرنا
شرابِ طہور: پاکیزہ شراب جو جنت میں ملے گی

فراقِ حور میں ہو غم سے ہمکنار نہ تو
پری کو شیشہ الفاظ میں اُتار نہ تو

مجھے فریفتہ ساقیِ جمیل نہ کر
بیانِ حور نہ کر، ذکرِ سلسبیل نہ کر

مقامِ امن ہے جنت، مجھے کلام نہیں
شباب کے لیے موزُوں ترا پیام نہیں

شباب، آہ! کہاں تک اُمید وار رہے!
وہ عیش، عیش نہیں، جس کا انتظار رہے

وہ حسن کیا کہ جو محتاجِ چشمِ بِینا ہو
نمود کے لیے منّت پذیرِ فردا ہو

عجیب چیز ہے احساس زندگانی کا
عقیدہ "عشرتِ امروز" ہے جوانی کا

فراق: جدائی
حور: حور اکی جمع، جنت کی خوبصورت عورتیں
ہمکنار ہونا: بغل گیر ہونا، مراد ڈوبنا (غم میں)
پری: قصہ کہانی کی خوبصورت عورت جو اُڑتی بھی ہے
شیشہ الفاظ میں اتارنا: لفظوں میں قابو کرنا
فریفتہ: دیوانہ، عاشق
جمیل: حسین، خوبصورت
بیان: ذکر
سلسبیل: بہشت کی ایک نہر
مقامِ امن: سکون اور آرام کی جگہ

مجھے کلام نہیں: مجھے شک / اعتراض نہیں
شباب: جوانی
موزوں: مناسب، ٹھیک
امید وار: تمنا رکھنے والا
محتاج: حاجت مند
چشم بینا: دیکھنے والی آنکھ
منّت پذیر: احسان اٹھانے والا
فردا: آنے والا کل، مستقبل
احساس: کسی حس کے ذریعے معلوم کرنا
عقیدہ: دل میں جمایا ہوا یقین، ایمان

اِنسان

قدرت کا عجیب یہ ستم ہے!

انسان کو راز جو بنایا　　راز اس کی نگاہ سے چھپایا
بیتاب ہے ذوق آگہی کا　　کھلتا نہیں بھید زندگی کا
حیرت آغاز و انتہا ہے
آئینے کے گھر میں اور کیا ہے؟

ہے گرمِ خرام موجِ دریا　　دریا سوئے بحر جادہ پیما
بادل کو ہوا اڑا رہی ہے　　شانوں پہ اٹھائے لا رہی ہے
تارے مستِ شرابِ تقدیر　　زندانِ فلک میں پا بہ زنجیر
خورشید، وہ عابدِ سحر خیز　　لانے والا پیام "برخیز"
مغرب کی پہاڑیوں میں چھپ کر　　پیتا ہے مئے شفق کا ساغر
لذت گیر وجودِ ہر شے　　سرمستِ مئے نمود ہر شے
کوئی نہیں غمگسارِ انساں
کیا تلخ ہے روزگار انساں

عجیب ستم: انوکھا ظلم، سختی
راز جو: حقیقت تلاش کرنے والا
ذوق: شوق، لطف
آگہی: آگاہی، باخبری
گرمِ خرام: چلنے میں مصروف
سوئے بحر: سمندر کی طرف
جادہ پیما: راستہ ناپنے / چلنے والا
شانوں: جمع شانہ، کندھے
مست: نشے میں مدہوش
زندانِ فلک: آسمان کا قید خانہ
پا بہ زنجیر: جس کے پاؤں میں زنجیر ڈالی گئی ہو
خورشید: سورج
عابدِ سحر خیز: صبح سویرے اٹھ کر عبادت کرنے والا، مراد طلوع ہونے والا
"برخیز": اٹھ کھڑے ہو
مئے شفق: آسمانی سرخی کی شراب
لذتِ گیر وجود: زندگی کا لطف / مزہ اٹھانے والی
سرمست: نشے میں چور
مئے نمود: ظاہر ہونے کی شراب
روزگار تلخ ہونا: وقت ناگوار ہونا

جلوۂ حسن

جلوۂ حسن کہ ہے جس سے تمنا بے تاب
پالتا ہے جسے آغوشِ تخیل میں شباب

ابدی بنتا ہے یہ عالمِ فانی جس سے
ایک افسانۂ رنگیں ہے جوانی جس سے

جو سِکھاتا ہے ہمیں سر بہ گریباں ہونا
منظر عالمِ حاضر سے گریزاں ہونا

دُور ہو جاتی ہے ادراک کی خامی جس سے
عقل کرتی ہے تاثّر کی غلامی جس سے

آہ! موجود بھی وہ حسن کہیں ہے کہ نہیں
خاتمِ دہر میں یارب وہ نگیں ہے کہ نہیں

تمنا: آرزو
آغوش: گود
شباب: جوانی
ابدی: ہمیشہ کا
عالم فانی: فنا ہونے / مٹنے والی دنیا
افسانۂ رنگیں: دلچسپ کہانی
سر بہ گریباں ہونا: سوچ بچار / غور کرنا
منظر: نظارہ
عالم حاضر: موجودہ دنیا
گریزاں ہونا: بھاگنا، دور ہونا
اِدراک: عقل فہم، سمجھ
خامی: مراد کمی، نقص
تاثّر: اثر قبول کرنا
خاتم دہر: زمانے کی انگوٹھی
نگیں: نگینہ

ایک شام

(دریائے نیکر، ہائیڈل برگ، کے کنارے پر)

خاموش ہے چاندنی قمر کی
شاخیں ہیں خموش ہر شجر کی
وادی کے نوا فروش خاموش
کہسار کے سبز پوش خاموش
فطرت بے ہوش ہوگئی ہے
آغوش میں شب کے سوگئی ہے
کچھ ایسا سکوت کا فسوں ہے
نیکر کا خرام بھی سکون ہے
تاروں کا خموش کارواں ہے
یہ قافلہ بے درا رواں ہے
خاموش ہیں کوہ و دشت و دریا
قدرت ہے مُراقبے میں گویا
اے دِل ! تُو بھی خموش ہوجا
آغوش میں غم کو لے کے سوجا

دریائے نیکر: جرمنی کے ایک دریا کا نام
ہائیڈل برگ: جرمنی کا مشہور شہر جس کی یونیورسٹی لائبریری میں پانچ لاکھ سے زیادہ کتب ہیں
قمر: چاند
چاندنی: روشنی
شجر: درخت
وادی: دو پہاڑوں کے درمیان کی زمین
نوافروش: مراد چہچہانے والے، پرندے
کہسار: پہاڑی جگہ
سبز پوش: مراد درخت، پودے

بیہوش: بے سدھ
شب: رات
فسوں: افسوں، جادو
خرام: مراد بہنا
سکوں: ٹھہراؤ، خاموشی
بے درا: گھنٹی (کی آواز) کے بغیر
رواں ہے: چل رہا ہے
کوہ: پہاڑ
دشت: جنگل
مراقبہ: مراد سوچوں میں ڈوبی ہوئی

تنہائی

تنہائی شب میں ہے حزیں کیا؟ انجم نہیں تیرے ہم نشیں کیا؟
یہ رفعتِ آسمانِ خاموش خوابیدہ زمیں، جہانِ خاموش
یہ چاند، یہ دشت و در، یہ کہسار فطرت ہے تمام نسترن زار
موتی خوش رنگ، پیارے پیارے یعنی ترے آنسوؤں کے تارے

کس شے کی تجھے ہوس ہے اے دل!
قُدرت تری ہم نفَس ہے اے دل!

پیامِ عشق

سُن اے طلب گارِ دردِ پہلو! میں ناز ہُوں، تُو نیاز ہو جا
میں غزنوی سومناتِ دل کا ہوں تُو سراپا ایاز ہو جا

نہیں ہے وابستہ زیرِ گردُوں کمال شانِ سکندری سے
تمام ساماں ہے تیرے سینے میں، تُو بھی آئینہ ساز ہو جا

حزیں: غمگین
انجم: جمع نجم، ستارے
رفعت: بلندی
خوابیدہ: سوئی ہوئی
دشت ودر: جنگل اور بیابان
نسترن زار: جہاں سیوتی کے سفید پھول ہوں
خوش رنگ: اچھے رنگوں والے
شے: چیز
ہم نفس: ساتھی، دوست

درد پہلو: مراد دردِ دل، عشق
ناز: حسن، محبوب
نیاز: مراد عاشق
غزنوی: سلطان محمود غزنوی (۹۶۷ء۔۱۰۳۰ء) جس نے سومنات کے بت توڑے تھے، مراد بت شکن
سومناتِ دل: مراد دل کا بتخانہ
ایاز: سلطان محمود غزنوی کا غلام جس سے انہیں محبت تھی
زیر گردوں: آسمان کے نیچے، دنیا میں
شانِ سکندری: سکندر اعظم (یونانی) کا سا عزت و مرتبہ
آئینہ ساز: یعنی اپنے فن میں ماہر

غرض ہے پیکار زندگی سے کمال پائے ہلال تیرا
جہاں کا فرضِ قدیم ہے تُو، ادا مثالِ نماز ہو جا

نہ ہو قناعت شعار گل چیں! اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گل ہے اگر چمن میں تو اور دامن دراز ہو جا

گئے وہ ایّام، اب زمانہ نہیں ہے صحرا نوردیوں کا
جہاں میں مانندِ شمعِ سوزاں میانِ محفل گداز ہو جا

وجود افراد کا مجازی ہے، ہستی قوم ہے حقیقی
فِدا ہو مِلّت پہ یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبالؔ آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بتوں سے اپنا غُبارِ راہِ حجاز ہو جا

پیکارِ زندگی: زندگی کی تگ ودَو / دَوڑ دھوپ
کمال پانا: کامل / پورا ہونا
ہلال: پہلی رات کا چاند
جہاں: دنیا
فرضِ قدیم: پرانا فرض
مثالِ نماز: نماز کی طرح
قناعت شعار: تھوڑی چیز پر خوش ہونے والا
گل چیں: پھول توڑنے والا
قائم: برقرار
وفورِ گل: پھولوں کی کثرت
دامن دراز: لمبی جھولی والا
ایّام: جمع یوم، دن
صحرا نوردیوں: جمع صحرا نوردی، جنگلوں بیابانوں میں پھرنا
شمع سوزاں: جلتی ہوئی موم بتی
میانِ محفل: محفل / بزم کے اندر
گداز ہو جا: پگھل جا
وجود: زندگی
مجازی: جو حقیقی نہ ہو
ہستی قوم: قوم کا وجود
آتش زن: آگ لگانے والا
طلسم مجاز: مجاز کا جادو
فرقہ ساز: فرقہ پرست
آزری: بت تراشنا / گھڑنا
دامن بچانا: کسی بُرائی سے بچ کے رہنا
غبارِ راہِ حجاز ہو جا: حجاز کے راستے کی گرد بن جا، مراد حضور اکرمؐ کے عشق میں ڈوب جا

فراق

تلاش گوشۂ عزلت میں پھر رہا ہوں میں
یہاں پہاڑ کے دامن میں آ چھپا ہوں میں
شکستہ گیت میں چشموں کے دلبری ہے کمال
دعائے طفلکِ گفتار آزما کی مثال
ہے تختِ لعلِ شفق پر جلوسِ اختر شام
بہشتِ دیدۂ بینا ہے حسنِ منظر شام
سکوتِ شامِ جدائی ہوا بہانہ مجھے
کسی کی یاد نے سکھلا دیا ترانہ مجھے

یہ کیفیت ہے مری جانِ ناشکیبا کی
مری مثال ہے طفلِ صغیر تنہا کی
اندھیری رات میں کرتا ہے وہ سرود آغاز
صدا کو اپنی سمجھتا ہے غیر کی آواز
یونہی میں دل کو پیامِ شکیب دیتا ہوں
شبِ فراق کو گویا فریب دیتا ہوں

گوشۂ عزلت: تنہائی کا کونا
دامن: وادی
شکستہ گیت: پانی کے پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر گرنے کی آواز
دلبری: دل کشی، دل لبھانے کا عمل
کمال: بہت زیادہ
طفلکِ گفتار آزما: وہ معصوم بچہ جو ابھی باتیں کرنا سیکھ رہا ہو
مثال: طرح، مانند
تختِ لعلِ شفق: دن اور شام کے وقت آسمان پر پھیلنے والی سرخی کو سرخ تخت کہا
جلوس: مراد تخت پر بیٹھنا
اختر: ستارہ
بہشتِ دیدۂ بینا: ظاہری آنکھ کے لیے بہشت کی مانند

حسنِ منظرِ شام: شام کے وقت کا خوبصورت نظارہ
شامِ جدائی: محبوب سے دوری کی شام
ترانہ سکھانا: گانا سکھانا
کیفیت: حالت
ناشکیبا: بے چین، بیقرار
طفلِ صغیر: چھوٹا معصوم بچہ
سرود: گانا، مراد رونا
غیر: کوئی دوسرا
پیامِ شکیب: صبر / قرار کا پیغام
شبِ فراق: جدائی کی رات
گویا: جیسے
فریب دینا: دھوکا دینا

عبدالقادر کے نام

اُٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا اُفقِ خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اُجالا کردیں

ایک فریاد ہے مانندِ سپند اپنی بساط
اسی ہنگامے سے محفل تہ و بالا کردیں

اہلِ محفل کو دِکھادیں اثرِ صَیقلِ عشق
سنگِ امروز کو آئینۂ فردا کردیں

جلوۂ یوسفِ گم گشتہ دِکھا کر ان کو
تپش آمادہ تر از خونِ زلیخا کردیں

اس چمن کو سبق آئینِ نمو کا دے کر
قطرۂ شبنمِ بے مایہ کو دریا کردیں

عبدالقادر: شیخ عبدالقادر جو اقبال کے پرانے ساتھی تھے۔ ولادت بمقام لدھیانہ ۱۸۷۲ء۔ انہوں نے ۱۹۰۱ء میں اپنا اردو کا مشہور رسالہ "مخزن" نکالا۔ وہ اردو ادب کے محسن تھے۔ وفات ۹ فروری ۱۹۵۰ء بمقام لاہور

ظلمت: اندھیرا

افقِ خاور: مشرق کا آسمانی کنارہ

بزم: مُراد ملک، عوام

شعلہ نوائی: دلوں میں عمل کی آگ تیز کرنے والی شاعری

فریاد: مراد پرجوش شاعری

سپند: سیاہ دانہ جو آگ پر پڑنے سے چٹختا ہے

بساط: حیثیت

ہنگامہ: مراد کوشش، جدوجہد

تہ وبالا کرنا: مراد انقلاب پیدا کردینا

صیقل: پالش، زنگ صاف کرنا

سنگ امروز: آج/حال کا پتھر

آئینۂ فردا: مستقبل کا آئینہ

یوسف گم گشتہ: کھویا ہوا یوسفؑ، مراد پرانے صاحب کمال بزرگ جنہیں لوگ بھول گئے ہیں

تپش آمادہ تر از خون زلیخا: مراد پرانے بزرگوں کی پیروی کے سلسلے میں زلیخا کے خون سے بھی زیادہ بیقرار

آئین نمو: بڑھنے پھولنے کا دستور/طریقہ

شبنمِ بے مایہ: بے حقیقت اوس

دریا کردیں: مراد بے حقیقت سے عظیم بنادیں

رختِ جاں بُت کدۂ چیں سے اُٹھالیں اپنا
سب کو محوِ رُخِ سُعدیٰ و سُلیمیٰ کردیں

دیکھ! یثرب میں ہُوا ناقۂ لیلیٰ بیکار
قیس کو آرزوئے نَو سے شناسا کردیں

بادہ دیرینہ ہو اور گرم ہو ایسا کہ گداز
جگرِ شیشہ و پیمانہ و مِینا کردیں

گرم رکھتا تھا ہمیں سردیٔ مغرب میں جو داغ
چیر کر سینہ اُسے وقفِ تماشا کردیں

شمع کی طرح جییں بزم گہِ عالم میں
خود جلیں، دیدۂ اغیار کو بینا کردیں

☆ "ہرچہ در دل گُذرد وقفِ زباں دارد شمع
سوختن نیست خیالے کہ نہاں دارد شمع"

رَختِ جاں: روح کا سامان، مراد دل و جان
بتکدۂ چیں: مراد اسلام سے ہٹ کر ہر طرح کی رائج الوقت تعلیم وغیرہ
محو: معروف، متوجہ
رخ سعدیٰ و سلیمیٰ: عرب کی مشہور حسیناؤں سعدیٰ و سلیمیٰ کا چہرہ، مراد عرب (اسلامی) تہذیب و معاشرت کی خوبیاں
ناقۂ لیلیٰ بیکار ہوا: مراد اونٹوں پر سفر کا سلسلہ ختم ہوا (۱۹۰۸ء میں وہاں ریل آگئی تھی)
قیس: مجنوں کا اصل نام، مراد مسلمان
آرزوئے نَو: نئی تمنا، مراد ترقی کے جدید رجحانات

بادۂ دیرینہ: پرانی شراب، مراد اسلام اور حضور اکرمؐ سے محبت کا جذبہ
گداز کرنا: پگھلا دینا
جگرِ شیشہ و پیمانہ و مینا: مراد پوری امت مسلمہ کے دل
سردی مغرب: مراد یورپ کی زندگی جو بے کیف اور جذبِ عشق سے خالی ہے
داغ: حضور اکرمؐ سے محبت کی تپش / گرمی
وقفِ تماشا: مراد عام و خاص اس کو دیکھ لیں
بزم گہ عالم: مراد دُنیا
دیدۂ اغیار: مراد دوسرے لوگوں کی آنکھیں

☆ شمع (موم بتی) کے دل پر جو کچھ گذرتی ہے وہ زبان پر لے آتی ہے، جلنا کوئی خیال نہیں ہے کہ شمع اسے چھپا کر رکھے۔
(یہ شعر مرزا عبدالقادر بیدل کا ہے)

صقلیہ

(جزیرۂ سسلی)

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونابہ بار!
وہ نظر آتا ہے تہذیبِ حجازی کا مزار

تھا یہاں ہنگامہ ان صحرا نشینوں کا کبھی
بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی

زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے

اک جہانِ تازہ کا پیغام تھا جن کا ظہور
کھا گئی عصرِ کہن کو جن کی تیغِ ناصبور

مردہ عالم زندہ جن کی شورشِ "قُم" سے ہوا
آدمی آزاد زنجیرِ توہّم سے ہوا

غلغلوں سے جس کے لذت گیرِ اب تک گوش ہے
کیا وہ تکبیر اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہے؟

آہ اے سسلی! سمندر کی ہے تجھ سے آبرو
رہنما کی طرح اس پانی کے صحرا میں ہے تو

صقلیہ: سسلی، بحیرۂ روم کا مشہور جزیرہ جہاں مسلمانوں نے زوردار حکومت کی۔ ابھی تک اسلامی تمدن کے آثار وہاں موجود ہیں۔ ۱۰۷۱ء کے بعد نارمنوں نے اس پر قبضہ کر لیا

دیدۂ خونابہ بار: خالص خون برسانے / رونے والی آنکھ

تہذیبِ حجازی: مراد اسلامی تہذیب و تمدن

مزار: مسلمانوں کی وہاں حکومت ختم ہونے کے سبب سے مزار (دفن ہونے کی جگہ) کہا

ہنگامہ: رونق، چہل پہل

صحرا نشین: مراد عرب مسلمان جو ریگستانوں میں رہا کرتے تھے

بازی گاہ: کھیلنے کی جگہ

سفینوں: جمع سفینہ، کشتیاں

تلواروں میں بجلیوں کے آشیانے: مراد تلواریں آسمانی بجلی کی طرح چمکدار اور فنا کرنے والی تھیں

جہانِ تازہ کا پیغام: مراد اسلامی تہذیب و تمدن

ظہور: ظاہر ہونا، مراد وہاں حکومت ہونا

عصرِ کہن: پرانا زمانہ، مراد اُس ملک کی اپنی تہذیب و معاشرت

تیغِ ناصبور: بے چین تلوار

مُردہ عالم: مراد جذبوں اور ولولوں سے عاری قوم

شورشِ "قم": مراد اُن کے جوش انگیز نعرے (قم: قرآنی آیت کا ایک لفظ۔ حضرت عیسیٰ "اللہ کے حکم سے اٹھ" کہہ کر مُردے کو زندہ کرتے تھے)

زنجیرِ توہّم: وہم پرستی کی بیڑی یعنی وہم پرستی

غُلغلوں: جمع غُلغلہ، شور، بلند آواز

لذّت گیر: مزہ لینے والا

گوش: کان

رہنما: راستہ دکھانے والا

زیب تیرے خال سے رخسارِ دریا کو رہے
تیری شمعوں سے تسلی بحر پیما کو رہے
ہو سبک چشم مسافر پر ترا منظر مدام
موج رقصاں تیرے ساحل کی چٹانوں پر مدام
تو کبھی اُس قوم کی تہذیب کا گہوارہ تھا
حسنِ عالم سوز جس کا آتشِ نظارہ تھا

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغؔ رویا خون کے آنسو جہان آباد پر
آسماں نے دولتِ غرناطہ جب برباد کی
ابن بدروںؔ کے دلِ ناشاد نے فریاد کی
غم نصیب اقبالؔ کو بخشا گیا ماتم ترا
چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم ترا

ہے ترے آثار میں پوشیدہ کس کی داستاں
تیرے ساحل کی خموشی میں ہے اندازِ بیاں

زیب: آرائش
خال: تل، مراد جزیرہ
رُخسارِ دریا: سمندر کا گال، یعنی سمندر
بحر پیما: سمندر / سمندروں کا سفر کرنے والا
سبک ہونا: مراد دل کشی کا سبب ہونا
مُدام: ہمیشہ
گہوارہ: مراد مرکز
اُس قوم: مراد عرب مسلمان
حُسن عالم سوز: دنیا کو جلانے والا حُسن، مراد دلوں میں عشق کی آگ بھڑکانے والا حُسن
آتشِ نظارہ: مراد جسے دیکھ کر آنکھیں چکاچوند ہو جائیں
نالہ کش: مراد ماتم کرنے / رونے والا
شیراز کا بلبل: مراد شیخ سعدی، فارسی کا مشہور شاعر اور گلستان و بوستان کا مصنف (۱۱۹۳ـ۱۲۹۱ء)
بغداد پر: مراد خلافت عباسیہ (بغداد) کی تباہی و بربادی پر ایک دل ہلا دینے والا مرثیہ لکھا
داغ: مراد داغ دہلوی، اردو کا مشہور شاعر جس نے انگریزوں کے ہاتھوں دلی کے اجڑنے پر "شہر آشوب" لکھا تھا
جہان آباد: دہلی کا پرانا نام
دولت غرناطہ: ہسپانیہ کی ایک ریاست غرناطہ کی حکومت یہ ریاست مسلمانوں کی گذشتہ عظمت کی آخری یادگار تھی۔ یہ فتح ہوئی تو مسلمان ہسپانیہ سے ہمیشہ کے لیے نکل گئے
ابن بدروں: ایک مشہور عرب شاعر جس نے غرناطہ کی تباہی پر مرثیہ لکھا تھا (بعض کا خیال ہے یہ مرثیہ اس شاعر نے نہیں بلکہ ابو محمد عبدالمجید ابن عبدون الفہری (گیارھویں تا بارھویں صدی عیسوی) نے لکھا
دل ناشاد: غمزدہ دل
غم نصیب: جس کے مقدر میں غم ہو
ماتم ترا: یعنی صقلیہ کا ماتم
محرم: واقف حال
آثار: جمع اثر، نشانیاں، مراد عمارتیں وغیرہ
کسی کی: اس سوال کا جواب ہے، مسلمانوں کی
ساحل: سمندر کا کنارہ
اندازِ بیاں: بات کرنے کا ڈھنگ

درد اپنا مجھ سے کہہ، میں بھی سراپا درد ہوں
جس کی تو منزل تھا، میں اس کارواں کی گرد ہوں

رنگ تصویرِ کہن میں بھر کے دکھلادے مجھے
قصہ ایامِ سلف کا کہہ کے تڑپا دے مجھے

میں ترا تحفہ سوئے ہندوستاں لے جاؤں گا
خود یہاں روتا ہوں، اوروں کو وہاں رلواؤں گا



سراپا: پورے طور پر
اُس کارواں: مراد مسلمانوں کا قافلہ یعنی ان کی حکومت
گرد: مٹی، مراد مُسلم فاتحین کا عقیدت مند
تصویرِ کہن: پرانی تصویر، مراد اُس دَور کا نقشہ
قصہ: کہانی، مراد واقعات
ایام سلف: گذرے ہوئے دن (جب مسلمان وہاں حکمران تھے)
تحفہ: سوغات
اوروں کو: یعنی دوسرے مسلمانوں کو

غزلیات

۱

زندگی انساں کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں
دم ہوا کی موج ہے، رم کے سوا کچھ بھی نہیں

گل تبسم کہہ رہا تھا زندگانی کو مگر
شمع بولی، گریۂ غم کے سوا کچھ بھی نہیں

رازِ ہستی راز ہے جب تک کوئی محرم نہ ہو
کھل گیا جس دم تو محرم کے سوا کچھ بھی نہیں

زائرانِ کعبہ سے اقبالؔ یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں

دم: سانس
رم: بھاگنا، بھاگ اٹھنا
تبسم: مسکرانے کی حالت
گریۂ غم: دکھ درد کا رونا
رازِ ہستی: زندگی کا بھید، یعنی زندگی کیا ہے؟
محرم: واقف حال
کھل گیا: ظاہر ہو گیا
دم: پل، لمحہ

زائران: جمع زائر، زیارت کرنے والے
حرم: کعبہ
زمزم: آبِ زمزم، زمزم وہ چشمہ جو کعبہ اور صفا و مروہ کے درمیان، حضرت اسمٰعیلؑ کی شیر خوارگی کے دنوں میں، پیاس کے سبب ان کے ایڑیاں رگڑنے سے پیدا ہوا تھا۔ یہ چشمہ آج بھی جاری اور کعبہ کے اندر بے جہاں سے حاجی تحفے اور تبرک کے طور پر اس کا پانی لے کر آتے ہیں

۲

الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سِکھادے
اسے ہے سودائے بخیہ کاری، مجھے سر پیرہن نہیں ہے

مِلا محبت کا سوز مجھ کو تو بولے صبحِ ازل فرشتے
مثالِ شمعِ مزار ہے تُو، تری کوئی انجمن نہیں ہے

یہاں کہاں ہم نفَس میسّر، یہ دیس نا آشنا ہے اے دل!
وہ چیز تُو مانگتا ہے مجھ سے کہ زیرِ چرخِ کہن نہیں ہے

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بِنا ہمارے حصارِ ملّت کی اتحادِ وطن نہیں ہے

کہاں کا آنا، کہاں کا جانا، فریب ہے امتیازِ عقبیٰ
نمود ہر شے میں ہے ہماری، کہیں ہمارا وطن نہیں ہے

مُدیرِ "مخزن" سے کوئی اقبالؔ جا کے میرا پیام کہہ دے
جو کام کچھ کر رہی ہیں قومیں، اُنہیں مذاقِ سخن نہیں ہے

خجستہ پے: مبارک قدموں والی
دیوانگی: مراد عشق کا جذبہ
بخیہ کاری: تانکے بھرنا، مراد دنیا کے معاملات کو ٹھیک کرنا
سر پیرہن: لباس کی فکر
صبحِ ازل: مراد کائنات کے وجود میں آتے وقت
شمعِ مزار: قبر پر جلنے والی موم بتی، مراد تنہا
انجمن: بزم، محفل، مراد ساتھی، دوست
ہم نفس: یعنی ساتھی
میسّر: حاصل

زیرِ چرخِ کہن: پرانے آسمان کے نیچے، دنیا میں
نرالا: انوکھا، عجیب
عرب کا معمار: مراد حضور اکرمؐ
بِنا: بنیاد
حصارِ ملّت: قوم کا قلعہ، مراد ملت اسلامیہ
اتحادِ وطن: مراد جغرافیائی حدود کو وطن قرار دینا
مخزن: اردو کا وہ مشہور رسالہ جو سر شیخ عبد القادر نے لاہور سے ۱۹۰۱ء میں جاری کیا
مذاقِ سخن: شعر و شاعری کا شوق / چسکا

﴿ ۳ ﴾

زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا
مری خموشی نہیں ہے، گویا مزار ہے حرفِ آرزو کا

جو موجِ دریا لگی یہ کہنے، سفر سے قائم ہے شان میری
گہر یہ بولا صدف نشینی ہے مجھ کو سامان آبرو کا

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل، وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہُوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سروِ کنارِ جو کا

کوئی دل ایسا نظر نہ آیا نہ جس میں خوابیدہ ہو تمنا
الٰہی تیرا جہان کیا ہے، نگار خانہ ہے آرزو کا

کھلا یہ مر کر کہ زندگی اپنی تھی طلسمِ ہوس سراپا
جسے سمجھتے تھے جسمِ خاکی، غبار تھا کوئے آرزو کا

اگر کوئی شے نہیں ہے پنہاں تو کیوں سراپا تلاش ہوں میں
نگہ کو نظارے کی تمنا ہے، دل کو سودا ہے جستجو کا

گفتگو کا محشر اٹھنا: مراد انقلاب پیدا کرنے والی شاعری کا آغاز ہونا
حرفِ آرزو: تمنا کی بات
سفر: مراد چلتے رہنا
شان قائم رہنا: زندگی برقرار رہنا، زندگی کی علامت ہونا
صدف نشینی: سیپی میں رہنا
آبرو کا سامان: عزت کا باعث
قابل ہونا: اہلیت رکھنا
سروِ کنارِ جو: ندی کے کنارے اگا ہوا سرو کا درخت

خوابیدہ: سوئی ہوئی
آرزو کا نگار خانہ: مراد مختلف اور بہت سی آرزوؤں کا گھر
کھلا: ظاہر ہوا، پتا چلا
طلسمِ ہوس: مٹی کا بدن
کوئے آرزو: تمنا کا کوچہ / گلی
پنہاں: چھپی ہوئی
سودا: جنون، دیوانگی
جستجو: تلاش

چمن میں گل چیں سے غنچہ کہتا تھا، اتنا بیدرد کیوں ہے انساں
تری نگاہوں میں ہے تبسم شگفتہ ہونا مرے سبو کا

ریاضِ ہستی کے ذرّے ذرّے سے ہے محبت کا جلوہ پیدا
حقیقت گل کو تُو جو سمجھے تو یہ بھی پیماں ہے رنگ و بو کا

تمام مضموں مرے پرانے، کلام میرا خطا سراپا
ہُنر کوئی دیکھتا ہے مجھ میں تو عیب ہے میرے عیب جو کا

سپاس شرطِ ادب ہے ورنہ کرم ترا ہے ستم سے بڑھ کر
ذرا سا اک دل دیا ہے، وہ بھی فریب خوردہ ہے آرزو کا

کمالِ وحدت عیاں ہے ایسا کہ نوکِ نشتر سے تُو جو چھیڑے
یقیں ہے مجھ کو تڑپ رہے رگِ گل سے قطرہ انسان کے لہُو کا

گیا ہے تقلید کا زمانہ، مجاز رختِ سفر اُٹھائے
ہوئی حقیقت ہی جب نمایاں تو کس کو یارا ہے گفتگو کا

گل چیں: پھول توڑنے والا
بیدرد: ظالم
تبسم: مسکراہٹ
شگفتہ ہونا: کھلنا
سبو: پیالہ
ریاضِ ہستی: وجود، زندگی کا باغ
جلوہ: روشنی
پیماں: آپس میں ملنے کا عہد
رنگ و بو: رنگ اور خوشبو
عیب جو: دوسروں میں برائیاں ڈھونڈنے والا
سپاس: شکر ادا کرنا

شرطِ ادب: احترام کے لیے لازمی بات
ستم: ظلم
فریب خوردہ: جس نے دھوکا کھایا ہو
کمالِ وحدت: مراد ساری کائنات پورے طور پر ایک وحدت کی حامل ہے
عیاں: ظاہر
نوکِ نشتر سے چھیڑنا: مراد نشتر سے چیرنا
مجاز: مراد اشاروں کنایوں میں بات
رختِ سفر اٹھانا: مراد چلنے ختم ہونے کے لیے تیار ہونا
حقیقت: سچی بات، اصلیت
یارا: ہمت، طاقت

جو گھر سے اقبالؔ دور ہُوں میں، تو ہوں نہ محزوں عزیز میرے
مثالِ گوہر وطن کی فرقت کمال ہے میری آبرو کا



۴

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں
جھلک تیری ہُویدا چاند میں، سُورج میں، تارے میں

بلندی آسمانوں میں، زمینوں میں تری پستی
روانی بحر میں، افتادگی تیری کنارے میں

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلّم کی
چُھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں

جو ہے بیدار انساں میں وہ گہری نیند سوتا ہے
شجر میں، پھول میں، حیواں میں، پتھر میں، ستارے میں

محزوں: غم زدہ
مثالِ گوہر: موتی کی طرح کہ سیپی سے نکل کر قیمتی بنتا ہے
فرقت: جدائی

تیری: مراد خدا تعالیٰ کی
آتش: آگ
شرارہ: چنگاری
جھلک: چمک
ہُویدا: ظاہر

روانی: مراد پانی کا بہنا
افتادگی: مراد ایک جگہ پڑے رہنا
شریعت: اسلام کے دینی اصول اور مسئلے
گریباں گیر: مجرم سمجھ کر پوچھ گچھ کرنے والی
ذوقِ تکلّم: بات چیت کرنے کا شوق
استعارہ: مراد اشارہ کنایہ
دل کا مطلب: دل کی بات
شجر: درخت
حیواں: جانور (ہر قسم کا)

مجھے پھونکا ہے سوزِ قطرۂ اشکِ محبت نے
غضب کی آگ تھی پانی کے چھوٹے سے شرارے میں

نہیں جنسِ ثوابِ آخرت کی آرزو مجھ کو
وہ سوداگر ہوں، مَیں نے نفع دیکھا ہے خسارے میں

سکوں ناآشنا رہنا اسے سامانِ ہستی ہے
تڑپ کس دل کی یارب چُھپ کے آ بیٹھی ہے پارے میں

صدائے "لن ترانی" سُن کے اے اقبالؔ میں چُپ ہوں
تقاضوں کی کہاں طاقت ہے مجھ فرقت کے مارے میں

پُھونکا ہے: جلایا ہے
سوز: تپش، گرمی
غضب کی: مراد بہت تیز
جنس: مال، سودا
خسارہ: نقصان
سکون ناآشنا: آرام / چین سے ناواقف
سامانِ ہستی: زندہ رہنے کا باعث

پارا: وہ مائع دھات جو ہر وقت ہلتی رہتی ہے
صدا: آواز
"لَن ترانی": تو مجھے نہیں دیکھ سکتا (طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے یہ فرمایا تھا)
تقاضوں: جمع تقاضا، کسی بات پر اصرار کرنا
فرقت کا مارا: محبوب سے دُوری کا شکار

﴿ ۵ ﴾

یوں تو اے بزمِ جہاں! دِلکش تھے ہنگامے ترے
اک ذرا افسردگی تیرے تماشاؤں میں تھی

پا گئی آسودگی کوئے محبت میں وہ خاک
مُدتوں آوارہ جو حکمت کے صحراؤں میں تھی

کس قدر اے مے! تجھے رسمِ حجاب آئی پسند
پردۂ انگور سے نکلی تو مِیناؤں میں تھی

حسن کی تاثیر پر غالب نہ آسکتا تھا علم
اتنی نادانی جہاں کے سارے داناؤں میں تھی

میں نے اے اقبالؔ یورپ میں اُسے ڈھونڈا عبث
بات جو ہندوستاں کے ماہ سیماؤں میں تھی

یوں تو: اگرچہ
بزم جہاں: دنیا کی محفل، یعنی دنیا
دل کش: دل کو بھانے والے
ہنگامے: جمع ہنگامہ، رونق، چہل پہل
تماشاؤں: جمع تماشا، نظارے
آسودگی: آرام، سکون
کوئے محبت: محبت کا کوچہ / گلی
خاک: مراد انسان
مُدتوں: ایک عرصہ تک
آوارہ: گھومنے پھرنے والی / والا

حکمت: عقل، فلسفہ، دانائی
رسمِ حجاب: پردے کا طور طریقہ
پردۂ انگور: مراد انگور میں
مِیناؤں: جمع مینا، شراب کی صراحیاں
تاثیر: اثر ہونا
علم: مراد عقل و فلسفہ
داناؤں: جمع دانا، عقلمند، فلسفی
عبث: بیکار، فضول
ماہ سیماؤں: چاند کی سی پیشانی والیاں، مراد حسینائیں (سیماؤں جمع سیما)

۶

مثالِ پرتوِ مے، طوافِ جام کرتے ہیں
یہی نماز ادا صبح و شام کرتے ہیں

خصوصیت نہیں کچھ اس میں اے کلیم تری
شجر، حجر بھی خدا سے کلام کرتے ہیں

نیا جہاں کوئی اے شمع! ڈھونڈیے کہ یہاں
ستم کشِ تپشِ ناتمام کرتے ہیں

بھلی ہے ہم نفسو! اس چمن میں خاموشی
کہ خوشنواؤں کو پابندِ دام کرتے ہیں

غرض نشاط ہے شغلِ شراب سے جن کی
حلال چیز کو گویا حرام کرتے ہیں

بھلا نبھے گی تری ہم سے کیونکر اے واعظ!
کہ ہم تو رسمِ محبت کو عام کرتے ہیں

مثال: طرح، مانند
پرتوِ مے: شراب کی چمک
طوافِ جام: شراب کے پیالے کے اردگرد چکر کاٹنا
کلیم: مراد حضرت موسیٰ جن کا خطاب کلیم اللہ ہے
حجر: پتھر
ستم کش: سختی / ظلم جھیلنے والا
تپشِ ناتمام: ادھوری تڑپ / گرمی
بھلی: اچھی
ہم نفسو: ساتھیو

خوش نواؤں: بتیع خوش نوا، دل کش آواز میں چہچہانے والے پرندے
پابندِ دام: جال میں گرفتار
نشاط: خوشی، مسرت
شغل: مشغلہ، تفریح
حلال: جس کا کھانا پینا جائز ہو
بھلا: خدا جانے
نبھنا: ایک دوسرے کے ساتھ موافقت / اتفاق کرنا
رسم محبت عام کرنا: محبت کے طور طریقے سب میں پھیلانا

الٰہی سحر ہے پیرانِ خرقہ پوش میں کیا!
کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں

میں اُن کی محفلِ عشرت سے کانپ جاتا ہُوں
جو گھر کو پھونک کے دنیا میں نام کرتے ہیں

ہرے رہو وطنِ مازنی کے میدانو!
جہاز پر سے تمہیں ہم سلام کرتے ہیں

جو بے نماز کبھی پڑھتے ہیں نماز اقبالؔ
بُلا کے دَیر سے مجھ کو امام کرتے ہیں

مارچ ۱۹۰۷ء

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا
سکُوت تھا پردہ دار جس کا، وہ راز اب آشکار ہوگا

سحر: جادو
پیرانِ خرقہ پوش: گدڑی پہننے والے بوڑھے۔ مراد اللہ والے
رام کرنا: مطیع کرنا، مرید بنالینا
محفلِ عشرت: عیش و نشاط کی محفل
کانپ جاتا ہوں: ڈر جاتا ہوں
پھونک کے: جلا کر
نام کرنا: شہرت حاصل کرنا
ہرے رہو: خدا کرے ترو تازہ سرسبز رہو
مازنی: یوسف مازنی، اٹلی کا محب وطن۔ عمر بھر جمہوری قدروں کو مضبوط کرنے میں مصروف رہا (پیدائش، جنوری ۱۸۰۵ء، وفات ۱۸۷۲ء)
سلام: مُراد احترام
بے نماز: نماز نہ پڑھنے والا
دَیر: مندر، بت کدہ
امام: نماز پڑھانے والا
بے حجابی: عورتوں کا پردے کے بغیر ہونا
دیدارِ یار: محبوب کا سامنے ہونا / نظر آنا
سکوت: خاموشی
پردہ دار: چھپانے والا
راز: بھید
آشکار: ظاہر

گزر گیا اب وہ دَور ساقی کہ چُھپ کے پیتے تھے پینے والے
بنے گا سارا جہان میخانہ، ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

کبھی جو آوارۂ جنوں تھے، وہ بستیوں میں پھر آبسیں گے
برہنہ پائی وہی رہے گی، مگر نیا خارزار ہوگا

سُنادیا گوشِ منتظر کو حجاز کی خامشی نے آخر
جو عہد صحرائیوں سے باندھا گیا تھا، پھر اُستوار ہوگا

نکل کے صحرا سے جس نے رومہ کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قُدسیوں سے مَیں نے، وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

کِیا مرا تذکرہ جو ساقی نے بادہ خواروں کی انجمن میں
تو پیر میخانہ سُن کے کہنے لگا کہ منہ پھٹ ہے، خوار ہوگا

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زرِ کم عیار ہوگا

بادہ خوار: شراب پینے والا
میخانہ: شراب خانہ
آوارۂ جنوں: عشق حق کی دیوانگی میں جگہ جگہ گھومنے والے صوفیا
آبسنا: آباد ہونا، آرہنا
برہنہ پائی: ننگے پاؤں ہونا
خارزار: کانٹوں کی جگہ، مراد جدّوجہد کا مقام
گوشِ منتظر: انتظار کرنے والا کان
حجاز کی خامشی: مراد اسلام کی زبانِ حال
عہد باندھا جانا: قول و قرار ہونا، مراد اسلام قبول کرنے کے موقع پر عربوں سے رحمت نازل ہونے کا وعدہ
صحرائیوں: مراد عربوں
استوار: پکا
رُومہ: مراد روم کی مشرقی سلطنت قسطنطنیہ، جس کے عیسائی حکمران عباسی خلفا سے ڈرتے تھے
اُلٹ دینا: ختم کر دینا، مٹا دینا
قدسیوں: جمع قدسی، فرشتے
وہ شیر: مراد مسلمان مجاہد
تذکرہ: ذکر
پیر میخانہ: پیر مغاں، شراب خانہ چلانے والا
مُنہ پھٹ: صاف صاف بات کر دینے والا
دیار مغرب: یورپ
خدا کی بستی: دنیا
زرِ کم عیار: گھٹیا ہونا، مراد یورپ کی تہذیب و معاشرت

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہوگا

سفینۂ برگِ گل بنالے گا قافلہ مُورِ ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا سے پار ہوگا

چمن میں لالہ دِکھاتا پھرتا ہے داغ اپنا کلی کلی کو
یہ جانتا ہے کہ اس دِکھاوے سے دل جلوں میں شمار ہوگا

جو ایک تھا اے نگاہ تُو نے ہزار کرکے ہمیں دکھایا
یہی اگر کیفیت ہے تیری تو پھر کسے اعتبار ہوگا؟

کہا جو قُمری سے مَیں نے اک دن، یہاں کے آزاد پابہ گل ہیں
تو غنچے کہنے لگے، ہمارے چمن کا یہ راز دار ہوگا

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

خودکشی: اپنے ہاتھوں خود کو مار ڈالنا
شاخِ نازک: کمزور ٹہنی
آشیانہ: گھونسلا
ناپائدار: کمزور
سفینہ: کشتی
برگِ گل: پھول کی پتی
مورِ ناتواں: کمزور چیونٹی، مراد لگاتار جدو جہد کرنے والا انسان
ہزار: مراد کتنی ہی
کشاکش: کھینچا تانی
لالہ: مشہور پھول، غالباً مراد واعظ قوم

داغ: مراد عشق کا زخم
دکھاوا: ظاہری بات، ریاکاری
دل جلوں: جمع دل جلا، مراد ناکام عاشق
شمار ہونا: مراد شامل ہونا
کیفیت: حالت
قُمری: فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ
آزاد: مراد سرو کا درخت، قمری جس پر عاشق ہے
پابہ گل: جسکے پاؤں کیچڑ میں دھنسے ہوں مراد حکومت کا غلام
رازدار: بھیدوں سے واقف
بنوں: جمع بن، جنگل، صحرا، بیاباں
بندہ: غلام

یہ رسمِ بزمِ فنا ہے اے دل! گناہ ہے جنبشِ نظر بھی
رہے گی کیا آبرو ہماری جو تُو یہاں بے قرار ہوگا

میں ظُلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا

نہیں ہے غیر از نمود کچھ بھی جو مدّعا تیری زندگی کا
تو اک نفس میں جہاں سے مِٹنا تجھے مثالِ شرار ہوگا

نہ پُوچھ اقبالؔ کا ٹھکانا، ابھی وہی کیفیت ہے اُس کی
کہیں سرِ رہ گزار بیٹھا ستم کشِ انتظار ہوگا

رسم: طور طریقہ
بزمِ فنا: مراد دنیا
جنبشِ نظر: نگاہ کا ہلنا
آبرو: عزت
بے قرار: بے چین
ظلمتِ شب: رات کا اندھیرا
درماندہ کارواں: پیچھے رہا ہوا قافلہ، مراد اس دور کے مسلمان جو ہر طرح سے پست زندگی گذار رہے تھے
شرر فشاں: چنگاریاں بکھیرنے والی، مراد اسلام سے محبت کا جذبہ و تپش پیدا کرنے والی
آہ: مراد پُر درد شاعری

نفس: سانس، مراد کلام
شعلہ بار: شعلہ برسانے والا، مراد جذبوں کی آگ تیز کرنے والا
غیر از: کے علاوہ
نمود: ظاہر ہونے کی حالت
مدعا: مقصد
اِک نفس میں: فوراً، بہت جلد
مِٹنا: ختم ہونا
مثالِ شرار: چنگاری کی طرح
سرِ راہ گزار: مراد راستے میں
ستم کشِ انتظار: انتظار کا ظلم / دُکھ اُٹھانے والا

حصہ سوم

(۱۹۰۸ء سے.....)

بلادِ اسلامیہ

سرزمیں دلی کی مسجودِ دلِ غم دیدہ ہے
ذرے ذرے میں لہو اسلاف کا خوابیدہ ہے

پاک اس اجڑے گلستاں کی نہ ہو کیونکر زمیں
خانقاہِ عظمت اسلام ہے یہ سرزمیں

سوتے ہیں اس خاک میں خیر الامم کے تاجدار
نظم عالم کا رہا جن کی حکومت پر مدار

دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمیِ محفل کی یاد
جل چکا حاصل، مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد

ہے زیارت گاہِ مسلم گو جہان آباد بھی
اس کرامت کا مگر حقدار ہے بغداد بھی

یہ چمن وہ ہے کہ تھا جس کے لیے سامانِ ناز
لالۂ صحرا جسے کہتے ہیں تہذیبِ حجاز

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ اِرم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبرؐ کے قدم

جس کے غنچے تھے چمن ساماں، وہ گلشن ہے یہی
کانپتا تھا جن سے روما، ان کا مدفن ہے یہی

بلادِ اسلامیہ: اسلامی ممالک / شہر
مسجود: جسے سجدہ کیا جائے، مراد لائقِ احترام
دلِ غم دیدہ: دُکھ بھرا دل
اَسلاف: جمع سلف، پرانے بزرگ
خوابیدہ: سویا ہوا، مراد بکھرا ہوا
اجڑا گلستان: تباہ شدہ باغ یعنی دلّی جو ۱۸۵۷ء میں تباہ ہوئی
خانقاہ: درویشوں کے رہنے کی جگہ
عظمتِ اسلام: اسلام کی بڑائی
خیر الامم: امتوں میں سب سے اچھی اُمت (قرآن کریم میں امتِ مُسلمہ کے لیے کہا گیا "خیر اُمّۃ")
تاجدار: بادشاہ، مراد حضرت نظام الدین اولیاؒ
نظمِ عالم: دنیا کا انتظام
مدار: انحصار
گرمیِ محفل: محفل کی رونق
حاصل: کھیت یا باغ کی فصل / پیداوار
زیارت گاہ: مقدس مقام جہاں لوگ بطور عقیدت جاتے ہیں
بغداد: عراق کا مشہور اور بہت پرانا شہر۔ عباسی خلفا کا دار الخلافہ تھا۔ اس دور میں وہاں علم کو خوب ترقی ہوئی۔ ۱۲۵۸ء میں منگول سردار ہلاکو خان (چنگیز کا پوتا) نے وہاں بہت تباہی مچائی۔ قتلِ عام کے علاوہ کتاب خانے تک جلا دیے
سامانِ ناز: فخر کا باعث
لالۂ صحرا: مراد تہذیب حجاز یعنی اسلامی تمدن
ہمدوشِ ارم: جنت کی برابری کرنے والی
جانشینان: جمع جانشین، اپنے بزرگوں کی جگہ بیٹھنے والے مراد عباسی خلفا
چمن ساماں: باغ کی طرح تر و تازہ
گلشن: باغ یعنی بغداد
مدفن: دفن ہونے کی جگہ

ہے زمینِ قُرطبہ بھی دیدۂ مسلم کا نور　　ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثلِ شمعِ طور
بجھ کے بزمِ ملتِ بیضا پریشاں کر گئی　　اور دیا تہذیبِ حاضر کا فروزاں کر گئی

قبر اس تہذیب کی یہ سرزمینِ پاک ہے
جس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نمناک ہے

خطہ قسطنطنیہ، یعنی قیصر کا دیار　　مہدیِ امت کی سطوت کا نشانِ پایدار
صورتِ خاکِ حرم یہ سرزمیں بھی پاک ہے　　آستانِ مسند آرائے شہِ لولاکؐ ہے
نکہتِ گل کی طرح پاکیزہ ہے اس کی ہوا　　تربتِ ایوب انصاریؓ سے آتی ہے صدا

اے مسلماں! ملتِ اسلام کا دل ہے یہ شہر
سیکڑوں صدیوں کی کشت و خوں کا حاصل ہے یہ شہر

قُرطبہ: ہسپانیہ یعنی سپین کا مشہور شہر جہاں دنیا کی سب سے بڑی اور خوبصورت مسجد ہے
دیدۂ مسلم: مسلمانوں کی آنکھ
ظلمتِ مغرب: یورپ کی تاریکی مراد یورپ کا دور جہالت
روشن تھی: مراد وہاں علوم و فنون کا دور دورہ تھا
مثلِ شمعِ طور: کوہِ طور کی شمع کی طرح
بجھ کے: یعنی مٹ کر، تباہ ہو کر
بزمِ ملتِ بیضا: مراد اُمت مسلمہ کی محفل (بیضا: روشن)
پریشان: منتشر، بکھری ہوئی
فروزاں: روشن
اس تہذیب: اسلامی تہذیب
سرزمین پاک: مقدس / لائق احترام شہر
تاک: انگور کی بیل
تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نمناک ہے: مراد قرطبہ والے علوم و فنون اب یورپی ملکوں کے علوم و فنون کی زندگی کا باعث بن رہے ہیں
قُسطنطنیہ: جو اب ترکی کا شہر اور استنبول کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۴۵۳ء میں تُرک سلطان محمد فاتح نے فتح کیا تھا۔ ۱۹۲۳ء تک ترکی کا پایۂ تخت رہا
قیصر: روم کے بادشاہوں کا لقب
دیار: شہر
مہدیِ اُمت: مراد سلطان محمد فاتح
سطوت: شان و شوکت، دبدبہ
صورتِ خاکِ حرم: کعبہ کی سرزمین کی طرح
آستان: دہلیز، درگاہ
مسند آرا: تخت کو زینت دینے والا
شہ لولاکؐ: مراد حضور اکرمؐ
نکہتِ گل: پھول کی خوشبو
تربت: قبر، مزار
ایوب انصاری: حضرت ایوب انصاری، نام خالد۔ کنیت ابو ایوب۔ انہوں نے عقبہ کی گھاٹی میں حضور اکرمؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی مدینہ میں حضورؐ کی میزبانی کا شرف انہی کو نصیب ہوا تھا۔ ایک جہاد پر جا رہے تھے کہ عام وبا پھیلنے کے سبب ۶۷۲ء میں فوت ہو گئے
کشت و خون: قتل و غارت
حاصل: پیداوار، ثمرہ

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گاہِ مصطفیٰ
دید ہے کعبے کو تیری حجِ اکبر سے سوا

خاتمِ ہستی میں تو تاباں ہے مانندِ نگیں
اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمیں

تجھ میں راحت اس شہنشاہِ معظمؐ کو ملی
جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی

نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالم کے ہوئے
جانشیں قیصر کے، وارث مسندِ جم کے ہوئے

ہے اگر قومیتِ اسلام پابند مقام
ہند ہی بنیاد ہے اس کی، نہ فارس ہے، نہ شام

آہ یثرب! دیس ہے مسلم کا تو، ماوا ہے تو
نقطۂ جاذب تاثر کی شعاعوں کا ہے تو

جب تلک باقی ہے تو دنیا میں، باقی ہم بھی ہیں
صبح ہے تو اس چمن میں گوہرِ شبنم بھی ہیں

خوابگاہ: آرام کی جگہ، مزار، روضہ
دید: دیکھنا
حجِ اکبر: بڑا حج
سوا: بڑھ کر
خاتمِ ہستی: وجود / کائنات کی انگوٹھی
تاباں: روشن، چمکدار
مانندِ نگیں: نگینے کی طرح
اپنی: یعنی مسلمانوں کی
ولادت گاہ: پیدا ہونے کی جگہ
شہنشاہِ معظم: بہت بڑا بادشاہ، مراد حضور اکرمؐ
دامن: سرپرستی
اماں: پناہ
اقوامِ عالم: دنیا کی بڑی بڑی قومیں
شاہنشاہِ عالم: دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ، حکمران
نام لیوا: مراد حضورؐ کا نام مبارک لینے میں فخر کرنے والے

وارث: مالک
مسندِ جم: ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا تخت، مراد بڑے بادشاہوں کے تخت
قومیت: ایک وطن / ملک کے حوالے سے ایک قوم ہونا
پابند مقام: مراد، جغرافیائی حدوں کی پابند
ہند: برصغیر / ہندوستان
فارس ..... شام: مراد کوئی بھی اسلامی ملک
یثرب: مدینہ منورہ کا پرانا نام
مسلم کا: مراد تمام مسلمانوں کا
ماوا: پناہ کی جگہ
نقطۂ جاذب: اپنی طرف کھینچنے والا مرکز
تاثر: مراد جذبِ عشق
شعاعوں: جمع شعاع، کرنیں
گوہرِ شبنم: مراد اوس کے قطرے

ستارہ

قمر کا خوف کہ ہے خطرۂ سحر تجھ کو
مآلِ حسن کی کیا مل گئی خبر تجھ کو؟
متاعِ نور کے لٹ جانے کا ہے ڈر تجھ کو
ہے کیا ہراسِ فنا صورتِ شرر تجھ کو؟
زمیں سے دور دیا آسماں نے گھر تجھ کو
مثالِ ماہ اڑھائی قبائے زر تجھ کو
غضب ہے پھر تری ننھی سی جان ڈرتی ہے
تمام رات تری کانپتے گزرتی ہے

چمکنے والے مسافر! عجب یہ بستی ہے
جو اوج ایک کا ہے، دوسرے کی پستی ہے
اجل ہے لاکھوں ستاروں کی اک ولادتِ مہر
فنا کی نیند مئے زندگی کی مستی ہے
وداعِ غنچہ میں ہے رازِ آفرینشِ گل
عدم، عدم ہے کہ آئینہ دارِ ہستی ہے!
سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

قمر: چاند
خطرۂ سحر: صبح کا اندیشہ / ڈر
مآل: انجام
متاع: پونجی، دولت
لُٹ جانا: لُوٹا جانا
شرر: چنگاری
مثالِ ماہ: چاند کی طرح
اُڑھائی: پہنائی
قبائے زر: سونے کی قبا (ایک خاص قسم کا کھلا لمبا لباس)
غضب ہے: کتنی بُری بات ہے
مسافر: ستارے کو چلتے رہنے کی وجہ سے مسافر کہا

اوج: بلندی
اجل: موت
ولادتِ مہر: مراد سورج کا طلوع ہونا
مئے زندگی: زندگی کی شراب
وداعِ غنچہ: مراد کلی کے کھلنے کا عمل
آفرینشِ گل: مراد پھول بننا
عدم: فنا، نیستی
آئینہ دارِ ہستی: زندگی کا مظہر / دکھانے والا
قدرت کا کارخانہ: مراد قدرت کا نظام
ثبات: قرار، ٹکے رہنا
تغیر: تبدیلی، بدلتے رہنے کی حالت

دو ستارے

آئے جو قِراں میں دو ستارے کہنے لگا ایک دوسرے سے
یہ وصل مدام ہو تو کیا خوب انجامِ خرام ہو تو کیا خوب
تھوڑا سا جو مہرباں فلک ہو
ہم دونوں کی ایک ہی چمک ہو

لیکن یہ وصال کی تمنا پیغامِ فراق تھی سراپا
گردش تاروں کا ہے مقدر ہر ایک کی راہ ہے مقرر
ہے خواب ثباتِ آشنائی
آئین جہاں کا ہے جدائی

گورستانِ شاہی

آسماں، بادل کا پہنے خرقۂ دیرینہ ہے کچھ مکدر سا جبینِ ماہ کا آئینہ ہے
چاندنی پھیکی ہے اس نظارۂ خاموش میں صبحِ صادق سو رہی ہے رات کی آغوش میں

قِران: دو ستاروں کا ایک برج میں جمع ہونا
وصل: آپس میں ملنا
کیا خوب: بہت اچھا ہے
انجام خرام: چلنے کا خاتمہ
فلک: آسمان
سراپا: مکمل / پورے طور پر
ہے خواب: مراد جس کی کوئی حقیقت نہیں
ثباتِ آشنائی: دوستی کا مستقل ہونا

گورستان شاہی: دکن میں قطب شاہی بادشاہوں کا قبرستان / مقبرہ۔ علامہ نے وہاں کی زیارت کی تھی جس کا نتیجہ یہ نظم ہے
خرقۂ دیرینہ: پرانی گدڑی
مکدر: دُھندلا، میلا
جبینِ ماہ: چاند کی پیشانی
پھیکی: ہلکی روشنی
صبحِ صادق: نور کا تڑکا، سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے کی روشنی
سو رہی ہے: مراد ابھی طلوع نہیں ہوئی

کس قدر اشجار کی حیرت فزا ہے خامشی
بربطِ قدرت کی دھیمی سی نوا ہے خامشی
باطنِ ہر ذرۂ عالم سراپا درد ہے
اور خاموشی لبِ ہستی پہ آہِ سرد ہے

آہ! جولاں گاہِ عالمگیر یعنی وہ حصار
دوش پر اپنے اٹھائے سیکڑوں صدیوں کا بار
زندگی سے تھا کبھی معمور، اب سنسان ہے
یہ خموشی اس کے ہنگاموں کا گورستان ہے
اپنے سکّانِ کہن کی خاک کا دلدادہ ہے
کوہ کے سر پر مثالِ پاسباں اِستادہ ہے

ابر کے روزن سے وہ بالائے بامِ آسماں
ناظرِ عالم ہے نجمِ سبز فامِ آسماں
خاکبازی وسعتِ دنیا کا ہے منظر اسے
داستاں ناکامیِ انساں کی ہے ازبر اسے
ہے ازل سے یہ مسافر سُوئے منزل جارہا
آسماں سے انقلابوں کا تماشا دیکھتا
گو سکوں ممکن نہیں عالم میں اختر کے لیے
فاتحہ خوانی کو یہ ٹھہرا ہے دم بھر کے لیے

اشجار: جمع شجر، درخت
حیرت فزا: حیرانی بڑھانے والی
بربط: باجا
نوا: لے، سُر
ہر ذرّۂ عالم: دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز
سراپا درد: پورے طور پر تکلیف
لبِ ہستی: وجود کے ہونٹ
جولاں گاہِ عالمگیر: مراد بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے جہاں (گولکنڈہ کا مقام) ۱۶۸۷ء میں مشہور قلعہ فتح کرنے کے لیے حملہ کیا تھا
حصار: قلعہ
دوش: کندھا
معمور: آباد
سکّانِ کہن: پرانے رہنے والے (سکّان جمع ساکن)
دلدادہ: عاشق
مثالِ پاسباں: چوکیدار / محافظ کی طرح
استادہ: ایستادہ، کھڑا
روزن: سوراخ، روشندان
بالائے بامِ آسماں: آسمان کی چھت کے اوپر
ناظرِ عالم: دنیا کو دیکھنے والا
سبز فام: ہرے رنگ کا
خاکبازی: مراد حقیر / معمولی سی بات
ازبر: منہ زبانی یاد
سوئے منزل: منزل کی طرف
انقلابوں: جمع انقلاب، تبدیلیاں
اختر: ستارہ
فاتحہ خوانی: مُردے کو ثواب پہنچانے کے لیے سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھنا

رنگ و آب زندگی سے گل بدامن ہے زمین
سیکڑوں خوں گشتہ تہذیبوں کا مدفن ہے زمین

خواب گہ شاہوں کی ہے یہ منزلِ حسرت فزا
دیدۂ عبرت! خراجِ اشکِ گلگوں کر ادا
ہے تو گورستاں مگر یہ خاک گردوں پایہ ہے
آہ! اک برگشتہ قسمت قوم کا سرمایہ ہے
مقبروں کی شان حیرت آفریں ہے اس قدر
جنبشِ مژگاں سے ہے چشمِ تماشا کو حذر
کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں
جو اتر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں

سوتے ہیں خاموش، آبادی کے ہنگاموں سے دور
مضطرب رکھتی تھی جن کو آرزوئے ناصبور
قبر کی ظلمت میں ہے ان آفتابوں کی چمک
جن کے دروازوں پہ رہتا تھا جبیں گستر فلک
کیا یہی ہے ان شہنشاہوں کی عظمت کا مآل
جن کی تدبیر جہاں بانی سے ڈرتا تھا زوال
رعبِ فغفوری ہو دنیا میں کہ شانِ قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیم موت کی یورش کبھی

بادشاہوں کی بھی کشتِ عمر کا حاصل ہے گور
جادۂ عظمت کی گویا آخری منزل ہے گور

رنگ و آب: سجاوٹ / رونق کا سامان
گل بدامن: جھولی میں پھول لیے ہوئے
خون گشتہ: مراد مٹی ہوئی
تہذیبوں: جمع تہذیب، مل کر زندگی گزارنے کے طور طریقے
خواب گہ: خواب گاہ، آرام کی جگہ، مدفن
حسرت فزا: افسوس بڑھانے والی
دیدۂ عبرت: تبدیلیوں / انقلابوں سے نصیحت حاصل کرنے والی آنکھ
خراج: محصول، ٹیکس
اشک گلگوں: سرخ / خون کے آنسو
خاک گردوں پایہ: آسمان کے سے مرتبے والی یعنی بلند زمین
برگشتہ قسمت: جس کے نصیب پھوٹ گئے ہوں
حیرت آفریں: حیرانی پیدا کرنے والی

جنبشِ مژگاں: پلکوں کا ہلنا
چشمِ تماشا: دیکھنے والی آنکھ
حذر: بچنے کی حالت
آئینۂ تحریر میں نہ اُترنا: جس کا لکھا جانا بہت مشکل ہو
آرزوئے ناصبور: بے چین تمنا، پوری نہ ہونے والی خواہش
جبیں گستر: ماتھا رکھنے والا
تدبیرِ جہانبانی: حکومت کرنے کے انداز پر غور و فکر
رعبِ فغفوری: چین کے بادشاہوں کا دبدبہ
ٹلنا: رُکنا، دور ہونا
غنیم: دشمن
یورش: حملہ
کشتِ عمر: زندگی کی کھیتی
جادہ: راستہ

شورشِ بزم طرب کیا عود کی تقریر کیا
دردمندانِ جہاں کا نالۂ شب گیر کیا
عرصۂ پیکار میں ہنگامۂ شمشیر کیا
خون کو گرمانے والا نعرۂ تکبیر کیا
اب کوئی آواز سوتوں کو جگا سکتی نہیں
سینۂ ویراں میں جانِ رفتہ آ سکتی نہیں

روح، مشتِ خاک میں زحمت کشِ بیداد ہے
کوچہ گردِ نَے ہوا جس دم نفس، فریاد ہے
زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا، کوئی دم چہچہایا، اڑ گیا
آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم، کیا گئے!
زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کھلے، مرجھا گئے
موت ہر شاہ و گدا کے خواب کی تعبیر ہے
اس ستم گر کا ستم انصاف کی تصویر ہے

سلسلہ ہستی کا ہے ایک بحر ناپیدا کنار
اور اس دریائے بے پایاں کی موجیں ہیں مزار
اے ہوس! خوں رو کہ ہے یہ زندگی بے اعتبار
یہ شرارے کا تبسم، یہ خس آتش سوار
چاند، جو صورت گر ہستی کا اک اعجاز ہے
پہنے سیمابی قبا محو خرامِ ناز ہے
چرخِ بے انجم کی دہشت ناک وسعت میں مگر
بیکسی اس کی کوئی دیکھے ذرا وقتِ سحر

شورش بزم طرب: عیش و نشاط کی محفل کا شور و ہنگامہ
عود کی تقریر: مراد باجے کی تان / سُر
نالۂ شب گیر: راتوں کو اٹھ اٹھ کر رونا
کیا: چاہے (کوئی بات ہو)
عرصۂ پیکار: میدانِ جنگ
ہنگامۂ شمشیر: مراد تلوار کا مسلسل چلنا
سینۂ ویراں: مراد مردہ جسم
جانِ رفتہ: گئی (نکلی) ہوئی روح
مُشتِ خاک: جسم انسانی
زحمت کشِ بیداد: سختی / ظلم کی تکلیف اٹھانے والی
کوچہ گردِ نَے: بانسری میں گھومنے والا
خوش نوا: دل کش آواز میں چہچہانے والا

ریاضِ دہر: زمانے کا باغ
کیا آئے، کیا گئے: مراد بہت تھوڑی مدت کے لیے آئے
پھوٹے: اُگے
بحر ناپیدا کنار: بہت وسیع سمندر
بے پایاں: جو کہیں ختم نہ ہوتا ہو، بہت وسیع
خون رونا: بہت دکھ کے ساتھ رونا
خسِ آتش سوار: آگ پر پڑا ہوا تنکا
صورت گر ہستی: کائنات کی تصویر بنانے والا، خالقِ کائنات
سیمابی قبا: چاندنی لباس، مراد چاند کی روشنی
خرامِ ناز: ادا سے ٹہلنا
چرخِ بے انجم: ستاروں کے بغیر آسمان
بیکسی: تنہائی

اک ذرا سا ابر کا ٹکڑا ہے، جو مہتاب تھا
آخری آنسو ٹپک جانے میں ہو جس کی فنا

زندگی اقوام کی بھی ہے یونہی بے اعتبار
رنگہائے رفتہ کی تصویر ہے ان کی بہار

اس زیاں خانے میں کوئی ملتِ گردوں وقار
رہ نہیں سکتی ابد تک بارِ دوشِ روزگار

اس قدر قوموں کی بربادی سے ہے خوگر جہاں
دیکھتا بے اعتنائی سے ہے یہ منظر جہاں

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدت سے ہے ترکیبِ مزاجِ روزگار

ہے نگینِ دہر کی زینت ہمیشہ نامِ نو
مادرِ گیتی رہی آبستنِ اقوامِ نو

ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہ گزر
چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور

مصر و بابل مٹ گئے، باقی نشاں تک بھی نہیں
دفترِ ہستی میں ان کی داستاں تک بھی نہیں

آ دبایا مہرِ ایراں کو اجل کی شام نے
عظمتِ یونان و روما لوٹ لی ایام نے

مہتاب: چاند
رنگہائے رفتہ: اُڑے ہوئے رنگ، مراد وہ حالتیں جو فنا ہو چکیں
زیاں خانہ: وہ جگہ جہاں نقصان ہی نقصان ہو
گردوں وقار: آسمان کے سے مرتبے والی
بارِ دوشِ روزگار: زمانے کے کندھے کا بوجھ
خوگر: عادی
بے اعتنائی: بے پروائی
قرار: ٹھہراؤ
ذوقِ جدت: ہر گھڑی نئی چیز کا شوق
ترکیبِ مزاج: مزاج کا کئی چیزوں سے بننا
نگینِ دہر: زمانے کا نگینہ
نامِ نو: نیا نام، نئی بات

مادرِ گیتی: زمانے کی ماں یعنی زمانہ
آبستن: جس کے پیٹ میں بچہ ہو
کوہِ نور: ایک مشہور ہیرے کا نام جو کئی بادشاہوں کے تاجوں میں لگا، آخر میں ملکہ برطانیہ کے تاج کی زینت بنا
تاجور: بادشاہ
بابل: عیسیٰ سے چار ہزار سال پہلے عراق کا پایۂ تخت تھا
مصر: مشہور اور قدیم ملک جہاں فرعونوں نے حکومت کی
دفترِ ہستی: وجود / کائنات کی کتاب
آدبایا: قابو کیا، پکڑ لیا
مہرِ ایران: آریا مہر، مراد ایران جو قدیم میں سورج کی پرستش کرنے والا تھا اور ایرانی قوم کو عروج حاصل تھا
یونان و روما: دو ملک جو قدیم تہذیبوں کے سبب مشہور ہیں

آہ! مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابرِ آذاری اٹھا، برسا، گیا

ہے رگِ گل صبح کے اشکوں سے موتی کی لڑی
سینۂ دریا شعاعوں کے لیے گہوارہ ہے
محوِ زینت ہے صنوبر، جوئبار آئینہ ہے
نعرہ زن رہتی ہے کوئل باغ کے کاشانے میں
اور بلبل، مطربِ رنگیں نوائے گلستاں
عشق کے ہنگاموں کی اڑتی ہوئی تصویر ہے
باغ میں خاموش جلسے گلستاں زادوں کے ہیں
زندگی سے یہ پرانا خاکداں معمور ہے
پتیاں پھولوں کی گرتی ہیں خزاں میں اس طرح
کوئی سورج کی کرن شبنم میں ہے الجھی ہوئی
کس قدر پیارا لبِ جو مہر کا نظارہ ہے
غنچۂ گل کے لیے بادِ بہار آئینہ ہے
چشمِ انساں سے نہاں، پتوں کے عزلت خانے میں
جس کے دم سے زندہ ہے گویا ہوائے گلستاں
خامۂ قدرت کی کیسی شوخ یہ تحریر ہے
وادیِ کہسار میں نعرے شباں زادوں کے ہیں
موت میں بھی زندگانی کی تڑپ مستور ہے
دستِ طفلِ خفتہ سے رنگیں کھلونے جس طرح

اس نشاط آباد میں گو عیش بے اندازہ ہے
ایک غم، یعنی غمِ ملت ہمیشہ تازہ ہے

ابر آذاری: موسم بہار کا بادل، مراد مسلمانوں کے شاندار کارنامے، فتوحات وغیرہ
سینۂ دریا: مراد دریا کے پانی کی سطح
گہوارہ: پنگوڑا، جھولا
لبِ جو: ندی کا کنارہ
محوِ زینت: خود کو سجانے میں مصروف
صنوبر: سرو کی قسم کا درخت جو ہمیشہ سبز رہتا ہے
جوئبار: ندی
باد: ہوا
نعرہ زن: چہچہا رہی
کاشانہ: محل، گھونسلا
عزلت خانہ: تنہائی کی جگہ
مطرب: گانے والا/والی
رنگین نوا: دل کش چہچہاہٹ والی
ہوائے گلستاں: باغ کی فضا
خامہ: قلم
شوخ تحریر: دل کو لبھانے والی عبارت
گلستاں زادہ: مراد پھول، پودے وغیرہ
شباں زادہ: چرواہے کا بیٹا
پرانا خاکدان: دنیا
طفلِ خفتہ: سویا ہوا بچہ
نشاط آباد: خوشیوں کا شہر، دنیا

دل ہمارے یادِ عہد رفتہ سے خالی نہیں
اپنے شاہوں کو یہ امت بھولنے والی نہیں

اشک باری کے بہانے ہیں یہ اجڑے بام و در
گریۂ پیہم سے بینا ہے ہماری چشم تر

دہر کو دیتے ہیں موتی دیدۂ گریاں کے ہم
آخری بادل ہیں اک گزرے ہوئے طوفاں کے ہم

ہیں ابھی صدہا گہر اس ابر کی آغوش میں
برق ابھی باقی ہے اس کے سینۂ خاموش میں

وادیِ گل، خاکِ صحرا کو بنا سکتا ہے یہ
خواب سے امیدِ دہقاں کو جگا سکتا ہے یہ

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

عہد رفتہ: مراد گذرا ہوا شاندار دور
اشکباری: آنسو بہانے کی حالت
بام و در: چھتیں اور دروازے، مراد قبرستان / مقبرہ
گریۂ پیہم: مسلسل / لگاتار رونا
بینا: دیکھنے والی
چشم تر: گیلی یعنی روتی آنکھ
دہر: زمانہ
موتی: مراد آنسو
دیدۂ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں
صدہا: سیکڑوں
گہر: گوہر، موتی

آغوش: گود
برق: بجلی
وادیِ گل: پھولوں کا باغ یعنی سرسبز اور آباد جگہ / مقام
خاکِ صحرا: تباہ شدہ / اجڑی ہوئی سرزمین
خواب: نیند
دہقان: کسان، مراد جدوجہد کرنے والا آدمی
ہو چکا: ختم ہو گیا ہے
شانِ جلالی: مرد مسلمانوں کا اپنی طاقت اور رعب و دبدبہ دکھانے کا زبردست انداز (فتوحات وغیرہ)
شانِ جمالی: مراد اچھے اخلاق اور پُر تاثیر تدبر
ظہور: ظاہر ہونا

نمودِ صبح

ہو رہی ہے زیرِ دامانِ اُفق سے آشکار
صبح یعنی دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار

پا چکا فرصت درودِ فصلِ انجم سے سپہر
کشتِ خاور میں ہُوا ہے آفتاب آئینہ کار

آسماں نے آمدِ خورشید کی پا کر خبر
محملِ پروازِ شب باندھا سر دوشِ غبار

شعلۂ خورشید گویا حاصل اس کھیتی کا ہے
بوئے تھے دہقانِ گردُوں نے جو تاروں کے شرار

ہے رواں نجمِ سحر جیسے عبادت خانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی عابدِ شب زندہ دار

نمود: طلوع، ظاہر ہونا
زیر: نیچے
دامانِ اُفق: مراد آسمان کا دور کا کنارہ
آشکار: ظاہر
دختر: بیٹی
دوشیزہ: کنواری
لیل: رات
نہار: دن
درود: کٹائی مراد غروب
فصلِ انجم: ستاروں کی پیداوار
سپہر: آسمان
کشتِ خاور: مشرق کی کھیتی
آئینہ کار: مراد شیشے / آئینے کی طرح روشن
آمدِ خورشید: سورج کا آنا / چڑھنا
محمل: کجاوہ، اونٹ کا ہودہ
پروازِ شب: رات کا اُڑنا / ختم ہونا
سر دوشِ غبار: گرد کے کندھے پر
دہقانِ گردوں: آسمان کا کسان
شرار: چنگاریاں
رواں: چل رہا
نجمِ سحر: صبح کا ستارہ
عابدِ شب زندہ دار: راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والا

کیا سماں ہے جس طرح آہستہ آہستہ کوئی
کھینچتا ہو میان کی ظلمت سے تیغِ آب دار

مطلعِ خورشید میں مضمر ہے یوں مضمونِ صبح
جیسے خلوت گاہِ مینا میں شرابِ خوش گوار

ہے تہِ دامانِ بادِ اختلاط انگیز صبح
شورشِ ناقوس، آوازِ اذاں سے ہمکنار

جاگے کوئل کی اذاں سے طائرانِ نغمہ سنج
ہے ترنّم ریز قانونِ سحر کا تار تار

کیا: مراد کتنا اچھا
سماں: منظر، نظارہ
میان: تلوار کا غلاف
ظلمت: تاریکی
تیغ آب دار: تیز چمکتی تلوار
مطلع: طلوع ہونے کی جگہ
مُضمر: چھپا ہوا
خلوت گاہ: تنہائی کی جگہ
مینا: شراب کی صراحی
خوشگوار: مزے دار

تہ دامانِ باد اختلاط انگیز: آپس میں میل ملاپ اور محبت پیدا کرنے والی ہوا کے دامن کے نیچے
شورش ناقوس: سنکھ / بگل کا (جو بتخانوں میں بجایا جاتا ہے) شور
ہمکنار: ساتھ ملا ہوا
کوئل کی اذاں: مراد کوئل کی چہکار
طائران نغمہ سنج: مراد چہچہانے والے پرندے
ترنّم ریز: سُریں بکھیرنے والا
قانونِ سحر: صبح کا باجا
تار تار: بر بر تار

تضمین بر شعر انیسی شاملو

ہمیشہ صورتِ بادِ سحر آوارہ رہتا ہوں
محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیمائی

دلِ بیتاب جا پہنچا دیارِ پیر سنجرؒ میں
میسّر ہے جہاں درمانِ دردِ ناشکیبائی

ابھی نا آشنائے لب تھا حرفِ آرزو میرا
زباں ہونے کو تھی منّت پذیرِ تابِ گویائی

یہ مرقد سے صدا آئی، حرم کے رہنے والوں کو
شکایت تجھ سے ہے اے تارکِ آئینِ آبائی!

ترا اے قیس کیونکر ہو گیا سوزِ دروں ٹھنڈا
کہ لیلیٰ میں تو ہیں اب تک وہی اندازِ لیلائی

تضمین بر شعر: شعر پر گرہ لگانا، کسی دوسرے شاعر کے شعر کو مضمون کی نسبت سے اپنے شعروں میں کھپانا

انیسی شاملو: مشہور شاعر، ایران سے برصغیر آیا اور ایک عرصہ تک عبدالرحیم خانِ خانان کے دربار سے وابستہ رہا۔ ۱۰۱۳ھ بمقام براہ پور فوت ہوا

صورتِ بادِ سحر: صبح کی ہوا کی طرح

خوشتر: زیادہ اچھی

جادہ پیمائی: مراد سفر میں رہنا

دیار: شہر

پیر سنجرؒ: مراد مشہور ولی اللہ حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتی اجمیری (وفات ۶۳۲ھ) مزار اجمیر میں ہے

درمان: علاج، دوا

دردِ ناشکیبائی: بے صبری کا دُکھ

نا آشنائے لب: یعنی ہونٹوں پر نہیں آیا تھا

حرفِ آرزو: خواہش / تمنا کی بات

منّت پذیر: احسان اٹھانے والی

تابِ گویائی: بولنے کی طاقت

حرم کے رہنے والے: مراد مسلمان

تارک: چھوڑنے والا

آئینِ آبائی: اپنے بزرگوں کا دستور

قیس: مجنوں کا نام، مراد عاشق

سوزِ دروں: دل کی تپش، جذبۂ عشق

لیلیٰ: مجنوں کی محبوبہ، مراد محبوبہ

لیلائی: محبوبہ ہونے کی کیفیت

نہ تخمِ "لا الہ" تیری زمینِ شور سے پُھوٹا
زمانے بھر میں رُسوا ہے تری فطرت کی نازائی

تجھے معلوم ہے غافل کہ تیری زندگی کیا ہے
کُنشتی ساز، معمورِ نواہائے کلیسائی

ہُوئی ہے تربیت آغوشِ بیت اللہ میں تیری
دلِ شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی

☆ "وفا آموختی از ما، بکارِ دیگراں کردی
ربودی گوہرے از ما نثارِ دیگراں کردی"

تخم: بیج
"لاالٰہ": مراد اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
زمین شور: بنجر زمین جس میں کچھ نہ اگتا ہو
پھوٹا: اگا
رُسوا: ذلیل
فطرت: مزاج، طبیعت
نازائی: بانجھ پن
غافل: بے خبر، سُستی کا مارا
کُنشتی ساز: مراد غیر مسلموں کے سے عمل

معمور: آباد، مراد جس میں ہیں
نواہائے کلیسائی: عیسائیت کے نغمے، مراد عیسائیوں کے سے طور طریقے
آغوش: گود
بیت اللہ: خدا کا گھر، مراد اسلامی ماحول
دل شوریدہ: سودائی / دیوانہ دل
صنم خانہ: بتوں کا گھر، مراد غیر مسلموں کے سے رویّے / طور طریقے
سودائی: دیوانہ، عاشق

☆ وفا کرنے کا انداز تو نے ہم سے سیکھا لیکن اسے تو دوسروں کے کام لایا، گویا تو نے ہمارا ایک موتی اُڑایا اور دوسروں پر واری کر دیا۔

فلسفۂ غم

(میاں فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور کے نام)

گو سراپا کیفِ عشرت ہے شرابِ زندگی　　اشک بھی رکھتا ہے دامن میں سحابِ زندگی
موجِ غم پر رقص کرتا ہے حبابِ زندگی　　ہے "الم" کا سورہ بھی جزوِ کتابِ زندگی
ایک بھی پتّی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بلبل، وہ بلبل ہی نہیں

آرزو کے خون سے رنگیں ہے دل کی داستاں　　نغمۂ انسانیت کامل نہیں غیر از فغاں
دیدۂ بینا میں داغِ غم چراغِ سینہ ہے　　روح کو سامانِ زینت آہ کا آئینہ ہے
حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال　　غازہ ہے آئینۂ دل کے لیے گردِ ملال
غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطفِ خواب سے　　ساز یہ بیدار ہوتا ہے اسی مضراب سے
طائرِ دل کے لیے غم شہپرِ پرواز ہے　　راز ہے انساں کا دل، غم انکشافِ راز ہے
غم نہیں غم، روح کا اک نغمۂ خاموش ہے
جو سرودِ بربطِ ہستی سے ہم آغوش ہے

میاں فضل حسین: علامہ اقبال کے ہم جماعت جن کے والد کی وفات پر یہ نظم لکھی (ولادت پشاور ۱۸۷۷ء۔ وفات لاہور ۱۹۳۶ء) پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے
گو: اگرچہ
کیف عشرت: مزے اڑانے کا نشہ
سحاب: بادل
حباب: بلبلا
"اَلم": قرآن کریم کی سورۃ، نیز بمعنی رنج، دکھ
خزاں نادیدہ: جس نے خزاں نہ دیکھی ہو
نغمۂ انسانیت: انسانیت کا ترانہ / گیت، مراد خود انسان
غیر از فغاں: فریاد / رونے کے سوا
دیدۂ بینا: مراد بصیرت والی نگاہ
داغِ غم: دکھ کا زخم
چراغِ سینہ: مراد دل کو روشن کرنے والا
سامانِ زینت: سجاوٹ کا باعث
غازہ: سرخی پاؤڈر
گردِ ملال: دکھ کی خاک / منی
لطفِ خواب: نیند کا مزہ
مضراب: ستار بجانے کا چھلا
شہپرِ پرواز: اڑنے کے بڑے پر
انکشافِ راز: بھید کھل / ظاہر جانا
سرود: گیت، نغمہ
بربطِ ہستی: زندگی کا باجا، زندگی
ہم آغوش: مراد ساتھ ملا ہوا

شام جس کی آشنائے نالۂ "یارب" نہیں　　جلوہ پیرا جسکی شب میں اشک کے کوکب نہیں
جس کا جامِ دل شکستِ غم سے ہے نا آشنا　　جو سدا مستِ شرابِ عیش و عشرت ہی رہا
ہاتھ جس گل چیں کا ہے محفوظ نوکِ خار سے　　عشق جس کا بے خبر ہے ہجر کے آزار سے
کلفتِ غم گرچہ اس کے روز و شب سے دور ہے　　زندگی کا راز اس کی آنکھ سے مستور ہے

اے کہ نظمِ دہر کا ادراک ہے حاصل تجھے
کیوں نہ آساں ہو غم واندوہ کی منزل تجھے

ہے ابد کے نسخہ دیرینہ کی تمہید عشق　　عقلِ انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق
عشق کے خورشید سے شامِ اجل شرمندہ ہے　　عشق سوزِ زندگی ہے، تا ابد پائندہ ہے
رخصت محبوب کا مقصد فنا ہوتا اگر　　جوشِ الفت بھی دلِ عاشق سے کر جاتا سفر
عشق کچھ محبوب کے مرنے سے مر جاتا نہیں　　روح میں غم بن کے رہتا ہے، مگر جاتا نہیں

ہے بقائے عشق سے پیدا بقا محبوب کی
زندگانی ہے عدم ناآشنا محبوب کی

آتی ہے ندی جبین کوہ سے گاتی ہوئی　　آسماں کے طائروں کو نغمہ سکھلاتی ہوئی

نالۂ "یارب": اللہ کے حضور فریاد (اے خدا)
جلوہ پیرا: مراد موجود
کوکب: ستارہ / ستارے
شکست: ٹوٹ پھوٹ
سدا: ہمیشہ
شرابِ عیش و عشرت: مراد خوشیوں، مسرتوں اور مزے کی زندگی
گل چیں: پھول توڑنے والا
خار: کانٹا
آزار: تکلیف
کلفت: تکلیف
نظمِ دہر: زمانے کا انتظام / بندوبست
ادراک: سمجھ، شعور

اندوہ: غم، رنج
نسخہ دیرینہ: بہت پرانی کتاب
تمہید: دیباچہ، کتاب کا آغاز
زندۂ جاوید: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ
خورشید: سورج
شامِ اجل: موت کی شام / رات
سوزِ زندگی: زندگی کی تپش / حرارت
رخصت: چلے جانا، مرنا
جوشِ الفت: محبت کی شدت
بقا: باقی رہنا
عدم ناآشنا: نیستی / فنا سے ناواقف
جبین کوہ: پہاڑ کا ماتھا، مراد پہاڑ کے اوپر سے

آئنہ روشن ہے اس کا صورتِ رخسارِ حور
گر کے وادی کی چٹانوں پر یہ ہو جاتا ہے چور

نہر جو تھی، اس کے گوہر پیارے پیارے بن گئے
یعنی اس افتاد سے پانی کے تارے بن گئے

جوئے سیماب رواں پھٹ کر پریشاں ہو گئی
مضطرب بوندوں کی اک دنیا نمایاں ہو گئی

ہجر، ان قطروں کو لیکن وصل کی تعلیم ہے
دو قدم پر پھر وہی جُو مثلِ تارِ سیم ہے

ایک اصلیت میں ہے نہر روانِ زندگی
گر کے رفعت سے ہجومِ نوعِ انساں بن گئی

ہستیِ عالم میں ملنے کو جدا ہوتے ہیں ہم
عارضی فرقت کو دائم جان کر روتے ہیں ہم

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

عقل جس دم دہر کی آفات میں محصور ہو
یا جوانی کی اندھیری رات میں مستور ہو

دامنِ دل بن گیا ہو رزم گاہِ خیر و شر
راہ کی ظلمت سے ہو مشکل سوئے منزل سفر

خضر ہمت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر
فکر جب عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر

وادیِ ہستی میں کوئی ہم سفر تک بھی نہ ہو
جادہ دکھلانے کو جگنو کا شرر تک بھی نہ ہو

مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

صورتِ رخسارِ حور: حور کے چہرے کی طرح
افتاد: گرنے کی حالت
جوئے سیماب رواں: بہتے ہوئے پارے کی ندی
پریشاں ہونا: بکھر جانا، منتشر ہونا
مثلِ تارِ سیم: چاندی کے تار کی طرح، مراد شفاف پانی والی
اصلیت میں: حقیقت میں، دراصل
نہرِ روانِ زندگی: زندگی کی بہتی ہوئی نہر
نوعِ انساں: مراد سب انسان
ہستیِ عالم: دنیا کی نیچائی
دائم: ہمیشہ کے لیے

محصور: گھری / پھنسی ہوئی
دامن: جھولی، پلو
رزم گاہ: جنگ کا میدان
سوئے منزل: پڑاؤ کی طرف
خضر: ایک روایتی ولی جو بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں
گوشہ گیر: کونے / تنہائی میں رہنے والا
ضمیر: باطن، دل
جادہ: راستہ
شرر: چنگاری، مراد مختصر سی چمک
ظلمات: جمع، ظلمت، اندھیرے

پُھول کا تحفہ عطا ہونے پر

وہ مستِ ناز جو گلشن میں جا نکلتی ہے
کلی کلی کی زباں سے دُعا نکلتی ہے

"الٰہی! پھولوں میں وہ انتخاب مجھ کو کرے
کلی سے رشکِ گل آفتاب مجھ کو کرے"

تجھے وہ شاخ سے توڑیں! زہے نصیب ترے
تڑپتے رہ گئے گلزار میں رقیب ترے

اٹھا کے صدمۂ فرقت وصال تک پہنچا
تری حیات کا جوہر کمال تک پہنچا

مرا کنول کہ تصدق ہیں جس پہ اہلِ نظر
مرے شباب کے گلشن کو ناز ہے جس پر

کبھی یہ پُھول ہم آغوشِ مدّعا نہ ہوا
کسی کے دامنِ رنگیں سے آشنا نہ ہوا

مست ناز: اپنی اداؤں / ناز نخرے میں ڈوبی ہوئی
انتخاب کرنا: چننا
رشکِ گل آفتاب: آفتاب کے پھول یعنی سورج کے لیے رشک کا باعث / سورج سے بہتر
زہے نصیب: کیا خوش بختی کی بات ہے
رقیب: مراد دوسرے پھول
گلزار: باغ
صدمہ اٹھانا: دکھ جھیلنا
وصال: محبوب سے ملاقات
جوہر: خوبی
کمال: انتہا
کنول: پانی میں کھلنے والا سفید پھول
تصدق: واری، قربان
اہلِ نظر: بصیرت والے
شباب: جوانی
ہم آغوشِ مدعا: مراد مقصد / آرزو پالینے والا
دامنِ رنگیں: خوبصورت پلّو

شگفتہ کر نہ سکے گی کبھی بہار اسے
فسُردہ رکھتا ہے گل چیں کا انتظار اسے

ترانۂ ملّی

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

دنیا کے بُت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ پاسباں ہمارا

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

شگفتہ کرنا: (پھول) کھلانا
ترانۂ ملی: قومی گیت
سارا جہان وطن ہونا: مراد مسلمان جغرافیائی حدوں کا قائل نہیں
توحید: خدائی وحدت، صرف ایک معبود
امانت: مراد عقیدہ
سینوں میں: دلوں میں
نام و نشاں: مراد ہستی / وجود
پہلا وہ گھر خدا کا: کعبہ شریف جس کی تعمیر حضرت ابراہیم نے کی تھی
پاسباں: حفاظت کرنے والا
تیغوں کا سایہ: یعنی بزرگوں نے جو جہاد کیے
پل کر جوان ہوئے ہیں: مراد ہمارے خمیر / فطرت میں اپنے بزرگوں والا جذبہ جہاد ہے
ہلال: پہلی کے چاند کو خنجر کہا
قومی نشاں: مراد ہندوستان کے مسلمانوں کا اسلامی نشان

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سَو بار کر چکا ہے تُو امتحاں ہمارا

اے گلستانِ اندلس! وہ دن ہیں یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں پر جب آشیاں ہمارا

اے موجِ دجلہ! تُو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا

اے ارضِ پاک! تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

مغرب کی وادیاں: مراد یورپ کے ملک / شہر یعنی سپین اور قشتالہ

گونجی اذاں ہماری: ہماری اذانوں کی آواز بلند ہوئی (مذکورہ ملک فتح کر کے)

سیلِ رواں: مراد بڑھتے ہوئے عظیم لشکر

دبنا: ڈرنا

گلستانِ اندلس: مراد اندلس یعنی ہسپانیہ / سپین جسے مسلمان مجاہدین نے پہلی صدی ہجری میں فتح کیا اور ایک مدت تک وہاں ٹھاٹھ سے حکومت کی

تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا: مذکورہ حکومت کی طرف اشارہ ہے

دجلہ: دریائے دجلہ جس کے کنارے شہر بغداد آباد ہے جو عباسی خلیفوں کے زمانے میں دارالخلافہ اور علوم و فنون وغیرہ کے لحاظ سے بہت ترقی پر تھا

ارضِ پاک: مراد سرزمین حجاز جس کی حدود میں مکہ اور مدینہ واقع ہیں

کٹ مرنا: جہاد میں شہید ہونا

ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا: مراد حجاز کی عزت و توقیر بڑھانے کے لیے پرانے مسلمانوں نے کس قدر قربانیاں دیں

سالارِ کارواں: قافلے کا سربراہ، ملتِ اسلامیہ کے سردار

آرامِ جاں: روح کا سکون

اقبالؔ کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

وطنیّت

(یعنی وطن بحیثیت ایک سیاسی تصوّر کے)

اس دور میں مے اور ہے، جام اور ہے جم اور　　ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور　　تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے　　غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے　　اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

بانگِ درا: قافلے کی روانگی کے وقت گھنٹی کی آواز
جادہ پیما: مراد جدّوجہد اور عمل کے لیے سرگرم
کارواں: مراد ملت

جم: مراد قدیم ایرانی بادشاہ جمشید، جس نے پہلی مرتبہ انگور سے شراب تیار کروائی
ساقی: شراب پلانے والا، مراد انگریز حکمران
بنا کی: بنیاد رکھی، اختیار کی
روش: طریقہ
مسلم: مراد ملت اسلامیہ
حرم: مراد مسلک، دستور
تہذیب کا آزر: مراد موجودہ تہذیب جو انسان کو خدا سے دور رکھتی ہے (آزر: مراد بت تراش)
ترشوانا: بنوانا، چھلوانا
اور: دوسرے
تازہ خدا: نئے نئے آقا
مذہب کا کفن: مراد مذہب کی موت / خاتمہ
غارت گر: تباہ کرنے والی
کاشانہ: گھر
دینِ نبویؐ: دین اسلام
دیس: ملک، مراد مذہب
مُصطفوی: مراد حضور اکرم محمد مصطفیٰ کا پیرو، مسلمان

نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے!

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزاد وطن صورت ماہی
ہے ترک وطن سنت محبوبؐ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے

اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

نظارۂ دیرینہ: پرانا منظر، مراد مذہب سے اسلاف والی محبت
قید مقامی: خاص سرزمین کو وطن قرار دینا
آزاد وطن: جغرافیائی حدوں سے آزاد
صورت ماہی: مچھلی کی طرح
ترک وطن: خاص سرزمین سے ہجرت کر جانا
سنت: طریقہ
محبوب الٰہی: مراد حضور اکرمؐ
صداقت: سچائی

گفتار سیاست: سیاسی بات چیت
ارشاد نبوت: مراد حضور اکرمؐ نے جو کچھ فرمایا
رقابت: دشمنی
تسخیر: قابو میں لانا، فتح کرنا
مقصود تجارت: تجارت کا مقصد، تجارت کے حوالے سے
اصلی غرض
قومیت اسلام: مراد ملت سے متعلق اسلام کا نظریہ
جڑ کٹنا: تباہ ہونا، مٹنا

ایک حاجی مدینے کے راستے میں

قافلہ لُوٹا گیا صحرا میں اور منزل ہے دُور
اس بیاباں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دُور

ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو، ہو کے بے دل سُوئے بیت اللہ پھرے

اُس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی!
موت کے زہراب میں پائی ہے اُس نے زندگی

خنجرِ رہزن اُسے گویا ہلالِ عید تھا
"ہائے یثرب" دل میں، لب پر نعرۂ توحید تھا

خوف کہتا ہے کہ یثرب کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ تُو مسلم ہے، بے باکانہ چل

بے زیارت سُوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا
عاشقوں کو روزِ محشر منہ نہ دِکھلاؤں گا کیا

بحرِ خشک: بیابان کو خشک سمندر کہا
ساحل: کنارہ یعنی آخری حد
دشنۂ رہزن: لٹیرے کا خنجر
بیدل ہونا: غم زدہ ہونا
سُوئے بیت اللہ: خدا کے گھر (کعبہ) کی طرف
پھرے: واپس ہوئے، لوٹ گئے
بخاری: بخارا کا رہنے والا

زہراب: زہر ملا پانی، شدید تلخی
ہلالِ عید: عید کا چاند جسے دیکھ کر بہت خوشی منائی جاتی ہے
"ہائے یثرب": مراد مدینے کی آرزو جو پوری نہ ہوئی
نعرۂ توحید: اللہ اکبر
شوق: عشق، محبت
بیباکانہ: کسی خوف کے بغیر
بے زیارت: زیارت کے بغیر

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرتِ مدفونِ یثربؐ میں یہی مخفی ہے راز

گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جاں کاہی میں ہے

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے
اور تاثّر آدمی کا کس قدر بے باک ہے

قطعہ

کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبیؐ پہ رو رو کے کہہ رہا تھا
کہ مصر و ہندوستاں کے مسلم بنائے ملّت مٹا رہے ہیں

یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

دشت پیمائے حجاز: حجاز کا راستہ طے کرنے والا
ہجرت: اپنا شہر چھوڑ کر (دینی مصلحت کی خاطر) کسی دوسرے شہر میں آباد ہونا
مدفونِ یثرب: مدینے میں دفن، مراد حضور اکرمؐ کی میّت مبارک
مخفی: چھپا ہوا
سلامت: حفاظت
محملِ شامی: وہ کجاوہ جو حج کے موقع پر، ملک شام سے، غلافِ کعبہ کے ساتھ بھیجا جاتا ہے
ہمراہی میں: ساتھ چلنے میں
جاں کاہی: جان گھلنا (خوف / مشقت کے سبب)
زیاں اندیش: نقصان / گھاٹے کا سوچنے والی
تاثّر: مراد عشق کا جذبہ

قطعہ: ٹکڑا، مراد چند شعروں پر مشتمل نظم
شوریدہ: دیوانہ
خوابگاہ: مراد روضۂ مبارک
بنائے ملّت: ملت کی بنیاد / عمارت
زائران: جمع زائر، زیارت کرنے والے، مراد تعلیم پانے والے، سیاحت کرنے والے
حریمِ مغرب: مراد یورپ کی درس گاہیں اور شہر وغیرہ
ہزار رہبر: یعنی خواہ کتنے ہی لیڈر بن جائیں

غضب ہیں یہ "مرشدانِ خود بیں" خُدا تری قوم کو بچائے!
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزّت بنا رہے ہیں

سُنے گا اقبالؔ کون ان کو، یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ ہم کو پُرانی باتیں سُنا رہے ہیں!

شکوہ

کیوں زیاں کار بنوں، سود فراموش رہوں　　فکرِ فردا نہ کروں، محوِ غمِ دوش رہوں
نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں　　ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں؟

جرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے، خاکم بدہن، ہے مجھ کو

غضب ہیں: مراد بڑے چالاک اور مکار ہیں
مُرشدانِ خود بین: مغرور راہ نما
بگاڑ کر: سوچیں بدل کر، گمراہ کر کے
عزت بنانا: بڑے آدمی بننا، شہرت پانا
پرانی باتیں: مراد نیک جذبوں اور جہد و عمل کی باتیں

شکوہ: گِلہ
زیاں کار: نقصان / گھاٹا اٹھانے والا
سود فراموش: فائدہ بُھلانے والا
فردا: آنے والا کل
محو: مصروف
غم دوش: گذرے ہوئے کل / ماضی کا غم
نالے: فریادیں
ہمہ تن گوش: پوری طرح کان لگا کر سننے والا
ہمنوا: مراد محفل کا ساتھی
جرأت آموز: دلیری سکھانے والی
تاب سخن: بات کرنے کی طاقت
خاکم بدہن: میرے منہ میں خاک (کسی بڑی ہستی کے متعلق خلاف ادب بات ہو جانے پر کہتے ہیں)

ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصۂ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم

سازِ خاموش ہیں، فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم

اے خدا! شکوۂ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گِلا بھی سن لے

تھی تو موجود ازل سے ہی تری ذاتِ قدیم
پھول تھا زیبِ چمن پر نہ پریشاں تھی شمیم

شرطِ انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ عمیم
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم

ہم کو جمعیتِ خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ امت ترے محبوبؐ کی دیوانی تھی؟

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام ترا؟
قوتِ بازوئے مسلم نے کیا کام ترا

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی، تورانی بھی
اہلِ چیں چین میں، ایران میں ساسانی بھی

بجا: صحیح، درست
شیوۂ تسلیم: خدا کی رضا پر راضی ہونے کی عادت
سازِ خاموش: باجا جو بظاہر بج نہ رہا ہو
معمور: بھرا ہوا
لب: ہونٹ
اربابِ وفا: وفا نبھانے والے لوگ
خوگرِ حمد: تعریف کرنے کا عادی
ذاتِ قدیم: پرانی ہستی
زیبِ چمن: باغ کی سجاوٹ کا باعث
پریشاں: بکھرنا، پھیلنا
شمیم: خوشبو
صاحبِ الطافِ عمیم: عام مہربانیوں / لطف و عنایت کا مالک

بوئے گل: پھول کی خوشبو، مراد ملت اسلامیہ
نسیم: صبح کی خوشگوار ہوا، اسلام
جمعیتِ خاطر: دلی اطمینان
محبوبؐ: مراد حضور اکرمؐ
ہم سے پہلے: مسلمانوں / اسلام سے پہلے
مسجود: جس کو سجدہ کیا جائے
پیکرِ محسوس: نظر آنے والا مادی جسم
اَن دیکھے: مراد تیرے وجود کو منوایا
بسنا: رہنا
سلجوق: ترکوں کا ایک قبیلہ
تورانی: توران / ترکی کا باشندہ
ساسانی: قدیم ایران کا ایک حکمران خاندان

اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی　　اسی دنیا میں یہودی بھی تھے، نصرانی بھی
پر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے
بات جو بگڑی ہوئی تھی، وہ بنائی کس نے

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں　　خشکیوں میں کبھی لڑتے، کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں　　کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لیے　　اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لیے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے　　سر بکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لیے؟
قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی!

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے　　پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے　　تیغ کیا چیز ہے، ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

معمورہ: آبادی، دنیا
نصرانی: عیسائی
پر: لیکن
کس نے: یعنی مسلمانوں نے
بگڑی ہوئی بات بنانا: ناکامی کو کامیابی میں بدلنا، مراد توحید سے ناواقف لوگوں کو توحید و اسلام کا شیفتہ (دلدادہ) بنانا
معرکہ آرا: مراد جہاد کرنے والے
شان: مرتبہ، بڑائی
جہاندار: بادشاہ، بڑے بڑے حکمران
کلمہ: مراد کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"
تلواروں کی چھاؤں میں: میدان جنگ میں

تیغ زنی: تلوار چلانا، جہاد کرنا
سر بکف: ہتھیلی پہ سر رکھے ہوئے، لڑنے مرنے پر تیار
بت فروشی: مراد محمود غزنوی نے سومنات پر حملہ کیا تو پجاریوں نے اسے بہت سامال و دولت پیش کیا تاکہ وہ بت نہ توڑے۔ اس نے جواب دیا "میں بت شکن کہلانا چاہتا ہوں بت فروش نہیں"
بت شکنی: بت توڑنا
ٹلنا: اپنی جگہ سے ہل جانا
سرکش: باغی، نہ ماننے والا
بگڑ جانا: غصے میں آجانا
تیغ: تلوار

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے
شہر قیصر کا جو تھا، اس کو کیا سر کس نے
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے
کس نے ٹھنڈا کیا آتشکدۂ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو؟

کون سی قوم فقط تیری طلب گار ہوئی
اور تیرے لیے زحمت کشِ پیکار ہوئی
کس کی شمشیر جہانگیر، جہاندار ہوئی
کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی
کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے "ھو اللہ احد" کہتے تھے

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

دل پر نقش بٹھانا: مراد دلوں میں پورا پورا اثر جمانا
زیر خنجر: خنجر کے نیچے
اُکھاڑا: جھٹکا دے کر اپنی جگہ سے ہٹا دیا
درِ خیبر: خیبر کا دروازہ، خیبر یہودیوں کا ایک مضبوط قلعہ جسکا دروازہ بھی بیحد مضبوط تھا۔ اس کے محاصرے کے وقت حضرت علیؓ نے پوری قوت سے یہ دروازہ اکھاڑ دیا تھا
شہر قیصر: مراد روم، روما الکبریٰ
سر کرنا: فتح کرنا
مخلوق خداوند: مراد بنائے ہوئے آقا یعنی بُت
پیکر: جسم، ڈھانچا
ٹھنڈا کرنا: بجھانا، ختم کر دینا
آتشکدہ ایران: اسلام سے پہلے ایران کے لوگ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ آتشکدہ میں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی۔ (آج کل کے آتش پرست، پارسی کہلاتے ہیں)
یزداں: آتش پرستوں کے مطابق نیکیوں کا خدا، مراد اللہ
زحمت کش پیکار: جنگ / جہاد کی تکلیفیں اٹھانے والی
شمشیر جہانگیر: دنیا کو فتح کرنے والی تلوار
جہاندار: دنیا پر حکومت کرنے والی
صنم: بت
"ھُوَ اللّٰہ اَحَد": وہ اللہ ایک ہے
عین لڑائی: یعنی جب لڑائی زوروں پر ہو
قبلہ رو: کعبے کی طرف منہ کر کے
زمیں بوس ہونا: سجدہ کرنا
قوم حجاز: مراد مسلمان قوم / فوج
محمود و ایاز: مراد آقا اور غلام
بندہ: غلام
بندہ نواز: مراد آقا

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

محفلِ کون و مکاں میں سحر و شام پھرے　　مئے توحید کو لیکر صفت جام پھرے
کوہ میں، دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے　　اور معلوم ہے تجھ کو، کبھی ناکام پھرے!

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے　　نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے　　تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

پھر بھی ہم سے یہ گلا ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں، تو بھی تو دلدار نہیں!

امتیں اور بھی ہیں، ان میں گنہگار بھی ہیں　　عجز والے بھی ہیں، مستِ مئے پندار بھی ہیں
ان میں کاہل بھی ہیں، غافل بھی ہیں، ہشیار بھی ہیں　　سیکڑوں ہیں کہ ترے نام سے بیزار بھی ہیں

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

صاحب: مالک، آقا
غنی: مالدار
سرکار: دربار، بارگاہ
محفل کون و مکاں: مراد دنیا
سحر: صبح
مئے توحید: خدا کی وحدت کی شراب، مراد توحید
صفتِ جام: شراب کے پیالے کی طرح
کوہ: پہاڑ
بحر ظلمات: اندھیروں کا سمندر، اشارہ ہے فتح افریقہ کی طرف جو عقبہ بن نافع نے ۶۸۱ء میں کی
گھوڑے دوڑانا: جہاد کرنا

صفحہ دہر: مراد زمانہ
باطل: ظلم
نوع انسان: مراد تمام انسان
جبینوں سے بسانا: سجدے کرنا
وفادار: دوستی کا حق ادا کرنے والا / والے
دلدار: ہمدردی کرنے والا
عجز: عاجزی
مستِ مئے پندار: گھمنڈ، غرور کی شراب کے نشے میں چور
اغیار: جمع، غیر مراد دوسری قومیں
کاشانوں: جمع کاشانہ، ٹھکانے
برق گرنا: مراد مصیبتیں پڑنا

بت صنم خانوں میں کہتے ہیں، مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبے کے نگہبان گئے
منزلِ دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے

خندہ زن کفر ہے، احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں

یہ شکایت نہیں، ہیں ان کے خزانے معمور
نہیں محفل میں جنہیں بات بھی کرنے کا شعور
قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بے چارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور

اب وہ الطاف نہیں، ہم پہ عنایات نہیں
بات یہ کیا ہے کہ پہلی سی مدارات نہیں؟

کیوں مسلمانوں میں ہے دولتِ دنیا نایاب
تیری قدرت تو ہے وہ جسکی نہ حد ہے نہ حساب
تو جو چاہے تو اٹھے سینۂ صحرا سے حباب
رہروِ دشت ہو سیلی زدۂ موجِ سراب

طعنِ اغیار ہے، رسوائی ہے، ناداری ہے
کیا ترے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے؟

صنم خانہ: بتوں کا گھر
مسلمان گئے: مراد مسلمان مٹ گئے
نگہبان: حفاظت کرنے والا/والے
منزلِ دہر: مراد زمانہ
حدی خوان: اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے خاص قسم کے اشعار پڑھنے والے
خندہ زن: ہنسی اڑانے والا
کفر: کافر طاقتیں
پاس: لحاظ
معمور: بھرے ہوئے
قہر: غضب، دکھ
حور و قصور: خوبصورت عورتیں اور شاندار عمارتیں (قصور بمع قصر، محل)
وعدۂ حور: مراد آخرت، بہشت میں حوریں دینے کا وعدہ
الطاف: بمع لطف، مہربانیاں
مدارات: خاطر تواضع
نایاب: نہ ملنے والی، غائب
حد حساب نہ ہونا: بہت زیادہ ہونا
سینۂ صحرا سے: مراد ریگستان میں سے
حباب: پانی کا بلبلا
رہروِ دشت: جنگل میں چلنے والا
سیلی زدہ: تھپیڑے کھانے والا
سراب: وہ چمکتی ریت جو دور سے پانی دکھائی دیتی ہے
طعن: طعنے، طنز
خواری: بے عزتی

بنی اغیار کی اب چاہنے والی دنیا　　رہ گئی اپنے لیے ایک خیالی دنیا
ہم تو رخصت ہوئے، اوروں نے سنبھالی دنیا　　پھر نہ کہنا ہوئی توحید سے خالی دنیا

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے، جام رہے!

تیری محفل بھی گئی، چاہنے والے بھی گئے　　شب کی آہیں بھی گئیں، صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے، اپنا صلہ لے بھی گئے　　آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

دردِ لیلیٰ بھی وہی، قیس کا پہلو بھی وہی　　نجد کے دشت و جبل میں رمِ آہو بھی وہی
عشق کا دل بھی وہی، حسن کا جادو بھی وہی　　امتِ احمدِ مرسلؐ بھی وہی، تو بھی وہی

پھر یہ آزردگیِ غیرِ سبب کیا معنی
اپنے شیداؤں پر یہ چشمِ غضب کیا معنی

تجھ کو چھوڑا کہ رسولِ عربیؐ کو چھوڑا؟　　بت گری پیشہ کیا، بت شکنی کو چھوڑا؟

خیالی: جس کا کوئی وجود نہ ہو
رخصت ہونا: پہلے والی قوت اور جذبہ اور حکمرانی کا نہ رہنا
سنبھالی دنیا: مراد دنیا پر حکمران ہونے
محفل جانا: مراد مسلمانوں کا غلام ہو جانا
چاہنے والے: یعنی مسلمان
شب کی آہیں: رات کے وقت اللہ کے حضور گڑگڑانا
صبح کے نالے: صبح کے وقت عبادت وغیرہ
صلہ: بدلہ، انعام
عشاق: جمع عاشق، چاہنے والے
وعدۂ فردا: مراد قیامت کے دن کا قول و قرار
رخِ زیبا: خوبصورت چہرہ
دردِ لیلیٰ: مراد محبوبِ حقیقی (خدا) کی یاد
قیس کا پہلو: اللہ کے عاشقوں کا دل
نجد: لیلیٰ کا وطن
دشت و جبل: صحرا اور پہاڑ
رمِ آہو: ہرن کا دوڑنا، اللہ کے عاشقوں کا سحر اؤں میں پگھلنا
عشق: مراد عاشق یعنی مومن
حسن کا جادو: مراد اسلام کی دل کشی
احمد مرسلؐ: حضور نبی کریم جنہیں پیغمبر بنا کر بھیجا گیا
آزردگیِ غیرِ سبب: بلاوجہ کی ناراضی
کیا معنی: کیا مطلب یعنی کیوں
شیدا: عاشق
چشمِ غضب: غصے کی نگاہ
تجھ کو چھوڑا (سوالیہ ہے) یعنی نہیں چھوڑا
بت گری: بت بنانا
پیشہ کیا: اپنا پیشہ بنایا (؟) یعنی نہیں بنایا

عشق کو، عشق کی آشفتہ سری کو چھوڑا؟ رسمِ سلمانؓ و اویسِؓ قرنی کو چھوڑا؟

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں
زندگی مثلِ بلالِ حبشیؓ رکھتے ہیں

عشق کی خیر وہ پہلی سی ادا بھی نہ سہی جادہ پیمائی تسلیم و رضا بھی نہ سہی
مضطرب دل صفتِ قبلہ نما بھی نہ سہی اور پابندیِ آئینِ وفا بھی نہ سہی

کبھی ہم سے، کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں، تُو بھی تو ہرجائی ہے

سرِ فاراں پہ کیا دین کو کامل تو نے اک اشارے میں ہزاروں کے لیے دل تو نے
آتش اندوز کیا عشق کا حاصل تو نے پھونک دی گرمیِ رخسار سے محفل تو نے

آج کیوں سینے ہمارے شرر آباد نہیں
ہم وہی سوختہ ساماں ہیں، تجھے یاد نہیں؟

آشفتہ سری: دیوانگی

سلمانؓ: حضورؐ کے بہت پیارے صحابی جو سلمان فارسیؓ کے نام سے مشہور ہیں، ایرانی تھے

اویس قرنیؒ: حضور اکرمؐ کے سچے عاشق۔ والدہ کے بڑھاپے کے سبب حضور اکرمؐ نے انہیں کہلا بھیجا تھا کہ اپنی والدہ کی خدمت کرو، میری ملاقات جتنا ثواب ملے گا، چنانچہ وہ حضورؐ کی زیارت سے محروم رہے اور جب انہیں غزوۂ اُحد میں حضور کے دانت شہید ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے

آگ: مراد شدید جوش و جذبہ

بلال حبشیؓ: حضورؐ کے مشہور صحابی اور مؤذن

خیر: مراد مان لیا

جادہ پیمائی تسلیم و رضا: اللہ کی رضا پر راضی ہونے کے راستے پر چلنے کی حالت

قبلہ نما: ایک آلہ جس پر لگی ہوئی بڑی سی سوئی قبلے کے رخ کا پتہ دیتی ہے، اسے ہاتھ سے ذرا ہلائیں تو وہ جیسے تڑپنے لگتی ہے اور رخ قطبِ شمالی کی طرف کر لیتی ہے

پابندیِ آئینِ وفا: وفا کے طور طریقوں کے پابند

شناسائی: دوستی، مراد ان پر مہربانی

ہرجائی: ہر جگہ پہنچنے والا، ہر جگہ سے تعلق رکھنے والا، بیوفا

سرِ فاران: کوہِ فاران پر، فاران، مکہ معظمہ کی وہ پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا، مراد خانہ کعبہ

دل لینا: اپنا دیوانہ بنا لینا

آتش اندوز: آگ (جوش و جذبہ) جمع کرنے والا

حاصل: یہاں مراد نتیجہ

پھونک دی: جلا دی، سوز و حرارت بھر دی

گرمیِ رخسار: چہرے یعنی حضور اکرمؐ کے جلوہ کی حرارت

شرر آباد: مراد حرارتِ عشق سے پُر

سوختہ ساماں: جس کا سب کچھ جل گیا ہو، مراد عشق میں جس کا دل و جان وغیرہ سب کچھ جاتا رہا ہو

وادیٔ نجد میں وہ شور سلاسل نہ رہا　　قیس دیوانۂ نظارۂ محمل نہ رہا
حوصلے وہ نہ رہے، ہم نہ رہے، دل نہ رہا　　گھر یہ اجڑا ہے کہ تو رونقِ محفل نہ رہا

☆

اے خوش آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بے حجابانہ سوئے محفلِ ما باز آئی

بادہ کش غیر ہیں گلشن میں لبِ جو بیٹھے　　سنتے ہیں جام بکف نغمہ کوکو بیٹھے
دور ہنگامۂ گلزار سے یک سو بیٹھے　　تیرے دیوانے بھی ہیں منتظر "ھو" بیٹھے

اپنے پروانوں کو پھر ذوقِ خود افروزی دے
برقِ دیرینہ کو فرمانِ جگر سوزی دے

قوم آوارہ عناں تاب ہے پھر سوئے حجاز　　لے اڑا بلبلِ بے پر کو مذاقِ پرواز
مضطرب باغ کے ہر غنچے میں ہے بوئے نیاز　　تو ذرا چھیڑ تو دے، تشنۂ مضراب ہے ساز

وادی نجد: حجاز کا وہ علاقہ جو لیلیٰ کا وطن تھا
سلاسل: جمع سلسلہ، زنجیریں
قیس: مجنوں کا اصل نام
نظارۂ محمل: کجاوے کو دیکھنا (جس میں لیلیٰ ہوتی تھی)
گھر: مراد ملت اسلامیہ
یہ اُجڑا ہے: بہت ویران / برباد ہوا ہے
رونق محفل: جس سے بزم میں چہل پہل اور خوشی ہو
بادہ کش: شراب پینے والے، مراد عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے والے
لبِ جو: ندی کے کنارے
جام بکف: ہاتھوں میں شراب کا پیالہ لیے
نغمۂ کوکو: مراد کوئل / فاختہ کی چہچہاہٹ
ہنگامۂ گلزار: باغ کی رونق
یکسو: ایک طرف

منتظر "ھو": مراد خدا کی تائید کا انتظار کرنے والا / والے
ذوق: شوق، جذبہ
خود افروزی: خود کو روشن کرنا، مراد اپنی خودی کو بلند کرنا
برق دیرینہ: پرانی بجلی، مراد پہلے والا جوش و جذبہ
جگر سوزی: مراد دل میں عشق کی گرمی پیدا کرنا
قوم آوارہ: ملت اسلامیہ جس کے پیش نظر اعلیٰ مقصد نہیں
عناں تاب: باگ موڑنے والی، واپس جانے والی
سوئے حجاز: مراد اسلام کی طرف
بلبل بے پر: مراد مسلمان جو وسائل سے محروم ہیں
مذاق: ذوق، جذبہ
بوئے نیاز: عاجزی کی خوشبو
باغ کا ہر غنچہ: مراد ملت کا ہر فرد
چھیڑنا: ساز بجانا
تشنہ مضراب: جسے مضراب کی ضرورت ہے

☆ اے محبوب وہ دن بڑا اچھا ہوگا جب تو آئے گا اور بڑے ناز و ادا کے ساتھ آئے گا اور ہماری محفل کی طرف کھلے چہرے کے ساتھ دوبارہ آئے گا۔

نغمے بیتاب ہیں تاروں سے نکلنے کے لیے
طور مضطر ہے اسی آگ میں جلنے کے لیے

مشکلیں امتِ مرحوم کی آساں کردے
مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیماں کردے

جنسِ نایابِ محبت کو پھر ارزاں کردے
ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کردے

☆

جوئے خوں می چکد از حسرتِ دیرینۂ ما
می تپد نالہ بہ نشتر کدۂ سینۂ ما

بوئے گل لے گئی بیرونِ چمن رازِ چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غمازِ چمن

عہدِ گل ختم ہوا، ٹوٹ گیا سازِ چمن
اڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن

ایک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم اب تک
اس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم اب تک

قمریاں شاخِ صنوبر سے گریزاں بھی ہوئیں
پتیاں پھول کی جھڑ جھڑ کے پریشاں بھی ہوئیں

نغمے: مراد جذبے
طور: کوہِ طور جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا
اُمتِ مرحوم: وہ قوم جس پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہو۔ دوسرا مطلب مُردہ قوم
مورِ بے مایہ: حقیر سی چیونٹی، مسلمان
ہمدوش: برابر
سلیمان: حضرت سلیمانؑ
جنسِ نایاب: نہ ملنے والا مال
ارزاں: سستا سودا
دیر نشین: مندر میں بیٹھنے والے، مراد وہ مسلمان جو اسلام سے دور ہٹ گئے ہیں
بوئے گل: مراد قوم کے بے وفا بیٹا جو دوسری قوموں سے مل گئے ہیں
غماز: چغلی کھانے والا

عہدِ گل: موسمِ بہار، مراد ملتِ اسلامیہ کی ترقی
ٹوٹ گیا سازِ چمن: یعنی قومِ مسلم میں اتحاد نہ رہا
زمزمہ پردازِ چمن: یعنی وہ مسلمان جو اسلام کی ترقی و برتری کے لیے کوشاں رہتے تھے
ایک بلبل: مراد خود علامہ اقبال
محوِ ترنم: چہچہانا یعنی اسلام سے متعلق شعر کہنے میں مصروف
نغموں کا تلاطم: جذبوں کا طوفان
قمریاں: فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ، مراد پہلے مسلمان جنہوں نے اسلام کے لیے کام کیے
شاخِ صنوبر: مراد اسلام کا باغ یعنی اسلام
گریزاں: دور نے / بھاگنے والی
جھڑ جھڑ کے: ٹوٹ ٹوٹ کر
پریشاں ہونا: بکھرنا

☆: ہماری پرانی حسرت سے خون کی ندی رواں ہے اور فریاد ہمارے سینے میں، جو نشتروں سے خمی ہے، تڑپ رہی ہے۔

وہ پرانی روشیں باغ کی ویراں بھی ہوئیں ڈالیاں پیرہنِ برگ سے عریاں بھی ہوئیں
قیدِ موسم سے طبیعت رہی آزاد اس کی
کاش گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد اس کی

لطف مرنے میں ہے باقی، نہ مزا جینے میں کچھ مزا ہے تو یہی خونِ جگر پینے میں
کتنے بیتاب ہیں جوہر مرے آئینے میں کس قدر جلوے تڑپتے ہیں مرے سینے میں
اس گلستاں میں مگر دیکھنے والے ہی نہیں
داغ جو سینے میں رکھتے ہوں وہ لالے ہی نہیں

چاک اس بلبلِ تنہا کی نوا سے دل ہوں جاگنے والے اسی بانگِ درا سے دل ہوں
یعنی پھر زندہ نئے عہدِ وفا سے دل ہوں پھر اسی بادۂ دیرینہ کے پیاسے دل ہوں
عجمی خم ہے تو کیا، مے تو حجازی ہے مری
نغمہ ہندی ہے تو کیا، لے تو حجازی ہے مری



روشیں: جمع روش، باغ کی پٹریاں، مراد آغاز اسلام کے مسلمانوں کے طور طریقے، جذبے وغیرہ

ویراں: مراد وہ جذبے نہ رہے

پیرہنِ برگ: پتے کا لباس، مراد مسلمانوں کے علوم اور عقیدے وغیرہ

قیدِ موسم: مراد وقت کے تقاضے

گلشن: باغ، مراد قوم، ملت

لطف: مزہ

خونِ جگر پینا: مراد قوم کی حالت پر کڑھنا

جوہر مرے آئینے میں: یعنی مرے دل میں جو کچھ ہے

بیتاب ہے: یعنی دل کی بات باہر آنے کے لیے بے چین ہے

جلوے تڑپنا: یعنی وہی پہلے مصرعے والی بات

اِس گلستاں: مراد اس ملک (برصغیر ہند)

داغ سینے میں رکھنا: مراد دل میں محبت کے جذبے رکھنا

بلبلِ تنہا: اکیلا شاعر یعنی علامہ

نوا: مراد شاعری

دل چاک ہونا: مراد دل پر بیحد اثر ہونا

جاگنے والے: بیدار، عمل پر آمادہ ہونے والے

بادۂ دیرینہ: مراد پرانے مسلمانوں والے جذبے

عجمی خُم: مراد غیر عرب ہونا

مے تو حجازی ہے مری: یعنی میری شاعری تو اسلامی رنگ لیے ہوئے ہے

نغمہ ہندی ..... وہی پہلے مصرعے والی بات

چاند

اے چاند! حسن تیرا فطرت کی آبرو ہے
طوفِ حریمِ خاکی تیری قدیم خو ہے
یہ داغ سا جو تیرے سینے میں ہے نمایاں
عاشق ہے تو کسی کا، یہ داغِ آرزو ہے؟
میں مضطرب زمیں پر، بیتاب تو فلک پر
تجھ کو بھی جستجو ہے، مجھ کو بھی جستجو ہے
انساں ہے شمع جس کی، محفل وہی ہے تیری؟
میں جس طرف رواں ہوں، منزل وہی ہے تیری؟

تو ڈھونڈتا ہے جس کو تاروں کی خامشی میں
پوشیدہ ہے وہ شاید غوغائے زندگی میں
استادہ سرو میں ہے، سبزہ میں سو رہا ہے
بلبل میں نغمہ زن ہے، خاموش ہے کلی میں
آ! میں تجھے دکھاؤں رخسارِ روشن اس کا
نہروں کے آئنے میں، شبنم کی آرسی میں
صحرا و دشت و در میں، کہسار میں وہی ہے
انساں کے دل میں، تیرے رخسار میں وہی ہے

طوف: چکر لگانا
حریمِ خاکی: مراد کرۂ ارض
قدیم خو: پرانی عادت
داغ: دھبا (جو چاند میں نظر آتا ہے)
کسی کا؟: (سوالیہ ہے۔ جواب) محبوب حقیقی، خدا
داغِ آرزو: مراد عشق کا زخم
جستجو: تلاش
شمع: مراد جس (انسان) سے اس دنیا کی رونق ہے
محفل: خدا کی معرفت کی جگہ
رواں ہوں: چل رہا ہوں
پوشیدہ: چھپا ہوا
غوغائے زندگی: مراد دنیا کی رونق، چہل پہل، ہنگامے
اِستادہ: ایستادہ، کھڑا ہوا
سرو: وہ لمبا درخت جو سیدھا کھڑا ہوتا ہے
سبزہ میں سو رہا ہے: سبزہ زمین پر اس طرح ہوتا ہے جیسے وہ سو رہا ہو، مراد خدا سبزے میں بھی ہے
نغمہ زن: چہچہانے والا
رخسارِ روشن: چمکدار چہرہ
آرسی: انگوٹھے میں پہننے والا چھوٹا سا زیور جس میں آئینہ بھی لگا ہوتا ہے اور عورتیں اس میں منہ دیکھتی ہیں
دشت و در: جنگل اور بیابان
وہی: یعنی خدا تعالیٰ

رات اور شاعر

۱

رات

کیوں میری چاندنی میں پھرتا ہے تُو پریشاں
خاموش صورتِ گل، مانندِ بُو پریشاں

تاروں کے موتیوں کا شاید ہے جوہری تُو
مچھلی ہے کوئی میرے دریائے نور کی تُو

یا تُو مری جبیں کا تارا گرا ہُوا ہے
رفعت کو چھوڑ کر جو پستی میں جا بسا ہے

خاموش ہوگیا ہے تارِ ربابِ ہستی
ہے میرے آئنے میں تصویرِ خوابِ ہستی

دریا کی تہ میں چشمِ گرداب سوگئی ہے
ساحل سے لگ کے موجِ بیتاب سوگئی ہے

پریشاں: بے چین
صورت گل: پھول کی طرح
مانندِ بو: خوشبو کی طرح
پریشاں: بکھرا ہوا
جوہری: قیمتی موتیوں کی پہچان / پرکھ رکھنے والا
دریائے نور: روشنی کا دریا، آسمان
جبیں: ماتھا، پیشانی

رفعت: بلندی
پستی: نیچائی
تارِ رباب ہستی: زندگی کے باجے کا تار، مراد زندگی
جو رات کے وقت خاموش ہے
گرداب: بھنور
موج بیتاب: مراد اچھلتی ہوئی لہریں

بستی زمیں کی کیسی ہنگامہ آفریں ہے
یوں سوگئی ہے جیسے آباد ہی نہیں ہے

شاعر کا دل ہے لیکن ناآشنا سخن سے
آزاد رہ گیا تُو کیونکر مرے فسوں سے؟

﴿ ۲ ﴾

شاعر

مَیں ترے چاند کی کھیتی میں گہر بوتا ہوں
چُھپ کے انسانوں سے مانندِ سحر روتا ہوں

دن کی شورش میں نکلتے ہوئے گھبراتے ہیں
عُزلتِ شب میں مرے اشک ٹپک جاتے ہیں

مجھ میں فریاد جو پنہاں ہے، سُناؤں کس کو
تپشِ شوق کا نظّارہ دِکھاؤں کس کو

برقِ ایمن مرے سینے پہ پڑی روتی ہے
دیکھنے والی ہے جو آنکھ، کہاں سوتی ہے!

بستی زمیں کی: مراد زمین کی دنیا
کیسی: کتنی زیادہ
ہنگامہ آفریں: شور و غل / رونق پیدا کرنے والی
آباد ہی نہیں: اس میں کوئی نہیں رہ رہا
ناآشنا: ناواقف، بے خبر
فسوں: جادو
گہر بونا: مراد آنسو ٹپکانا

مانند سحر: صبح کی طرح، مراد اوس کی طرح
شورش: ہنگامہ
عزلتِ شب: رات کی تنہائی
ٹپک جانا: قطرہ قطرہ کر کے گر جانا
تپشِ شوق: عشق کی گرمی
برقِ ایمن: اشارہ ہے وادی ایمن (کوہ طور) کی طرف جہاں جلوۂ خدا بجلی کی طرح چمکا تھا

صفَتِ شمعِ لحد مُردہ ہے محفل میری
آہ، اے رات! بڑی دُور ہے منزل میری

عہدِ حاضر کی ہوا راس نہیں ہے اس کو
اپنے نقصان کا احساس نہیں ہے اس کو

ضبطِ پیغامِ محبت سے جو گھبراتا ہوں
تیرے تابندہ ستاروں کو سُنا جاتا ہوں

بزمِ انجم

سورج نے جاتے جاتے شامِ سیہ قبا کو
طشتِ افق سے لیکر لالے کے پھول مارے

پہنادیا شفق نے سونے کا سارا زیور
قدرت نے اپنے گہنے چاندی کے سب اتارے

محمل میں خامشی کے لیلائے ظلمت آئی
چمکے عروسِ شب کے موتی وہ پیارے پیارے

وہ دور رہنے والے ہنگامۂ جہاں سے
کہتا ہے جن کو انساں اپنی زباں میں "تارے"

صفت: مانند / طرح
شمعِ لحد: قبر پر جلنے والی موم بتی
محفل میری: میری قوم
مُردہ: مری ہوئی
بڑی دور ہے منزل میری: مراد اپنی قوم کو بیدار کرنے کا کام بہت دشواریاں لیے ہوئے ہے
احساس: خیال
ضبطِ پیغام محبت: محبت کا پیغام روک رکھنا
تابندہ: روشن
انجم: جمع نجم، ستارے

شام سیہ قبا: اندھیرے کی وجہ سے کالے لباس والی شام کہا
طشت: تسلا، تھال
لالے کے پھول: مراد آسمان کے کنارے پر پھیلی ہوئی سُرخی
شفق: آسمان پر صبح اور شام کے وقت پھیلنے والی سُرخی
چاندی کے گہنے: مراد دن کی سفیدی اور روشنی
لیلائے ظلمت: تاریکی / اندھیرے کی لیلیٰ، مراد اندھیرا
عروسِ شب: رات کی دلہن
موتی: مراد ستارے
ہنگامۂ جہاں: دنیا کی رونق، چہل پہل

محوِ فلک فروزی تھی انجمن فلک کی
عرشِ بریں سے آئی آواز اک ملک کی

اے شب کے پاسبانو! اے آسماں کے تارو!
تابندہ قوم ساری گردوں نشیں تمہاری
چھیڑو سرود ایسا، جاگ اٹھیں سونے والے
رہبر ہے قافلوں کی تابِ جبیں تمہاری
آئینے قسمتوں کے تم کو یہ جانتے ہیں
شاید سنیں صدائیں اہل زمیں تمہاری

رخصت ہوئی خموشی تاروں بھری فضا سے
وسعت تھی آسماں کی معمور اس نوا سے

"حسنِ ازل ہے پیدا تاروں کی دلبری میں
جس طرح عکسِ گل ہو شبنم کی آرسی میں
آئینِ نَو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
یہ کاروانِ ہستی ہے تیز گام ایسا
قومیں کچل گئی ہیں جس کی رواروی میں
آنکھوں سے ہیں ہماری غائب ہزاروں انجم
داخل ہیں وہ بھی لیکن اپنی برادری میں

محو: مصروف
فلک فروزی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل
فلک کی انجمن: مراد چاند تارے
مَلک: فرشتہ
پاسبانو: جمع پاسبان، چوکیدار، حفاظت کرنے والے
تابندہ: روشن
قوم: یعنی چاند تارے
گردوں نشیں: آسمان پر بیٹھنے والی
سرود: گیت، نغمہ
رہبر: راستہ دکھانے والی
تابِ جبیں: ماتھے / پیشانی کی چمک
آئینے قسمتوں کے: یہ عام خیال ہے کہ ستاروں کی گردش سے تقدیریں بنتی یا بگڑتی ہیں
صدا: آواز
اہلِ زمیں: مراد انسان

معمور: بھری ہوئی، پُر
نوا: آواز
حسنِ ازل: قدرت کا حُسن
دلبری: پیارا ہونا
عکسِ گل: پھول کی تصویر
آرسی: مراد چھوٹا سا آئینہ
آئینِ نو: مراد زمانے کے موجودہ دستور / تقاضے
طرزِ کہن: مراد پرانا انداز زندگی
کٹھن: دشوار، مشکل
کاروانِ ہستی: زندگی کا قافلہ یعنی زندگی
تیز گام: بہت تیز چلنے والا
کچل جانا: فنا ہو جانا، مٹ جانا
رواروی: مراد لگاتار تیز چلتے رہنا
غائب: اوجھل
برادری: خاندان / جماعت

اک عمر میں نہ سمجھے اس کو زمین والے جو بات پاگئے ہم تھوڑی سی زندگی میں
ہیں جذبِ باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں"

سیر فلک

تھا تخیل جو ہم سفر میرا آسماں پر ہوا گذر میرا
اڑتا جاتا تھا اور نہ تھا کوئی جاننے والا چرخ پر میرا
تارے حیرت سے دیکھتے تھے مجھے رازِ سربستہ تھا سفر میرا
حلقۂ صبح و شام سے نکلا
اس پرانے نظام سے نکلا
کیا سناؤں تمہیں ارم کیا ہے خاتمِ آرزوئے دیدہ و گوش
شاخِ طوبیٰ پہ نغمہ ریز طیور بے حجابانہ حور جلوہ فروش
ساقیانِ جمیل جام بدست پینے والوں میں شورِ نوشا نوش

اک عمر میں: بہت عرصہ تک
پاجانا: سمجھ جانا
جذب باہمی: ایک دوسرے کی کشش
نظام قائم ہونا: انتظام، بندوبست برقرار / جاری رہنا
پوشیدہ: چھپا ہوا
نکتہ: گہری / اہم بات
تخیل: ذہن میں آیا ہوا خیال
چرخ: آسمان
رازِ سربستہ: چھپا ہوا بھید
حلقہ: دائرہ، چکر
ارم: بہشت

خاتم آرزوئے دیدہ و گوش: آنکھوں اور کانوں کی خواہش ختم کرنے والی
طوبیٰ: جنت کا ایک درخت
نغمہ ریز: چہچہانے والا / والے
طیور: جمع طائر، پرندے
بے حجابانہ: پردے کے بغیر، کھل کر
جلوہ فروش: مراد اپنا دیدار کرانے والی
ساقیانِ جمیل: شراب طہور پلانے والے خوبصورت ساقی یعنی غلمان
جام بدست: ہاتھوں میں (شراب) کے پیالے لیے ہوئے
شورِ نوشا نوش: "پیو اور خوب پیو" کا شور / ہنگامہ

دور جنت سے آنکھ نے دیکھا ایک تاریک خانہ، سرد و خموش
طالعِ قیس و گیسوئے لیلیٰ اس کی تاریکیوں سے دوش بدوش
خنک ایسا کہ جس سے شرما کر کرۂ زمہریر ہو روپوش
میں نے پوچھی جو کیفیت اس کی حیرت انگیز تھا جوابِ سروش
یہ مقامِ خنک جہنم ہے نار سے، نور سے تہی آغوش
شعلے ہوتے ہیں مستعار اس کے جن سے لرزاں ہیں مردِ عبرت کوش

اہل دنیا یہاں جو آتے ہیں
اپنے انگار ساتھ لاتے ہیں!

تاریک خانہ: اندھیرے والی جگہ
سرد: ٹھنڈا
خموش: خاموش، چپ کی حالت
طالعِ قیس: مجنوں کا نصیبہ، مراد سیاہ
گیسوئے لیلیٰ: لیلیٰ کی زلفیں، یعنی سیاہ
دوش بدوش: کندھے سے کندھا ملائے ہوئے یعنی تاریکی میں ایک جیسے
خنک: ٹھنڈا، ٹھنڈی
کرۂ زمہریر: ہوا کے دائرے کا وہ حصہ جو تمام کائنات میں سب سے زیادہ ٹھنڈا ہے
روپوش: شرم کے مارے منہ چھپانے والا
کیفیت: حالت، صورت حال
حیرت انگیز: حیرانی بڑھانے والا
سروش: فرشتہ
نار: آگ
نور: روشنی
تہی آغوش: جس کی گود خالی ہو، مراد خالی
جہنم: دوزخ
مستعار: دوسروں سے مانگے ہوئے
لرزاں: کانپنے والا
مردِ عبرت کوش: دوسروں کے بُرے انجام سے سبق لینے والا انسان
انگار: شعلے، آگ
اپنے ساتھ لانا: مراد اپنے برے اعمال (آگ کی صورت میں) لانا

نصیحت

میں نے اقبالؔ سے از راہِ نصیحت یہ کہا
عامِل روزہ ہے تُو اور نہ پابند نماز

تُو بھی ہے شیوۂ اربابِ ریا میں کامل
دل میں لندن کی ہَوس، لب پہ ترے ذکرِ حجاز

جُھوٹ بھی مصلحت آمیز ترا ہوتا ہے
تیرا اندازِ تملّق بھی سراپا اعجاز

ختم تقریر تری مدحتِ سرکار پہ ہے
فکرِ روشن ہے ترا مُوجدِ آئینِ نیاز

درِ حکّام بھی ہے تجھ کو مقامِ محمود
پالِسی بھی تری پیچیدہ تر از زلفِ ایاز

ازراہ نصیحت: سمجھانے کے طور پر
عامل: عمل کرنے والا
شیوہ: طور طریقہ
ارباب ریا: مکّار لوگ
کامل: مراد ماہر
لندن: انگلستان کا بڑا اور مشہور شہر
ہوس: مراد تمنا
ذکر حجاز: مراد اسلام کی باتیں
مصلحت آمیز: مراد جس میں دھوکا فریب اور اپنی بھلائی کا خیال ہو
اندازِ تملّق: چاپلوسی کا طریقہ
سراپا: پورے طور پر
اعجاز: غیر معمولی کارنامہ
مدحتِ سرکار: حکومت کی تعریف کرنا
فکر روشن: مراد عمدہ سوچ سمجھ / عقل
موجدِ: ایجاد کرنے والا
آئین نیاز: عاجزی کا طور طریقہ
درِ حکّام: حاکموں کا دروازہ یعنی بارگاہ
مقام محمود: بہت تعریف والی جگہ
پالِسی: Policy ، حکمت عملی
پیچیدہ تر: زیادہ الجھی ہوئی
زلف ایاز: (محمود غزنوی کے غلام) ایاز کی زلف

اور لوگوں کی طرح تُو بھی چُھپا سکتا ہے
پردۂ خدمتِ دیں میں ہَوسِ جاہ کا راز

نظر آجاتا ہے مسجد میں بھی تُو عید کے دن
اثرِ وعظ سے ہوتی ہے طبیعت بھی گداز

دست پرورد ترے مُلک کے اخبار بھی ہیں
چھیڑنا فرض ہے جن پر تری تشہیر کا ساز

اس پہ طُرّہ ہے کہ تُو شعر بھی کہہ سکتا ہے
تیری مِینائے سخن میں ہے شرابِ شیراز

جتنے اوصاف ہیں لیڈر کے، وہ ہیں تجھ میں سبھی
تجھ کو لازم ہے کہ ہو اُٹھ کے شریکِ تگ و تاز

غمِ صیّاد نہیں، اور پر و بال بھی ہیں
پھر سبب کیا ہے، نہیں تجھ کو دماغِ پرواز

☆ "عاقبت منزلِ ما وادیٔ خاموشان است
حالیا غُلغلہ در گنبدِ افلاک انداز"

پردۂ خدمت دین: دین کی خدمت کے بہانے
ہوس جاہ: عزت و مرتبہ حاصل کرنے کا لالچ
طبیعت گداز ہونا: مراد طبیعت پر بیحد اثر ہونا
دست پَروَرد: ہاتھ کا پالا ہوا، جسے مال وغیرہ دیا گیا ہو
فرض ہے: لازم ہے
تشہیر کا ساز چھیڑنا: مراد شہرت کا سامان کرنا (پبلسٹی)
اس پہ طرّہ: یعنی اس سے بڑھ کر یہ
مینائے سخن: شاعری کی شراب کی صراحی، مراد شاعری
شراب شیراز: مراد حافظ شیرازی (شمس الدین ۷۲۶ھ۔ ۷۹۱ھ، مشہور ایرانی شاعر) کی شاعری کا انداز
شریک تگ و تاز: دوڑ دھوپ یعنی سیاسی مقابلے میں شامل
غم صیاد: شکاری یعنی حکمرانوں کا ڈر
پر و بال: مراد جن خوبیوں کی ضرورت ہے
دماغ پرواز: مراد فائدہ اٹھانے کا خیال / فکر

☆ آخر کار ہمارا ٹھکانا قبرستان میں ہے، بہتر یہی کہ اِس وقت تُو کائنات میں ہنگامے مچادے: یعنی تیرے نعروں سے کائنات گونج اٹھے۔ (یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے)

رام

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطّۂ مغرب کے رامِ ہند

یہ ہندیوں کے فکرِ فلک رس کا ہے اثر
رفعت میں آسماں سے بھی اُونچا ہے بامِ ہند

اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دَم سے ہے دُنیا میں نامِ ہند

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند

اعجاز اُس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند

تلوار کا دھنی تھا، شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں، جوشِ محبت میں فرد تھا

رام: ہندوؤں کے قدیم مذہبی رہنما شری رام چندر جی جنہیں ہندوؤں کا ایک فرقہ شری کرشن سے زیادہ قابلِ احترام سمجھتا ہے۔
شرابِ حقیقت: کائنات کی تحقیق (حقیقت ماننا) کا فلسفہ
خطّۂ مغرب: مراد یورپ
رامِ ہند: مراد (فلسفے میں) ہندوستان (کے فلسفیوں) کا لوہا ماننے والے / بہتر جاننے والے
فکرِ فلک رس: آسمان تک پہنچنے والی (بلند) سوچ اور حکمت
بام: چھت، مراد ملک
مَلک سرشت: فرشتوں کی سی خصلت والا
اہلِ نظر: بصیرت رکھنے والے
اعجاز: مراد کرشمہ، انوکھا کام
روشن تر از سحر: صبح سے بھی زیادہ روشن
تلوار کا دھنی: تلوار چلانے میں بڑا ماہر
جوشِ محبت: عشق کا جذبہ
فرد: بے مثل

موٹر

کیسی پتے کی بات جگندر نے کل کہی
موٹر ہے ذوالفقار علی خاں کا کیا خموش

ہنگامہ آفریں نہیں اس کا خرامِ ناز
مانندِ برق تیز، مثالِ ہوا خموش

میں نے کہا، نہیں ہے یہ موٹر پہ منحصر
ہے جادۂ حیات میں ہر تیز پا خموش

ہے پا شکستہ شیوۂ فریاد سے جرس
نکہت کا کارواں ہے مثالِ صبا خموش

موٹر: یہ اشارہ ہے نواب سر ذوالفقار علی خان مرحوم کی کار کی طرف، جس میں ایک مرتبہ علامہ نے سر جگندر سنگھ اور مرزا جلال الدین بیرسٹر کے ہمراہ سیر کی تھی۔ اس دور کی دوسری کاروں میں گھر گھراہٹ کی آواز پیدا ہوتی تھی جبکہ اس کار میں ایسی آواز نہ تھی

پتے کی بات: بڑی ٹھیک بات

جگندر: سردار جگندر سنگھ، سکھوں کے لیڈر، سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر اور ۲ برس وزیر زراعت بھی رہے چند ایک کتابیں ان سے یادگار ہیں

ذوالفقار علی خاں: مالیر کوٹلہ کے حکمران خاندان سے تعلق تھا (۱۸۷۶ء۔ ۱۹۳۳) ۔ علامہ سے ان کی ملاقات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ ان کی دوستی آخر تک رہی۔ انہوں نے Voice from the East or the Poetry of Iqbal جیسی کتاب لکھ کر علامہ کو یورپ اور امریکہ سے روشناس کرایا۔ وہ علامہ کے بہترین دوستوں میں سے تھے

ہنگامہ آفریں: مراد شور پیدا کرنے والی

خرام ناز: ادا سے چلنا، مراد چلنا

مانندِ برق: بجلی کی طرح

منحصر: جس پر انحصار کیا گیا ہو

جادۂ حیات: زندگی کا راستہ

تیز پا: تیز چلنے والا / والی

پا شکستہ: ٹوٹے ہوئے پاؤں والی

شیوہ: طریقہ، ڈھنگ

جرس: گھنٹی

نکہت: خوشبو

صبا: صبح سویرے کی خوش گوار ہوا

مِینا مدام شورشِ قلقل سے پا بہ گلِ
لیکن مزاجِ جامِ خرام آشنا خموش

شاعر کے فکر کو پرِ پرواز خامشی
سرمایہ دارِ گرمی آواز خامشی!

انسان

منظر چمنستاں کے، زیبا ہوں کہ نازیبا
محرومِ عمل نرگس مجبورِ تماشا ہے

رفتار کی لذّت کا احساس نہیں اس کو
فطرت ہی صنوبر کی محرومِ تمنّا ہے

تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دُنیا میں
انسان کی ہر قوّت سرگرمِ تقاضا ہے

مدام: ہمیشہ
شورش: شور
قُلقل: صراحی سے شراب نکلنے کی آواز
جامِ خرام آشنا: گردش میں رہنے والا پیالہ شراب
پرِ پرواز: مراد (خیالات کو) بلندی کی طرف لے جانے کا باعث
سرمایہ دار: مالامال
گرمی آواز: آواز میں دل کو پگھلا دینے والی کیفیت
چمنستان: جہاں کئی چمن (باغ) ہوں، مراد باغ
نازیبا: جو اچھا/خوبصورت نہ ہو

محرومِ عمل: عمل سے بے نصیب، عمل نہ کرنے والی
نرگس: ایک پھول جسے آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے
مجبورِ تماشا: دیکھنے/نظارہ کرنے پر مجبور
رفتار: چلنا
صنوبر: سَرو کی قسم کا ایک لمبا درخت
محرومِ تمنّا: جو ہر طرح کی خواہش سے بے نصیب ہو
تسلیم: رضامندی کی اور خود کچھ نہ کرنے کی عادت
خوگر: عادی
قوت: طاقت یعنی صلاحیت
سرگرم تقاضا: طلب میں مشغول

اس ذرّے کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم
یہ ذرّہ نہیں، شاید سمٹا ہوا صحرا ہے

چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستاں کی
یہ ہستی دانا ہے، بِینا ہے، توانا ہے

خطاب بہ جوانانِ اسلام

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردُوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹُوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سر دارا

تمدن آفریں، خلاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا

اِس ذرّہ: مراد انسان
ہر دم: ہمیشہ
سمٹا ہوا: سکڑا ہوا
ہیئت: شکل و صورت، ڈھانچا
ہستی دانا: عقل و شعور والا وجود
بینا: دیکھنے والا
خطاب: چند لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو / تقریر کرنا
تدبّر: غور و فکر، سوچ بچار
گردوں: آسمان
آغوش: گود

تاجِ سر دارا: اسلام سے پہلے ایران کے قدیم بادشاہ دارا کے سر کا تاج۔ 'دارا عظیم شان و شوکت والا بادشاہ تھا۔ مراد ایران کی اُس وقت کی عظیم حکومت
تمدن آفریں: تہذیب اور باہم رہنے سہنے کے ڈھنگ پیدا کرنے یعنی سکھانے والا
خلاق: تخلیق کرنے / بنانے والا
آئین جہاں داری: دنیا پر حکومت کرنے کا دستور
صحرائے عرب: عرب کا ریگستان، حجاز وغیرہ
شتربان: اونٹ ہانکنے والا
گہوارا: گہوارہ، مراد تربیت کی جگہ

سماں "الفقرُ فخری" کا رہا شانِ امارت میں
☆ "بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوئے زیبارا"

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ مُنعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

غرض مَیں کیا کہُوں تم سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظّارا

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تُو گُفتار وہ کردار، تُو ثابت وہ سیّارا

سماں: منظر
"الفقر فخری": حضور نبی کریمؐ کا ارشاد کہ فقیری میرے لیے فخر کا باعث ہے
شان امارت: امیری یا حکومت کی عزت
گدائی: غریبی، مفلسی
وہ اللہ والے: یعنی عرب مسلمان جنہیں خدا پر بھروسا تھا
غیور: غیرت والے، کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے والے
منعم: مالدار
گدا: فقیر، مفلس
یارا: حوصلہ
صحرا نشیں: ریگستانی علاقوں میں رہنے والے
جہاں گیر: دنیا کو فتح کرنے والے
جہاں دار: دنیا پر حکومت کرنے والے
جہان بان: دنیا پر حکومت کرنے کے انداز سے واقف
جہان آرا: دنیا کو سجانے والے مراد دنیا کے لیے باعثِ مسرت و راحت حکمران
الفاظ میں نقشہ کھینچنا: مراد لفظوں میں اس طرح بیان کرنا کہ پوری تصویر سامنے آجائے
فزوں تر: بڑھ کر، زیادہ
آبا: جمع اَب، مراد پرانے بزرگ (اَسلاف)
نسبت ہونا: ان جیسا ہونے کی خوبی رکھنا
گفتار: گفتگو، بول چال
ثابت: ایک جگہ ٹھہرا رہنے والا
سیّارا: مسلسل چلنے یعنی عمل کرنے والے

☆ خوبصورت چہرے کو سجانے، سنوارنے کی کیا ضرورت ہے یعنی کوئی ضرورت نہیں۔ (یہ مصرع حافظ شیرازی کا ہے)

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

☆ "غنی! روزِ سیاہِ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نُورِ دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را"

گنوادی: کھودی، گم کردی
اسلاف: جمع سلف، پرانے بزرگ
میراث: بزرگوں کا چھوڑا ہوا سرمایہ
ثریا: مراد بلندی
زمین: پستی
عارضی: وقتی
آئینِ مسلّم: مانا ہوا دستور / قانون

چارا: چارہ یعنی بچنے کی کوئی تدبیر
علم کے موتی: اشارہ ہے ان کتب خانوں کی طرف جو انگریز حکمرانوں نے یہاں سے یورپ پہنچادیے تھے اور جو آج بھی "انڈیا آفس لائبریری" اور "برٹش میوزیم" کی شان کا باعث ہیں
دل سیپارہ ہونا: مراد دل کو بہت دکھ پہنچنا (سیپارہ: تیس ٹکڑے)

☆ غنی ذرا حضرت یعقوبؑ کی سیاہ روزی (بد نصیبی) ملاحظہ کر کہ ان کی آنکھوں کی روشنی (یعنی حضرت یوسفؑ)، زلیخا کی آنکھوں کو روشن کر رہی ہے۔ یعنی وہ زلیخا کے لیے باعثِ سکون و راحت ہیں۔ (یہ شعر غنی کاشمیری کا ہے)

غرۂ شوال

یا

ہلالِ عید

غرۂ شوال! اے نورِ نگاہِ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار

تیری پیشانی پہ تحریرِ پیامِ عید ہے
شام تیری کیا ہے، صبحِ عیش کی تمہید ہے

سرگزشتِ ملتِ بیضا کا تو آئینہ ہے
اے مہِ نو! ہم کو تجھ سے الفتِ دیرینہ ہے

جس عَلَم کے سائے میں تیغ آزما ہوتے تھے ہم
دشمنوں کے خون سے رنگیں قبا ہوتے تھے ہم

تیری قسمت میں ہم آغوشی اسی رایت کی ہے
حسنِ روز افزوں سے تیرے آبروِ ملت کی ہے

آشنا پرور ہے قوم اپنی، وفا آئیں ترا
ہے محبت خیز یہ پیراہنِ سیمیں ترا

اوجِ گردوں سے ذرا دنیا کی بستی دیکھ لے
اپنی رفعت سے ہمارے گھر کی پستی دیکھ لے!

غرہ شوال: اسلامی سال کے دسویں مہینے شوال کی پہلی تاریخ
نور نگاہ: آنکھوں کی روشنی
روزہ دار: روزہ رکھنے والا
سراپا انتظار: بے چینی سے انتظار کرنے والا
تحریرِ پیامِ عید: مراد عید آنے کی عبارت
عیش: خوشی و مسرت
سرگذشت: گذرے ہوئے حالات / واقعات
ملتِ بیضا: روشن قوم یعنی ملت اسلامیہ
آئینہ: مراد جس سے دوسری چیز کا پتا چلے
مہِ نو: ماہِ نو، پہلی کا چاند
الفتِ دیرینہ: پرانی محبت
عَلَم: جھنڈا، پرچم
تیغ آزما: تلوار سے میدان جنگ میں لڑنے والے
رنگین قبا: خون کے لباس والا
ہم آغوش: ساتھ مل کے رہنا (جھنڈے میں ہلال کا نشان مراد ہے)
رایت: جھنڈا
حسن روز افزوں: ہر روز بڑھتے رہنے والی دل کشی
آبرو: شان، عزت
آشنا پرور: دوست کو پالنے والی، وفادار
محبت خیز: محبت بڑھانے والا
پیراہنِ سیمیں: سفید لباس
اوجِ گردوں: آسمان کی بلندی
بستی: آبادی
رفعت: بلندی

قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہروِ درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ

دیکھ کر تجھ کو افق پر ہم لٹاتے تھے گہر
اے تہی ساغر! ہماری آج ناداری بھی دیکھ

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ، ان کی گرفتاری بھی دیکھ

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتہ تسبیح شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ

بارشِ سنگِ حوادث کا تماشائی بھی ہو
امتِ مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ

ہاں، تملق پیشگی دیکھ آبرو والوں کی تو
اور جو بے آبرو تھے، ان کی خودداری بھی دیکھ

جس کو ہم نے آشنا لطفِ تکلم سے کیا
اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ

سازِ عشرت کی صدا مغرب کے ایوانوں میں سن
اور ایراں میں ذرا ماتم کی تیاری بھی دیکھ

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

صورتِ آئینہ سب کچھ دیکھ، اور خاموش رہ
شورشِ امروز میں محو سرودِ دوش رہ

برق رفتاری: بہت تیز چلنے کی حالت، بہت ترقی کرنا
قافلے: دوسری قومیں
رہروِ درماندہ: پیچھے رہ جانے والا مسافر، مراد مسلمان قوم
منزل سے بیزاری: آگے بڑھنے سے بے پروائی
افق: آسمان کا کنارہ
تہی ساغر: خالی پیالے والا، ہلال کی صورت الٹے پیالے کی ہے
شکست رشتہ تسبیح شیخ: مراد مسلمانوں میں انتشار / نااتفاقی
برہمن: ہندو مذہبی رہنما مراد غیر مسلم قومیں
پختہ زُناری: مراد مذہبی قوت میں اضافہ
مسلم آئینی: مسلمانوں کے سے طور طریقے
مسلم آزاری: مسلمانوں کا اپنے ہی بھائیوں کو تکلیف پہنچانا
بارشِ سنگِ حوادث: حادثوں کے پتھر برسنا، مصیبتیں پڑنا
آئینہ دیواری: مراد بے عملی اور بے حسی
تملق پیشگی: چاپلوسی کی عادت
آبرو والے: عزت والے، مراد مسلمان
خودداری: اپنی عزت کی خاطر غلط باتوں سے بچنا
لطفِ تکلم: بات چیت کا مزہ
حریف بے زباں: مراد وہ غیر مسلم قومیں جنہیں بولنے کا سلیقہ نہ تھا
گرم گفتاری: چرب زبانی، بڑھ بڑھ کے بات / مقابلہ کرنا
ساز عشرت: خوشی و مسرت کا باجا
مغرب کے ایوان: یورپ کے محل، یورپ
چاک کر دی.....: مراد ترکی کا اقدام جو اس نے خلافت چھوڑ کر مغربی طرز حکومت رائج کرنے کے لیے کیا
اوروں: دوسری قوموں
شورش امروز: آج کے ہنگامے، مراد ۱۹۱۱ء کے زمانے میں ترکی، ایران اور دوسرے اسلامی ملک جو خلفشار کا شکار تھے
سرودِ دوش: ماضی کا گیت، مراد ماضی میں مسلمانوں کی عظمت

شمع اور شاعر

(فروری ۱۹۱۲ء)

شاعر

۱ دوش می گفتم بہ شمعِ منزلِ ویرانِ خویش
گیسوئے تو از پرِ پروانہ دارد شانہ اے

۲ در جہاں مثلِ چراغِ لالۂ صحرا ستم
نے نصیبِ محفلے، نے قسمتِ کاشانہ اے

۳ مدتے مانندِ تو من ہم نفَس می سوختم
در طوافِ شعلہ ام بالے نہ زد پروانہ اے

۴ می تپد صد جلوہ در جانِ امَل فرسُودِ من
بر نمی خیزد ازیں محفل دلِ دیوانہ اے

۵ از کجا ایں آتشِ عالم فروز اندوختی
کرمکِ بے مایہ را سوزِ کلیم آموختی

۱۔ کل شام میں اپنے اُجڑے گھر میں شمع سے یہ کہہ رہا تھا کہ تیری زلفوں کے لیے پتنگے کے پر ایک کنگھی کا کام دیتے ہیں۔

۲۔ دنیا میں میری حالت بیابان میں اُگنے والے (سُرخ رنگ کے پھول) لالہ کے چراغ کی سی ہے (سُرخی کی بنا پر لالہ کو چراغ کہا) جسے جلنے / روشنی پھیلانے کے لیے نہ تو کوئی محفل میسّر آئی اور نہ کوئی گھر ہی نصیب ہوا۔

۳ ایک مدت تک میں بھی تیری طرح اپنی جان کو جلاتا رہا لیکن میرے شعلے کے گرد کسی ایک پتنگے نے بھی چکر نہ لگایا / نہ اڑا۔

۴۔ میری تمناؤں کی ماری جان میں سیکڑوں جلوے تڑپ رہے ہیں لیکن اس محفل سے تو ایک بھی دلِ دیوانہ / عاشق نہیں اُٹھ رہا۔

۵۔ تو نے کہاں سے یہ دنیا کو روشن کرنے والی آگ حاصل کر لی اور ایک معمولی سے کیڑے (پتنگے) کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی سی عشق کی تڑپ سکھا دی۔

شمع

مجھ کو جو موجِ نفَس دیتی ہے پیغامِ اجل
لب اسی موجِ نفَس سے ہے نوا پیرا ترا

میں تو جلتی ہوں کہ ہے مضمر مری فطرت میں سوز
تُو فروزاں ہے کہ پروانوں کو ہو سودا ترا

گریہ ساماں مَیں کہ میرے دل میں ہے طوفانِ اشک
شبنم افشاں تُو کہ بزمِ گل میں ہو چرچا ترا

گل بدامن ہے مری شب کے لہُو سے میری صبح
ہے ترے امروز سے ناآشنا فردا ترا

یوں تو روشن ہے مگر سوزِ دروں رکھتا نہیں
شُعلہ ہے مثل چراغِ لالہ صحرا ترا

موج نفس: سانس کی لہر، ہوا
اجل: موت، بجھ جانا
لب: ہونٹ
نوا پیرا: نغمہ / گیت الاپنے والا
مُضمر: چھپا ہوا
فطرت: مزاج، سرشت، خمیر
سوز: جلنے کی حالت، تپش
فروزاں: روشن
پروانوں: مراد عاشقوں
سودا: جنون، عشق

گریہ ساماں: رونے والی (موم بتی کے قطرے مراد ہیں)
طوفان اشک: آنسوؤں کی کثرت
شبنم افشاں: مراد اوس کی طرح رونے والا
بزم گل: پھولوں کی محفل، یعنی عاشق لوگ
گل بدامن: جھولی میں پھول لیے، مراد آباد
میری شب کا لہو: پھولوں کی سرخی کو شب کا لہو کہا
امروز: آج، زمانۂ حال
فردا: آنے والا کل، مستقبل
سوزِ دروں: مراد دل کا سوز و گداز

سوچ تو دل میں، لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے؟
انجمن پیاسی ہے اور پیمانہ بے صہبا ترا!

اور ہے تیرا شعار، آئینِ ملّت اور ہے
زِشت رُوئی سے تری آئینہ ہے رُسوا ترا

کعبہ پہلو میں ہے اور سودائی بُت خانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوقِ بے پروا ترا!

قیس پیدا ہوں تری محفل میں! یہ ممکن نہیں
تنگ ہے صحرا ترا، محمل ہے بے لیلا ترا

اے دُرِ تابندہ، اے پروَردۂ آغوشِ موج!
لذّتِ طوفاں سے ہے ناآشنا دریا ترا

اب نوا پیرا ہے کیا، گلشن ہُوا برہم ترا
بے محل تیرا ترنّم، نغمہ بے موسم ترا

لقب: کسی خاص صفت کی بنا پر دیا گیا نام
انجمن: مراد قوم
پیمانہ: دل
بے صہبا: شراب یعنی محبت سے خالی
شعار: طور طریقہ
آئینِ ملت: قوم کا دستور / چلن
زشت رُوئی: بدصورتی، عمل اچھے نہ ہونا
آئینہ: شخصیت
پہلو: مراد دل
شوریدہ سر: دیوانہ، پاگل
قیس: مجنوں کا نام، مراد عاشق خدا اور رسولؐ کے
محفل: قوم
تنگ: مراد چھوٹا، محدود
محمل ہے بے لیلا ترا: مراد عشق کا دعویٰ تو ہے لیکن کوئی محبوب تیرے پیشِ نظر نہیں
دُرِ تابندہ: چمکدار موتی
پروردۂ آغوشِ موج: لہروں کی گود میں پالا ہوا، مُراد اسلام سے ظاہری تعلق رکھنے والا عملاً اس سے دور
برہم: الٹ پلٹ
ترنّم: مراد اہل قوم کو شاعری سنانے کا عمل
نغمہ: گانا
بے موسم: بے موقع

تھا جنہیں ذوقِ تماشا، وہ تو رخصت ہوگئے
لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا

انجمن سے وہ پُرانے شعلہ آشام اُٹھ گئے
ساقیا! محفل میں تُو آتش بجام آیا تو کیا

آہ، جب گلشن کی جمعیت پریشاں ہوچکی
پُھول کو بادِ بہاری کا پیام آیا تو کیا

آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دَم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

بُجھ گیا وہ شعلہ جو مقصودِ ہر پروانہ تھا
اب کوئی سودائی سوزِ تمام آیا تو کیا

پُھول بے پروا ہیں، تُو گرمِ نوا ہو یا نہ ہو
کارواں بے حِس ہے، آوازِ درا ہو یا نہ ہو

ذوق تماشا: دیکھنے / نظارہ کرنے کا شوق
وہ تو رخصت ہوگئے: اشارہ ہے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شہید ہونے والے لوگوں کی طرف
وعدۂ دیدار عام: ہر مسلمان سے محبوب کے دیدار عام کا وعدہ
تو کیا: کیا فائدہ
شُعلہ آشام: عشق کی آگ بھڑکانے والی شراب پینے والے
آتش بجام: مراد عشق کی آگ تیز کرنے والی شاعری
جمعیت: جماعت کی صورت
بادِ بہاری: موسم بہار کی ہوا جو پھول کھلاتی ہے
آخرِ شب: رات کا آخری حصہ
بسمل: زخمی

صبح دم: صبح کے وقت
کوئی: مراد محبوب
بالائے بام: چھت پر
وہ شعلہ: مراد وہ جذبۂ عشق جو پہلے مسلمانوں میں تھا
سودائی: دیوانہ، بیحد چاہنے والا
سوز تمام: عشق کے جذبوں کی پوری پوری تپش / حرارت
پُھول: مراد اہل ملت
بے پروا: جنہیں کوئی دلچسپی نہیں
گرم نوا: مراد بذریعہ شاعری جذبۂ عشق تیز کرنے میں مصروف
بے حس: جسے اپنے نقصان کا احساس نہ ہو
درا: قافلے کی گھنٹی

شمعِ محفل ہو کے تُو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذت سے بیگانے رہے

رِشتہ اُلفت میں جب ان کو پرو سکتا تھا تُو
پھر پریشاں کیوں تری تسبیح کے دانے رہے

شوقِ بے پروا گیا، فکرِ فلک پیما گیا
تیری محفل میں نہ دیوانے نہ فرزانے رہے

وہ جگر سوزی نہیں، وہ شعلہ آشامی نہیں
فائدہ پھر کیا جو گِردِ شمع پروانے رہے

خیر، تُو ساقی سہی لیکن پلائے گا کسے
اب نہ وہ مے کش رہے باقی نہ میخانے رہے

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہُوئی مینا اُسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

آج ہیں خاموش وہ دشتِ جنوں پرور جہاں
رقص میں لیلیٰ رہی، لیلیٰ کے دیوانے رہے

شمع محفل: مراد ملت / قوم کا رہنما
لذت سے بیگانہ: کسی چیز کے لطف کا احساس نہ رکھنے والا
رشتۂ الفت میں پرونا: باہمی محبت پیدا کرنا
تسبیح کے دانے: مراد مسلمان / افرادِ قوم
فکر فلک پیما: بہت بلند شاعرانہ سوچ / تخیل
فرزانے: جمع فرزانہ، عقلمند
جگر سوزی: جذبۂ عشق کی گرمی
شعلہ آشامی: عشق کے جذبوں کی آگ تیز کرنے کا عمل

خیر: چلو مان لیا
میکش: شراب پینے والا
پیمانے گردش میں رہنا: مراد علم و حکمت اور عشق و معرفت کا دور دورہ ہونا
دشتِ جنوں پرور: عشق کے جذبوں کو تیز کرنے والا صحرا، دینی علوم کے مدرسے اور خانقاہیں
لیلیٰ کا رقص میں رہنا: دین کو پھیلانے کے لیے عملی اقدام کرنا

وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی
شہر اُن کے مِٹ گئے، آبادیاں بَن ہو گئیں

سَطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہو گئیں

دہر میں عیشِ دوام آئیں کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں سامانِ شیون ہو گئیں

خود تجلّی کو تمنّا جن کے نظّاروں کی تھی
وہ نگاہیں نا اُمیدِ نُورِ ایمن ہو گئیں

اُڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بُلبلیں گلزار میں
دل میں کیا آئی کہ پابندِ نشیمن ہو گئیں

وائے ناکامی: افسوس ہے (منزل نہ ملنے پر)
متاعِ کارواں: قافلے کی پونجی / دولت
احساسِ زیاں: نقصان کو محسوس کرنے کی حالت
ہنگاموں: مراد جدّوجہد، عمل
ویرانے: اجڑی جگہیں
بن ہونا: اجڑ جانا
سطوت: دبدبہ، شان
توحید: خدا کو ایک ماننا
جن نمازوں: مراد پہلے مسلمانوں کی اسلام سے مکمل وابستگی
نذرِ برہمن ہو گئیں: یعنی مسلمانوں نے ہندوؤں کے طور طریقے اپنا لیے
دہر: زمانہ
عیشِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی و مسرّت
آئین کی پابندی: دستور / قانون پر سختی سے عمل
سامانِ شیون: رونے پیٹنے کا سبب
تجلّی: جلوہ، دیدار
نورِ ایمن: طور کی طرف اشارہ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو خدائی نور کی جھلک دکھائی دی تھی
پابند: قید
نشیمن: گھونسلا

وسعتِ گردُوں میں تھی ان کی تڑپ نظّارہ سوز
بجلیاں آسودۂ دامانِ خرمن ہو گئیں

دیدۂ خونبار ہو منّت کشِ گلزار کیوں؟
اشکِ پیہم سے نگاہیں گل بدامن ہو گئیں

شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی
ظُلمتِ شب میں نظر آئی کرن اُمّید کی

مُژدہ اے پیمانہ بردارِ خُمستانِ حجاز!
بعد مُدّت کے ترے رِندوں کو پھر آیا ہے ہوش

نقدِ خود داری بہائے بادۂ اغیار تھی
پھر دکاں تیری ہے لبریزِ صدائے ناؤ نوش

ٹُوٹنے کو ہے طلسمِ ماہ سیمایانِ ہند
پھر سلیمیٰ کی نظر دیتی ہے پیغامِ خروش

گردوں: آسمان
نظّارہ سوز: نظارے کو جلانے والی
آسودہ: آرام کرنے والی
دامانِ خرمن: فصل / پیداوار کا پلّو، مراد غفلت میں ڈوبا ہوا
دیدۂ خونبار: خون رونے والی آنکھ، بہت غمگین
منت کش: احسان اٹھانے والی
اشکِ پیہم: مسلسل آنسو بہنے کی حالت
گل بدامن: جس کے جھولی میں سرخ پھول ہوں
شام غم: مراد اُس وقت کے دکھ بھرے حالات (غلامی)
صبح عید: مراد اچھے دن (آزادی وغیرہ)
ظلمتِ شب: رات کی تاریکی

مُژدہ: خوش خبری، مبارک باد
پیمانہ بردارِ خُمستانِ حجاز: مراد اسلام سے محبت کرنے والا
رند: مراد سچا مُسلمان
نقدِ خودداری: غیرت کی نقدی، یعنی غیرت
بہائے بادۂ اغیار: غیروں کی شراب (طور طریقوں) کی قیمت
لبریز صدائے ناؤنوش: مراد جذبوں میں پھر تیزی آنے لگی ہے
ماہ سیمایان ہند: ہندوستان کے حسین، مراد غیر اسلامی تصوّرات وغیرہ
سلیمیٰ کی نظر: مشہور عرب حسینہ، مراد اسلامی اصول
خروش: شور و غوغا، مراد اسلام سے جذبۂ محبت کی بیداری

پھر یہ غوغا ہے کہ لا ساقی شراب خانہ ساز
دل کے ہنگامے مئے مغرب نے کر ڈالے خموش

نغمہ پیرا ہو کہ یہ ہنگامِ خاموشی نہیں
ہے سحر کا آسماں خورشید سے مینا بدوش

☆ در غم دیگر بسوز و دیگراں را ہم بسوز
گفتمت روشن حدیثے گر توانی دار گوش!

کہہ گئے ہیں شاعری "جزویست از پیغمبری"
ہاں سنا دے محفلِ ملت کو پیغامِ سروش

آنکھ کو بیدار کردے وعدۂ دیدار سے
زندہ کردے دل کو سوز جوہر گفتار سے

غوغا: شور، ہنگامہ
شراب خانہ ساز: مراد اسلامی آداب اور تہذیب
ہنگامے: جذبے
مغرب: یورپ
نغمہ پیرا: گیت گانے والا، شاعری سے جذبے بیدار کرنے والا
ہنگامہ: وقت
سحر کا آسماں: صبح کا آسماں، مراد اسلام
خورشید: سورج
مینا بدوش: کندھوں پر شراب کی صراحی لیے، مراد عمل اور جدوجہد کے لیے تیار
کہہ گئے ہیں: یعنی کسی کا قول ہے
شاعری جزویست از پیغمبری: بامقصد شاعری پیغمبری ہی کا ایک حصہ ہے
سروش: فرشتہ
دل کو زندہ کرنا: مراد پھر سے دلوں میں پہلے والے جذبے پیدا کرنا
سوز جوہر گفتار: مراد اعلیٰ مقصد کی حامل شاعری کی تاثیر

☆ دوسرے یعنی ملت کے غم میں جل اور دوسروں کو بھی جلا۔ میں نے تجھے یہ ایک بڑی روشن بات بتائی ہے اگر تو سن سکتا ہے تو توجہ سے سن۔

رہزنِ ہمّت ہُوا ذوقِ تن آسانی ترا
بحر تھا صحرا میں تُو، گلشن میں مشل جو ہوا

اپنی اصلیّت پہ قائم تھا تو جمعیّت بھی تھی
چھوڑ کر گل کو پریشاں کاروانِ بُو ہوا

زندگی قطرے کی سِکھلاتی ہے اسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی آنسو ہُوا

پھر کہیں سے اس کو پیدا کر، بڑی دولت ہے یہ
زندگی کیسی جو دل بیگانۂ پہلو ہوا

آبرو باقی تری مِلّت کی جمعیّت سے تھی
جب یہ جمعیّت گئی، دنیا میں رُسوا تُو ہوا

فرد قائم ربطِ مِلّت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

پردۂ دل میں محبت کو ابھی مستور رکھ
یعنی اپنی مے کو رُسوا صُورتِ مِینا نہ کر

رہزن ہمت: حوصلہ ختم کرنے والا
ذوق تن آسانی: سستی اور غفلت کا شوق
مشل بُو: ندی کی طرح
اصلیت پہ قائم: مراد اسلامی اصولوں پر قائم زندگی
جمعیت: مراد قوم کا متحد ہونا
اَسرار: جمع سِر، بھید
گوہر: موتی
دل بیگانہ پہلو ہونا: عشق و عمل کے جذبوں سے خالی ہونا
آبرو: عزت، شان
فرد: شخص، آدمی
قائم: برقرار
ربط ملت: اپنی قوم سے وابستہ رہنے کی حالت
کچھ نہیں: بیکار ہے
مستور: چھپا ہوا

خیمہ زن ہو وادیِ سینا میں مانندِ کلیم
شعلۂ تحقیق کو غارت گرِ کاشانہ کر

شمع کو بھی ہو ذرا معلوم انجامِ ستم
صَرف تعمیرِ سحر خاکسترِ پروانہ کر

تُو اگر خود دار ہے، منّت کشِ ساقی نہ ہو
عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر

کیفیت باقی پُرانے کوہ و صحرا میں نہیں
ہے جنوں تیرا نیا، پیدا نیا ویرانہ کر

خاک میں تجھ کو مُقدر نے مِلایا ہے اگر
تو عصا اُفتاد سے پیدا مثالِ دانہ کر

ہاں، اسی شاخِ کہن پر پھر بنالے آشیاں
اہلِ گلشن کو شہید نغمۂ مستانہ کر

خیمہ زن ہونا: ڈیرا ڈالنا
وادیِ سینا: مراد قدرت کے مظاہر
شعلۂ تحقیق: حقیقت تک رسائی کی آگ
غارت گرِ کاشانہ: مراد غیر حقیقی / قیاس پر مبنی خیالات کو ختم کرنے والا / مٹانے والا
انجامِ ستم: ظلم کا نتیجہ
صَرفِ تعمیرِ سحر کر: مراد روشنی کی علامت بنانے پر خرچ کر
خاکسترِ پروانہ: پتنگے کی راکھ
منّت کش: احسان مند
عین: ٹھیک
حباب آسا: بلبلے کی طرح
نگوں: الٹا
کیفیت: مزہ
پرانے کوہ و صحرا: جو پہاڑ، جنگل وغیرہ کبھی فتح کیے گئے تھے
عصا: سہارے کی لاٹھی
افتاد: گرنے کی حالت
مثالِ دانہ: بیج کی طرح
ہاں: دیکھ
شاخِ کہن: پرانی نسبی
اہلِ گلشن: مراد اہلِ وطن
شہید: مراد متاثر
نغمۂ مستانہ: جذبوں سے پُر شاعری

اس چمن میں پیروِ بلبل ہو یا تلمیذِ گل
یا سراپا نالہ بن جا یا نوا پیدا نہ کر

کیوں چمن میں بے صدا مثلِ رمِ شبنم ہے تُو؟
لب کشا ہو جا، سرودِ بربطِ عالم ہے تُو

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تُو

آہ، کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تُو

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تُو

دیکھ آکر کوچۂ چاکِ گریباں میں کبھی
قیس تو، لیلیٰ بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تُو

پیرو: پیروی کرنے / پیچھے چلنے والا
تلمیذ: شاگرد
سراپا: مکمل طور پر
بے صدا: جس کی آواز نہ ہو
رمِ شبنم: اوس کے قطروں کا آواز کے بغیر گرنا
سرودِ بربطِ عالم: دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اسلام کی سریلی آواز
دہقاں: کسان
باراں: بارش
حاصل: پیداوار
جستجو: تلاش
آوارہ رکھنا: بے چینی کی حالت میں پھرانا
رہرو: راہ چلنے والا، مسافر
رہبر: راستے پر لے جانے والا
اندیشہ: ڈر
ناخدا: ملاح
کوچہ: گلی
چاکِ گریباں: گریباں کا پھٹا ہوا حصہ
قیس: مجنوں، عاشق
لیلیٰ: یعنی محبوبہ

وائے نادانی کہ تُو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تُو

شعلہ بن کر پھُونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تُو

بے خبر! تُو جوہرِ آئینۂ ایّام ہے
تُو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے!

اپنی اصلیّت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تُو
قطرہ ہے، لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے

کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تُو
دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے

سینہ ہے تیرا امیں اُس کے پیامِ ناز کا
جو نظامِ دہر میں پیدا بھی ہے، پنہاں بھی ہے

وائے نادانی: افسوس ہے اس ناسمجھ پر
محتاج: ضرورت مند، احسان اٹھانے والا
خاشاکِ غیر اللہ: یعنی اللہ کے سوا جو کچھ دنیا میں ہے وہ کوڑا کرکٹ ہے
باطل: کفر
غارت گر: تباہ کرنے والا
جوہرِ آئینۂ ایّام: زمانے کے آئینے کی چمک دمک
خدا کا آخری پیغام: مراد قرآن کریم پر ایمان رکھنے والا
اصلیت: حقیقت
بحرِ بے پایاں: بحرِ بیکراں، سمندر

گرفتار: پکڑا ہوا، قیدی
طلسمِ ہیچ مقداری: خود کو بے حیثیت / اہمیت سمجھنے کا جادو
پوشیدہ: چھپا ہوا
شوکت: زور
امیں: کسی کی امانت رکھنے والا
پیامِ ناز: خوبصورت پیغام، یعنی اسلام
اُس: مراد خدا
نظامِ دہر: زمانے کا نظم و نسق / بندوبست
پیدا: ظاہر
پنہاں: چھپا ہوا

ہفت کِشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تُو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے

اب تلک شاہد ہے جس پر کوہِ فاراں کا سکُوت
اے تغافل پیشہ! تجھ کو یاد وہ پیماں بھی ہے؟

تُو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیِ داماں بھی ہے

دل کی کیفیّت ہے پیدا پردۂ تقریر میں
کِسوتِ مِینا میں مے مستُور بھی، عُریاں بھی ہے

پُھونک ڈالا ہے مری آتش نوائی نے مجھے
اور میری زندگانی کا یہی ساماں بھی ہے

ہفت کشور: مراد ساری کائنات
تسخیر ہونا: قابو میں لانا، فرماں بردار بنانا
بے تیغ و تفنگ: تلوار اور بندوق کے بغیر
وہ سامان: یعنی اسلام اور حضور اکرمؐ سے محبت کا جذبہ
کوہ فاراں: مکۂ معظمہ کی پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا
شاہد: گواہ
سکوت: خاموشی
تغافل پیشہ: غفلت اختیار کرنے والا
وہ پیماں: اس وعدے کی طرف اشارہ ہے جو حضور اکرمؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے مسلمان اشاعتِ اسلام کے لیے کرتے تھے
ناداں: ناسمجھ، کم عقل
قناعت کرنا: تھوڑے پر بھی راضی ہو جانا
تنگیِ داماں: جھولی کا چھوٹا ہونا مراد اسلام کی تھوڑی خدمت
کیفیت: حالت
پیدا: ظاہر
پردۂ تقریر: مراد گفتگو کے اندر
کسوت: مراد غلاف
مینا: شراب کی صراحی
مستور: چھپی ہوئی
عریاں: مراد ظاہر
آتش نوائی: دلوں میں جذبوں کی گرمی پیدا کرنے والی شاعری
زندگانی کا ساماں: ایسی بات جس پر زندگی کا دارومدار ہے

راز اس آتش نوائی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ!

آسماں ہوگا سحر کے نُور سے آئینہ پوش
اور ظُلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی

اس قدر ہوگی ترنّم آفریں بادِ بہار
نکہتِ خوابیدہ غنچے کی نوا ہوجائے گی

آملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک
بزمِ گل کی ہم نفَس بادِ صبا ہوجائے گی

شبنم افشانی مری پیدا کرے گی سوز و ساز
اس چمن کی ہر کلی درد آشنا ہوجائے گی

دیکھ لو گے سطوتِ رفتارِ دریا کا مآل
موجِ مضطر ہی اسے زنجیر پا ہوجائے گی

جلوۂ تقدیر: تقدیر کا سامنے ہونا
سحر: صبح، مراد آزادی اور اسلام کا روشن مستقبل
آئینہ پوش: مراد چمکنے والا
ظلمت: اندھیرا، غلامی / باطل
سیماب پا: مراد بھاگ جانے / دور ہو جانے والی
ترنّم آفریں: مراد نغمے کا سا کیف رکھنے والی
نکہتِ خوابیدہ: سوئی ہوئی خوشبو یعنی جو ابھی کلی میں ہے
غنچے کی نوا: کلی کھلنے کی آواز
سینہ چاکانِ چمن: یعنی پھول، مراد اہلِ اسلام
بزمِ گل: مراد اسلام کے عاشقوں کی محفل
ہم نفس: ایک ساتھ سانس لینے والی، ساتھی
شبنم افشانی: مراد دلوں پر اثر کرنے والی شاعری
سوز و ساز: مراد باہمی عشق و محبت کے پُر جوش جذبے
اس چمن: مراد وطن
ہر کلی: مراد ہر فرد / شخص
درد آشنا: عشق کے جذبوں سے واقف
سطوتِ رفتارِ دریا: مراد کفر / باطل کی قوتوں کا دبدبہ
مآل: انجام، آخر
موجِ مضطر: بے چین لہر، مراد اسلام دشمنوں کے فتنے
زنجیرپا: مراد مصیبت کا باعث

پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

نالۂ صیاد سے ہوں گے نوا ساماں طیور
خونِ گل چیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائے گی

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

پیغامِ سجود: مراد خدا کے حضور سر بسجدہ ہونے کا پیغام، توحید کی طرف توجہ

خاکِ حرم: کعبہ کی سرزمین

نواساماں: چہچہانے والے، خوش ہونے والے

طیور: جمع طائر، پرندے یعنی مسلمان

گل چین: پھول توڑنے والا، مراد ظالم دشمن

رنگین قبا: سرخ لباس (جو خوشی کی علامت ہے)

محوِ حیرت: حیرانی میں ڈوبا ہوا

دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی: مراد بہت بڑا انقلاب آئے گا

شب گریزاں ہو گی: کفر کی تاریکیاں دور ہو جائیں گی

جلوۂ خورشید: مراد اسلام کی روشنی

چمن: ملک، ہندوستان

معمور: بھرا ہوا، پُر

نغمۂ توحید: خدا کی وحدت کا ترانہ

مسلم

(جون ۱۹۱۲ء)

ہر نفس اقبال تیرا آہ میں مستور ہے
سینۂ سوزاں ترا فریاد سے معمور ہے

نغمۂ امید تیری بربطِ دل میں نہیں
ہم سمجھتے ہیں یہ لیلا تیرے محمل میں نہیں

گوش آوازِ نبردِ رفتہ کا جویا ترا
اور دل ہنگامۂ حاضر سے بے پروا ترا

قصۂ گل ہم نوایانِ چمن سنتے نہیں
اہل محفل تیرا پیغامِ کہن سنتے نہیں

اے درائے کاروانِ خفتہ پا! خاموش رہ
ہے بہت یاس آفریں تیری صدا، خاموش رہ

زندہ پھر وہ محفلِ دیرینہ ہو سکتی نہیں
شمع سے روشن شبِ دوشینہ ہو سکتی نہیں

ہم نشیں! مسلم ہوں میں، توحید کا حامل ہوں میں
اس صداقت پر ازل سے شاہدِ عادل ہوں میں

نبضِ موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے
اور مسلم کے تخیل میں جسارت اس سے ہے

آہ: مراد اسلام سے محبت کا جذبہ
مستور: چھپا ہوا
سینۂ سوزاں: عشق کی آگ میں تپنے والا دل
فریاد سے معمور: گریہ وزاری سے پُر
نغمۂ امید: امید کا ترانہ، پُر امیدی
بربط: باجا
لیلیٰ: یعنی امید
محمل: کجاوہ یعنی دل
گوش: کان
سرودِ رفتہ: مراد ماضی کے مسلمانوں کے شاندار کارنامے
جویا: تلاش کرنے والا
ہنگامۂ حاضر: مراد موجودہ دور کے قومی مسائل
ہم نوایان چمن: مراد اہل وطن
اہل محفل: اہل وطن
پیغام کہن: شاندار ماضی اسلام کی باتیں
درائے کاروانِ خفتہ پا: مراد عمل / جدوجہد سے عاری مسلمانوں کو بیدار کرنے والا
یاس آفریں: مایوسی پھیلانے والی
محفل دیرینہ: پرانی محفل
شب دوشینہ: کل گذری ہوئی رات
ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا
توحید کا حامل: جس کا خدا کی وحدت پر ایمان ہو
شاہد عادل: انصاف پسند گواہ
نبضِ موجودات: کائنات کی حرکت کرنے والی رگ
تخیل: قوتِ خیال
جسارت: دلیری

حق نے عالم اس صداقت کے لیے پیدا کیا
اور مجھے اس کی حفاظت کے لیے پیدا کیا

دہر میں نارت گر باطل پرستی میں ہوا
حق تو یہ ہے حافظ ناموس ہستی میں ہوا

میری ہستی پیرہن عریانی عالم کی ہے
میرے مٹ جانے سے رسوائی بنی آدم کی ہے

قسمتِ عالم کا مسلم کوکبِ تابندہ ہے
جس کی تابانی سے افسونِ سحر شرمندہ ہے

آشکارا ہیں مری آنکھوں پہ اسرارِ حیات
کہہ نہیں سکتے مجھے نومیدِ پیکارِ حیات

کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے

یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار

ہاں یہ سچ ہے، چشم بر عہد کہن رہتا ہوں میں
اہل محفل سے پرانی داستاں کہتا ہوں میں

یادِ عہد رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے
میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

سامنے رکھتا ہوں اس دورِ نشاط افزا کو میں
دیکھتا ہوں دوش کے آئینے میں فردا کو میں

حق: خدا
غارت گر: مٹانے / تباہ کرنے والا
باطل پرستی: کفر یا بے حقیقت باتوں کی عبادت
مَیں: مسلمان، اسلام
حافظ: حفاظت کرنے والا
ناموس ہستی: وجود / کائنات کی عفت / حُرمت
بنی آدم: انسان
کوکب تابندہ: چمکتا ہوا ستارہ
تابانی: چمک
افسون سحر: صبح کا جادو، مراد روشنی
آشکارا: ظاہر
نومید: ناامید، جو مایوس ہو چکا ہو

عُنصر: مادّہ، بنیاد
روزگار: زمانہ، دنیا
فتح کامل: مکمل فتح
جوشِ کارزار: شدید جنگ و جدال، لڑائی عروج پر ہونا
چشم بر عہد کہن رہنا: اسلام کے شاندار ماضی پر نظر رہنا
اہل محفل: اہل ملت
پرانی داستان: وہی شاندار ماضی
عہد رفتہ: گذرا ہوا زمانہ
اکسیر: ایسا مادّہ جو تانبے کو سونا بنا دیتا ہے، کیمیا
دَورِ نشاط افزا: خوشی و مسرّت بڑھانے والا زمانہ
دوش: گذرا ہوا کل، ماضی
فردا: آنے والا کل، مستقبل

حضورِ رسالت مآبؐ میں

گراں جو مجھ پہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا
قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی، لیکن
نظامِ کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا
فرشتے بزمِ رسالتؐ میں لے گئے مجھ کو
حضورِ آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجھ کو

کہا حضورؐ نے، اے عندلیبِ باغِ حجاز!
کلی کلی ہے تری گرمیِ نوا سے گداز
ہمیشہ سرخوشِ جامِ ولا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرتِ سجودِ نیاز
اڑا جو پستی دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعتِ پرواز
نکل کے باغِ جہاں سے برنگِ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا؟

حضور: خدمت
رسالت مآبؐ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
گراں: بھاری
یہ ہنگامۂ زمانہ: یہ زمانے کی مصیبتیں، اشارہ ہے ۱۹۱۱ء کی جنگ بلقان کی طرف۔ اس موقع پر ترکوں کی مدد کے لیے شاہی مسجد لاہور کے جلسہ میں علامہ نے یہ نظم پڑھی تھی
رختِ سفر: سفر کا ساز و سامان
قیود: جمع قید، قیدیں، پابندیاں
بسر کرنا: زندگی گذارنا
نظامِ کہنۂ عالم: دنیا کا پرانا نظم و نسق، دنیا کے تعلقات
آشنا: واقف
بزمِ رسالتؐ: حضور اکرمؐ کی محفل مبارک
آیۂ رحمت: رحمت کی نشانی یعنی حضور اکرمؐ جنہیں تمام کائنات کے لیے رحمت کہا گیا ہے

عندلیب: بلبل
باغِ حجاز: مراد چمن اسلام
گرمیِ نوا: مراد عشق کی حرارت سے پُر شاعری
گداز: پگھلی ہوئی، بیحد متاثر
سرخوش: بہت خوش، بہت مست
جامِ ولا: (حضورؐ کی) محبت کا جام
فتادگی: عاجزی، انکسار
غیرتِ سجودِ نیاز: جو عاجزی / خاکساری والے سجدے کے لیے باعثِ رشک ہو
پستی: نیچائی
سوئے گردوں: آسماں کی طرف
ملائک: جمع ملک، فرشتے
رفعتِ پرواز: مراد شاعرانہ تخیل کی بلندی
برنگِ بو: خوشبو کی طرح

"حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو، وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں"

شفاخانۂ حجاز

اک پیشوائے قوم نے اقبال سے کہا
کھلنے کو جدہ میں ہے شفاخانۂ حجاز
ہوتا ہے تیری خاک کا ہر ذرہ بے قرار
سنتا ہے تو کسی سے جو افسانۂ حجاز
دستِ جنوں کو اپنے بڑھا جیب کی طرف
مشہور تو جہاں میں ہے دیوانۂ حجاز
دارالشفا حوالی بطحا میں چاہیے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہیے

آسودگی: سکون، آرام
لالہ و گل: مراد انسان
ریاض ہستی: زندگی / وجود کا باغ، دنیا
نذر: تحفہ
آبگینہ: شیشے کا پیالہ
جھلکتی ہے: چمکتی ہے، نظر آتی ہے
طرابلس: ۱۹۱۱ء میں اٹلی نے ترکی کے اس شہر پر حملہ کر کے بہت سے ترکوں کو شہید کر دیا تھا

شفاخانہ حجاز: جدہ (حجاز کی بندرگاہ) میں ایک ہسپتال کھلنے پر یہ نظم کہی گئی
افسانۂ حجاز: حجاز / اسلام کی بات
دست جنوں: عشق یا دیوانگی کا ہاتھ
جیب: گریبان
دارالشفا: شفاخانہ، ہسپتال
حوالی: آس پاس
بطحا: وادی مکہ
نبض: ہاتھ کی وہ رگ جس سے مرض کا پتا چلاتے ہیں
پنجہ: مراد ہاتھ
عیسیٰؑ: حضرت عیسیٰؑ، ڈاکٹر، طبیب

میں نے کہا کہ موت کے پردے میں ہے حیات
پوشیدہ جس طرح ہو حقیقت مجاز میں

تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایا نہ خضر نے مئے عمر دراز میں

اوروں کو دیں حضور! یہ پیغامِ زندگی
میں موت ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں

آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا
رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا سے کام کیا



حیات: زندگی
پوشیدہ: چھپی ہوئی
حقیقت: اصلیت
مجاز: مراد اشارے / کنائے یا استعارے
تلخابہ: کڑوا پانی
اجل: موت
خضر: ایک روایتی پیغمبر جنہوں نے "آبِ حیات" پی کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پائی
مے عمر دراز: لمبی یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کی شراب
اَوروں کو: دوسروں کو
حضور: جناب عالی، آپ
شفا: صحت، تندرستی
اہلِ درد: مراد عاشق لوگ، حضور اکرمؐ کے عاشق
مسیحا: مراد طبیب، ڈاکٹر

جوابِ شکوہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اٹھتی ہے، گردوں پہ گزر رکھتی ہے

عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بیباک مرا

پیر گردوں نے کہا سن کے، کہیں ہے کوئی
بولے سیارے، سرِ عرشِ بریں ہے کوئی
چاند کہتا تھا، نہیں اہل زمیں ہے کوئی
کہکشاں کہتی تھی، پوشیدہ یہیں ہے کوئی

کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا
مجھے جنت سے نکالا ہوا انساں سمجھا

تھی فرشتوں کو بھی حیرت کہ یہ آواز ہے کیا
عرش والوں پہ بھی کھلتا نہیں یہ راز ہے کیا!
تا سرِ عرش بھی انساں کی تگ و تاز ہے کیا!
آگئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا!

غافل آداب سے سکانِ زمیں کیسے ہیں
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں!

پر: پرندے کا بازو
قدسی الاصل: بنیادی طور پر پاک
رفعت: بلندی
گردوں: آسمان
فتنہ گر: مراد شوخ
آسماں چیر گیا: یعنی آسمان سے آگے عرش تک پہنچ گیا
نالۂ بیباک: خوف سے خالی فریاد (مراد نظم "شکوہ")
سر: اوپر، قریب
عرش بریں: مراد خدا کا تخت
اہل زمین: دنیا کا باشندہ، انسان
کہکشاں: چھوٹے چھوٹے بیشمار ستاروں کی ایک لمبی قطار
رضواں: جنت کا داروغہ
جنت سے نکالا ہوا انساں: مراد حضرت آدمؑ
راز کھلنا: بھید ظاہر ہونا
سر عرش: عرش پر
تگ و تاز: بھاگ دوڑ
خاک کی چٹکی: مراد انسان
سکّان: جمع ساکن، رہنے والے
آداب: جمع ادب، اچھے طور طریقے، سلیقہ
شوخ و گستاخ: شریر اور ادب نہ کرنے والے
پستی: نیچائی، زمین، دنیا
مکین: رہنے والا / والے

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے — تھا جو مسجودِ ملائک، یہ وہی آدم ہے!
عالمِ کیف ہے، دانائے رموز کم ہے — ہاں مگر عجز کے اسرار سے نامحرم ہے

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

آئی آواز، غم انگیز ہے افسانہ ترا — اشکِ بیتاب سے لبریز ہے پیمانہ ترا
آسماں گیر ہوا نعرۂ مستانہ ترا — کس قدر شوخ زباں ہے دلِ دیوانہ ترا

شکر شکوے کو کیا حسنِ ادا سے تو نے
ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں — راہ دکھلائیں کسے، رہروِ منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے، جوہر قابل ہی نہیں — جس سے تعمیر ہو آدم کی، یہ وہ گل ہی نہیں

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں — امتی باعثِ رسوائی پیغمبرؐ ہیں

برہم: ناراض
مسجودِ ملائک: جسے فرشتوں نے سجدہ کیا تھا
عالمِ کیف: کیفیت، یعنی یہ کیسا ہے؟ کے جواب سے واقف
دانا: جاننے والا
رموز: جمع رمز، اشارے، بھید، نکتہ
کم: مقدار یا تعداد
طاقتِ گفتار: بول چال کی طاقت
سلیقہ: اچھا طریقہ
غم انگیز: دُکھ بھرا
اشکِ بیتاب: بے چین آنسو
آسماں گیر: آسماں پر چھا جانے والا
نعرۂ مستانہ: پُرجوش نعرہ

شوخ زباں: بے خوف بات کرنے والا
دل دیوانہ: شیدائی / عاشق دل
حُسن ادا: اچھا طریقۂ بیان
ہم سخن: باہم بات چیت کرنے والے
مائل بہ کرم: مہربانی کرنے پر تیار
رہرو: چلنے والا، مسافر
جوہر قابل: اہلیت / لیاقت رکھنے والا انسان
گل: مٹی
کئی: کے جیسی، کیخسرو، قدیم ایران کا مشہور اور عظیم بادشاہ
الحاد: مراد کفر، خدا کے وجود سے انکار
خوگر: عادی
پیغمبرؐ: حضور اکرمؐ

بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں　　تھا براہیم پدر، اور پسر آزر ہیں

بادہ آشام نئے، بادہ نیا، خم بھی نئے
حرمِ کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا　　نازشِ موسمِ گل لالۂ صحرائی تھا
جو مسلمان تھا، اللہ کا سودائی تھا　　کبھی محبوب تمھارا یہی ہرجائی تھا

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کرلو
ملتِ احمدؐ مرسل کو مقامی کرلو!

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے　　ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمھیں پیاری ہے
طبعِ آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے　　تمھیں کہہ دو یہی آئینِ وفاداری ہے؟

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو ہیں، محفل انجم بھی نہیں

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن، تم ہو　　نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو

بُت گر: بت بنانے والے
براہیم: حضرت ابراہیم جنہوں نے نمرود کا بتخانہ توڑا
پدر: باپ
آزر: حضرت ابراہیم کے والد / چچا، مراد بت تراش
پسر: بیٹا، مراد آج کے مسلمان
بادہ آشام: شراب پینے والے، اسلام سے محبت کرنے والے
خم: مٹکا، صراحی
حرم کعبہ نیا: مراد اصل کعبہ کی بجائے حکمرانوں کو سجدہ کرنا
بُت بھی نئے: یعنی دولت، مرتبہ سے محبت وغیرہ
مایۂ رعنائی: خوبصورتی / تازگی کی دولت، افتخار کا باعث
نازش: افتخار، فخر
موسم گل: بہار کا موسم
لالۂ صحرائی: مراد آغازِ اسلام کے مسلمان جو جہد و عمل میں بے مثل تھے
یکجائی: کسی ایک سے تعلق رکھنے والا
عہد غلامی کرلینا: مراد کسی اور کو خدا بنالینا
مقامی کرنا: کسی ایک / خاص جگہ یا قوم تک محدود رکھنا
صبح کی بیداری: صبح سویرے اٹھ کر عبادت کرنے کی حالت
طبع آزاد: مراد مذہب سے بے نیاز مزاج
قیدِ رمضاں: روزوں کی پابندی
آئین وفاداری: ساتھ نبھانے، حق دوستی ادا کرنے کا دستور
جذب باہم: ایک دوسرے کی کشش
محفل انجم: مراد ستاروں کی گردش کا نظام جو اس کشش سے قائم ہے
پروائے نشیمن: مراد وطن کی فکر

بجلیاں جس میں ہوں آسودہ، وہ خرمن تم ہو　　بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن، تم ہو
ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟　　نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟　　میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟
تھے تو آبا وہ تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو!

کیا کہا! بہرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حور　　شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور
عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور　　مسلم آئیں ہوا کافر تو ملے حور و قصور
تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے، موسیٰ ہی نہیں

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک　　ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک

آسودہ: آرام کرنے والی، چھپی ہوئی
خرمن: غلے کا ڈھیر
اسلاف: جمع سلف، پرانے بزرگ، آباواجداد
مدفن: قبر
نکونام: اچھے نام والا
قبروں کی تجارت: مزاروں کے متولیوں کا مریدوں سے نذرانے وصول کرنا
صفحۂ دہر: مراد زمانہ
جبینوں سے بسانا: سجدے / عبادت کرنا
سینوں سے لگانا: مراد پورا پورا احترام کرنا
تم کیا ہو؟: یعنی تم میں وہ خوبیاں نہیں
ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہنا: غفلت، بے عملی کی زندگی گزارنا
بہرِ مسلماں: مسلمانوں کے لیے

وعدۂ حور: مومنوں سے جنت میں خوبصورت عورتیں دیے جانے کی طرف اشارہ
بے جا: بے موقع، جو صحیح نہ ہو
شعور: سلیقہ
فاطرِ ہستی: کائنات کو پیدا کرنے والا، خدا
ازل سے: کائنات سے بھی پہلے
مسلم آئیں: مراد اسلامی اصولوں پر عمل کرنے والا
قصور: جمع قصر، محل (جنت میں ملنے والے)
چاہنے والا: مراد اچھے عمل کر کے حق دار بننے والا
جلوۂ طور: خدا کا جلوہ جو حضرت موسیٰ کو طور پر نصیب ہوا
موسیٰ: مراد حضرت موسیٰ کا سا عشق رکھنے والا
منفعت: فائدہ
ایک ہونا: آپس میں اتفاق و محبت ہونا

حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک　　کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِؐ مختار؟　　مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟　　ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟
قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں!

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا، تو غریب　　زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا، تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا، تو غریب　　پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمھارا، تو غریب
امرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملتِ بیضا غربا کے دم سے

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی　　برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی　　فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

فرقہ بندی: فرقہ پرستی (جو آج بہت زوروں پر ہے)
ذاتیں: مراد ذات برادری کا تعصب
پنپنا: پھلنا پھولنا
تارک: چھوڑنے والا، عمل نہ کرنے والا
آئینِ رسولِ مختار: مراد شریعتِ محمدیؐ
معیار: کسوٹی
سمانا: یعنی پیشِ نظر ہونا
شعار: طور طریقے
اغیار: جمع غیر، یعنی غیر مسلم قومیں
طرزِ سلف: پرانے بزرگوں کے طور طریقے
سوز: عشق کی حرارت
پاس: لحاظ

صف آرا: نماز کی خاطر صف بندی کرنے والے
پردہ رکھنا: کسی کے عیب ظاہر نہ کرنا
ملتِ بیضا: روشن قوم، ملت اسلامیہ
واعظ قوم: ملت کے مذہبی رہنما
پختہ خیالی: اسلامی عقیدوں پر مضبوطی سے قائم رہنے کی حالت
برق طبعی: تقریر میں جلد اثر کرنے والی کیفیت
شعلہ مقالی: گفتگو / تقریر میں عشق کی گرمی
روحِ بلالیؓ: حضرت بلالؓ کا سا جذبۂ عشق
فلسفہ: مراد خالی باتیں ہی باتیں
تلقینِ غزالی: مشہور فلسفی اور صوفی امام غزالی (۱۰۵۸۔ ۱۱۱۱ء) کا عشقِ حقیقی سے متعلق درس

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

شور ہے، ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود!
وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو 'مسلمان' بھی ہو!

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک
شجر فطرتِ مسلم تھا حیا سے نمناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستیٔ فوق الادراک
خود گدازی نم کیفیتِ صہبایش بود
خالی از خویش شدن صورتِ مینایش بود ☆

ہر مسلماں رگِ باطل کے لیے نشتر تھا
اس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا
جو بھروسا تھا اسے قوتِ بازو پر تھا
ہے تمہیں موت کا ڈر، اس کو خدا کا ڈر تھا

مرثیہ خواں: دکھ کا اظہار کرنے والی
صاحب اوصاف حجازی: صحیح اسلامی خوبیاں اور طور طریقے رکھنے والے
نابود: فنا
تھے بھی کہیں مسلم موجود: یعنی کہیں بھی نہیں تھے
نصاریٰ: جمع نصرانی، عیسائی
تمدن: شہری یا عام زندگی گذارنے کے طور طریقے
یوں تو سیّد.....: یعنی برادری اور قبیلے کے حوالے سے اپنی پہچان کرانے والے
دم تقریر: بات کرتے وقت
لوث: آلودگی، عیب، ملاوٹ
مراعات: ایک دوسرے کا لحاظ (جس سے انصاف متاثر ہوتا ہے)
شجر فطرت: مزاج/سرشت کا درخت، مراد مزاج
نمناک: تر و تازہ
فوق الادراک: جس کی عظمت کو سمجھنا عقل سے باہر ہے
رگ باطل: کفر کی رگ
نشتر: وہ اوزار جس سے رگ کو چھیڑ کر گندا خون نکالا جاتا ہے
آئینہ ہستی: زندگی کا آئینہ
جوہر: آئینے کی چمک
قوت بازو: بازوؤں کی طاقت، مراد جہاد

☆ اُس کے لیے دوسروں کی خاطر خود کو پگھلانا (قربانی دینا، کام آنا) شراب کے نشے کی طرح تھا اور خود کو خود غرضی اور مفاد پرستی سے دور رکھنا اسی طرح تھا جس طرح صراحی شراب انڈیل کر خالی ہو جاتی ہے۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو!

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے　　تم مسلماں ہو! یہ اندازِ مسلمانی ہے!
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے　　تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے؟
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم　　تم خطاکار و خطا بیں، وہ خطا پوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم　　پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم
تختِ فغفور بھی ان کا تھا، سریرِ کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی؟

خود کشی شیوہ تمھارا، وہ غیور و خود دار　　تم اخوت سے گریزاں، وہ اخوت پہ نثار
تم ہو گفتار سراپا، وہ سراپا کردار　　تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستاں بہ کنار
اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی

ازبر: زبانی یاد
ذوق تن آسانی: آرام طلبی اور سستی کا شوق / لطف
حیدری فقر: حضرت علیؓ کی سی دنیاوی لالچ سے بے نیازی
دولت عثمانیؓ: حضرت عثمانؓ کا سامال و دولت اور ایثار
کیا نسبت روحانی ہے: یعنی کوئی روحانی تعلق نہیں ہے
مُسلماں ہو کر: یعنی اسلام پر پوری طرح عمل کر کے
تارکِ قرآں: قرآن چھوڑنے (عمل نہ کرنے) والا
آپس میں غضب ناک: مراد ایک دوسرے کے دشمن
خطابیں: دوسروں میں خامیاں / غلطیاں تلاش کرنے والا
خطاپوش: دوسروں کی خامیوں / برائیوں پر پردہ ڈالنے والا
اوجِ ثریا: ثریا ستارے کی سی بلندی

قلبِ سلیم: مراد اسلامی جذبوں سے سرشار دل
فغفور: قدیم چین کے بادشاہوں کا لقب
سریر: تخت
کے: کیخسرو، قدیم ایران کا عظیم بادشاہ خسرو
شیوہ: طریقہ، انداز
گریزاں: بھاگنے والا / والے
گفتار سراپا: صرف باتیں ہی باتیں
سراپا کردار: مکمل طور پر عمل جدوجہد کرنے والے
گلستاں بہ کنار: مراد دامن پھولوں سے بھرا ہوا
نقش: لکھا ہوا، تحریر
صفحۂ ہستی: دنیا کی کتاب، دنیا

مثلِ انجم افقِ قوم پہ روشن بھی ہوئے
بت ہندی کی محبت میں برہمن بھی ہوئے
شوقِ پرواز میں مہجورِ نشیمن بھی ہوئے
بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے

ان کو تہذیب نے ہر بند سے آزاد کیا
لا کے کعبے سے صنم خانے میں آباد کیا

قیس زحمت کشِ تنہائی صحرا نہ رہے
شہر کی کھائے ہوا، بادیہ پیما نہ رہے
وہ تو دیوانہ ہے، بستی میں رہے یا نہ رہے
یہ ضروری ہے، حجابِ رُخِ لیلا نہ رہے

گلۂ جور نہ ہو، شکوۂ بیداد نہ ہو
عشق آزاد ہے، کیوں حسن بھی آزاد نہ ہو!

عہدِ نو برق ہے، آتش زنِ ہر خرمن ہے
ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوام کہن ایندھن ہے
ملتِ ختم رسلؐ شعلہ بہ پیراہن ہے

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

انجم: جمع نجم، ستارے
افقِ قوم: قوم کا آسمان، قوم
بتِ ہندی: ہندوستانی ثقافت، تہذیب / لڑکیاں وغیرہ
برہمن ہونا: ہندوؤں کے سے طور طریقے اختیار کرنا
شوقِ پرواز: اڑنے کا شوق
مہجورِ نشیمن: مراد وطن سے دور
بدظن: دل میں برا خیال لانے والا / والے
تہذیب: موجودہ طرزِ زندگی جو یورپ سے متاثر ہے
بند: پابندی، زنجیر، قید
صنم خانہ: بتوں کا گھر، مندر
زحمت کش تنہائی: اکیلے پن کی تکلیف اٹھانے والا
بادیہ پیما: جنگلوں میں پھرنے والا
حجاب: پردہ
رُخ: چہرہ

گلۂ جور: ظلم و سختی کی شکایت
بیداد: ظلم
عہدِ نو: جدید دور، مغربی تہذیب کا دور
آتش زن: جلا دینے والا
خرمن: غلے کا ڈھیر
ایمن: محفوظ
نئی آگ: مراد جدید دور، نئی تہذیب
ملت ختمِ رسلؐ: مراد حضور اکرمؐ کی قوم
شعلہ بہ پیراہن: جس کا لباس جل رہا ہو، نئی تہذیب میں فنا ہونے والی
براہیمؑ کا ایماں: حضرت ابراہیمؑ کی سی ایمانی قوت کہ وہ نمرود کی آگ میں بیٹھ گئے اور بحکم خدا وہ گلزار بن گئی
اندازِ گلستاں: گلزار کی سی حالت / صورت

دیکھ کر رنگِ چمن ہو نہ پریشاں مالی　　کوکبِ غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی
خس و خاشاک سے ہوتا ہے گلستاں خالی　　گل بر انداز ہے خونِ شہدا کی لالی
رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

امتیں گلشنِ ہستی میں ثمر چیدہ بھی ہیں　　اور محرومِ ثمر بھی ہیں، خزاں دیدہ بھی ہیں
سیکڑوں نخل ہیں، کاہیدہ بھی، بالیدہ بھی ہیں　　سیکڑوں بطنِ چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں
نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا
پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا

پاک ہے گردِ وطن سے سر داماں تیرا　　تو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر ہے کنعاں تیرا
قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا　　غیر یک بانگِ درا کچھ نہیں ساماں تیرا

رنگ چمن: وطن / ملت کی صورت حال
مالی: باغ کی دیکھ بھال کرنے والا، مسلمان
کوکب: ستارہ
شاخیں ہیں چمکنے والی: مراد اچھے دن آنے والے ہیں
خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد مسلمانوں کے لئے ناموافق حالات
گلستاں: وطن
گل برانداز: پھول برسانے والی، اچھے حالات لانے والی
شہدا: جمع شہید، جنہوں نے قوم کے لیے جانوں کی قربانی دی
لالی: سرخی
گردوں: آسمان
عنابی: سرخ
نکلتا ہوا سورج: بُرے دنوں کے دور ہونے کی علامت
افق تابی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل
گلشنِ ہستی: دنیا
ثمر چیدہ: پھل پانے والی
خزاں دیدہ: اجڑے باغ والی
نخل: درخت
کاہیدہ: مرجھایا ہوا
بالیدہ: بڑا پھولا ہوا، تر و تازہ
بطنِ چمن: باغ کی زمین
پوشیدہ: چھپی ہوئی
برومندی: سرسبز ہونے / پھل دینے کی حالت
سیکڑوں صدیاں: مراد سیکڑوں برس
پھل: نتیجہ
چمن بندی: باغ کی دیکھ بھال
گردِ وطن: جغرافیائی حدوں والے وطن کی خاک
سر داماں: پلّو کا کنارہ
تو وہ یوسف ہے.....: مراد تمام دنیا مسلمان کے لیے وطن کی حیثیت رکھتی ہے
غیر: سوائے
بانگ درا: قافلے کی گھنٹی کی آواز

نخلِ شمع استی و در شعلہ دود ریشۂ تو

☆

عاقبت سوز بود سایۂ اندیشۂ تو

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تُو ہے
عصر نو رات ہے، دھندلا سا ستارا تُو ہے

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا
غافلوں کے لیے پیغام ہے بیداری کا
تو سمجھتا ہے، یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے ترے ایثار کا، خود داری کا

کیوں ہراساں ہے صَہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے

ایران: بمسایہ اسلامی ملک، مراد جغرافیائی حدیں
تو: مسلمان، ملت اسلامیہ
نشۂ مے: شراب کی مستی
عیاں: ظاہر، روشن
یورش تاتار: اشارہ ہے چنگیز خان کے حملے کی طرف۔ چنگیز خاں نے ۶۱۶ھ میں اور اس کے بعد اُس کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد اور ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور پھر اسی خاندان کے حکمران احمد تکودار نے ۶۸۰ھ کے بعد اسلام قبول کر کے اسلامی حکومت کی دھاک بٹھادی۔ دوسرے مصرع "پاسباں....." میں اسی طرف اشارہ ہے
کشتی حق: اسلام
عصر نو: نیا زمانہ
بپا: قائم

یورشِ بلغاری: بیسویں صدی کے آغاز میں ترکوں کی سیاسی قوت کے زوال کے سبب بلقانی ریاستوں نے (۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم سے پہلے) ترکوں سے جنگ کر کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا
بیداری: بے عملی چھوڑ کر عمل کی راہ اختیار کرنا
دل آزاری: دل کو دکھ پہنچانا
ساماں: سبب، باعث
ہراساں: ڈرا ہوا
صہیل: گھوڑے کا ہنہنانا
فرس: گھوڑا
اعدا: جمع عدو، دشمن
نور حق: حق کی روشنی، اسلام
نفس: پھونک

☆ تو شمع (موم بتی) کا پورا درخت ہے اور شعلے میں تیری جڑیں پھیلی ہیں۔ تیرے فکر / خیالات کا سایہ / روشنی، انجام کو جلانے والا یعنی انجام سے بے پروا ہے۔

چشم اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری　　ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری　　کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری
وقتِ فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

مثلِ بُو قید ہے غنچے میں، پریشاں ہو جا　　رخت بر دوش ہوائے چمنستاں ہو جا
ہے تنک مایہ تو ذرے سے بیاباں ہو جا　　نغمۂ موج سے ہنگامۂ طوفاں ہو جا!
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو　　چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو　　بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

محفلِ ہستی: دنیا
حرارت: گرمی، عشق کا جذبہ
کوکبِ قسمتِ امکاں: مراد دنیا کی قسمت کا ستارہ
نورِ توحید: خدائی وحدت کی روشنی
اتمام: مکمل ہونا
مثلِ بو: خوشبو کی طرح
پریشاں ہو جا: مراد دنیا بھر میں پھیل جا
غنچے میں قید ہونا: مراد صرف اپنے خاص علاقے / ملک تک محدود رہنا
رختِ بردوش: کندھے پر ساماں رکھ کر، مکمل تیاری
ہوائے چمنستاں: باغِ دنیا کی فضا
تنک مایہ: تھوڑی دولت یا طاقت والا، کمزور
نغمۂ موج: لہروں کی آوازیں
ہنگامۂ طوفاں: طوفان کا شور (وہی پھیل جانے والی بات استعاروں میں)
قوتِ عشق: خدا اور رسولؐ سے محبت کی طاقت
بالا: مراد بلند مرتبہ
اسمِ محمدؐ: حضور اکرمؐ کا نام مبارک
یہ پھول: مراد حضور اکرمؐ
ترنم: چہچہانا
تبسم: مسکرانا، کھلنا
خم: صراحی (شراب کی)
بزمِ توحید: مراد خدائی وحدت کا چرچا
استادہ: ایستادہ، کھڑا ہوا، برقرار
اسی نام: محمدؐ، جن کے طفیل یہ کائنات وجود میں آئی
نبضِ ہستی: کائنات کی رگ
تپش آمادہ: حرکت میں رہنے والی یعنی زندگی کا باعث

دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ "رفعنا لک ذکرک" دیکھے

مردمِ چشمِ زمیں یعنی وہ کالی دنیا
وہ تمھارے شہدا پالنے والی دنیا
گرمیِ مہر کی پروردہ ہلالی دنیا
عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا

تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوی اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دامنِ کہسار: پہاڑ کی وادی
چین کا شہر، مراقش کا بیابان: مراد ہر جگہ، پوری دنیا میں
ابد تک: رہتی دنیا تک
رفعتِ شان: عظمت اور بڑائی کی بلندی
"رفعنا لک ذکرک": قرآن کی ایک آیت کا ٹکڑا، "ہم نے (اے پیغمبرؐ) تیری خوشی کی خاطر تیرا نام بلند کر دیا ہے"
مردمِ چشم: آنکھ کی پتلی
کالی دنیا: سیاہ فام لوگوں / حبشیوں کا ملک
شہدا پالنے والی دنیا: اشارہ ہے ملک حبشہ کی طرف، جہاں مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے پہنچے پھر وہ مہاجر مدینہ پہنچ کر حضور اکرمؐ کے ساتھ جہادوں میں شریک ہوئے
گرمیِ مہر: سورج کی حرارت (حبشہ شدید گرمی والا ملک)
پروردہ: پالی ہوئی

ہلالی دنیا: مراد ہلالی نشان / جھنڈے والا، مسلمانوں کا ملک
بلالی دنیا: اشارہ ہے حبشی غلام، حضرت بلالؓ کی طرف
تپش اندوز: تڑپنے اور بے چین رہنے والی (حضورؐ سے بے پناہ محبت کے سبب)
غوطہ زن: ڈبکی لگانے والی
آنکھ کا تارا: مراد آنکھ کی پتلی کے اندر چمکتا ہوا باریک نقطہ
سپر: ڈھال
شمشیر: تلوار
درویش: قلندرانہ / فقیرانہ زندگی گذارنے والا
جہانگیر: پوری دنیا پر چھا جانے والی
ماسوی اللہ: اللہ کے سوا جو کچھ ہے، یہ کائنات وغیرہ
لوح و قلم: یعنی خود اپنی اور ساری کائنات اور اس کی تقدیر (بڑے ہاتھ میں ہے)

ساقی

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

جو بادہ کش تھے پُرانے، وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی!

کٹی ہے رات تو ہنگامہ گستری میں تری
سحر قریب ہے، اللہ کا نام لے ساقی!

تعلیم اور اس کے نتائج

(تضمین بر شعر مُلا عرشی)

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقّی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ساقی: مراد قوم کے رہنما/ مصلحین
نشہ: مراد شراب
گرتوں کو تھام لینا: جو گر رہے ہیں انہیں سنبھالنا، پستیوں سے نکالنا
بادہ کش: شراب پینے والے
اُٹھتے جاتے ہیں: اس دنیا سے جا رہے ہیں
آب بقائے دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کا پانی، آب حیات
ہنگامہ گستری میں: فتنہ و فساد پھیلانے میں
سحر: صبح، اچھے دن
اللہ کا نام لے: خدا کو یاد کر، جاگ اور قوم کی صحیح طور پر اصلاح کر

نتائج: جمع نتیجہ، نتیجے، اثرات
تضمین: گرہ لگانا
مُلا عرشی: طہماسپ قلی بیگ عرف ملا عرشی یزدی۔ تبریز کا رہنے والا تھا۔ تمام عمر شاہ طہماسپ صفوی (۱۷ویں صدی عیسوی) کی خدمت میں گذاری
لب خنداں: ہنستے ہوئے ہونٹ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نُما
لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

☆ "تخمِ دیگر بکف آریم و بکاریم زنو
کانچہ کشتیم زخجلت نتواں کرد درو"

قُربِ سُلطان

تمیز حاکم و محکوم مِٹ نہیں سکتی
مجال کیا کہ گداگر ہو شاہ کا ہمدوش

جہاں میں خواجہ پرستی ہے بندگی کا کمال
☆☆ رضائے خواجہ طلب کُن قبائے رنگیں پوش

فراغت: خوشحالی، بے فکری
کیا خبر تھی: معلوم نہ تھا
الحاد: خدا کے وجود سے انکار
پرویز: ایران قدیم کا بادشاہ خسرو پرویز
شیریں: پرویز کی کنیز اور فرہاد کی محبوبہ
جلوہ نُما: مراد رونق کا باعث
تیشۂ فرہاد: فرہاد کا تیشہ مراد اسلامی تعلیمات کو نقصان پہنچانے والا رجحان

قُرب: پاس / قریب بیٹھنے کی حالت، ہم نشینی
سلطان: بادشاہ، حکمران
تمیز: فرق
محکوم: رعایا، غلام
مٹنا: ختم ہونا
مجال: طاقت
گداگر: فقیر، مراد غلام
ہمدوش: ساتھ بیٹھنے والا
خواجہ پرستی: آقا کی پوجا

☆ ہم ایک اور بیج حاصل کر کے اسے نئے سرے سے بوئیں کیونکہ ہم نے جو بیج بویا تھا شرمندگی کے مارے اسے کاٹ نہیں سکتے۔
☆☆ آقا کی مرضی اور خواہش پر چل اور یوں رنگدار قبا پہن لے یعنی مزے کی زندگی گذار۔

مگر غرض جو حصولِ رضائے حاکم ہو
خطاب مِلتا ہے منصب پرست و قوم فروش

پُرانے طرزِ عمل میں ہزار مشکل ہے
نئے اصول سے خالی ہے فکر کی آغوش

مزا تو یہ ہے کہ یوں زیرِ آسماں رہیے
☆ "ہزار گونہ سخن در دہان و لب خاموش"

یہی اصول ہے سرمایۂ سکونِ حیات
☆☆ "گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش"

مگر خروش پہ مائل ہے تُو تو بسم اللہ
☆☆☆ "بگیر بادۂ صافی، ببانگِ چنگ بنوش"

غرض: مقصد
جو: اگر، جب
رضائے حاکم: حکمران / آقا کی خوشی / خوشنودی
خطاب: کسی خاص وصف پر دیا گیا نام
منصب پرست: عہدے / مرتبے کا بھوکا یا پجاری
قوم فروش: قوم کو بیچنے والا، غدار
پُرانے طرزِ عمل: پُرانے لوگوں کی آقا پرستی کے طور طریقے

نئے اصول: جدید طریقے / انداز
فکر: غور، سوچ بچار
آغوش: گود
زیرِ آسماں: دنیا میں
یوں: اس طریقے سے
خروش: شور، چیخ پکار
مائل: تیار، آمادہ
بسم اللہ: شروع کر دے اللہ کا نام لے کر

☆ منہ میں ہزاروں قسم کی باتیں کہنے کو ہیں لیکن ہونٹ چپ ہیں۔ (حافظ کا شعر ہے۔ پہلا مصرع یوں ہے: شد آنکہ اہل نظر بر کنارہ می رقصند)

☆☆ اے حافظ تو ایک گوشہ نشین فقیر ہے (خواہ مخواہ) شور نہ مچا (پہلا مصرع: رموز مصلحتِ ملک خسروان دانند) صحیح مصرع اسی طرح ہے۔ ملاحظہ ہو ایران میں شائع شدہ دیوان حافظ کے تمام مستند نسخے۔

☆☆☆ صاف ستھری شراب لے اور باجے کی آواز ڈھول کی تھاپ پر لے (یعنی جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے کھل کر کہہ ڈال)۔ (یہ مصرع بھی حافظ کا ہے)

شریکِ بزمِ امیر و وزیر و سُلطاں ہو
لڑا کے توڑ دے سنگِ ہَوس سے شیشۂ ہوش

پیامِ مُرشدِ شِیراز بھی مگر سُن لے
کہ ہے یہ سر نہاں خانۂ ضمیر سروش

☆ "محلِ نورِ تجلّی ست رائے انور شاہ
چو قُربِ او طلبی در صفائے نیّت کوش"

شاعر

جوئے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے
پی کے شرابِ لالہ گوں میکدۂ بہار سے

مستِ مئے خرام کا سن تو ذرا پیام تو
زندہ وہی ہے کام کچھ جس کو نہیں قرار سے

شریک: شامل ہونے والا، بیٹھنے والا
بزم: محفل، دربار
سنگِ ہوس: حرص اور لالچ کا پتھر
ہوش: عقل
مرشدِ شیراز: حافظ شیرازی، نام محمد، لقب شمس الدین، تخلص۔ ایران کے مشہور شاعر (۱۳۱۵ء۔۱۳۸۸ء)۔ شیراز میں دفن ہیں۔ وہ جگہ "حافظیہ" کہلاتی ہے
سر: بھید

نہاں خانۂ ضمیر سروش: غیب کے فرشتے کے دل میں چھپا ہوا

جوئے سرود آفریں: نغمے گاتی ہوئی ندی
کوہسار: ایسی جگہ جہاں کئی پہاڑ / پہاڑیاں ہوں
لالہ گوں: سُرخ رنگ کی
مست مے خرام: شراب کی مستی میں جھومتی چال
قرار: ٹھہراؤ، سکون

☆ بادشاہ کی روشن رائے جلوۂ خداوندی کے نور پڑنے کی جگہ ہے۔ سو اگر تو اس کی ہم نشینی کا خواہشمند ہے تو پھر اپنی نیت صاف رکھنے کی کوشش کر (غلط مشورے نہ دے)۔ بادشاہ کو "خدا کا سایہ" (ظل اللہ) کہا جاتا تھا۔

پھرتی ہے وادیوں میں کیا دخترِ خوش خرامِ ابر　　کرتی ہے عشق بازیاں سبزۂ مرغزار سے

جام شراب کوہ کے خُم کدے سے اڑاتی ہے
پست و بلند کر کے طے کھیتوں کو جا پلاتی ہے

شاعر دل نواز بھی بات اگر کہے کھری　　ہوتی ہے اس کے فیض سے مزرعِ زندگی ہری
شانِ خلیل ہوتی ہے اس کے کلام سے عیاں　　کرتی ہے اس کی قوم جب اپنا شعار آزری
اہلِ زمیں کو نسخۂ زندگیِ دوام ہے　　خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخنوری

گلشنِ دہر میں اگر جوئے مئے سخن نہ ہو
پھول نہ ہو، کلی نہ ہو، سبزہ نہ ہو، چمن نہ ہو

دُخترِ خوش خرامِ اَبر: بادل کی نخروں کے ساتھ چلنے والی بیٹی (ندی)
عشق بازیاں: انکھیلیاں، محبت کے کھیل
سبزہ: گھاس
مَرغزار: جہاں جانور چرتے ہیں، زیادہ گھاس والی جگہ
خم کدہ: شراب خانہ
پست و بلند: گھائی اور اونچی جگہیں
طے کرتا: راستے سے گذرتا
دل نواز: دوست جو دل کو تسلی دیتا ہے
کھری: سچی، لگی لپٹی بغیر
فیض: فائدہ پہنچانے کی حالت
مزرع: کھیتی
ہری: سرسبز
شان خلیل: دوست یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا سا دبدبہ جنہوں نے بتخانہ نمرود میں رکھے بت توڑ ڈالے تھے
کلام: شاعری
شعار: طور طریقہ
آزری: بت بنانے کا عمل، یعنی مختلف اُمور فرقہ پرستی، علاقائی تعصب، دولت وغیرہ کے بت بنانا
نسخہ: وہ کاغذ جس پر طبیب مریض کے لیے دوائیں تجویز کرتا ہے
زندگیِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
خون جگر سے تربیت پانا: مراد سچے جذبوں اور بیحد محنت اور لگن سے لکھی جانے والی
سخنوری: شاعری
گلشن دہر: زمانے کا باغ، دنیا
جوئے مئے سخن: شاعری کی شراب کی ندی، یعنی بامقصد شاعری

نوید صبح

سنہ ۱۹۱۲ء

آتی ہے مشرق سے جب ہنگامہ در دامن سحر
منزلِ ہستی سے کر جاتی ہے خاموشی سفر

محفلِ قدرت کا آخر ٹوٹ جاتا ہے سکوت
دیتی ہے ہر چیز اپنی زندگانی کا ثبوت

چہچہاتے ہیں پرندے پا کے پیغامِ حیات
باندھتے ہیں پھول بھی گلشن میں احرامِ حیات

مسلمِ خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اٹھا افق، گرمِ تقاضا تو بھی ہو

وسعتِ عالم میں رہ پیما ہو مثلِ آفتاب
دامنِ گردوں سے ناپیدا ہوں یہ داغِ سحاب

کھینچ کر خنجر کرن کا، پھر ہو سرگرمِ ستیز
پھر سکھا تاریکی باطل کو آدابِ گریز

تو سراپا نور ہے، خوشتر ہے عریانی تجھے
اور عریاں ہو کے لازم ہے خود افشانی تجھے

ہاں، نمایاں ہو کے برقِ دیدۂ خفاش ہو
اے دلِ کون و مکاں کے رازِ مضمر! فاش ہو

ہنگامہ در دامن: مراد زندگی کی رونق اور چہل پہل
منزل ہستی: کائنات کا پڑاؤ، دنیا
سفر کر جانا: ختم ہو جانا
محفل قدرت: یعنی دنیا
احرام: وہ اَن سلا کپڑا جو حاجی حج کے موقع پر باندھتے ہیں
خوابیدہ: سویا ہوا، عمل اور جدّوجہد سے بیگانہ
ہنگامہ آرا: یعنی جدّوجہد اور عمل کرنے والا
چمک اٹھا افق: آسمان (سورج نکلنے سے) روشن ہو گیا
گرم تقاضا: عمل اور جدّوجہد میں مصروف
وسعت عالم: دنیا کا پھیلاؤ، پوری دنیا
رہ پیما: راستہ چلنے / سفر کرنے والا
مثل آفتاب: سورج کی طرح
ناپیدا ہونا: مٹ جانا

داغ سحاب: بادل کا دھبا، یعنی کفر یا باطل کی تاریکی
خنجر کرن کا: روشنی (نورِ اسلام) کا خنجر، مراد اسلامی تعلیمات
سرگرم ستیز: جہاد میں مصروف
آداب گریز: بھاگ جانے یعنی مٹنے کے طور طریقے
سراپا نور: مکمل روشنی
خوشتر: بہت اچھی / اچھا
خود افشانی: اپنے آپ کو بکھیرنا یعنی قوت عمل سے اپنی صلاحیتیں ظاہر کرنا
برق: بجلی
دیدۂ خفاش: چمگادڑ کی آنکھ
دلِ کون و مکاں کا رازِ مضمر: دنیا کے دل کا چھپا ہوا بھید، یعنی مسلمان جس کا کام اسلام کی روشنی پھیلانا ہے
فاش ہو: ظاہر ہو، باہر نکل

دُعا

یارب! دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنّا دے
جو قلب کو گرما دے، جو رُوح کو تڑپا دے

پھر وادیٔ فاراں کے ہر ذرّے کو چمکا دے
پھر شوقِ تماشا دے، پھر ذوقِ تقاضا دے

محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اَوروں کو بھی دِکھلا دے

بھٹکے ہوئے آہُو کو پھر سُوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

پیدا دلِ ویراں میں پھر شورشِ محشر کر
اس محملِ خالی کو پھر شاہدِ لیلا دے

دعا: اللہ کے حضور التجا/درخواست
زندہ تمنّا: عمل پر آمادہ رکھنے والی آرزو
قلب کو گرمانا: دل میں جوش وولولہ پیدا کرنا
روح کو تڑپانا: جدّوجہد اور عمل کے لیے بے چین رکھنا
وادی فاراں: وہ وادی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا تھا (فاراں، مکہ کی ایک پہاڑی) یعنی خانہ کعبہ
شوق تماشا: دیکھنے یعنی اسلام کی تجلّیوں کو دیکھنے کی خواہش
ذوق تقاضا: خدائی جلووں کی طلب / خواہش، جس طرح حضرت موسیٰؑ نے خدا سے اس کا تقاضا کیا تھا
محروم تماشا: دیکھنے سے بے نصیب، بصیرت سے عاری
دیدۂ بینا: دیکھنے والی آنکھ، بصیرت
اَوروں کو: دوسروں / قوم کو
بھٹکا ہوا آہو: راستہ بھولا ہوا ہرن، مراد مسلمان جو اسلام کی راہ سے ہٹ گیا ہے
سوئے حرم: کعبہ کی طرف، یعنی اسلام کی طرف
شہر کا خوگر: مراد جغرافیائی حدوں میں محدود رہنے کا عادی
وسعت صحرا: ریگستان کا سا پھیلاؤ، پوری دنیا میں پھیلنا
دل ویراں: عشق اسلام کے جذبوں سے خالی دل
شورش محشر: قیامت کا سا ہنگامہ، مراد زبردست جوش و ولولہ
محمل خالی: حضور اکرمؐ کے عشق سے خالی دل
شاہد لیلا: یعنی حضور اکرمؐ کی محبت

اس دور کی ظُلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو
وہ داغِ محبت دے جو چاند کو شرما دے

رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریّا کر
خود داریِ ساحل دے، آزادیِ دریا دے

بے لَوث محبت ہو، بے باک صداقت ہو
سینوں میں اُجالا کر، دل صورتِ مینا دے

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

مَیں بلبلِ نالاں ہوں اِک اُجڑے گلستان کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے!

ظلمت: اندھیرا، برائیاں، خرابیاں
قلبِ پریشاں: فکر مند دل
داغِ محبت: یعنی محبت کی روشنی
جو چاند کو شرما دے: جس کے آگے چاند کی روشنی پھیکی پڑ جائے
رفعت: بلندی
ہمدوشِ ثریا: مراد ستاروں کی بلندی کے برابر
خودداری ساحل: کنارے کی سی غیرت، جو پانی کے تھپیڑے سہ کر بھی اپنی جگہ برقرار رہتا ہے
آزادیِ دریا: جس طرح دریا یا سمندر کا پانی جدھر چاہتا ہے رُخ موڑ لیتا ہے

بے لوث: آلودگی (غرض، حرص وغیرہ) سے پاک
بیباک صداقت: ہر طرح کے خوف سے پاک سچائی
صورت: مانند، طرح
مینا: شراب کی صراحی
آثار: جمع اثر، علامتیں
امروز: آج، حال کا زمانہ
شورش: ہنگامہ
اندیشۂ فردا: آنے والے کل / مستقبل کی فکر
بلبلِ نالاں: فریاد کرتی ہوئی بلبل، شاعر یعنی علامہ اقبال
اجڑا گلستان: مراد ہندوستان جو انگریزوں کی غلامی کا شکار تھا
داتا: سخی، عطا کرنے والا

عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں

یہ شالامار میں اک برگِ زرد کہتا تھا
گیا وہ موسمِ گل جس کا راز دار ہوں میں

نہ پائمال کریں مجھ کو زائرانِ چمن
اُنہی کی شاخِ نشیمن کی یادگار ہوں میں

ذرا سے پتّے نے بیتاب کر دیا دل کو
چمن میں آ کے سراپا غمِ بہار ہوں میں

خزاں میں مجھ کو رُلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہوں میں

اُجاڑ ہو گئے عہدِ کہن کے مے خانے
گزشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں

شالامار: لاہور کا مشہور اور تاریخی باغ جسے مغلیہ بادشاہ شاہجہان کے حکم پر ۱۶۲۲ء میں تعمیر کیا گیا اور جہاں آج بھی ہر سال موسم بہار میں بہت بڑا میلہ لگتا ہے

برگ زرد: پیلا یعنی مرجھایا ہوا پتا

موسم گل: موسم بہار

زائران: جمع زائر، زیارت کرنے والے

نشیمن: گھونسلا

یادگار: نشانی

بیتاب: بے چین، بے قرار

سراپا: پورے طور پر

غم بہار: مسلمانوں کے عروج و ترقی کا زمانہ گذرنے کا دکھ

خزاں: مراد مسلمانوں کا زوال

فصل بہار: یعنی مسلمانوں کا عروج

سوگوار: غم زدہ

اجاڑ: ویران

عہد کہن: پرانا یعنی ترقی و عروج کا زمانہ

مے خانے: شراب خانے، مراد اسلامی ادارے

گذشتہ بادہ پرست: ماضی کے شیدائیانِ اسلام

نوٹ: اگست ۱۹۱۵ء میں رسالہ ذوالقرنین، بدایوں (یوپی) کے ایڈیٹر مولوی نظام الدین حسین نظامی نے علامہ سے عید پر چند شعر کہنے کی درخواست کی۔ علامہ کو ترکوں کی زبوں حالی پر بڑا دکھ تھا۔ انہوں نے اس حوالے سے یہ نظم لکھ دی جو ۱۱، اگست کے رسالہ میں شائع ہوئی۔

پیامِ عیش و مسرّت ہمیں سُناتا ہے
ہلالِ عید ہماری ہنسی اُڑاتا ہے

فاطمہ بنت عبداللہ

عرب لڑکی جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتی ہُوئی شہید ہُوئی

۱۹۱۲ء

فاطمہ! تو آبروئے امتِ مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے

یہ سعادت، حورِ صحرائی! تری قسمت میں تھی
غازیانِ دین کی سقّائی تری قسمت میں تھی

یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر
ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب، اپنی خاکستر میں تھی

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں!

ہلال عید: پہلی شوال کا چاند جسے دیکھ کر اگلے دن عید الفطر منائی جاتی ہے
اُمت مرحوم: وہ امت جس پر اللہ کی رحمت ہوئی ہو، ملت اسلامیہ
مشت خاک: مراد جسم
معصوم: گناہوں سے پاک
حور صحرائی: عرب لڑکی ہونے کے سبب ریگستانی حور کہا
غازیان: جمع غازی، باطل کے خلاف جہاد کرنے والے
سقّائی: پانی پلانے کا عمل
بے تیغ و سپر: تلوار اور ڈھال یعنی جنگی ہتھیاروں کے بغیر
جسارت آفریں: دلیری پیدا کرنے والا
شہادت: اللہ کی راہ میں جان دینا
کس قدر: یعنی بہت زیادہ
گلستان خزاں منظر: مراد اُجڑی ہوئی یا زوال کی ماری قوم
خاکستر: راکھ، یعنی ماضی کے مجاہدوں کی موجودہ نسل جو ایسے جذبے سے خالی ہے
صحرا: مراد قوم، ملت
آہو: ہرن، مجاہد
بجلیاں: جمع بجلی، مراد جہاد کے جذبے
برسے ہوئے بادل: مراد ماضی کے عظیم مجاہدوں کی موجودہ نسل / قوم
خوابیدہ: سوئی ہوئیں، یعنی موجود ہیں

فاطمہ! گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے
نغمۂ عشرت بھی اپنے نالۂ ماتم میں ہے

رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے

ہے کوئی ہنگامہ تیری تربتِ خاموش میں
پل رہی ہے ایک قومِ تازہ اس آغوش میں

بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعتِ مقصد سے میں
آفرینش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقد سے میں

تازہ انجم کا فضائے آسماں میں ہے ظہور
دیدۂ انساں سے نامحرم ہے جن کی موجِ نور

جو ابھی ابھرے ہیں ظلمت خانۂ ایام سے
جن کی ضَو ناآشنا ہے قیدِ صبح و شام سے

جن کی تابانی میں اندازِ کہن بھی، نو بھی ہے
اور تیرے کوکبِ تقدیر کا پرتو بھی ہے

گو: اگرچہ
شبنم افشاں: مراد آنسو بہانے والی
نغمۂ عشرت: خوشی و مسرت کا گیت
نالۂ ماتم: مرنے والے کے غم میں رونا
رقص: ناچ، تحریک
نشاط انگیز: مراد خوشیوں مسرتوں سے بھرا ہوا
زندگی کا سوز: زندگی کی حرارت / گرمی
لبریز: بھرا ہوا
ہنگامہ: رونق، چہل پہل
تربت: قبر، مزار
قوم تازہ: نئی قوم، نئی نسل
وسعتِ مقصد: ارادے یا غرض کا پھیلاؤ
آفرینش: پیدائش، ولادت، وجود میں آنا
مرقد: آرام گاہ، قبر
تازہ انجم: نئے نئے ستارے، یعنی روشن دل مسلمان
فضائے آسمان: مراد دنیا
دیدہ: آنکھ، آنکھیں
نامحرم: ناواقف، بے خبر
موجِ نور: روشنی کی لہر
ظلمت خانۂ ایام: زمانے کا تاریک گھر، اس دَور کی تاریکیاں
ضو: روشنی
تابانی: چمک
اندازِ کہن: پرانے طور طریقے
نو: نئے
کوکبِ تقدیر: مقدر کا ستارہ
پرتو: روشنی، عکس

شبنم اور ستارے

اک رات یہ کہنے لگے شبنم سے ستارے
ہر صبح نئے تجھ کو میسر ہیں نظارے
کیا جانیے تو کتنے جہاں دیکھ چکی ہے
جو بن کے مٹے، ان کے نشاں دیکھ چکی ہے
زہرہ نے سنی ہے یہ خبر ایک ملک سے
انسانوں کی بستی ہے بہت دور فلک سے
کہہ ہم سے بھی اس کشورِ دلکش کا فسانہ
گاتا ہے قمر جس کی محبت کا ترانہ

اے تارو نہ پوچھو چمنستانِ جہاں کی
گلشن نہیں، اک بستی ہے وہ آہ و فغاں کی
آتی ہے صباواں سے پلٹ جانے کی خاطر
بیچاری کلی کھلتی ہے مرجھانے کی خاطر
کیا تم سے کہوں کیا چمن افروز کلی ہے
ننھا سا کوئی شعلۂ بے سوز کلی ہے
گل نالۂ بلبل کی صدا سن نہیں سکتا
دامن سے مرے موتیوں کو چن نہیں سکتا
ہیں مرغِ نوا ریز گرفتار، غضب ہے
اگتے ہیں تہِ سایۂ گل خار، غضب ہے!

شبنم: (شب نم) رات کی تری، اوس
میسّر: حاصل
جو بن کے مٹے: جو عروج / وجود پا کر فنا کا شکار ہو گئے
زُہرہ: ایک سیارے کا نام، رقاصۂ فلک
مَلک: فرشتہ
کشورِ دل کش: بہت پیارا مُلک، بہت پیاری دنیا
قمر: چاند
چمنستان: باغ
آہ و فغاں: رونا، واویلا کرنا، فریاد کرنا
صبا: صبح کی خوشگوار ہوا
واں: وہاں
پلٹ جانا: واپس چلے جانا، لوٹ جانا

خاطر: واسطے، لیے
چمن افروز: باغ کو روشن کرنے والی
ننھا: چھوٹا
شعلۂ بے سوز: ایسی لو / آنچ جس میں تپش نہ ہو
نالہ: فریاد
صدا: آواز
چُننا: اکٹھے کرنا
مرغِ نوا ریز: اچھی آواز میں چہچہانے والے پرندے
گرفتار: پکڑے ہوئے، قید میں
غضب ہے: دکھ کی بات ہے
تہِ سایۂ گل: پھول کے سائے تلے
خار: کانٹا

رہتی ہے سدا نرگسِ بیمار کی تر آنکھ
دل طالبِ نظارہ ہے، محرومِ نظر آنکھ

دل سوختہ گرمیِ فریاد ہے شمشاد
زندانی ہے اور نام کو آزاد ہے شمشاد

تارے شررِ آہ ہیں انساں کی زباں میں
میں گریۂ گردوں ہوں گلستاں کی زباں میں

نادانی ہے یہ گردِ زمیں طوف قمر کا
سمجھا ہے کہ درماں ہے وہاں داغِ جگر کا

بنیاد ہے کاشانۂ عالم کی ہوا پر
فریاد کی تصویر ہے قرطاسِ فضا پر

مُحاصرۂ اَدرنہ

یورپ میں جس گھڑی حق و باطل کی چھڑ گئی
حق خنجر آزمائی یہ مجبور ہو گیا

نرگسِ بیمار: نرگس کے پھول کو اس کی آنکھ کی سی شکل کی بنا پر محبوب کی نشیلی اور شرمیلی آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہی کیفیت کسی بیمار کی آنکھوں کی ہوتی ہے جس کی بنا پر نرگس بیمار کہا۔ مراد نرگس کا پھول

تر: گیلی

طالب: مانگنے / چاہنے والا، خواہشمند

محروم نظر: نگاہ سے عاری / خالی

دل سوختہ گرمی فریاد: دہائی کی گرمی سے جلے ہوئے دل والا

شمشاد: سرو کی قسم کا ایک درخت جس کے پتے گول، چھوٹے اور موٹے ہوتے ہیں، یہ ہمیشہ سرسبز رہتا ہے

زندانی: قیدی، مراد زمین میں اگا ہوا جو جگہ سے ہل نہیں سکتا

نام کو: بظاہر

شرر آہ: آہ کی چنگاری

گریۂ گردوں: آسمان کا رونا

گرد زمین: زمین کے ارد گرد

طوف: چکر لگانا

درماں: علاج

داغ جگر: دل کا زخم، مراد وہ داغ جو چاند میں نظر آتا ہے

کاشانۂ عالم: دنیا کا محل یعنی دنیا

ہوا پر بنیاد ہونا: مضبوط نہ ہونا، جو کسی وقت بھی گر سکتا ہے

قرطاس: کاغذ، صفحہ

محاصرہ: ہر طرف سے گھیرے میں لینے کا عمل

اُدرنہ: ترکی نام ایڈریانوپل۔ قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے ترکی کا پایۂ تخت تھا۔ ۴ فروری ۱۹۱۳ء کو بلغاریہ نے محاصرہ کیا اور ۲۶ مارچ ۱۹۱۳ء کو اس کو فتح کر لیا۔ جولائی ۱۹۱۳ء میں انور پاشا نے اسے پھر فتح کر لیا۔ اس موقع پر عیسائیوں کے سامان کے سلسلے میں جو واقعہ پیش آیا، وہ اس نظم کا موضوع ہے

حق و باطل کی چھڑنا: اسلام اور کفر کے درمیان جنگ ہونا

خنجر آزمائی: مراد ہتھیار اٹھانے اور چلانے کی حالت

گردِ صلیب، گردِ قمر حلقہ زن ہوئی
شکریؔ حصارِ دَرنہ میں محصور ہوگیا

مُسلم سپاہیوں کے ذخیرے ہوئے تمام
رُوئے اُمید آنکھ سے مستور ہوگیا

آخر امیر عسکرِ تُرکی کے حکم سے
"آئینِ جنگ" شہر کا دستور ہوگیا

ہر شے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے دانۂ عُصفور ہوگیا

لیکن فقیہِ شہر نے جس دم سُنی یہ بات
گرما کے مثلِ صاعِقۂ طُور ہوگیا

گرد: مئی
صلیب: سولی، مراد عیسائی مذہب / عیسائی فوج
گردِ قمر: چاند یعنی اسلام کے ارد گرد
حلقہ زن ہونا: گھیر لینا
شکری: مراد شکری پاشا (پیدائش بمقام روم ۱۸۵۴ء) خاندانی فوجی تھے۔ ۱۸۸۵ء میں ترکی فوج میں بطور لیفٹیننٹ مقرر ہوئے، جنگ بلقان میں بڑی بہادری دکھائی۔ مارچ ۱۹۱۳ء کی جنگ میں یہ گرفتار ہوئے لیکن بعد میں دو طرفہ معاہدے کی بنا پر رہا ہوگئے
حصار: قلعہ
محصور [illegible]
ذخیرے: [illegible] ہتھیاروں کے ذخیرے / سٹاک
تمام ہونا: ختم ہونا

رُوئے امید: امید کا چہرہ
مستور: چھپا ہوا
امیر عسکر: فوجی سردار، سپہ سالار
آئین جنگ: جنگ کا دستور، مارشل لا
دستور: قانون
ذخیرۂ لشکر: فوج کا سامان رسد
منتقل ہونا: ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جانا
شاہیں: باز کی قسم کا مشہور پرندہ، مراد ترکوں کی فوج
گدائے دانہ عصفور: چڑیا کے دانے کی بھیک مانگنے والا، یعنی بقائیوں سے نالہ وغیرہ مانگنے والا / والی
فقیہ: ترکی مسئلوں کا عالم
گرما کے: غصہ کھا کر، طیش میں آ کر
صاعقۂ طور: طور کی بجلی

"ذِمّی کا مال لشکرِ مسلم پہ ہے حرام"
فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہو گیا

چھوتی نہ تھی یہود و نصاریٰ کا مال فوج
مسلم، خدا کے حکم سے مجبور ہو گیا

غلام قادر رُہیلہ

رُہیلہ کس قدر ظالم، جفا جو، کینہ پرور تھا
نکالیں شاہِ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے

دیا اہلِ حرم کو رقص کا فرماں ستم گر نے
یہ اندازِ ستم کچھ کم نہ تھا آثارِ محشر سے

ذِمّی: مسلمان حکومت کو جزیہ (ٹیکس) دینے والا غیر مسلم
چھوتی نہ تھی: ہاتھ تک نہ لگاتی تھی

غلام قادر رہیلہ: نواب نجیب الدولہ کا پوتا، جس نے مرہٹوں کے خلاف احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی اور دونوں نے پانی پت میں مرہٹوں کو شکست دی۔ ۱۷۷۲ء میں شاہ عالم ثانی نے مرہٹوں سے مل کر رہیلوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی اور ان کی عورتوں کو بے عزت کیا۔ قادر اس وقت ۱۳ برس کا تھا، اس نے یہ دردناک منظر دیکھا تھا۔ موقع ملنے پر قادر نے شاہ عالم کی آنکھیں نکلوا کر اس سے انتقام لیا۔ (وفات ۱۷۸۸ء)
جفاجو: مختلف طریقوں بہانوں سے تنگ کرنے والا
کینہ پرور: دل میں دشمنی رکھنے والا
شاہ تیموری: مراد شاہ عالم ثانی
اہل حرم: مراد محل کی شاہی بیگمات
ستم گر: ظلم ڈھانے والا
آثار محشر: قیامت کی نشانیاں

بھلا تعمیل اس فرمانِ غیرت کش کی ممکن تھی!
شہنشاہی حرم کی نازنینانِ سمن بر سے

بنایا آہ! سامانِ طرب بیدرد نے اُن کو
نہاں تھا حسن جن کا چشمِ مہر و ماہ و اختر سے

لرزتے تھے دلِ نازک، قدم مجبورِ جنبش تھے
رواں دریائے خوں، شہزادیوں کے دیدۂ تر سے

یونہی کچھ دیر تک محو نظر آنکھیں رہیں اُس کی
کِیا گھبرا کے پھر آزاد سر کو بارِ مغفر سے

کمر سے اُٹھ کے تیغِ جانستاں، آتش فشاں کھولی
سبق آموزِ تابانی ہوں انجم جس کے جوہر سے

رکھا خنجر کو آگے اور پھر کچھ سوچ کر لیٹا
تقاضا کر رہی تھی نیند گویا چشمِ احمر سے

تعمیل: عمل میں لانا، ماننا
غیرت کش: شرم و حیا کا گلا دبانے والا
شہنشاہی حرم: بادشاہ کی بیگمات
نازنینان: جمع نازنین، خوبصورت اور نازک عورتیں
سمن بر: چنبیلی کا سا سفید اور نازک جسم رکھنے والی
سامان طرب: خوشی کا ذریعہ
نہاں: چھپا ہوا
مہر: سورج
اختر: ستارہ
مجبورِ جنبش: ہلنے یعنی ناچنے پر بے بس
رواں: جاری، بہنے والا
دریائے خون: مراد خون کے آنسو

شہزادیاں: جمع شہزادی، بادشاہ کی بیٹیاں
دیدۂ تر: مراد روتی آنکھیں
محو نظر: دیکھنے میں مصروف
بار: بوجھ
مِغفر: لڑائی کے وقت سر پر پہنا جانے والا لوہے کا ٹوپ
تیغ: تلوار
جانستاں: جان لینے والی
آتش فشاں: آگ بکھیرنے والی
سبق آموز تابانی: چمک کا سبق پڑھنے / سیکھنے والے
انجم: جمع نجم، ستارے
جوہر: تلوار کی چمک (اور تیزی)
چشمِ احمر: سرخ (غصہ میں یا جاگنے کی وجہ سے) آنکھ

بُجھائے خواب کے پانی نے اخگر اُس کی آنکھوں کے
نظر شرما گئی ظالم کی درد انگیز منظر سے

پھر اُٹھا اور تیموری حرم سے یوں لگا کہنے
شکایت چاہیے تم کو نہ کچھ اپنے مقدر سے

مرا مسند پہ سو جانا بناوٹ تھی، تکلّف تھا
کہ غفلت دُور ہے شانِ صف آرایانِ لشکر سے

یہ مقصد تھا مرا اس سے، کوئی تیمور کی بیٹی
مجھے غافل سمجھ کر مار ڈالے میرے خنجر سے

مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیّت نام ہے جس کا، گئی تیمور کے گھر سے

خواب کا پانی: مراد نیند
اخگر: چنگاری، مراد آنکھوں کی سُرخی
دردانگیز: دل کو دکھ پہنچانے والا
منظر: نظارہ
تیموری حرم: مغلیہ بیگمات، ملکائیں، شہزادیاں
مقدر: نصیب، قسمت

مسند: شاہی قالین / تخت
بناوٹ: یونہی دکھانے کا طریقہ، تکلف
صف آرایان: صف آرا کی جمع، فوج کا لڑائی کے لئے ترتیب سے کھڑے ہونا
تیمور کی بیٹی: مراد مغلیہ خاندان کی عورت، مغلیہ خاندان کا سلسلۂ نسب تیمور (۱۳۳۶ء۔۱۴۰۵ء) سے جاملتا ہے

ایک مکالمہ

اک مُرغِ سرا نے یہ کہا مُرغِ ہوا سے
پَردار اگر تُو ہے تو کیا مَیں نہیں پَردار

گر تُو ہے ہوا گیر تو ہُوں مَیں بھی ہوا گیر
آزاد اگر تُو ہے، نہیں مَیں بھی گرفتار

پرواز، خصوصیّتِ ہر صاحبِ پَر ہے
کیوں رہتے ہیں مُرغانِ ہوا مائلِ پندار؟

مجروح حمِیّت جو ہوئی مُرغِ ہوا کی
یوں کہنے لگا سُن کے یہ گفتارِ دل آزار

کچھ شک نہیں پرواز میں آزاد ہے تُو بھی
حد ہے تری پرواز کی لیکن سر دیوار

واقف نہیں تُو ہمّتِ مُرغانِ ہوا سے
تُو خاک نشیمن، اُنھیں گردُوں سے سروکار

مکالمہ: آپس میں بات چیت
مرغ سرا: پالتو پرندہ
مرغ ہوا: آزاد اور فضا میں اڑنے والا پرندہ
پردار: پروں والا
ہوا گیر: مراد ہوا میں اڑنے والا
خصوصیت: خاص بات
صاحب پر: پروں والا
مائل پندار: مراد غرور کا مارا ہوا

مجروح: زخمی
گفتار: بات، باتیں
دل آزار: دل کو دکھ دینے والی
سر دیوار: دیوار تک
مُرغان: جمع مرغ، پرندے
خاک نشیمن: جس کا ٹھکانا خاک پر ہو
گردوں: آسماں
سروکار: تعلق، واسطہ

☆ تُو مُرغِ سرائی، خورش از خاک بجوئی
ما در صدَدِ دانہ بہ انجم زدہ مِنقار

مَیں اور تُو

مذاق دید سے نا آشنا نظر ہے مری
تری نگاہ ہے فطرت کی رازداں، پھر کیا

رہینِ شکوۂ ایّام ہے زباں مری
تری مراد پہ ہے دَورِ آسماں، پھر کیا

رکھا مجھے چمن آوارہ مثلِ موجِ نسیم
عطا فلک نے کِیا تجھ کو آشیاں، پھر کیا

فزوں ہے سُود سے سرمایۂ حیات ترا
مرے نصیب میں ہے کاوشِ زیاں، پھر کیا

مذاق دید: نظارہ کرنے کا ذوق شوق
رازداں: بھید جاننے والی
پھر کیا؟: تو کیا ہوا، کوئی بات نہیں
رہینِ شکوۂ ایام: یعنی ہر گھڑی زمانے کا گلہ شکوہ کرنے والی
مراد: خواہش کے مطابق
دَور: گردش
چمن آوارہ: باغوں میں گھومنے پھرنے والا
موجِ نسیم: صبح کی ہوا کی لہر
فلک: مرادِ تقدیر
آشیاں: گھونسلا
فزوں: افزوں، زیادہ
سود: فائدہ
سرمایۂ حیات: زندگی کی پونجی
کاوشِ زیاں: نقصان کی تکلیف

☆ توگھریلو/پالتو پرندہ ہے، تو اپنی خوراک مٹی میں تلاش کرتا ہے، جبکہ ہم دانے کی تلاش میں ستاروں پر چونچ مارتے ہیں۔

ہوا میں تیرتے پھرتے ہیں تیرے طیارے
مرا جہاز ہے محرومِ بادباں، پھر کیا

☆ قوی شدیم چہ شد، ناتواں شدیم چہ شد؟
چنیں شدیم، چہ شد یا چناں شدیم، چہ شد؟

☆☆ بہ ہیچ گونہ دریں گلستاں قرارے نیست
تو گر بہار شدی، ماخزاں شدیم، چہ شد؟

تضمین بر شعر ابو طالب کلیم

خوب ہے تجھ کو شعارِ صاحبِ یثربؐ کا پاس
کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تُو مسلم نہیں

تیرتے پھرنا: اڑنا
بادباں: جہاز یا کشتی پر لگایا جانے والا پردہ جو ہوا بھرنے یا ہوا کا رخ بدلنے کے لیے لگایا جاتا ہے

تضمین بر شعر: کسی شاعر کے خاص / مشہور شعر کو مضمون کی مناسبت سے اپنی نظم میں شامل کرنا

ابو طالب کلیم: مغلیہ دور کا مشہور فارسی شاعر ابو طالب، تخلص کلیم۔ ہمدان میں پیدا ہوا۔ برصغیر میں شاہجہان بادشاہ کے دربار کا ملک الشعرا رہا۔ ۱۶۵۱ء میں وفات پائی
شعار: طور طریقہ
صاحبِ یثربؐ: مراد حضور اکرمؐ
پاس: لحاظ، احترام

☆ اگر ہم طاقتور ہو گئے، تو کیا ہوا؟ کمزور ہو گئے تو کیا ہوا؟ یوں ہو گئے تو کیا یوں ہو گئے تو کیا۔
☆☆ اس باغ یعنی دنیا میں کسی صورت بھی سکون / ٹھہراؤ نہیں ہے۔ اگر تو بہار بن گیا اور ہم خزاں ہو گئے تو کیا (فرق پڑتا ہے)

جس سے تیرے حلقۂ خاتم میں گردُوں تھا اسیر
اے سلیماں! تیری غفلت نے گنوایا وہ نگیں

وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہو گئی ہے اُس سے اب ناآشنا تیری جبیں

دیکھ تو اپنا عمل، تجھ کو نظر آتی ہے کیا
وہ صداقت جس کی بے باکی تھی حیرت آفریں

تیرے آبا کی نِگہ بجلی تھی جس کے واسطے
ہے وہی باطل ترے کاشانۂ دل میں مکیں

غافل! اپنے آشیاں کو آ کے پھر آباد کر
نغمہ زن ہے طُورِ معنی پر کلیمِ نکتہ بیں

☆ "سر کشی باہر کہ کردی، رام او باید شدن
شعلہ ساں از ہر کجا برخاستی، آنجا نشیں"

حلقۂ خاتم: انگوٹھی کا دائرہ / گولائی
گردوں: آسماں
اے سلیماں: یعنی اے مسلمان
گنوایا: کھودیا
نگین: انگوٹھی میں جڑا ہوا پتھر، مراد طاقت، اشارہ ہے حضرت سلیمان کی انگوٹھی کی طرف جس پر اسم اعظم کندہ تھا اور اسی کی بدولت انہیں کئی قوتیں حاصل تھیں
کوکب: ستارہ
جبیں: پیشانی
حیرت آفریں: حیرانی کا باعث

آبا: جمع اب، باپ دادا، مراد گذشتہ دور کے مسلمان
کاشانۂ دل: دل کا گھر / محل، یعنی دل
مکیں: رہنے والا
اپنا آشیاں: یعنی پہلے والا طرزِ عمل
آباد کر: اختیار کر
نغمہ زن: گیت گانے والا، یعنی شاعر
طورِ معنی: شاعرانہ مضامین کا طور، شاعر کا تخلص کلیم ہونے کے سبب طورِ معنی کہا
کلیم: شاعر کا تخلص
نکتہ بیں: شاعرانہ مضامین کی باریکیوں سے واقف

☆ جس کسی کی بھی تو نے نافرمانی کی ہے، تجھے اس کا مطیع ہو جانا چاہیے، یعنی شعلے کی طرح جہاں سے تو اٹھا وہیں بیٹھ جا۔

شبلی و حالی

مسلم سے ایک روز یہ اقبالؔ نے کہا
دیوانِ جُزو و کُل میں ہے تیرا وجود فرد

تیرے سرودِ رفتہ کے نغمے علومِ نَو
تہذیب تیرے قافلہ ہائے کہن کی گرد

پتھر ہے اس کے واسطے موجِ نسیم بھی
نازک بہت ہے آئینۂ آبروئے مرد

مردانِ کار، ڈھونڈ کے اسبابِ حادثات
کرتے ہیں چارۂ ستمِ چرخِ لاجورد

پُوچھ اُن سے جو چمن کے ہیں دیرینہ راز دار
کیونکر ہوئی خزاں ترے گلشن سے ہم نبرد

شبلی: مولانا محمد شبلی نعمانی (ولادت ضلع اعظم گڑھ ۱۸۵۷ء، وفات ۱۹۱۴ء) آپ مؤرخ، فلسفی، نقاد، معلم اور محدث تھے۔ آپ کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سیرۃ النبیؐ سرفہرست ہے

حالی: خواجہ الطاف حسین، تخلص حالی۔ ولادت پانی پت ۱۸۳۷ء۔ وفات ۱۹۱۴ء۔ مرزا غالب کے خاص شاگرد۔ حیات جاوید، یادگار غالب، حیات سعدی کے علاوہ دیگر کتب بالخصوص طویل نظم "مسدس" ان سے یادگار ہیں

دیوانِ جزو و کل: یعنی اس کائنات کی کتاب

وجود: ہستی

فرد: بے مثال

سرودِ رفتہ: ماضی کا گیت، علوم و فنون

نغمے: سریلی آوازیں (مراد ان علوم سے جدید علوم نکلے ہیں)

علوم نو: جدید دور کے علوم اور فنون

تہذیب: موجودہ دور کا تمدن

قافلہ ہائے کہن: پرانے قافلے، اسلامی تہذیب کا شاندار ماضی

موج نسیم: صبح کی نرم ہوا کی لہر

آبروئے مرد: دلیر اور غیرت مند آدمی کی عزت

مردان کار: باعمل اور جدوجہد کرنے والے دلیر

چرخ لاجورد: نیلا آسمان

دیرینہ: پرانے

خزاں: مراد زوال

گلشن: باغ، قوم

ہم نبرد: جنگ کرنے والی

مسلم مرے کلام سے بے تاب ہو گیا
غمّاز ہو گئی غمِ پنہاں کی آہِ سرد

کہنے لگا کہ دیکھ تو کیفیّتِ خزاں
اوراق ہو گئے شجر زندگی کے زرد

خاموش ہو گئے چمنستاں کے راز دار
سرمایۂ گداز تھی جن کی نوائے درد

شبلی کو رو رہے تھے ابھی اہلِ گلستاں
حالی بھی ہو گیا سوئے فردوس رہ نورد

☆ "اکنوں کرا دماغ کہ پُرسد ز باغباں
بُلبل چہ گفت و گُل چہ شنید و صبا چہ کرد"

بے تاب: بے چین
غمّاز: چغلی کھانے والا / والی، بھید کھول دینے والا
غم پنہاں: چھپا ہوا دکھ
آہ سرد: ٹھنڈی آہ، جو غم کی نشانی ہے
کیفیت: حالت
اوراق: جمع ورق، درخت کے پتے
شجر: درخت
چمنستان: باغ، قوم

سرمایہ: پونجی
گداز: پگھلنے یا پگھلانے کی کیفیت
نوائے درد: مراد ایسا بیان جس میں تاثیر تھی
رونا: ماتم کرنا، غم کا اظہار کرنا
اہلِ گلستان: قوم کے افراد
سوئے فردوس: جنت کی طرف
رہ نورد: مسافر، راستہ چلنے والا

☆ اب کسے اتنا ہوش ہے کہ وہ مالی سے پوچھے کہ بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سنا اور صبح کی ہوا نے کیا کیا۔

اِرتقا

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مُصطفویؐ سے شرارِ بُولہبی

حیات شُعلہ مزاج و غیور و شور انگیز
سرشت اس کی ہے مشکل کشی، جفا طلبی

سکُوتِ شام سے تا نغمۂ سحر گاہی
ہزار مرحلہ ہائے فغانِ نیم شبی

☆ کشاکشِ زم و گرما، تپ و تراش و خراش
زخاکِ تیرہ دُروں تا بہ شیشہ حلبی

☆☆ مقامِ بست و شکست و فشار و سوز و کشید
میانِ قطرۂ نیسان و آتشِ عِنَبی

ارتقا: درجہ بدرجہ ترقی کرنا، بلندی کی طرف بڑھنا
ستیزہ کار: لڑنے جھگڑنے والا
تا امروز: آج تک
چراغِ مُصطفویؐ: محمد مصطفیٰؐ کا چراغ، یعنی حق کا چراغ
شرارِ بولہبی: ابولہب (کفر اور باطل) کی چنگاریاں / آگ
حیات: زندگی
شعلہ مزاج: آگ کی سی طبیعت، عمل میں سرگرم رہنے والی
شور انگیز: جذبے ابھارنے والی

مشکل کشی: مشکلیں برداشت کرنے کی حالت
جفا طلبی: مراد خوشی سے سخت قسم کی جدّوجہد اور عمل کرنا
سکوت: خاموشی
نغمۂ سحر گاہی: صبح کے وقت کا ترانہ، یعنی صبح
ہزار: یعنی بیشمار
مرحلہ ہا: جمع مرحلہ، منزلیں
فغانِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت اللہ کے حضور عاجزی و فریاد کرنے کی حالت

☆ کالے باطن والی مٹی (مٹی) سے لے کر حلبی شیشے تک (حلب، ملک شام کا ایک شہر جہاں مٹی سے دواؤں کے ذریعہ شیشہ بنایا جاتا تھا) سردی اور گرمی (کے موسموں) کی باہمی کھینچا تانی، یعنی مختلف اثرات، تپش اور چھیلنے اور کھرچنے کا عمل (جاری ہے)

☆☆ قطرۂ نیساں (موسم بہار کی بارش جس سے انگور کی بیل پھوٹتی ہے) اور انگوری آگ یعنی شراب کے درمیان باندھنے (یعنی قطرے کا بیل میں بند ہونا) اور توڑنے اور دبانے / دباؤ ڈالنے اور جلانے اور کھینچنے کا سلسلہ (جاری ہے)

اسی کشاکشِ پیہم سے زندہ ہیں اقوام
یہی ہے رازِ تب و تابِ ملّتِ عربی

☆ "مغاں کہ دانۂ انگور آب می سازند
ستارہ می شکنند، آفتاب می سازند"

صِدیقؓ

اک دن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا　　دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے　　اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیق سے ضرور　　بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مالِ رسولِ امیںؐ کے پاس　　ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

کشاکش: کھینچا تانی، ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچنا
پیہم: لگاتار
تب و تاب: گرمی اور تپش یعنی جوش، ولولے اور جذبے
ملت عربی: مسلمان قوم

صدیقؓ: حضرت ابو بکر صدیقؓ عبداللہ نام، ابو بکر کنیت، صدیق اور عتیق لقب، خلیفۂ اول۔ سوا دو برس خلافت کی۔ ۶۳ برس کی عمر میں جمادی الثانی ۱۳ھ / ۶۳۴ء میں وفات پائی
اصحابؓ: جمع صاحب، دوست حضور اکرمؐ کے ساتھی، صحابی
فرطِ طرب: بیحد خوشی
عمر: حضرت عمرؓ، عمر نام، ابو حفص کنیت، فاروق لقب۔ آپکا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں رسول اکرمؐ کے خاندان سے ملتا ہے۔ خلیفۂ دوم۔ آپ کے لیے خود نبی اکرمؐ نے مسلمان ہونے کی دعا کی۔ بہترین حکمران، مدبر، سیاستدان، منتظم اور سپہ سالار تھے۔ آپ کو ایک پارسی غلام فیروز نے شہید کیا۔ حملے کے بعد تین دن تک بیمار رہ کر ہفتہ کے روز یکم محرم ۳۳ھ / ۶۴۳ء کو فوت ہوئے
بڑھ کر قدم رکھنا: مراد آگے نکل جانا
راہوار: تیز چلنے والا گھوڑا یا خچر
ایثار: کسی کے لیے تکلیف اٹھانا، قربانی کا جذبہ
دست نگر: دوسرے کا محتاج
ابتدائے کار: کام کا آغاز / شروع

☆ یہ جو شراب بنانے / بیچنے والے انگور کے دانے کو پانی بناتے ہیں (یعنی شراب) تو وہ (دراصل) ستارے توڑ کر سورج بناتے ہیں (سورج: شراب کی چمک اور گرمی مراد ہے)۔ (یہ شعر فرح اللہ شوستری کا ہے)

پوچھا حضور سرورِ عالمؐ نے، اے عمرؓ! — اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟ — مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گذار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا — جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت — ہر چیز، جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
مِلک یمین و درہم و دینار و رخت و جنس — اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضورؐ، چاہیے فکرِ عیال بھی — کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر! — اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار!
پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس!

سرورِ عالمؐ: دنیا/کائنات کے سردار
جوشِ حق: حق کا جذبہ
خویش: اپنے، عزیز، رشتہ دار
اقارب: جمع الجمع قریب، قریبی رشتہ دار
حق گزار: حق ادا کرنے والا
نصف مال: آدھی پونجی/دولت
فرزند و زن: یعنی بال بچے اور بیوی
حق: یعنی حصہ
ملتِ بیضا: روشن قوم، ملت اسلامیہ
رفیقِ نبوت: یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ
بنائے عشق: محبت کی بنیاد
استوار: مضبوط
وفا سرشت: جس کے مزاج/فطرت میں وفاداری ہو
چشمِ جہاں: مراد دنیا والوں کی نگاہ/نظر

مِلکِ یمین: دائیں ہاتھ کی جائداد، مراد غلام یا کنیز
درہم و دینار: سکّوں کے نام
رخت و جنس: مراد ہر طرح کا ساز و سامان
اسپِ قمر سم: گھوڑا جس کے سم ہلال کی صورت کے ہوں، چوڑے اور خوبصورت
شُتر: اونٹ
قاطر: خچر
حمار: گدھا
فکرِ عیال: بال بچوں کا خیال
رازدار: حقیقت سے واقف
دیدۂ مہ و انجم: چاند اور ستاروں کی آنکھیں
فروغ گیر: روشنی حاصل کرنے والی
باعثِ تکوینِ روزگار: کائنات کے وجود میں آنے کا سبب
بس: کافی، بہت

تہذیبِ حاضر

تضمین بر شعر فیضی

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیبِ حاضر میں
بھڑک اُٹھا بھبُوکا بن کے مُسلم کا تنِ خاکی

کیا ذرّے کو جگنو دے کے تابِ مستعار اس نے
کوئی دیکھے تو شوخی آفتابِ جلوہ فرما کی

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی، یہ بیداری، یہ آزادی، یہ بیباکی

تغیر آگیا ایسا تدبّر میں، تخیل میں
ہنسی سمجھی گئی گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی

فیضی: ابوالفیض نام، فیضی تخلص، شیخ مبارک ناگوری کا بیٹا اور اکبر بادشاہ کے وزیر ابو لفضل کا بڑا بھائی (۱۵۴۷ء۔ ۱۵۹۵ء وفات آگرہ) دربار اکبر کا ملک الشعرا، شہزادوں کا اتالیق رہا، اس کی مثنویاں، دیوان اور قرآن کریم کی بے نقطہ تفسیر سواطع الالہام، مشہور ہیں

تہذیب حاضر: موجودہ دور کا تمدن جو یورپی تہذیب سے متاثر ہے

بھڑک اٹھنا: آگ کا تیز جلنا

بھبوکا: آگ کا شعلہ

تن خاکی: مٹی کا جسم

تاب مستعار: ادھار کی مانگی ہوئی چمک

شوخی: شرارت، چالاکی

آفتاب جلوہ فرما: روشنی پھیلانے والا سورج

انداز: طور طریقے

رعنائی: خوبصورتی، خود کو سجانا

بیداری: جاگنے کا عمل

آزادی: یعنی ہر لحاظ سے آزاد ہونا

بیباکی: بے خوفی

تغیر: تبدیلی

تدبر: سوچ بچار، غور و فکر

تخیل: مراد خیالات

جگر چاکی: دل کا پھٹنا، یعنی کلیوں کی پتیوں کا بکھرنا

کِیا گُم تازہ پروازوں نے اپنا آشیاں لیکن
مناظر دِل کُشا دِکھلا گئی ساحر کی چالاکی

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت، خود فراموشی، ناشکیبائی، ہوسناکی

فروغِ شمعِ نَو سے بزمِ مسلم جگمگا اُٹھی
مگر کہتی ہے پروانوں سے میری کہنہ اِدراکی

☆ "تو اے پروانہ! ایں گرمی ز شمعِ محفلے داری
چو من در آتشِ خود سوز اگر سوزِ دلے داری"

تازہ پرواز: نیا نیا اڑنے والا، نئی نسل، نوجوان نسل جو تہذیب حاضر سے متاثر ہے
گم کرنا: کھو دینا، بُھلا دینا
اپنا آشیاں: گھونسلا، مراد اپنی تہذیب
مناظر: جمع منظر، نظارے
ساحر: جادوگر یعنی نئی تہذیب
حیات تازہ: نئی زندگی / تہذیب
لذتیں: جمع لذت، مزے
رقابت: دشمنی، حسد
خود فروشی: اپنی عزت کا خیال نہ کرنے کی حالت
ناشکیبائی: بے صبری
ہوسناکی: حرص اور لالچ
فروغ: روشنی
شمع نو: مراد نئی تہذیب
جگمگانا: چمکنا
بزم مسلم: مسلم قوم کے افراد
پروانے: مراد نئی تہذیب کے عاشق
کہنہ ادراکی: پرانی قوت فہم یعنی مختلف تجربوں سے گذرا ہوا شعور

☆ اے پروانے! تو جو جل رہا ہے تو محفل کی شمع کی تپش سے جل رہا ہے، اگر تجھ میں ذرا سی دل کی تپش (جذبہ عشق) ہے تو پھر میری طرح اپنی آگ میں جل جا۔

والدہ مرحومہ کی یاد میں

ذرّہ ذرّہ دہر کا زندانی تقدیر ہے
پردۂ مجبوری و بے چارگی تدبیر ہے

آسماں مجبور ہے، شمس و قمر مجبور ہیں
انجمِ سیماب پا رفتار پر مجبور ہیں

ہے شکست انجام غنچے کا سبُو گلزار میں
سبزہ و گل بھی ہیں مجبورِ نمو گلزار میں

نغمۂ بُلبل ہو یا آوازِ خاموشِ ضمیر
ہے اسی زنجیر عالم گیر میں ہر شے اسیر

آنکھ پر ہوتا ہے جب یہ سر مجبوری عیاں
خشک ہو جاتا ہے دل میں اشک کا سیل رواں

والدہ مرحومہ: ماں جس پر اللہ کی رحمت ہوئی، یعنی علامہ کی اپنی والدہ جن کی وفات پر علامہ نے یہ نظم کہی
دہر: زمانہ
زندانی تقدیر: مقدر کا قیدی یعنی تقدیر کے حکم کے بغیر کچھ نہ کرنے کے قابل انسان
مجبوری و بیچارگی: ناچاری اور بے بسی کی حالت
تدبیر: کوشش، منصوبہ
شمس و قمر: سورج اور چاند، یعنی پوری کائنات
انجم: جمع نجم، ستارے
سیماب پا: پارے کے پاؤں جیسا، نہ ٹھہرنے والا
رفتار: چلنے کی حالت

شکست انجام: جس کی اخیر ٹوٹ جانا / بکھر جانا ہو
سبو: پیالہ، یعنی خود کلی
گلزار: پھولوں کا باغ
نمو: اگنا، بڑھنا پھولنا
ضمیر: باطن، دل
زنجیر عالمگیر: دنیا کے پاؤں کی بیڑی
اسیر: قیدی
سرّ: بھید
اشک: آنسو
خشک ہو جانا: مراد تھم جانا
سیل رواں: بہتا ہوا طوفان

قلبِ انسانی میں رقصِ عیش و غم رہتا نہیں
نغمہ رہ جاتا ہے، لُطفِ زیر و بم رہتا نہیں

علم و حِکمت رہزنِ سامانِ اشک و آہ ہے
یعنی اک الماس کا ٹکڑا دلِ آگاہ ہے

گرچہ میرے باغ میں شبنم کی شادابی نہیں
آنکھ میری مایہ دارِ اشکِ عنابی نہیں

جانتا ہوں آہ، مَیں آلامِ انسانی کا راز
ہے نوائے شکوہ سے خالی مری فطرت کا ساز

میرے لب پر قصہ نیرنگیِ دَوراں نہیں
دل مرا حیراں نہیں، خنداں نہیں، گریاں نہیں

پر تری تصویر قاصد گریۂ پیہم کی ہے
آہ! یہ تردید میری حکمتِ مُحکم کی ہے

رقص عیش و غم: کبھی سکھ اور خوشیاں، کبھی دکھ اور مصیبتیں
زیر و بم: نچلے اور اونچے سُر
رہزن: لوٹ لینے والا / والی
اشک و آہ: رونے فریاد کرنے کی حالت
الماس: ہیرا
دل آگاہ: علم و حکمت والا، کائنات کی حقیقتوں سے باخبر دل
شبنم کی شادابی: اوس کی سی تری، یعنی آنسو (نہیں بہائے)
مایہ دار: پونجی رکھنے والی
اشک عنابی: سرخ آنسو
آلام انسانی: انسان کو پہنچنے والے صدمے (آلام جمع الم یعنی دکھ، تکلیف)
نوائے شکوہ: گلے / شکایت کی آواز یعنی گلہ
فطرت کا ساز: مزاج (جسے شکوے شکایت کی عادت نہیں)
لب: ہونٹ، یعنی زبان
نیرنگیِ دوراں: زمانے کی ہر وقت بدلتی صورتیں
خنداں: ہنسنے والا
گریاں: رونے والا
پر: لیکن
تیری تصویر: یعنی علامہ کی والدہ مرحومہ کی تصویر
گریۂ پیہم: مسلسل / لگاتار رونے کی حالت
تردید: کسی بات کا رد / غلط قرار دینا
حکمت محکم: مضبوط عقل و دانش

گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائندہ ہے
درد کے عرفاں سے عقلِ سنگدل شرمندہ ہے

موج دُودِ آہ سے آئینہ ہے روشن مرا
گنجِ آب آورد سے معمور ہے دامن مرا

حیرتی ہوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رُخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا

رفتہ و حاضر کو گویا پا بپا اس نے کیا
عہد طفلی سے مجھے پھر آشنا اس نے کیا

جب ترے دامن میں پَلتی تھی وہ جانِ ناتواں
بات سے اچھی طرح محرم نہ تھی جس کی زبان

اور اب چرچے ہیں جس کی شوخی گفتار کے
بے بہا موتی ہیں جس کی چشم گوہر بار کے

گریۂ سرشار: دل کھول کر رونے کی کیفیت
بنیاد جاں: روح / زندگی کی بنیاد
پائندہ: مضبوط، برقرار رہنے والی
درد کا عرفاں: دکھ کا احساس / خیال
موجِ دودِ آہ: آہوں کے دھوئیں کی لہر، مراد آہیں
آئینہ: یعنی دل
گنجِ آب آورد: وہ خزانہ جسے پانی لایا ہو، یعنی آنسوؤں کی جھڑی
معمور: بھرا ہوا
حیرتی: حیرانی میں ڈوبا ہوا
اعجاز: کرامت
وقت کی پرواز کا رخ بدل ڈالا: یعنی مستقبل کے بارے میں سوچنے کی بجائے (بچپن وغیرہ کی یادیں) ماضی کی یادوں میں کھو جانے کی حالت کر دی
رفتہ: گذرا ہوا، ماضی
حاضر: موجودہ، زمانۂ حال
پابپا: مراد ساتھ ملے ہوئے
عہد طفلی: بچپن کے دن
جان ناتواں: کمزور / نومولود جان
محرم: واقف، جاننے والی
شوخی گفتار: یعنی دل کش شاعری / شعر
بے بہا: بہت قیمتی
چشم گوہر بار: موتی برسانے والی آنکھ

علمِ کی سنجیدہ گفتاری، بڑھاپے کا شعور
دُنیوی اعزاز کی شوکت، جوانی کا غرور

زندگی کی اوج گاہوں سے اتر آتے ہیں ہم
صحبت مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم

بے تکلّف خندہ زن ہیں، فکر سے آزاد ہیں
پھر اُسی کھوئے ہوئے فردوس میں آباد ہیں

کس کو اب ہوگا وطن میں آہ! میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار

خاکِ مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دُعائے نیم شب میں کس کو مَیں یاد آؤں گا!

تربیت سے تیری مَیں انجم کا ہم قسمت ہُوا
گھر مِرے اجداد کا سرمایۂ عزّت ہُوا

علم: دانائی
سنجیدہ گفتاری: بات چیت میں احتیاط کا اور بڑوں کا سا طریقہ
بڑھاپے کا شعور: بوڑھے ہونے کا احساس
دُنیوی اعزاز: دنیا کی عزت
شوکت: شان، دبدبہ
غرور: فخر، گھمنڈ
اوج گاہ: بلند مرتبہ
صحبت مادر: ماں کے ساتھ ہونا / رہنا
طفل سادہ: بے سمجھ سا بچہ، بھولا بھالا بچہ
بے تکلّف: بناوٹ / ظاہر داری کے بغیر

خندہ زن: ہنسنے والا
کھویا ہوا فردوس: یعنی بچپن کی بھولی بھالی معصوم زندگی (جو اَب میسّر نہیں)
آباد ہیں: رہ رہے ہیں
خاک مرقد: قبر کی مٹی، مراد قبر
تربیت: زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھانا
انجم کا ہم قسمت: مراد ستاروں کی طرح بلند مقدر والا
اجداد: جمع جد، باپ دادا، پرانے بزرگ
سرمایۂ عزت: شان اور مرتبے کی دولت

دفترِ ہستی میں تھی زرّیں ورق تیری حیات
تھی سراپا دِین و دُنیا کا سبق تیری حیات

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
مَیں تری خدمت کے قابل جب ہُوا تُو چل بسی

وہ جواں، قامت میں ہے جو صُورتِ سروِ بلند
تیری خدمت سے ہُوا جو مجھ سے بڑھ کر بہرہ مند

کاروبارِ زندگانی میں وہ ہم پہلو مرا
وہ محبت میں تری تصویر، وہ بازو مرا

تجھ کو مثلِ طفلکِ بے دست و پا روتا ہے وہ
صبر سے ناآشنا صبح و مسا روتا ہے وہ

تُخم جس کا تُو ہماری کِشتِ جاں میں بو گئی
شرکتِ غم سے وہ اُلفت اور محکم ہو گئی

دفترِ ہستی: زندگی کی کتاب
زرّیں ورق: سنہری ورقوں / صفحوں والی
سراپا: مکمل
دین و دنیا کا سبق: دین اور دنیا کے مطابق تربیت
خدمت گر: خدمت کرنے والی
تو چل بسی: تو فوت ہو گئی
وہ جواں: اشارہ ہے علامہ کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد مرحوم کی طرف (۱۸۵۸ء۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۰ء)
قامت: قد کاٹھ
صورتِ سروِ بلند: اونچے لمبے سرو کی طرح
بہرہ مند: حصہ پانے والا

کاروبارِ زندگی: زندگی کے کام کاج
ہم پہلو: مراد ساتھ چلنے والا
تیری تصویر: بالکل تیرے جیسا، تیرے مزاج جیسا
طفلکِ بے دست و پا: بے بس / عاجز چھوٹا بچہ
صبح و مسا: صبح اور شام یعنی ہر وقت
تخم: بیج، دانہ
کشتِ جاں: روح کی کھیتی، جان
شرکتِ غم: دکھ میں برابر کا شریک ہونے کی حالت
الفت: محبت
محکم: پکّی

آہ! یہ دُنیا، یہ ماتم خانۂ برنا و پیر
آدمی ہے کس طلسمِ دوش و فردا میں اسیر!

کتنی مشکل زندگی ہے، کس قدر آساں ہے موت
گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت

زلزلے ہیں، بجلیاں ہیں، قحط ہیں، آلام ہیں
کیسی کیسی دُخترانِ مادرِ ایّام ہیں!

کُلبۂ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت

موت ہے ہنگامہ آرا قُلزُمِ خاموش میں
ڈُوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

نَے مجالِ شکوہ ہے، نَے طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے، اک طوقِ گلو افشار ہے!

ماتم خانہ: یعنی دکھوں کا گھر
برنا: جوان
پیر: بوڑھا
طلسم دوش و فردا: یعنی وقت کی گردش / چکر
مشکل: یعنی مصیبتوں کے سبب مشکل
آساں: یعنی مرنے پر آدمی مشکلوں سے چھوٹ جاتا ہے
گلشن ہستی: زندگی کا باغ، یعنی زندگی
مانند نسیم: ہوا کی طرح
ارزاں: کم قیمت
زلزلے: بھونچال
آلام: جمع الم، مصیبتیں

دختران: جمع دختر، بیٹیاں
مادر ایّام: زمانے کی ماں، یعنی زمانہ
کلبہ: جھونپڑی
دشت و در: جنگل اور بیابان
ہنگامہ آرا: شور و غوغا مچانے والی
قلزم: سمندر
سفینے: کشتیاں
آغوش: گود
مجال شکوہ: شکایت کی طاقت
طاقت گفتار: بولنے کی ہمت
طوق گلو افشار: گلا گھونٹنے والا لوہے کا حلقہ

قافلے میں غیر فریادِ درا کچھ بھی نہیں
اک متاعِ دیدۂ تر کے سوا کچھ بھی نہیں

ختم ہو جائے گا لیکن امتحاں کا دَور بھی
ہیں پس نہ پردۂ گردُوں ابھی دَور اور بھی

سینہ چاک اس گلستاں میں لالہ و گُل ہیں تو کیا
نالہ و فریاد پر مجبور بُلبُل ہیں تو کیا

جھاڑیاں، جن کے قفَس میں قید ہے آہِ خزاں
سبز کردے گی اُنھیں بادِ بہارِ جاوِداں

خفتہ خاکِ پے سپر میں ہے شرار اپنا تو کیا
عارضی محمل ہے یہ مُشتِ غبار اپنا تو کیا

زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں
ٹُوٹنا جس کا مقدر ہو یہ وہ گوہر نہیں

غیر: سوائے
فریادِ درا: کوچ کی گھنٹی کی آواز
متاع: دولت، پونجی
دیدۂ تر: یعنی روتی آنکھیں
امتحاں: آزمائش
پس: پیچھے
نہ پردۂ گردوں: آسمان کی نوتہیں، یعنی نو آسمان
سینہ چاک: زخمی دل والا
قفس: پنجرہ
بادِ بہار جاوداں: ہمیشہ کے لیے قائم رہنے والی بہار کی ہوا

سبز کرنا: تر و تازہ کرنا
خفتہ: سویا ہوا
خاک پے سپر: راستے میں اڑنے والی مٹی
شرار: چنگاری
عارضی: وقتی
محمل: کجاوہ
مشتِ غبار: مراد جسم
انجام: اخیر
خاکستر: راکھ
گوہر: موتی

زندگی محبوب ایسی دیدۂ قُدرت میں ہے
ذوقِ حفظِ زندگی ہر چیز کی فطرت میں ہے

موت کے ہاتھوں سے مِٹ سکتا اگر نقشِ حیات
عام یوں اس کو نہ کر دیتا نظامِ کائنات

ہے اگر ارزاں تو یہ سمجھو اجل کچھ بھی نہیں
جس طرح سونے سے جینے میں خلل کچھ بھی نہیں

آہ غافل! موت کا رازِ نہاں کچھ اور ہے
نقش کی ناپائداری سے عیاں کچھ اور ہے

جنت نظّارہ ہے نقشِ ہوا بالائے آب
موجِ مُضطر توڑ کر تعمیر کرتی ہے حباب

موج کے دامن میں پھر اُس کو چُھپا دیتی ہے یہ
کتنی بیدردی سے نقش اپنا مِٹا دیتی ہے یہ

پھر نہ کر سکتی حباب اپنا اگر پیدا ہوا
توڑنے میں اُس کے یوں ہوتی نہ بے پروا ہوا

دیدۂ قدرت: قدرت کی نگاہ
محبوب: پیاری
ذوق: شوق
حفظ زندگی: زندگی کی حفاظت
فطرت: مزاج، خمیر
نقش: تحریر، نشان
نظام کائنات: دنیا کا انتظام، بندوبست
اجل: موت
خلل: گڑبڑ
راز نہاں: چھپا ہوا بھید
ناپائداری: کمزوری
جنت نظارہ: دیکھنے میں بہشت کے نظاروں کی طرح دل کش
نقش ہوا بالائے آب: ہوا چلنے سے پانی پر بننے والی لکیریں
مضطر: بے چین
حباب: بلبلہ
بیدردی: ظلم، سختی

اس روِش کا کیا اثر ہے ہیئت تعمیر پر
یہ تو حجت ہے ہوا کی قوّتِ تعمیر پر

فطرت ہستی شہیدِ آرزو رہتی نہ ہو
خوب تر پیکر کی اس کو جُستجو رہتی نہ ہو

آہ سیمابِ پریشاں، انجمِ گردُوں فروز
شوخ یہ چنگاریاں، ممنونِ شب ہے جن کا سوز

عقل جس سے سر بزانو ہے وہ مدّت ان کی ہے
سرگزشتِ نوع انساں ایک ساعت ان کی ہے

پھر یہ انساں، آں سوئے افلاک ہے جس کی نظر
قُدسیوں سے بھی مقاصد میں ہے جو پاکیزہ تر

جو مثالِ شمع روشن محفلِ قُدرت میں ہے
آسماں اک نقطہ جس کی وسعتِ فطرت میں ہے

روش: طریقہ، چلن
ہیئت: ڈھانچا
فطرت ہستی: وجود / کائنات کا مزاج
شہید آرزو: خواہش / خواہشات کا مارا ہوا، اچھی سے اچھی تخلیق کا خواہشمند
خوب تر پیکر: مراد اچھے سے اچھا جسم پیدا کرنا
سیماب پریشاں: پھیلنے والا / منتشر پارا، مراد ستارے
انجم گردوں فروز: آسمان کو روشن کرنے والے ستارے
شوخ: مراد دل کش
چنگاریاں: یعنی ستارے
ممنون شب: رات کا احسان مند
سوز: مراد روشنی
سر بزانو: غور و فکر میں ڈوبی ہوئی
سرگذشت: ماجرا، قصہ
نوع انساں: مراد تمام انسان
ساعت: پل، گھڑی
آن سوئے افلاک: آسمانوں کے اُس پار / دوسری طرف
قدسی: فرشتہ
مقاصد: جمع مقصد، ارادے، غرضیں
پاکیزہ تر: زیادہ صاف ستھری
محفل قدرت: مراد کائنات، دنیا

جس کی نادانی صداقت کے لیے بیتاب ہے
جس کا ناخن سازِ ہستی کے لیے مِضراب ہے

شُعلہ یہ کمتر ہے گردُوں کے شراروں سے بھی کیا
کم بہا ہے آفتاب اپنا ستاروں سے بھی کیا

تُخمِ گُل کی آنکھ زیرِ خاک بھی بے خواب ہے
کس قدر نشو و نما کے واسطے بے تاب ہے

زندگی کا شُعلہ اس دانے میں جو مستور ہے
خود نُمائی، خود فزائی کے لیے مجبور ہے

سردیِ مرقد سے بھی افسُردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں

پُھول بن کر اپنی تُربت سے نکل آتا ہے یہ
موت سے گویا قبائے زندگی پاتا ہے یہ

ہے لحد اُس قُوّتِ آشفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردنِ گردُوں میں جو اپنی کمند

بیتاب: بے چین، بیقرار
مضراب: لوہے کا چھلا جس سے ساز چھیڑا جاتا ہے
کمتر: زیادہ کم یا تھوڑا
کم بہا: تھوڑی قیمت / قدر والا
تخمِ گل: پھول کا بیج
دانہ: بیج
مستور: چھپا ہوا
خود نمائی: اپنا آپ دکھانا، مراد اپنی حقیقت ظاہر کرنا
خود فزائی: اپنے آپ کو پھیلانا
سردیِ مرقد: قبر کی ٹھنڈک
تربت: قبر مراد زمین میں سے
لحد: قبر یعنی مٹی
قوت آشفتہ: بکھری ہوئی طاقت
شیرازہ بند: جمع کرنے والی
ڈالتی ہے: یعنی یہ طاقت
کمند: رسی کا پھندا کسی جگہ اٹکا کر اسکے ذریعہ اوپر چڑھنا

موت، تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

خوگر پرواز کو پرواز میں ڈر کچھ نہیں
موت اس گلشن میں جز سنجیدنِ پَر کچھ نہیں

کہتے ہیں اہلِ جہاں دردِ اجل ہے لادوا
زخمِ فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا

دل مگر، غم مرنے والوں کا جہاں آباد ہے
حلقۂ زنجیر صبح و شام سے آزاد ہے

وقت کے افسوں سے تھمتا نالۂ ماتم نہیں
وقت زخمِ تیغِ فرقت کا کوئی مرہم نہیں

سر پہ آجاتی ہے جب کوئی مصیبت ناگہاں
اشکِ پیہم دیدۂ انساں سے ہوتے ہیں رواں

ربط ہوجاتا ہے دل کو نالہ و فریاد سے
خونِ دل بہتا ہے آنکھوں کی سرشک آباد سے

تجدیدِ مذاق زندگی: زندگی کی لذت کو تازہ کرنا
خوگر: عادی
سنجیدنِ پر: پر تولنا (اڑنے کے لئے)
دردِ اجل: موت کا درد
زخمِ فرقت: جدائی کا زخم
حلقۂ زنجیرِ صبح و شام: صبح و شام کا تسلسل مراد وقت
افسوں: جادو
نالۂ ماتم: سوگ میں آہ و زاری
زخمِ تیغِ فرقت: جدائی کی تلوار کا زخم
ناگہاں: اچانک
اشکِ پیہم: مسلسل بہنے والے آنسو
دیدۂ انسان: انسان کی آنکھ
ربط: تعلق
سرشک آباد: مراد راستہ، ذریعہ

آدمی تابِ شکیبائی سے گو محروم ہے
اس کی فطرت میں یہ اک احساسِ نامعلوم ہے

جوہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

رختِ ہستی خاک، غم کی شُعلہ افشانی سے ہے
سرد یہ آگ اس لطیف احساس کے پانی سے ہے

آہ، یہ ضبطِ فغاں غفلت کی خاموشی نہیں
آگہی ہے یہ دل آسائی، فراموشی نہیں

پردۂ مشرق سے جس دم جلوہ گر ہوتی ہے صبح
داغ شب کا دامنِ آفاق سے دھوتی ہے صبح

لالۂ افسُردہ کو آتش قبا کرتی ہے یہ
بے زباں طائر کو سرمستِ نوا کرتی ہے یہ

تاب: قوت
شکیبائی: صبر
نامعلوم: جو واضح نہ ہو، جس کا پتا نہ چلے
جوہر انساں: انسان کی اصل یعنی روح
عدم: فنا، نیستی
رختِ ہستی: زندگی کا ساز و سامان
شعلہ افشانی: شعلے بکھیرنا
سرد: ٹھنڈی، بجھی ہوئی
ضبطِ فغاں: آہ و زاری پر قابو پانے / روکنے کی حالت
آگہی: شعور، واقفیت

دل آسائی: دل کا سکون / قرار
فراموش: بھولنے کی حالت
پردۂ مشرق: مراد سورج نکلنے کی جگہ
جلوہ گر: یعنی ظاہر
آفاق: جمع افق، دور کے آسمانی کنارے، مراد آسمان
آتش قبا: آگ جیسا سرخ لباس، لالہ کا سرخ رنگ مراد ہے
طائر: پرندہ
بے زباں: جس میں بولنے کی قوت نہ ہو
سرمستِ نوا: چہچہانے میں بیحد مصروف

سینۂ بُلبل کے زِنداں سے سرود آزاد ہے
سیکڑوں نغموں سے بادِ صبح دم آباد ہے

خفتگانِ لالہ زار و کوہسار و رُودبار
ہوتے ہیں آخر عروسِ زندگی سے ہمکنار

یہ اگر آئینِ ہستی ہے کہ ہو ہر شام، صبح
مرقدِ انساں کی شب کا کیوں نہ ہو انجام، صبح

دامِ سیمینِ تخیل ہے مرا آفاق گیر
کرلیا ہے جس سے تیری یاد کو مَیں نے اسیر

یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبے میں دُعاؤں سے فضا معمور ہے

وہ فرائض کا تسلسل نام ہے جس کا حیات
جلوہ گاہیں اُس کی ہیں لاکھوں جہانِ بے ثبات

سرود آزاد ہے: چہچہانے کی آواز (سینے سے) باہر نکل رہی ہے
بادِ صبحدم: صبح کی ہوا
آباد ہے: یعنی اس میں پرندوں کی آوازیں گونج رہی ہیں
خفتگان لالہ زار و کوہسار و رودبار: لالہ کے باغ میں پہاڑ اور دریا کے کنارے پر سوئے ہوئے مراد پھول، سبزہ وغیرہ
عروسِ زندگی: زندگی کی دلہن، مراد تر و تازگی جو صبح شبنم کے سبب پھولوں وغیرہ میں پیدا ہوتی ہے
ہمکنار: بغل گیر
آئینِ ہستی: کائنات کا نظام / بندوبست
مرقد: قبر
انجام: اخیر

دامِ سیمین تخیل: چاندی کے تاروں سے بُنا ہوا شاعرانہ خیالات کا جال یعنی دل کو بھانے / موہ لینے والے
آفاق گیر: دنیا پر چھا جانے والا / والے
اسیر: قیدی، مراد (یاد کو) نظم کی صورت دے دی ہے
درد آشنا: غم سے واقف
معمور: بھرا ہوا
فرائض: جمع فریضہ، وہ کام جن کا کرنا ضروری ہو
تسلسل: لگاتار ہونے کی کیفیت
حیات: زندگی
جلوہ گاہ: مراد ظاہر ہونے کی جگہ
جہانِ بے ثبات: فانی دنیا

مختلف ہر منزلِ ہستی کی رسم و راہ ہے
آخرت بھی زندگی کی ایک جولاں گاہ ہے

ہے وہاں بے حاصلی کِشتِ اجل کے واسطے
ساز گار آب و ہوا تُخمِ عمل کے واسطے

نُور فطرت ظُلمتِ پیکر کا زِندانی نہیں
تنگ ایسا حلقۂ افکارِ انسانی نہیں

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نُور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نَورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

رسم وراہ: طور طریقے
آخرت: دوسری دنیا جہاں مرنے کے بعد حساب کتاب ہوگا
جولاں گاہ: دوڑنے کی جگہ، میدان
بے حاصلی: فصل نہ ہونے کی کیفیت، بے نتیجہ ہونا
کشتِ اجل: موت کی کھیتی
تخم عمل: (نیکی یا برائی) عمل کا بیج
نور فطرت: قدرت کا نور / روشنی
ظلمت پیکر: جسم کی تاریکی
زندانی: قیدی
حلقہ: دائرہ
مہتاب: چاندنی، چاند

تابندہ تر: زیادہ چمکدار
سفر: مراد زندگی
مثل ایوان سحر: صبح کے محل کی طرح، مراد صبح کی روشنی کی طرح
فروزاں: روشن
خاکی شبستان: مٹی کا شبستان (رات گذارنے کی جگہ) یعنی قبر
لحد: قبر
شبنم افشانی: اوس بکھیرنا
سبزۂ نورستہ: تازہ تازہ اگا ہوا سبزہ
اِس گھر: یعنی (ماں کی) قبر

شُعاعِ آفتاب

صبح جب میری نگہ سودائی نظّارہ تھی
آسماں پر اک شُعاعِ آفتاب آوارہ تھی

مَیں نے پُوچھا اُس کرن سے "اے سراپا اضطراب!
تیری جانِ ناشکیبا میں ہے کیسا اضطراب

تُو کوئی چھوٹی سی بجلی ہے کہ جس کو آسماں
کررہا ہے خرمنِ اقوام کی خاطر جواں

یہ تڑپ ہے یا ازل سے تیری خو ہے، کیا ہے یہ
رقص ہے، آوارگی ہے، جُستجو ہے، کیا ہے یہ؟"

"خفتہ ہنگامے ہیں میری ہستیِ خاموش میں
پرورش پائی ہے مَیں نے صبح کی آغوش میں

مُضطرب ہر دَم مری تقدیر رکھتی ہے مجھے
جستجو میں لذّتِ تنویر رکھتی ہے مجھے

شعاع: کرن
آفتاب: سورج
سودائی: شیدائی، دیوانی
آوارہ: گھومنے پھرنے والا/والی
سراپااضطراب: بہت بے چین
ناشکیبا: بے صبر، بیقرار
خرمنِ اقوام: قوموں کی فصل کا ڈھیر، مراد قومیں
خاطر: واسطے، لیے
خو: عادت
رقص: ناچ
آوارگی: یونہی چلنے پھرنے کی حالت
جستجو: تلاش
خفتہ: سویا ہوا/ہوئے
ہستی: وجود، زندگی
آغوش: گود
لذت تنویر: روشنی پھیلانے کا مزہ

برقِ آتش خو نہیں، فطرت میں گو ناری ہوں مَیں
مہر عالم تاب کا پیغامِ بیداری ہوں مَیں

سُرمہ بن کر چشمِ انساں میں سما جاؤں گی مَیں
رات نے جو کچھ چُھپا رکھا تھا، دِکھلاؤں گی مَیں

تیرے مستوں میں کوئی جویائے ہشیاری بھی ہے
سونے والوں میں کسی کو ذوقِ بیداری بھی ہے؟"

عُرفی

محل ایسا کِیا تعمیر عُرفی کے تخیل نے
تصدق جس پہ حیرت خانۂ سینا و فارابی

فضائے عشق پر تحریر کی اُس نے نوا ایسی
میسّر جس سے ہیں آنکھوں کو اب تک اشکِ عُنابی

برقِ آتش خو: آگ کا مزاج رکھنے والی بجلی
ناری: آگ سے بنی ہوئی
مہرِ عالم: دنیا کو روشن کرنے والا سورج
بیداری: جاگنا، عمل اور جدّوجہد کے لیے تیار ہونا
سما جانا: داخل ہو جانا، جگہ پالینا
جویائے ہشیاری: بیدار ہونے / جاگنے کا خواہشمند
ذوق: شوق

عرفی: مشہور فارسی شاعر جمال الدین، تخلص عرفی (وفات ۹۹۹ھ)۔ ۳۶ یا ۳۷ برس کی عمر پائی۔ شیراز سے برصغیر پاک و ہند چلا آیا۔ یہاں اس کی قدر ہوئی۔ عبدالرحیم خان خاناں کے دربار میں جگہ پائی
تصدق: قربان، صدقے
حیرت خانہ: یعنی فلسفے کا خیالی محل
سینا: بوعلی سینا، مشہور فلسفی ابو علی الحسین بن عبداللہ بن سینا۔ ولادت مقام بخارا ۹۸۰ء۔ ۱۸ برس کی عمر میں بغداد میں شاہی طبیب بنا۔ ہمدان میں ۱۰۳۷ء میں وفات پائی
فارابی: محمد بن محمد طرخان ابو نصر الفارابی، اسلامی دنیا کا مشہور فلسفی۔ ترکی کے شہر فاراب میں پیدا ہوا۔ وفات بمقام دمشق ۹۵۰ء
نوا: نغمہ، شاعری
اشکِ عنابی: سرخ آنسو (جو جذباتِ عشق کے ترجمان ہیں)

مرے دل نے یہ اک دن اُس کی تربت سے شکایت کی
نہیں ہنگامۂ عالم میں اب سامانِ بیتابی

مزاجِ اہلِ عالم میں تغیر آگیا ایسا
کہ رخصت ہوگئی دنیا سے کیفیّت وہ سیمابی

فغانِ نیم شب شاعر کی بارِ گوش ہوتی ہے
نہ ہو جب چشمِ محفل آشنائے لُطفِ بے خوابی

کسی کا شُعلۂ فریاد ہو ظُلمت رُبا کیونکر
گراں ہے شب پرستوں پر سحر کی آسماں تابی

صدا تربت سے آئی "شکوۂ اہلِ جہاں کم گو
☆ نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی

☆☆ خُدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی"

تربت: قبر
ہنگامۂ عالم: دنیا کی رونق
تغیر: تبدیلی
کیفیت: حالت
سیمابی: پارے کی طرح کی یعنی بیقراری
فغانِ نیم شب: آدھی رات کو آہ و فریاد کرنے کی حالت
بارِ گوش: کانوں پر بوجھ
چشم: آنکھ
آشنائے لطف بیخوابی: جاگتے رہنے کے مزے سے واقف

شعلۂ فریاد: آہ و فغاں کو شعلہ کہا ہے
ظلمت ربا: تاریکی دور کرنے والا
گراں: بوجھل
شب پرست: مُراد راتوں کو گہری نیند سونے والے، غفلت کے مارے
آسماں تابی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل
صدا: آواز
شکوۂ اہلِ جہاں: دنیا والوں کے بارے میں شکایت
کم گو: مت کہہ، مت کر

☆ (عرفی کا شعر ہے): جب تو لوگوں میں گیت / گانا سننے کا ذوق شوق کم دیکھے تو پھر گانا ذرا تیکھے سُروں میں گانا شروع کر دے۔

☆☆ اور جب کجاوہ بوجھل لگنے لگے تو خدی (وہ گانا جو اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے گایا جاتا ہے) زیادہ تیز آواز میں گانا شروع کر دے۔

ایک خط کے جواب میں

ہوس بھی ہو تو نہیں مجھ میں ہمّتِ تگ و تاز
حصولِ جاہ ہے وابستہ مذاقِ تلاش

ہزار شکر، طبیعت ہے ریزہ کار مری
ہزار شکر، نہیں ہے دماغ فتنہ تراش

مرے سخن سے دلوں کی ہیں کھیتیاں سرسبز
جہاں میں ہوں مَیں مثالِ سحاب دریا پاش

یہ عُقدہ ہائے سیاست تجھے مبارک ہوں
کہ فیضِ عشق سے ناخن مرا ہے سینہ خراش

ہوائے بزمِ سلاطیں دلیل مُردہ دِلی
کیا ہے حافظ رنگیں نوا نے راز یہ فاش

ایک خط.....: علامہ نے خط لکھنے والے کا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس نے علامہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ حاکمان وقت، بالخصوص چیف جسٹس وغیرہ سے تعلقات قائم کریں، تاکہ ان (علامہ) کی وکالت خوب بڑھے

ہمت تگ و تاز: بھاگ دوڑ کی طاقت / حوصلہ

حصول جاہ: مرتبہ / عہدہ حاصل کرنے کا عمل

وابستہ: بندھا ہوا، متعلق

مذاق تلاش: ڈھونڈنے اور پانے کا ذوق شوق

ریزہ کار: مراد گہرے / عمدہ شعری مضامین باندھنے والا

فتنہ تراش: فتنہ کھڑا کرنے یا جوڑ توڑ کی سیاست کرنے والا

سخن: شاعری

دلوں کی کھیتیاں سرسبز ہیں: مراد دلوں میں زندہ جذبے پیدا ہوتے ہیں

سحاب: بادل

دریاپاش: دریا بکھیرنے یعنی بہت پانی برسانے والا

عقدہ ہائے سیاست: سیاست کی گتھیاں / الجھنیں

فیض عشق: عشق کی بدولت

سینہ خراش: سینہ چھیلنے والا

ہوائے بزم سلاطین: حاکموں کی محفل / دربار کی حرص

مردہ دلی: دل کا جذبوں / زندگی سے محروم ہونا

حافظ: ایران کا مشہور شاعر حافظ شیرازی

رنگین نوا: دل کش شعر کہنے والا

☆ "گرت ہواست کہ با خضر ہم نشیں باشی
نہاں ز چشمِ سکندر چو آبِ حیواں باش"

نانک

قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروا نہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہر یک دانہ کی

آہ! بدقسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر

آشکار اُس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفے پر ناز تھا

شمعِ حق سے جو منوّر ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی

نانک: سکھوں کے مشہور گرو، تلونڈی ضلع لاہور کے ایک کھتری خاندان میں پیدا ہوئے (۱۴۶۹ء) وفات موضع کرتار پور (۱۵۲۹ء) ساری عمر توحید اور مساوات کا درس دیا

گوتم: گوتم بُدھ، بدھ مذہب کے بانی جن کے پیرو چین، جاپان، کوریا وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں (بدھ بمعنی روشن ضمیر) اصلی نام سدھارتھ۔ سالِ ولادت ۵۶۸ قبل مسیح کے لگ بھگ ہے۔ یہ آٹھ باتیں ان کے مذہب کی بنیاد ہیں: صحیح ایمان، صحیح ارادہ، صحیح گفتار، صحیح عمل، صحیح پیشہ، صحیح کوشش، صحیح فکر اور صحیح توجہ

قدر پہچاننا: کسی کی اہمیت اور خوبیوں کا اعتراف کرنا
گوہر یک دانہ: مراد بہت قیمتی موتی
آوازِ حق: خدا کی توحید کی آواز
شیرینی: مٹھاس
شجر: درخت
آشکار: ظاہر
خیالی فلسفہ: وہ فلسفہ جس کی بنیاد صرف فرضی باتوں پر ہو
منوّر: روشن
بارشِ رحمت: رحمت ہونے کو یہ کہا

☆ اگر تجھے یہ خواہش ہے کہ تو خضر کے ساتھ بیٹھے (محبوب حقیقی کا قرب حاصل ہو) تو سکندر (حاکمان دنیا) کی نظروں سے اسی طرح چھپا ہوا رہ جس طرح آبِ حیات، سکندر سے دُور / چھپا ہوا رہا۔

آہ! شودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے

برہمن سرشار ہے اب تک مئے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفلِ اغیار میں

بُت کدہ پھر بعد مُدت کے مگر روشن ہُوا
نُورِ ابراہیمؑ سے آزر کا گھر روشن ہُوا

پھر اُٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

شودر: ہندوؤں کی سب سے گھٹیا چوتھی ذات جسے ہندو ناپاک سمجھتے ہیں اور ان لوگوں کو قریب نہیں آنے دیتے
غم خانہ: دکھوں کا گھر
دردِ انسانی: انسانوں کے ساتھ ہمدردی
بستی: ملک (ہندوستان)
بیگانہ: بے خبر، ناواقف
برہمن: ہندوؤں کی پہلی اور سب ذاتوں سے اعلیٰ ذات، مذہبی پیشوا
سرشار: مست، نشے میں
مئے پندار: غرور کی شراب، غرور
شمع گوتم: مراد گوتم کا مذہب
جل رہی ہے: مراد پھیلا ہوا ہے
محفل اغیار: غیروں کی بزم، یعنی یہ مذہب ہندوستان سے شروع ہوا لیکن یہاں سے چین، جاپان کا رخ کر گیا
بتکدہ: بتوں کا گھر، ہندوستان
نور ابراہیمؑ: حضرت ابراہیمؑ کی روشنی، توحید کی تعلیم
آزر: حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا بہت بڑا بت تراش، بت پرست، بت گر (حضرت ابراہیمؑ کا والد یا چچا تھا)
پنجاب: پاکستان کا موجودہ بڑا صوبہ جس کے ایک قصبے میں گورو نانک پیدا ہوئے
مردِ کامل: یعنی گرو نانک
خواب سے جگانا: بے خبری اور غفلت دور کرنا

کفر و اِسلام

(تضمین بر شعر میر رضی دانش)

ایک دن اقبالؔ نے پوچھا کلیم طُور سے
اے کہ تیرے نقشِ پا سے وادیِ سینا چمن

آتش نمرود ہے اب تک جہاں میں شُعلہ ریز
ہو گیا آنکھوں سے پنہاں کیوں ترا سوزِ کہُن

تھا جوابِ صاحبِ سینا کہ مسلم ہے اگر
چھوڑ کر غائب کو تُو حاضر کا شیدائی نہ بن

ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیلؑ
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن

دانش: میر رضی، دانش تخلص، مشہد کا رہنے والا تھا۔ شاہ جہان بادشاہ کے دور میں ہندوستان آیا۔ دارا شکوہ کی ملازمت میں رہا۔ ایک موقع پر دارا شکوہ نے اس کے ایک شعر پر اسے ایک لاکھ روپیہ دیا

کلیم طور: مراد حضرت موسیٰؑ، کلیم اللہ

نقشِ پا: پاؤں کے نشان

وادیِ سینا: اس پہاڑ کی وادی جہاں حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھا

چمن: یعنی چمن کی طرح ہے

آتش نمرود: نمرود کی جلائی ہوئی آگ، مراد کفر اور باطل

شعلہ ریز: شعلے گرانے والی، یعنی کفر و باطل بر قرار ہیں

پنہاں: چھپا ہوا

سوزِ کہن: پرانی تپش، پرانا جلوہ

صاحبِ سینا: مراد حضرت موسیٰؑ

غائب: جو موجود نہ ہو

حاضر: جو موجود ہو

شیدائی: عاشق

ذوقِ حاضر: موجود کا شوق، یعنی موجودہ دنیا کے معاملات (کفر اور باطل سے متعلق)

ایمانِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کا سا ایمان، جو نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بیٹھ گئے اور وہ بحکم خداوندی گلزار بن گئی

خاکستر: راکھ

پیرہن: لباس

ہے اگر دیوانۂ غائب تو کچھ پروا نہ کر
منتظر رہ وادیٔ فاراں میں ہو کر خیمہ زن

عارضی ہے شانِ حاضر، سطوتِ غائب مدام
اس صداقت کو محبت سے ہے ربطِ جان و تن

شُعلۂ نمرود ہے روشن زمانے میں تو کیا
☆ "شمع خود را می گدازد درمیانِ انجمن
☆☆ نُورِ ما چوں آتش سنگ از نظر پنہاں خوش است"

بِلالؓ

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے — اہل قلم میں جس کا بہت احترام تھا
جولاں گہِ سکندرِ رومی تھا ایشیا — گردُوں سے بھی بلند تر اس کا مقام تھا

دیوانہ: سودائی
وادی فاراں: عرب کی وہ پہاڑی جہاں سے اسلام کا ظہور ہوا، مراد کعبہ
خیمہ زن: تنبو لگانے والا، مراد بیٹھنے والا
عارضی: وقتی، تھوڑی دیر کی
شان حاضر: آنکھوں کے سامنے موجود کی عزت و شوکت
سطوت: دبدبہ، شان
مدام: ہمیشہ ہمیشہ کی
محبت: عشق، جذبۂ عشق
ربط جان و تن: جسم اور جان کے تعلق جیسا (تعلق)

بلالؓ: حضرت بلالؓ، حضور اکرمؐ کے ایک خاص صحابی اور مؤذن جو حبشی غلام تھے
حق شناس: یعنی حقیقت بیان کرنے / سچی بات کہنے والا، اشارہ ہے ایمینوئل آسکر مینم ڈوئچ کی طرف، یہودی نسل کا جرمن فاضل (۱۸۲۹ء۔ انتقال اسکندریہ، ۱۸۷۳ء)
جولاں گہ: جولان گاہ، دوڑنے کی جگہ، میدان
سکندر رومی: مشہور یونانی بادشاہ سکندر اعظم (۳۵۵ ق م ۔ ۳۲۳ ق م)
ایشیا: براعظم ایشیا جس میں چین، جاپان عرب، پاکستان، ہند وغیرہ شامل ہیں
بلند تر: زیادہ اونچا

☆ شمع، محفل میں خود کو پگھلاتی ہے (حاضر کی طرف اشارہ ہے)۔
☆☆ ہماری روشنی کا، پتھر کی آگ کی طرح (جو پتھر میں چھپی ہوتی ہے) نظروں سے اوجھل رہنا ہی بہت اچھا ہے۔

تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے　　دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے، خام تھا
دنیا کے اس شہنشہِ انجم سپاہ کو　　حیرت سے دیکھتا فلکِ نیل فام تھا
آج ایشیا میں اس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ داں بھی اسے پہچانتا نہیں
لیکن بلالؓ، وہ حبشی زادۂ حقیر　　فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر
جس کا امیں ازل سے ہوا سینۂ بلالؓ　　محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر
ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط　　کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز　　صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخِ پیر
اقبال! کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

دعویٰ کرنا: اپنے آپ کو طاقتور ظاہر کرنا
پورس: ہندوستان کا مشہور راجا جسے سکندر نے وادی سندھ میں شکست دی تھی
دارا: قدیم ایران کا مشہور بادشاہ دارا یوش /دارا سوم۔ سکندر کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا اور سکندر اس کے ملک فارس پر قابض ہو گیا
خام: کچا، بے حقیقت
شہنشہ انجم سپاہ: ایسا شاہنشاہ جس کی فوج ستاروں کی طرح لاتعداد ہو
فلک: آسمان
نیل فام: نیلے رنگ کا
حبشی زادہ: حبشی نسل کا، سیاہ فام نسل
نورِ نبوت: حضور اکرمؐ کی روشنی /اسلام کی محبت، ایمان
مستنیر: روشن
سینہ: مراد دل
اس صدا: یعنی اذان
شاہنشہ و فقیر: مراد بلند مرتبہ اور حقیر سبھی لوگ
اسود: سیاہ، کالا
احمر: سرخ
اختلاط: ملاپ، مراد نماز میں کھڑے ہوتے وقت کسی رنگ، نسل یا مرتبے کا فرق نہیں رہتا
ہم پہلو: یعنی کندھے کے ساتھ کندھا ملانے والا
نوائے جگر گداز: دل کو جذبہ عشق کی گرمی سے پگھلانے والی آواز
گوش: کان
چرخ پیر: بوڑھا آسمان
فیض عام: سب کو فائدہ پہنچانے کی کیفیت
رومی: یعنی سکندر رومی /یونانی

مسلمان اور تعلیم جدید

(تضمین بر شعر ملک قمی)

مُرشد کی یہ تعلیم تھی اے مسلمِ شوریدہ سر
لازم ہے رہرو کے لیے دُنیا میں سامانِ سفر

بدلی زمانے کی ہوا، ایسا تغیر آگیا
تھے جو گراں قیمت کبھی، اب ہیں متاعِ کس مخر

وہ شُعلۂ روشن ترا، ظُلمت گریزاں جس سے تھی
گھٹ کر ہُوا مثلِ شرر، تارے سے بھی کم نُور تر

شیدائی غائب نہ رہ، دیوانۂ موجود ہو
غالب ہے اب اقوام پر معبودِ حاضر کا اثر

تعلیم جدید: دورِ حاضر کی تعلیم جس پر مغربی قوموں کی تعلیم کا اثر ہے

ملک قمی: ایران کے مشہور شہر قم کا رہنے والا تھا۔ ۱۵۷۹ء میں دکن پہنچا جہاں ابراہیم عادل شاہ والیِ بیجاپور نے اسے درباری شاعر بنایا۔ وفات ۱۶۱۵ء

مُرشد: رہنما، پیر

شوریدہ سر: دیوانہ، جس کا دماغ کام نہ کر رہا ہو

رہرو: راہرو، مسافر

سامانِ سفر: زادِ رہ، سفر

تغیر: انقلاب

گراں قیمت: بہت مہنگی

متاعِ کس مخر: ایسی شے جسے کوئی نہ خریدے

شعلۂ روشن ترا: مراد عربی، فارسی اور مشرقی علوم کی تعلیم

ظلمت: تاریکی، جہالت

گریزاں: دوڑ جانے / دور ہونے والی

گھٹنا: کم ہونا

مثلِ شرر: چنگاری کی طرح

کم نور تر: بہت کم روشنی والا

شیدائی غائب: آنکھوں سے اوجھل شے (غیروں کی تعلیم) کا دیوانہ عاشق

معبودِ حاضر: موجودہ دور معبود یعنی مال و دولت اور اہلِ حکومت جن کی اب لوگ گویا پوجا کرتے ہیں

ممکن نہیں اس باغ میں کوشش ہو بار آور تری
فرسُودہ ہے پھندا ترا، زِیرک ہے مُرغِ تیز پر

اس دور میں تعلیم ہے امراضِ ملّت کی دوا
ہے خونِ فاسد کے لیے تعلیم مثل نیشتر

رہبر کے ایما سے ہُوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعمیل فرمانِ خضر

لیکن نگاہِ نُکتہ بیں دیکھے زبُوں بختی مری
☆ "رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر

☆☆ یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دُور شد"

بار آور: کامیاب، جس کا کوئی نتیجہ سامنے آئے
فرسودہ: گھسا ہوا، بہت پرانا
پھندا: جال
زیرک: چالاک، ہوشیار
مرغ تیز پر: تیز اڑنے والا پرندہ، یہاں کی دوسری قومیں جو تعلیم میں آگے تھیں
امراض: جمع مرض، بیماریاں
خون فاسد: گندا خون
نیشتر: رگ کو چھیڑ کر خون نکالنے والا اوزار
ایما: حکم، اشارہ
سودا: جنون، عشق
واجب: ضروری
صحرا گرد: ریگستانوں / جنگلوں میں پھرنے والا
خضر: مرادِ ہنما
نکتہ بیں: بھیدوں کو جاننے والا، گہری باتوں سے آگاہ
زبوں بختی: بدنصیبی

☆ میں نے چاہا کہ میں پاؤں سے کانٹا نکال لوں کہ اتنے میں محبوب کا کجاوہ نظروں سے دور / اوجھل ہو گیا۔
☆☆ میں نے ایک لمحہ غفلت سے کام لیا اور اس طرح میرا راستہ سو سال دور ہو گیا۔ (یعنی ایک پل کی غفلت انسان کو مقصد سے بہت دور پھینک دیتی ہے)

پھولوں کی شہزادی

کلی سے کہہ رہی تھی ایک دن شبنم گلستاں میں
رہی میں ایک مدت غنچہ ہائے باغِ رضواں میں
تمہارے گلستاں کی کیفیت سرشار ہے ایسی
نگہ فردوس در دامن ہے میری چشم حیراں میں
سنا ہے کوئی شہزادی ہے حاکم اس گلستاں کی
کہ جسکے نقشِ پا سے پھول ہوں پیدا بیاباں میں
کبھی ساتھ اپنے اس کے آستاں تک مجھ کو تو لے چل
چھپا کر اپنے دامن میں برنگ موجِ بُو لے چل
کلی بولی، سریر آرا ہماری ہے وہ شہزادی
درخشاں جس کی ٹھوکر سے ہوں پتھر بھی نگیں بن کر
مگر فطرت تری افتندہ اور بیگم کی شان اونچی
نہیں ممکن کہ تو پہنچے ہماری ہم نشیں بن کر
پہنچ سکتی ہے تو لیکن ہماری شاہزادی تک
کسی دکھ درد کے مارے کا اشکِ آتشیں بن کر
نظر اس کی پیام عید ہے اہل محرم کو
بنا دیتی ہے گوہر غمزدوں کے اشکِ پیہم کو

غنچہ ہائے باغ رضواں: بہشت کی کلیاں
کیفیت: حالت، صورت حال
سرشار: مست کر دینے والی
نگہ: نگاہ
فردوس در دامن: جس کے دامن میں جنت ہو
چشم حیراں: حیرت اور تعجب میں ڈوبی ہوئی آنکھ / آنکھیں
نقش پا: پاؤں کے نشان
آستاں: دہلیز، دربار
برنگِ موجِ بو: خوشبو کی لہر کی طرح
سریر آرا: یعنی تخت نشین
درخشاں: چمکدار، روشن
ٹھوکر: پاؤں کی ضرب
نگین: ترشا ہوا ہیرا جو انگوٹھی میں لگایا جاتا ہے
افتندہ: گرنے والی
شان اونچی ہونا: بلند مرتبہ / بڑی عزت والا ہونا
ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والی، ساتھی
دکھ درد کا مارا: غموں دکھوں کا شکار
اشک آتشیں: آگ کی طرح گرم آنسو، پُر سوز آنسو
پیام عید: مراد خوشیوں کا پیغام
اہل محرم: یعنی غموں دکھوں کے ستائے ہوئے لوگ
غمزدہ: غموں کا مارا ہوا
اشک پیہم: لگاتار بہتے ہوئے آنسو

تضمین بر شعر صائبؔ

کہاں اقبالؔ تُو نے آبنایا آشیاں اپنا
نوا اس باغ میں بُلبل کو ہے سامانِ رُسوائی

شرارے وادیِ ایمن کے تُو بوتا تو ہے لیکن
نہیں ممکن کہ پھوٹے اس زمیں سے تخمِ سینائی

کلی زورِ نفَس سے بھی وہاں گل ہو نہیں سکتی
جہاں ہر شے ہو محرومِ تقاضائے خود افزائی

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمّت خواہ برنائی

دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں
نواگر کے لیے زہراب ہوتی ہے شکر خائی

صائبؔ: فارسی کا مشہور شاعر مرزا محمد علی، تخلص صائب۔ تبریز میں پیدا ہوا۔ آخر میں اصفہان چلا گیا جہاں ۱۶۶۹ء میں فوت ہوا۔ ضخیم کلیات اس سے یادگار ہے

سامانِ رسوائی: ذلت کا باعث

شرارے وادیِ ایمن کے: مراد ایسے اشعار جو دلوں میں اسلام سے محبت، حرارت اور جوش و ولولہ پیدا کرتے ہیں

پھوٹنا: بیج کا اُگ کر زمین سے باہر آنا

تخمِ سینائی: مراد اسلام کی اشاعت بڑھنے کا عمل

زورِ نفس: بہت تیز پھونک

گل ہونا: کھل کر پھول بننا

تقاضائے خود افزائی: خود کو آگے بڑھانے (ترقی) کی خواہش

قیامت ہے: بہت دکھ کی بات ہے

فطرت سو جانا: انسان کا بالکل بے حس ہو جانا

اہلِ گلستاں: ملت کے لوگ

بیدار دل: جہد و عمل کے جذبوں سے پُر دل

پیری: بڑھاپا، مراد بوڑھی نسل کے لوگ

ہمت خواہ: ہمت چاہنے والی

برنائی: جوانی، جوان نسل

دل آگاہ: باخبر دل، قومی و مذہبی تقاضوں سے باخبر

خوابیدہ: سویا ہوا

نواگر: نغمہ گانے والا یعنی شاعر

زہراب: زہر ملا پانی، زہر

شکر خائی: شکر چبانا، دل کش اور شیریں اشعار کہنا

نہیں ضبطِ نوا ممکن تو اُڑ جا اس گلستاں سے
کہ اس محفل سے خوشتر ہے کسی صحرا کی تنہائی

☆ ''ہماں بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد
ندارد تنگنائے شہر تابِ حسنِ صحرائی''

فردوس میں ایک مکالمہ

ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز
حالیؔ سے مخاطب ہوئے یوں سعدیِ شیراز

☆☆ اے آنکہ ز نورِ گہر نظم فلک تاب
دامن بہ چراغِ مہ و اختر زدہ ای باز!

ضبط نوا: آواز / نغمے یا چہچہانے کو روکنے کا عمل
ممکن: جو ہو سکے، ہو سکنے والی بات
محفل: بزم، انجمن، قوم
خوشتر: زیادہ اچھی
تنہائی: اکیلا پن

مکالمہ: باہم گفتگو / بات چیت کرنا
ہاتف: غیب کا فرشتہ، غیبی آواز

حالی: اردو کے مشہور شاعر اور غالب کے شاگرد خاص
مخاطب ہونا: بات کرتے وقت دوسرے کو متوجہ کرنا
سعدی شیراز: فارسی کے مشہور شاعر، گلستان اور بوستاں جیسی بین الاقوامی شہرت کی مالک کتابوں کے مصنف کا نام شرف الدین، لقب مصلح، تخلص سعدی، شیراز میں ولادت ۱۱۹۳ء میں ہوئی۔ مدرسۂ نظامیہ بغداد میں تعلیم پائی۔ ۳۰ برس سے زیادہ کا عرصہ سفر و سیاحت میں گذارا۔ وفات ۱۲۹۱ء بمقام شیراز۔ آپ کا مدفن "سعدیہ" کہلاتا ہے۔

☆ بہتر تو یہی ہے کہ لیلیٰ بیابان میں اپنا جلوہ دکھائے کیونکہ شہر کی تنگ جگہ (یعنی تنگ دل لوگ) صحرائی حسن کو برداشت نہیں کر سکتی (لوگ قدر نہیں کر سکتے)۔

☆☆ اے وہ شخص (حالی) تو نے آسمان کو چمکانے والی اپنی شاعری کے موتی کی روشنی سے چاند اور ستاروں کا چراغ بجھا دیا ہے۔

کچھ کیفیت مسلم ہندی تو بیاں کر
واماندۂ منزل ہے کہ مصروفِ تگ و تاز

مذہب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی رگوں میں؟
تھی جس کی فلک سوز کبھی گرمیِ آواز

باتوں سے ہُوا شیخ کی حالی متاثر
رو رو کے لگا کہنے کہ "اے صاحبِ اعجاز

جب پیر فلک نے ورَق ایّام کا اُلٹا
آئی یہ صدا، پاؤ گے تعلیم سے اعزاز

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو مِلی، طائرِ دیں کر گیا پرواز

دِیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر، زمیں تاز

کیفیت: حالت، صورت حال
مسلم ہندی: ہندوستان کے مسلمان
بیان کر: بتا
واماندۂ منزل: منزل سے پیچھے رہا ہوا
مصروف تگ و تاز: بھاگ دوڑ یعنی جدّوجہد میں لگا ہوا
مذہب کی حرارت: اسلام کا پرجوش جذبہ
فلک سوز: آسمان کو جلانے والی
گرمی آواز: آواز میں ایسی حرارت جو دلوں کو پگھلا دے
شیخ: مراد شیخ سعدی
صاحب اعجاز: معجزہ دکھانے والا، ایسا شاعر جس کا کلام کرامت کی طرح ہے

پیر فلک: آسمان کا بوڑھا، یعنی آسمان (جو بہت قدیم ہے)
ورق ایّام کا الٹا: زمانے کے ورق بدلے یعنی انقلاب آیا۔ اس دور کے ہندوستان کے حالات
صدا: آواز
اعزاز: عزت، شان
عقیدہ: مذہبی خیال / اعتقاد
تزلزل: مراد تبدیلی، انقلاب
طائر دیں کر گیا پرواز: یعنی دین سے محبت ختم ہو گئی
زمیں گیر: زمیں پکڑنے والی، پست
زمیں تاز: یعنی صرف دنیا کے مادی فائدے حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنے والے

مذہب سے ہم آہنگیِ افراد ہے باقی
دِیں زخمہ ہے، جمعیّتِ ملّت ہے اگر ساز

بنیاد لرزجائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گلستاں کا ہے آغاز

پانی نہ مِلا زمزمِ ملّت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پَود میں الحاد کے انداز

یہ ذکر حضورِ شہِ یثربؐ میں نہ کرنا
سمجھیں نہ کہیں ہند کے مسلم مجھے غمّاز

☆ ”خُرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیم“
(سعدیؔ)

ہم آہنگی افراد: اہل قوم کا آپس میں خیالات کا اتفاق
زخمہ: مضراب، لوہے کا چھلا جس سے ساز بجایا جاتا ہے
جمعیتِ ملت: قوم کا جماعت کی صورت میں ہونا
لرزنا: ہلنا
انجام: اخیر
زمزم: کعبہ اور صفا و مروہ کے درمیان واقع چشمہ جو حضرت اسمٰعیل کی شیر خوارگی کے زمانے میں، پیاس کے مارے ان کے ایڑیاں رگڑنے سے زمین سے جاری ہوا تھا اور آج بھی اس کا پانی حاجی اپنے ساتھ لاتے ہیں
زمزم ملت: مراد قوم کی طرف سے تلقین و تعلیم
الحاد: اللہ کے وجود سے انکار
ذکر: بات
حضور: خدمت میں
شہِ یثربؐ: یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
غمّاز: چغلی کھانے والا

☆ جو کانٹا ہم نے بویا ہے اس سے کھجور کا پھل حاصل نہیں کیا جا سکتا، اس اُون سے، جو ہم نے کاتی ہے، ریشم نہیں بُنا جا سکتا۔ (سعدی کا شعر ہے)

مذہب

(تضمین بر شعر میرزا بیدلؔ)

تعلیمِ پیر فلسفہ مغربی ہے یہ
ناداں ہیں جن کو ہستی غائب کی ہے تلاش

پیکر اگر نظر سے نہ ہو آشنا تو کیا
ہے شیخ بھی مثالِ برہمن صنم تراش

محسوس پر بِنا ہے علومِ جدید کی
اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش

مذہب ہے جس کا نام، وہ ہے اک جنونِ خام
ہے جس سے آدمی کے تخیل کو انتعاش

کہتا مگر ہے فلسفۂ زندگی کچھ اور
مجھ پر کیا یہ مرشدِ کامل نے راز فاش

میرزا بیدل: میرزا عبدالقادر، تخلص بیدل۔ عظیم آباد میں ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کے مشہور فارسی شاعروں میں سے ہیں۔ ۱۱۳۳ھ میں فوت ہوئے
پیر فلسفۂ مغربی: یورپ کا سب سے بڑا فلسفی / فلسفہ دان
ہستیِ غائب: مراد خدا کا وجود
پیکر: جسم، وجود
نظر سے آشنا ہونا: سامنے نظر آنا
شیخ: مسلمانوں کا مذہبی رہنما / پیشوا
برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا
صنم تراش: بت گھڑنے والا

محسوس: جو نظر آئے یا انسانی حواس اسے پالیں
بِنا: بنیاد
عقاید: جمع عقیدہ، مذہبی اعتقادات / خیالات
پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے
جنونِ خام: کچی دیوانگی، یعنی عقل کے خلاف، حماقت
تخیل: ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات جنہیں لفظوں میں بیان کیا جائے
انتعاش: بلند ہونے کی کیفیت
مرشدِ کامل: یعنی میرزا بیدل
فاش کرنا: کھولنا، ظاہر کرنا

☆ "باہر کمال اندکے آشفتگی خوش است
ہر چند عقلِ کُل شدہ ای بے جنوں مباش"

جنگِ یرموک کا ایک واقعہ

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام

اک نوجوان صُورتِ سیماب مُضطرب
آکر ہُوا امیر عساکر سے ہمکلام

اے بُوعبیدہ رُخصت پیکار دے مجھے
لبریز ہوگیا مرے صبر و سکُوں کا جام

جنگ یرموک: یرموک، دمشق کے قریب ایک میدان کا نام ہے جس میں ۱۳ھ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ اسلامی فوج بیس ہزار، سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ جب کہ رومی فوج دو لاکھ تھی۔ مسلمان کو فتح حاصل ہوئی

صف بستہ: قطار باندھے ہوئے

جوانانِ تیغ بند: تلواروں سے مسلح فوجی

عروس: دلہن

زمین شام: مُلک شام کی سرزمین (شام ایک عرب ملک)

صورتِ سیماب مضطرب: پارے کی طرح بے قرار

امیر: سردار، سالار

عساکر: جمع عسکر، فوجیں

ہم کلام: کسی دوسرے کے ساتھ بات کرنے والا

بوعبیدہؓ: اسلامی فوج کے سپہ سالار۔ عامر نام، ابوعبیدہ کنیت، امین الامت لقب۔ حضرت ابو بکرؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا، صحابی تھے، مختلف جنگوں میں شریک ہوئے اور فتح پائی۔ ۱۸ھ میں ملک شام میں طاعون کی وبا پھیلی جس میں بعمر ۵۸ برس، بمقام جابیہ فوت ہوئے

رخصت پیکار: لڑنے کی اجازت

لبریز ہونا: بھر جانا

جام: پیالہ

☆ جو بھی کمال حاصل ہو اس کے ساتھ کسی قدر دیوانگی / ذہنی انتشار ہونا اچھا ہے۔ اگرچہ تو عقل کل (پورے طور پر عقل) ہی کیوں نہ بن گیا ہو پھر بھی دیوانگی کے بغیر مت رہ۔

بے تاب ہو رہا ہوں فراقِ رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں مَیں حضورِ رسالت پناہؐ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پُرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام

بولا امیر فوج کہ "وہ نوجواں ہے تُو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پُوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام!

پہنچے جو بارگاہِ رسولِ امینؐ میں تُو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پُورے ہوئے جو وعدے کیے تھے حضورؐ نے"

فراق: دُوری
دم: پل، گھڑی، لمحہ
حرام: مراد بے مزہ
حضورِ رسالت پناہ میں: حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں
ذوق و شوق: جذبۂ جہاد
پُرنم ہونا: آنسو آنا
تیغِ بے نیام: ننگی تلوار، کاٹ ڈالنے والی تلوار
پیروں: جمع پیر، بوڑھے، بڑی عمر کے، بزرگوں

عشق: حضور اکرمؐ سے محبت اور جہاد کا جذبہ
خدائے محمدؐ: یعنی خدا تعالیٰ
مُراد: آرزو، خواہش
بارگاہ: دربار
رسولِ امینؐ: حضور اکرمؐ جنہیں امین کہا جاتا ہے
پس از سلام: سلام کے بعد
غیور: غیرت مند

مذہب

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسُولِ ہاشمیؐ

اُن کی جمعیت کا ہے مُلک و نسب پر انحصار
قوّتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

دامنِ دیں ہاتھ سے چُھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رُخصت تو مِلّت بھی گئی

پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

ڈالی، گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹُوٹ
مُمکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

قیاس کرنا: دو چیزوں کو ایک جیسا سمجھنا
اقوام مغرب: یورپ کی قومیں
خاص: خاصیت کی
ترکیب: بناوٹ
رسول ہاشمیؐ: حضرت محمدؐ جو حضرت ہاشم کی اولاد سے تھے
جمعیت: جماعت کی صورت
مُلک: جغرافیائی حدود پر مشتمل خطۂ زمین
انحصار: دارومدار
مستحکم: مضبوط، محکم
جمعیت کہاں: یعنی جمعیت ختم
رخصت ہونا: مراد ختم ہونا
ملت بھی گئی: قوم کا وجود بھی مٹ گیا

پیوستہ رہنا: وابستہ یا ساتھ ملے رہنا
شجر: درخت، مراد قوم
ڈالی: ٹہنی
فصل: موسم
ہری ہونا: تر و تازہ / سرسبز ہونا
سحاب: بادل
بہار: موسم بہار

ہے لازوال عہدِ خزاں اُس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اُسے برگ و بار سے

ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دَور
خالی ہے جیبِ گُل زرِ کامل عیار سے

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رُخصت ہوئے ترے شجر سایہ دار سے

شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تُو
ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

مِلّت کے ساتھ رابطہ اُستوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ!

لازوال: ختم نہ ہونے والا
عہد: زمانہ، موسم
برگ وبار: پتے اور پھل، سرسبزی
جیب گل: پھول کی تھیلی، مراد مسلمان
زر کامل عیار: کسوٹی پر پورا اترنے والا، خالص سونا، مراد ایمان
نغمہ زن: چہچہانے والے
خلوتِ اوراق: پتوں کی تنہائی
طیور: جمع طائر، پرندے، یعنی وہ پرانے مسلمان جو اپنے جذبوں اور عمل سے باغ اسلام کی رونق کا باعث تھے

شجر سایہ دار: گھنے پتوں کے سبب سایہ رکھنے والا درخت، مراد ملت، قوم
شاخ بریدہ: درخت کی کٹی ہوئی ٹہنی، مراد قوم سے کٹا ہوا فرد
سبق اندوز: سبق / عبرت حاصل کرنے والا
ناآشنا: بے خبر، ناواقف
قاعدۂ روزگار: زمانے کا دستور / طور طریقہ
رابطہ استوار: مضبوط تعلق
شجر: مراد قوم

شبِ معراج

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو، وہ ہے آج کی رات

رہِ یک گام ہے ہمّت کے لیے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

پُھول

تجھے کیوں فکر ہے اے گل دلِ صد چاکِ بُلبل کی
تُو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے

تمنّا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں اُلجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے، پابہ گِل بھی ہے
اِنہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تُو کر لے

شب معراج: ۲۶ اور ۲۷ ویں رجب کی درمیانی رات جس میں حضور اکرمؐ حضرت جبرئیل کی معیت میں براق پر سوار ہو کر آسمانوں پر تشریف لے گئے

اختر شام: شام / رات کا ستارہ

سحر کا رات کو سجدہ کرنا: مراد وہ رات اتنی منوّر تھی کہ صبح کی روشنی اس کے سامنے ہیچ تھی

رہِ یک گام: ایک قدم کا راستہ، بہت تھوڑا فاصلہ

عرش بریں: خدا تعالیٰ کا عرش / تخت

دلِ صد چاک: سیکڑوں، بہت سے سوراخوں والا یا زخمی دل

رفو کرنا: ٹانکا لگانا

گلزار ہستی: وجود کا باغ، دنیا

کانٹوں میں الجھنا: مراد مشکلات کا مقابلہ کرنا

خو: عادت

زندگی کرنا: زندگی گذارنا

صنوبر: سرو کی ایک قسم، یہ درخت بہار اور خزاں میں آزادی کی نوید ہے

پابہ گل: جس کے پاؤں / جڑیں مٹی میں دھنسے ہوں

تنک بخشی کو اِستغنا سے پیغامِ خجالت دے
نہ رہ منّت کشِ شبنم، نِگوں جام و سبو کر لے

نہیں یہ شانِ خودداری، چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیبِ گلو کر لے

چمن میں غنچۂ گل سے یہ کہہ کر اُڑ گئی شبنم
مذاقِ جورِ گل چیں ہو تو پیدا رنگ و بو کر لے

اگر منظور ہو تجھ کو خزاں ناآشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے، پہلے قطع آرزو کر لے

اسی میں دیکھ، مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رُو کر لے

تنک بخشی: تھوڑا یا ضرورت سے کم دینے کی کیفیت
استغنا: بے نیازی، بے پروائی
خجالت: شرمندگی
منت کش: احسان اٹھانے والا
نگوں: الٹا
سبو: پیالہ
خودداری: غیرت، دوسروں کا احسان نہ اٹھانے کا عمل
دستار: پگڑی
زیبِ گلو کرنا: گلے کا ہار بنا لینا
غنچۂ گل: پھول کی کلی
مذاق: ذوق شوق
جورِ گل چیں: پھول توڑنے والے کا ظلم / سختی
رنگ و بو: رنگ اور خوشبو
خزاں ناآشنا: جس پر خزاں نہ آئے، جو کبھی نہ مرجھائے
جہانِ رنگ و بو: یہ مادی دنیا، کائنات
قطع آرزو: خواہش / ختم کر لینا
مضمر: چھپا ہوا
کمال: ترقی، خوبی
زینتِ دامن: پلو کی سجاوٹ، گلے کا ہار
آئینہ رو: مراد حسین عورت

شیکسپیئر

شفقِ صبح کو دریا کا خرام آئینہ
نغمہ شام کو خاموشی شام آئینہ

برگِ گل آئینۂ عارضِ زیبائے بہار
شاہدِ مے کے لیے حجلۂ جام آئینہ

حسن آئینۂ حق اور دل آئینۂ حسن
دلِ انساں کو ترا حسنِ کلام آئینہ

ہے ترے فکرِ فلک رس سے کمالِ ہستی
کیا تری فطرتِ روشن تھی مآلِ ہستی

تجھ کو جب دیدۂ دیدار طلب نے ڈھونڈا
تابِ خورشید میں خورشید کو پنہاں دیکھا

چشمِ عالم سے تو ہستی رہی مستور تری
اور عالم کو تری آنکھ نے عریاں دیکھا

حفظِ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
راز داں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا

شیکسپیئر: ولیم شیکسپیئر، انگریزی زبان کا مشہور ترین ڈرامہ نگار اور شاعر (۲۶ اپریل ۱۵۶۴ـ ۱۶۱۶ء) مشہور ڈرامے: ہیملٹ، رومیو جولیٹ، میکبتھ.....

شفق: سرخی

خرام: چلنا، بہنا

آئینہ: یعنی پانی میں آسمانی سرخی نظر آتی ہے

نغمۂ شام: شام کا ترانہ، یعنی شام / رات

برگِ گل: پھول کی پتی

عارضِ زیبا: خوبصورت گال

شاہد: حسین، محبوب

حجلہ: سجا ہوا چھپر کھٹ (دُلہن کے لیے) جام کے لیے تشبیہ

آئینۂ حق: یعنی حسن کو دیکھ کر خدا کی قدرت کا پتا چلتا ہے

حسنِ کلام: دل کش شاعری

فکر فلک رَس: آسمان تک پہنچنے والا یعنی بلند تخیل

کمالِ ہستی: زندگی / وجود کی تکمیل یا ہنر

فطرت روشن: ایسا مزاج / تخلیقی قوت جس کی روشنی میں انسانی جذبوں کا پتا چلے

مآل: انجام، اخیر

دیدۂ دیدار طلب: دیکھنے کی خواہشمند نگاہیں

تابِ خورشید: سورج کی روشنی

پنہاں: چھپا ہوا

مستور: چھپی ہوئی

عریاں: ظاہر

حفظ اسرار: بھیدوں کی حفاظت یعنی بھید ظاہر نہ ہونے دینا

سودا: دُھن

رازداں..... ایسا: یعنی شیکسپیئر جس نے قدرت (Nature) کے مظاہر کا گہرا مشاہدہ کیا

مَیں اور تُو

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا، نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاکِ جادوئے سامری، تُو قتیل شیوۂ آزری

میں نوائے سوختہ در گلو، تو پریدہ رنگ، رمیدہ بُو
میں حکایتِ غمِ آرزو، تُو حدیثِ ماتمِ دلبری

مرا عیش غم، مرا شہد سم، مری بود ہم نفَسِ عدم
ترا دل حرم، گروِ عجم، ترا دیں خریدۂ کافری

دَمِ زندگی رَمِ زندگی، غمِ زندگی سَمِ زندگی
غمِ رم نہ کر، سمِ غم نہ کھا کہ یہی ہے شانِ قلندری

کلیم کا: یعنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ جیسا۔
قرینہ: ڈھنگ، شعور
خلیل: حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ
جادوئے سامری: سامری کا جادو / فریب، حضرت موسیٰ کے زمانے میں سامری نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس پر کچھ جادو کیا، جس سے وہ بولنے لگا۔ سامری نے بنی اسرائیل سے یہ کہہ کر اس کی پوجا کروائی کہ یہ خدا ہے
قتیل: مارا ہوا، ہلاک
شیوہ: طریقہ، انداز، عادت
آزری: آزر ہونا، بمعنی بت تراش، مراد فرقوں کے بُت
نوائے سوختہ در گلو: جس کے گلے میں (سوز دل کے سبب) آواز جل کر رہ گئی ہو
پریدہ رنگ: جس کے چہرے کا رنگ (غم سے) اڑا ہوا ہو
رمیدہ بو: اڑی ہوئی خوشبو والا، دکھوں کا مارا

حکایت غم آرزو: تمنا کے غم کی داستان / کا بیان
حدیث ماتم دلبری: محبوب کی جدائی کے دکھ کا بیان
مرا عیش غم: میری خوشی بھی غم ہی ہے
مرا شہد سم: مرا شہد زہر کی صورت ہے
مری بود: میرا وجود، میری ہستی
ہم نفس عدم: فنا کی ساتھی، یعنی فنا، نیستی
حرم: کعبہ، اسلامی تہذیب
گرو عجم: یعنی غیر اسلامی تہذیب کا شیدائی
خریدۂ کافری: کفر کا خریدا ہوا، جسے کفر نے خرید لیا ہو
دم زندگی رمِ زندگی: زندگی کا ہر سانس زندگی کی دوڑ، یعنی ختم ہونا ہے
غم زندگی سم زندگی: زندگی کا دکھ زندگی کے لیے زہر ہے
غم رم: زندگی کی دوڑ کا دکھ
شان قلندری: بے نیازی کی شان / آبرو

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدری

کوئی ایسی طرزِ طواف تُو مجھے اے چراغِ حرم بتا!
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری

گِلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بُت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی "ہَری ہَری"

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللّٰہی، وہی مرحبی، وہی عنتری

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم
وہ گدا کہ تُو نے عطا کیا ہے جنھیں دماغِ سکندری

شرر: مراد عشق حقیقی کی چنگاری
فقر و غنا: غریبی اور امیری
قوت حیدریؓ: حضرت علیؓ کی سی کفر و باطل کو فنا کرنے والی طاقت (آپ فقر و مفلسی کی بنا پر جو کی روٹی کھایا کرتے تھے)
طوف: طواف، کسی چیز کے ارد گرد چکر لگانا
پتنگ: پتنگا، عاشق
سرشت سمندری: سمندر کی سی فطرت (سمندر: چوہے کی قسم کا ایک جانور جو آگ میں رہتا ہے) مراد عشق کی گرمی
جفائے وفانما: ایسی سختی جو بظاہر وفا/رفاقت معلوم ہو
حرم: مراد اسلام
اہل حرم: مسلمان
ہری ہری: توبہ ہے توبہ، توبہ توبہ

ستیزہ گاہ: میدان جنگ
پنجہ فگن: پنجے میں پنجہ ڈال کر لڑنے والا
اسدُاللّٰہی: خدا کے شیر (حضرت علیؓ کا لقب) کی سی
مرحبی: مرحب (ایک یہودی پہلوان) سے تعلق رکھنے والی یہ جنگ خیبر (۶۲۸ء) میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارا گیا
عنتری: عنتر جیسی (مرحب کا بھائی، یہ یہودی پہلوان بھی حضرت علیؓ کے ہاتھوں مذکورہ جنگ میں مارا گیا)
شہ عربؐ و عجم: عرب اور عجم کے بادشاہ، حضور نبی کریمؐ
گدا: فقیر، بھک منگا/منگے، مراد مسلمان
دماغ سکندری: سکندر رومی/اعظم جیسا دماغ، مراد فتحمندی کے جذبے

اسیری

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرۂ نیساں ہے زندانِ صدَف سے ارجمند

مُشکِ اَذفر چیز کیا ہے، اک لہُو کی بوند ہے
مُشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہُو میں بند

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قُدرت، مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفَس سے بہرہ مند

☆ ”شہپر زاغ و زغن در بندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند“



اعتبار افزا: عزت / ساکھ بڑھانے والی
فطرت بلند ہونا: انسانی سرشت کا پاک نفس اور اعلیٰ سوچ رکھنے والی ہونا
قطرہ نیساں: موسم بہار کی بارش کا قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بنتا ہے
صدف: سیپی
ارجمند: قیمت / قدر والا
مُشک اذفر: خالص اور تیز خوشبو والی مشک
اک لہو کی بوند: ہرن کی ناف سے نکلے ہوئے خون کی جمی ہوئی خوشبودار بوند
نافہ آہو: ہرن کی ناف
تربیت: زندگی گذارنے کے طور طریقے سکھانے کا عمل
طائر: پرندہ / پرندے
دام: جال
قفس: پنجرہ
بہرہ مند: حصہ پانے والا / والے

☆ (یہ شعر حافظ کا ہے): کوّے اور چیل کے بڑے پر پنجرے میں بند کرنے اور شکار کرنے کے لائق نہیں ہیں، یہ خوش بختی تو شہباز اور شاہین جیسے پرندوں کے لیے لکھی گئی ہے۔

دریوزۂ خلافت

اگر مُلک ہاتھوں سے جاتا ہے، جائے
تُو احکامِ حق سے نہ کر بے وفائی

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تُو گدائی

خریدیں نہ جس کو ہم اپنے لہُو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی

☆ "مرا از شکستن چناں عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مومیائی"

دریوزۂ خلافت: خلافت کی بھیک، اشارہ ہے خلافت کمیٹی کی طرف جس کا اجلاس دسمبر ۱۹۱۹ء میں بمقام امرتسر ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک وفد انگلستان بھیج کر حکومت برطانیہ سے کہا جائے کہ وہ "خلافت" کو ختم نہ کرے۔ مولانا شوکت اور ان کے بھائی مولانا محمد علی جوہر اس تحریک کے نگران تھے

ہاتھوں سے جانا: اپنے قبضے سے نکل کر دوسروں کے قبضے میں جانا

احکام حق: خدا نے جو حکم دیے ہیں

بے وفائی: یعنی عمل نہ کرنے کی حالت

آگہی: آگاہی، واقفیت، باخبری

خلافت: مسلمانوں کا طرز حکومت، جس کا سربراہ خلیفہ کہلاتا ہے

گدائی: بھیک مانگنا

لہو سے خریدنا: یعنی باقاعدہ جہاد کر کے حاصل کرنا

ننگ: ذلت کا باعث، رسوائی

پادشائی: بادشاہت، حکمرانی، حکومت

☆ (یہ شعر عمادی کا ہے۔ اصل شعر میں "عار" کی بجائے "درد" اور "دیگراں" کی بجائے "ناکساں" ہے) مجھے بڈی ٹونے پر اتنی شرم نہیں آتی (اتنی تکلیف نہیں ہوتی) جتنی دوسروں (یا گھٹیا لوگوں) سے مومیائی مانگنے پر آتی ہے / ہوتی ہے۔

ہمایوں

(مسٹر جسٹس شاہ دین مرحوم)

اے ہمایوں! زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغِ انجمن افروز تھی

گرچہ تھا تیرا تنِ خاکی نزار و دردمند
تھی ستارے کی طرح روشن تری طبعِ بلند

کس قدر بے باک دل اس ناتواں پیکر میں تھا
شعلۂ گردُوں نورد اک مُشتِ خاکستر میں تھا

موت کی لیکن دلِ دانا کو کچھ پروا نہیں
شب کی خاموشی میں جز ہنگامۂ فردا نہیں

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

ہمایوں: میاں محمد شاہ دین، ہمایوں تخلص (۱۲ اپریل ۱۸۶۸ء - ۲ جولائی ۱۹۱۸ء) پنجاب کے میاں خاندان سے تعلق تھا۔ شاعری کرتے تھے۔ مجموعہ کلام "جذبات ہمایوں" ہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے بشیر احمد نے رسالہ "ہمایوں" نکالا۔ اُس کے لیے علامہ نے یہ نظم لکھی

سر لپا سوز: پورے طور پر / مجسم جذبوں کی گرمی والی

چنگاری: شرارہ، ہمایوں کی طرف اشارہ ہے جنگی زندگی قومی خدمات کے حوالے سے مشعل رہا ہے

چراغ انجمن افروز: محفل کو روشن کرنیوالا یا، مراد بیحد مفید

تن خاکی: جسم

نزار: کمزور، دُبلا پتلا

طبع بلند: یعنی بلند ارادوں والی طبیعت

ناتواں پیکر: پتلا دبلا / کمزور بدن

شعلہ گردوں نورد: آسمان طے کرنے / پر پھرنے والا شعلہ

مشت خاکستر: مٹھی بھر راکھ / مٹی یعنی جسم

شب کی خاموشی میں جز ہنگامۂ فردا نہیں: رات کی خاموشی میں آنے والے کل کی رونق اور چہل پہل کے سوا کچھ نہیں، یعنی موت کے بعد ایک نئی زندگی ہے

یہ شام زندگی: یعنی موت

صبح دوام زندگی: زندگی ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی صبح

خضرِ راہ

شاعر

ساحلِ دریا پہ مَیں اک رات تھا محوِ نظر
گوشۂ دل میں چُھپائے اک جہانِ اضطراب

شب سکوت افزا، ہَوا آسُودہ، دریا نرم سَیر
تھی نظر حیراں کہ یہ دریا ہے یا تصویرِ آب

جیسے گہوارے میں سو جاتا ہے طفلِ شِیر خوار
موجِ مُضطر تھی کہیں گہرائیوں میں مستِ خواب

رات کے افسُوں سے طائر آشیانوں میں اسیر
انجمِ کم ضَو گرفتارِ طلسمِ ماہتاب

خضرِ راہ: اس نظم میں اُس دور کے مسلمانوں کی زبوں حالی کو بذریعہ سوالات پیش کیا ہے۔ خلافت کا خاتمہ اور عربوں کی ترکوں سے غداری وغیرہ اس نظم کا پس منظر ہیں۔ یہ نظم ۱۹۲۱ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں پڑھی گئی۔ نظم پڑھتے وقت علامہ اور سامعین پر گریہ طاری رہا

ساحلِ دریا: سمندر یا دریا کا کنارہ
محوِ نظر: دیکھنے / نظارہ کرنے میں مصروف
گوشہ: کونا
جہانِ اضطراب: بے چینی کی دنیا یعنی بے حد بے چینی
سکوت افزا: خاموشی بڑھانے والی
آسودہ: آرام کرنے والی، یعنی بند
نرم سیر: آہستہ آہستہ بہنے والا
تصویرِ آب: پانی کا عکس / تصویر
گہوارہ: پنگوڑا، جھولا
طفلِ شیر خوار: دودھ پینے والا بچہ
موجِ مضطر: بے قرار لہر
مستِ خواب: نیند میں ڈوبی ہوئی
افسوں: جادو
طائر: پرندہ / پرندے
آشیانوں: گھونسلوں
اسیر: قیدی، یعنی بند
انجمِ کم ضو: تھوڑی روشنی والے ستارے
گرفتارِ طلسمِ ماہتاب: چاندنی / چاند کے جادو میں بندھے ہوئے، چاندنی میں ان کی روشنی ماند پڑی تھی

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ پیکِ جہاں پیما خضر
جس کی پیری میں ہے مانندِ سحر رنگِ شباب

کہہ رہا ہے مجھ سے، اے جویائے اَسرارِ ازل!
چشم دل وا ہو تو ہے تقدیرِ عالم بے حجاب

دل میں یہ سُن کر بپا ہنگامۂ محشر ہُوا
مَیں شہیدِ جستجو تھا، یوں سخن گستر ہُوا

اے تری چشم جہاں بیں پر وہ طوفاں آشکار
جن کے ہنگامے ابھی دریا میں سوتے ہیں خموش

"کشتی مسکین" و "جانِ پاک" و "دیوارِ یتیم"
علمِ مُوسیٰؑ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

پیکِ جہاں پیما: دنیا بھر میں گھومنے پھرنے والا قاصد، نامہ بر
رنگ شباب: جوانی کی سی تازگی
جویا: تلاش کرنے والا، جاننے کا خواہشمند
اسرار ازل: قدرت کے بھید (یہ کائنات وغیرہ کیا ہے)
چشم دل: مراد بصیرت کی آنکھ، بصیرت
تقدیر عالم: دنیا/کائنات کی حقیقتیں
ہنگامۂ محشر بپا ہونا: قیامت کا سا شور اٹھنا/پیدا ہونا
شہید جستجو: تلاش کا مارا ہوا، حقیقت جاننے کا بیحد خواہشمند
سخن گستر: بات کرنے والا
چشم جہاں بیں: ایسی آنکھ / نگاہ جس نے دنیا کو خوب دیکھا ہو
سوتے ہیں خموش: یعنی ابھی برپا نہیں ہوئے
کشتی مسکین: ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے حضرت خضر اور موسیٰؑ ایک غریب کی کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے اس کشتی میں سوراخ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا تو جواب دیا کہ بادشاہ کے آدمی بیگار میں کشتیاں پکڑ رہے تھے، سوراخ اس لیے کیا تاکہ اس غریب کی کشتی بچ جائے
جان پاک: اسی مذکورہ سفر میں خضر نے ایک نوجوان کو قتل کر دیا، جس پر حضرت موسیٰؑ معترض ہوئے، خضر نے جواب دیا کہ یہ نوجوان ملحد تھا اور ماں باپ مومن، اس کی کوشش تھی کہ والدین بھی ملحد ہوں، اس لیے اسے قتل کر دیا
دیوارِ یتیم: اسی طرح ایک بستی سے گذرتے ہوئے لوگوں سے کھانا مانگا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ کچھ آگے بڑھے تو ایک مکان جسکی دیوار گرنے والی تھی حضرت خضر نے اس کی مرمت کر دی اور اسکی وجہ یہ بتائی کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیموں کے باپ کا خزانہ دفن ہے۔ اگر دیوار گر جاتی تو لوگ یہ خزانہ اٹھالے جاتے، اسکو محفوظ رکھنے کے لیے یہ دیوار بنائی
علم موسیٰ: حضرت موسیٰ کی بصیرت اور معجزے
حیرت فروش: بیحد حیران (تینوں واقعات کے پیش نظر)

چھوڑ کر آبادیاں رہتا ہے تُو صحرا نورد
زندگی تیری ہے بے روز و شب و فردا و دوش

زندگی کا راز کیا ہے، سلطنت کیا چیز ہے
اور یہ سرمایہ و محنت میں ہے کیسا خروش

ہو رہا ہے ایشیا کا خرقۂ دیرینہ چاک
نوجوں اقوامِ نو دولت کے ہیں پیرایہ پوش

گرچہ اسکندر رہا محرومِ آبِ زندگی
فطرتِ اسکندری اب تک ہے گرمِ ناؤ نوش

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ
خاک و خوں میں مِل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش

آگ ہے، اولادِ ابراہیمؑ ہے، نمرُود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصُود ہے

صحرا نورد: جنگلوں / ریگستانوں میں گھومنے پھرنے والا
بے روز و شب و فردا و دوش: دن، رات، آنے والے کل اور گذرے ہوئے کل کے بغیر، یعنی وقت کی قید سے آزاد
زندگی کا راز: زندگی کی حقیقت / اصلیت
خروش: شور، ٹکراؤ
خرقۂ دیرینہ چاک ہونا: پرانی گدڑی کا پھٹ جانا، مراد اپنے پرانے طور طریقے اور خصوصیات چھوڑ دینا
نوجواں: یعنی نئی نسل کے لوگ
اقوام نو دولت: وہ قومیں جنہیں نئی دولت ہاتھ لگی ہو
پیرایہ پوش: یعنی نقالی / پیروی کرنے والا / والے
اسکندر: سکندر رومی
آبِ زندگی: آبِ حیات جسے پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے
فطرت اسکندری: سکندر کا سا مزاج، فتوحات، بادشاہت
گرم ناؤ نوش: پینے پلانے میں مصروف
ہاشمی: مراد عرب حکمران جنہوں نے ۱۹۱۶ء میں ترکوں کے ساتھ غداری کی جس سے ترکی خلافت ختم ہو گئی
بیچتا ہے: اشارہ ہے عربوں کی اسی غداری کی طرف
ناموس دین مصطفیٰ: حضور اکرم کے دین / اسلام کی عزت
خاک و خون میں ملنا: بری طرح تباہ ہونا
سخت کوش: بیحد محنتی جفاکش
آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے: اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی آگ کی طرف، اولاد ابراہیم یعنی مسلمان اور نمرود یعنی یہ جنگ چھیڑنے والی یورپی قومیں
مقصود ہے: ارادہ / خواہش ہے

جوابِ خضر

صحرانوردی

کیوں تعجب ہے مری صحرا نوردی پر تجھے
یہ تگا پوئے دما دم زندگی کی ہے دلیل

اے رہینِ خانہ تُو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل

ریت کے ٹیلے پہ وہ آہُو کا بے پروا خرام
وہ حضَر بے برگ و ساماں، وہ سفر بے سنگ و میل

وہ نمودِ اختر سیماب پا ہنگامِ صبح
یا نمایاں بامِ گردُوں سے جبینِ جبرئیل

وہ سکُوتِ شامِ صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہُوئی چشمِ جہاں بینِ خلیل

صحرانوردی: جنگلوں / بیابانوں میں چلنے پھرنے کی حالت
تگاپوئے دمادم: لگاتار بھاگ دوڑ
رہین خانہ: گھر میں پڑا رہنے والا، جدوجہد نہ کرنے والا
سماں: منظر
فضائے دشت: جنگل کا ماحول
بانگ رحیل: کوچ کرنے / روانہ ہونے کی آواز / کا اعلان
آہو: ہرن
بے پرواخرام: بے خوفی اور مزے سے چلنا
حضر: موجود رہنا، سفر کی ضد
بے برگ وساماں: ساز واسباب کے بغیر
بے سنگ و میل: مسافت کے تعین کے بغیر
نمود: ظاہر
اختر سیماب پا: پارے کے سے پاؤں والا یا ملتے رہنے والا ستارہ
بام گردوں: آسمان کی چھت
جبین: پیشانی
سکوت شام صحرا: ریگستان میں شام کے وقت کی خاموشی
خلیل: حضرت ابراہیم، جنہوں نے سورج، چاند وغیرہ کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ میرے خدا ہیں لیکن جب وہ غروب ہو گئے تو آپ نے فرمایا: غروب ہونے والے میرے خدا نہیں ہو سکتے اور یوں خدائے واحد پر ان کا ایمان پکا ہوا

اور وہ پانی کے چشمے پر مقامِ کارواں
اہلِ ایماں جس طرح جنت میں گردِ سلسبیل

تازہ ویرانے کی سودائے محبت کو تلاش
اور آبادی میں تو زنجیریِ کشت و نخیل

پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی
ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی

زندگی

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

مقام کارواں: قافلے کا پڑاؤ ڈالنا
سلسبیل: بہشت کا ایک چشمہ / نہر
تازہ ویرانہ: نئی غیر آباد جگہ
سودائے محبت: محبت کا مارا ہوا، دیوانہ عاشق
زنجیری کشت و نخیل: کھیتی اور کھجور کے درختوں سے دلچسپی میں پھنسا ہوا
پختہ تر: زیادہ پکا

برتر از سود و زیاں: فائدے اور نقصان سے بالاتر
تسلیم جاں: جان / زندگی خدا کی راہ میں قربان کرنا
پیمانۂ امروز و فردا: مراد وقت / زماں کا پیمانہ
پیمانہ: ناپنے کا آلہ
پیہم دواں: مسلسل / لگاتار حرکت میں رہنے والی
ہر دم جواں: ہمیشہ تر و تازہ، رہنے والی

اپنی دُنیا آپ پیدا کر اگر زِندوں میں ہے
سر آدم ہے، ضمیر کُن فکاں ہے زندگی

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پُوچھ
جوئے شِیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بے کراں ہے زندگی

آشکارا ہے یہ اپنی قُوّتِ تسخیر سے
گرچہ اک مٹّی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی

قُلزُمِ ہستی سے تُو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی

خام ہے جب تک تو ہے مٹّی کا اک انبار تُو
پُختہ ہو جائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تُو!

آپ پیدا کر: یعنی جدِ وجہد اور عمل سے خود بنا
زندوں میں ہونا: جوش و جذبہ اور ولولہ والا ہونا
سر آدم: انسان کی حقیقت / بھید
ضمیر: باطن، بھید، باطنی قوت
"کُن فکاں": قرآنی حوالہ، کائنات پیدا کرتے وقت
خدا نے فرمایا "ہو جا اور وہ ہو گئی" یعنی کائنات وجود میں آگئی
کوہ کن: پہاڑ کھودنے والا، فرہاد، شیریں کا عاشق
جوئے شیر: دودھ کی ندی
تیشہ: پتھر کاٹنے والا لوہے کا اوزار
سنگ گراں: بھاری پتھر مراد پہاڑ جسے فرہاد نے کاٹا
جوئے کم آب: تھوڑے پانی والی ندی

بحر بیکراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو
قوت تسخیر: فتح کرنے یا اپنا تابع بنانے کی طاقت
مٹی کا پیکر: انسانی جسم
نہاں: چھپی ہوئی
قُلزم ہستی: وجود کا سمندر، کائنات
ابھرنا: اونچا آنا
مانند حباب: بلبلے کی طرح
زیاں خانہ: نقصان کا گھر
خام: کچا، جذبہ عمل سے خالی
پختہ: پکا ہوا، عمل اور جدوجہد کرنے والا
شمشیر بے زنہار: ایسی تلوار جس سے بچنا ممکن نہ ہو

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

زندگی کی قوّتِ پنہاں کو کردے آشکار
تا یہ چنگاری فروغِ جاوداں پیدا کرے

خاکِ مشرق پر چمک جائے مثالِ آفتاب
تا بدخشاں پھر وہی لعلِ گراں پیدا کرے

سوئے گردوں نالۂ شب گیر کا بھیجے سفیر
رات کے تاروں میں اپنے رازداں پیدا کرے

یہ گھڑی محشر کی ہے، تُو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل، عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!

مرنے کی تڑپ: جہاد میں شہید ہونے کی خواہش
پیکرِ خاکی: مٹی کا ڈھانچا، انسانی جسم
جاں: روح، جذبۂ عشق
پھونک ڈالنا: جلا ڈالنا، مٹا ڈالنا
مُستعار: دوسروں سے ادھار مانگے ہوئے
خاکستر: راکھ
قوتِ پنہاں: چھپی ہوئی طاقت
یہ چنگاری: یعنی زندگی کی قوت
فروغِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی روشنی جو کبھی ختم نہ ہو
خاکِ مشرق: مراد مشرق میں واقع ممالک، ایشیا
بدخشاں: افغانستان کا ایک شہر جہاں کے لعل مشہور ہیں
لعلِ گراں: قیمتی لعل (ایک قیمتی پتھر)
سوئے گردوں: آسمان کی طرف
نالۂ شب گیر: رات کے وقت بلند ہونے والی گریہ وزاری
سفیر: ایلچی
رازداں: واقف حال
یہ گھڑی: یہ دَور
محشر: قیامت
عرصۂ محشر: قیامت کا میدان
پیش کر: سامنے لا
عمل: اچھے / نیک کام
دفتر: کتاب، مراد نامۂ اعمال

سلطنت

آ بتاؤں تُجھ کو رمز آیۂ "اِنّ الملوک"
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادُوگری

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سُلادیتی ہے اُس کو حکمراں کی ساحری

جادوئے محمود کی تاثیر سے چشمِ ایاز
دیکھتی ہے حلقۂ گردن میں سازِ دلبری

خونِ اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسمِ سامری

سروَری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بُتانِ آزری

رمز: اشارہ، بھید، حقیقت
"اِنّ الملوک": سورۂ النمل، آیت ۳۴: جب بادشاہ کسی گاؤں / قصبے میں داخل ہوتے ہیں (یعنی فتح کرنے کے بعد) تو اسے تباہ کردیتے ہیں
اقوام غالب: غلبے والی / حکمران قومیں
جادوگری: جادو / دھوکے فریب کا انداز
خواب: یعنی غفلت
سُلادینا: ایسا چکر دینا کہ وہ جدوجہد نہ کرسکے
ساحری: جادوگری
محمود: مراد، سلطان محمود غزنوی جسے اپنے غلام ایاز سے بہت محبت تھی
ایاز: محمود غزنوی کا غلام خاص
حلقۂ گردن: گردن میں ڈالا ہوا لوہے کا حلقہ جو غلاموں کی پہچان تھا
سازِ دلبری: محبوب یا پیارا ہونے کا باجا
اسرائیل: حضرت موسیٰؑ کی قوم
خون جوش میں آجانا: غیرت کے سبب طیش میں آنا
سامری: جس نے حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں سونے کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل سے اس کی پوجا کروائی تھی
زیبا: لائق، موزوں
ذاتِ بے ہمتا: یعنی خدا تعالیٰ جس کا کوئی شریک نہیں
بتانِ آزری: آزر کے تراشے ہوئے بُت، باطل چیزیں

☆ از غلامی فطرتِ آزاد را رُسوا مکُن
تا تراشی خواجہ اے از برہمن کافر تری

ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

دیو اِستبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تُو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طِبِ مغرب میں مزے میٹھے، اثر خواب آوری

گرمی گُفتارِ اعضائے مجالس، الاماں!
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگ زرگری

ساز کہن: پرانا باجا، مراد پرانا بادشاہت کا نظام
مغرب: یورپ
جمہوری نظام: عوام کی حکومت
غیر از: سوائے
نوائے قیصری: قیصر ہونے کی لے / سُر، یعنی بادشاہت
دیوِ استبداد: ایک آدمی کی حکومت کا جن / شیطان
جمہوری قبا: مراد عوام کی حکومت کا پردہ / لباس
پائے کوب: ناچنے والا
نیلم پری: ہندوستان کے ایک قدیم راجا اندر کے دربار کی خوبصورت نیلی پری
مجلس آئین: قانون ساز اسمبلی
اصلاح و رعایات و حقوق: مراد ملک / عوام کی بہتری کے لیے اصلاحات (Reforms)، دوسری قوموں کے لئے مختلف رعایتیں، عوام کے حقوق سے متعلق کمیٹیاں، انجمنیں
طب مغرب: یورپ کا طریق علاج / دوائی
مزے میٹھے: بظاہر بڑی مزیدار دوائی یعنی دیکھنے میں جمہوری نظام بہت عمدہ ہے
خواب آوری: نیند لانا، غافل کر دینے کا عمل
گرمی گفتار: پرجوش باتیں / تقریریں
اعضا: جمع عضو، رکن، ممبر
مجالس: جمع مجلس، پارلیمنٹ، اسمبلیاں
سرمایہ دار: بہت دولت والے
جنگ زرگری: یعنی مزید دولت حاصل کرنے کے لیے بھاگ دوڑ

☆ کسی کا غلام بن کر یا بنے رہنے سے اپنی آزاد فطرت کو ذلیل نہ کر، اگر تو اپنا کوئی آقا بناتا ہے تو تُو برہمن سے بھی بڑا کافر ہے

اس سرابِ رنگ و بُو کو گلستاں سمجھا ہے تُو
آہ اے ناداں! قفس کو آشیاں سمجھا ہے تُو

سرمایہ و محنت

بندۂ مزدور کو جاکر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا، ہے یہ پیامِ کائنات

اے کہ تجھ کو کھاگیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات

دستِ دولت آفریں کو مُزد یوں مِلتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات

ساحرِ المُوط نے تجھ کو دیا برگِ حشیش
اور تُو اے بے خبر سمجھا اسے شاخِ نبات

سراب رنگ و بو: یعنی نظروں اور دل و دماغ کو فریب دینے والی سیاسی چالیں (جو جمہوری نظام کا حصہ ہیں)
قفس: پنجرہ
آشیاں: گھونسلا

بندۂ مزدور: کارخانوں وغیرہ میں اجرت پر کام کرنے والا
پیام کائنات: یعنی عالمی پیغام
شاخ آہو پر برات ہونا: کچھ حاصل حصول نہ ہونا (یعنی سرمایہ دار کا مختلف بہانوں سے مزدور کو اس کا حق نہ دینا)
دست: ہاتھ
دولت آفریں: دولت پیدا کرنے والا
مُزد: مزدوری، اجرت
ساحر المُوط: المُوط کا جادوگر، حسن بن صباح، اسماعیلی فرقہ کا داعی، قلعہ المُوط پر ۴۸۳ھ میں اسنے ایک جنت بنائی جس میں خوبصورت عورتیں رکھیں۔ جو لوگ مرید بنتے انہیں بھنگ پلا کر مدہوش کر کے جنت میں لے جاتے۔ چند روز وہاں رکھنے کے بعد انہیں پھر بھنگ کے نشے میں گویا دُنیا میں واپس لایا جاتا۔ اور وہ دوبارہ جنت کے لالچ میں انکے مخصوص مقاصد کے لئے کام کرتے۔ ہلاکو خان تاتاری نے قلعہ فتح کر کے اس سلسلہ کو ختم کیا۔ حسن ۱۱۲۴ء میں فوت ہوا۔
برگ حشیش: بھنگ کا پتا۔ بھنگ پلانے کی طرف اشارہ ہے
شاخ نبات: مصری کی ڈلی

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
"خواجگی" نے خوب چن چن کے بنائے مُسکرات

کٹ مَرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لیے
سُکر کی لذّت میں تُو لُٹوا گیا نقدِ حیات

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دَور کا آغاز ہے

ہمّتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غُنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک

نسل: خاندان، قبیلہ
قومیت: یعنی ایک وطن کے لوگ ایک الگ قوم
کلیسا: گرجا، مراد مذہبی نظریات، پوپ کی عوام پر حکومت
سلطنت: آمریت
تہذیب: زندگی گذارنے کے طریقے، روایات اور ثقافت
رنگ: انسانی رنگ جو ملکوں کے موسم کے مطابق، کالا، زرد اور سرخ وغیرہ ہوتا ہے، ان کی بنا پر تعصب پیدا کیا جاتا ہے
"خواجگی": آقائی، حکمرانی
مُسکرات: جمع مُسکر، نشہ لانے والی چیزیں
کٹ مرا: لڑ لڑ کر جان دے دی
خیالی دیوتا: مراد مذکورہ نسلی اور قومی تعصبات
سُکر کی لذت: نشے کا مزہ
نقدِ حیات: زندگی کی نقدی / دولت، زندگی

چال: طریقہ، روّیہ
بازی لے جانا: جیت جانا
انتہائے سادگی: بیحد بھولا پن، کم سمجھی
مات: شکست
اُٹھ: ہوش کر، بیدار ہو جا
بزمِ جہاں: مراد دنیا
انداز: طور طریقہ
مشرق و مغرب: پوری دنیا
تیرے دَور کا: مسلمانوں / اسلام کی ترقی کے زمانے کا
ہمتِ عالی: بلند حوصلہ / ارادہ
غنچہ ساں: کلی کی طرح
دامن: پہلو

نغمۂ بیداریِ جمہور ہے سامانِ عیش
قِصۂ خواب آورِ اسکندر و جم کب تلک

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہُوا
آسماں! ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

توڑ ڈالیں فطرتِ انساں نے زنجیریں تمام
دُوریِ جنت سے روتی چشمِ آدم کب تلک

باغبانِ چارہ فرما سے یہ کہتی ہے بہار
زخمِ گل کے واسطے تدبیر مرہم کب تلک!

کرمکِ ناداں! طوافِ شمع سے آزاد ہو
اپنی فطرت کے تجلّی زار میں آباد ہو



نغمۂ بیداریِ جمہور: عوام کی بیداری کا نعرہ (جمہوری نظام کے حوالے سے)
سامانِ عیش: آرام اور راحت کی زندگی کا باعث
قصۂ خواب آور: نیند لانے والی کہانی
اسکندر: سکندر رومی
جم: جمشید، ایران کا قدیم بادشاہ
آفتابِ تازہ: نیا سورج (اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کے بعد زارِ روس کے خاتمے اور مزدور حکومت کے آغاز کی طرف جس کا سربراہ لینن بنا
بطنِ گیتی: زمانے کا پیٹ، زمانے میں
ڈوبے ہوئے تارے: مراد بادشاہتیں، آمرانہ حکومتیں
زنجیریں: رکاوٹیں
دوری: دور ہونے کی حالت
باغبان چارہ فرما: علاج کرنے والا / طبیب مالی، چارہ گر
زخمِ گل: پھول یعنی مزدور کا زخم
کرمک: چھوٹا سا کیڑا، پتنگا، مزدوری
طواف: کسی شے کے گرد چکر لگانے کا عمل
شمع: مراد سرمایہ دار
تجلّی زار: روشنیوں کی کثرت کی جگہ، مستقبل
آباد ہونا: مراد مستقبل شاندار بنانا

دُنیائے اِسلام

کیا سُناتا ہے مجھے تُرک و عرب کی داستاں
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشت بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

ہوگئی رُسوا زمانے میں کُلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز

لے رہا ہے مے فروشانِ فرنگستاں سے پارس
وہ مے سرکش حرارت جس کی ہے مِینا گداز

حکمتِ مغرب سے مِلّت کی یہ کیفیّت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز

ترک و عرب کی داستاں: ترکوں کے ساتھ عربوں کی غداری کا ماجرا
اسلامیوں: یعنی مسلمانوں
تثلیث کے فرزند: عیسائی، یعنی انگریز حکمران (عیسائیوں کے نزدیک توحید خداوندی کی تین شاخیں ہیں۔ باپ: خدا، بیٹا: حضرت عیسیٰ اور روح القدس: جبرئیل)
میراث خلیل: حضرت ابراہیم کی خوبیاں یعنی اخلاق حسنہ
خشت: اینٹ
بنیاد کلیسا: گرجے / عیسائیت کی بنیاد
خاک حجاز: حجاز کی مٹی
کلاہِ لالہ رنگ: سُرخ رنگ کی ٹوپی، مراد پُھندنے والی سرخ ٹوپی جو ترک پہنا کرتے تھے، قومی لباس چھوڑنے کی تحریک میں اسے بھی پہننا چھوڑ دیا تھا
سراپاناز: پورے طور پر فخر والے، مُسلمان
مے فروشان: جمع مے فروش، شراب بیچنے والے
فرنگستان: یورپ
پارس: فارس یعنی ایران
مے سرکش: نافرمانی کی شراب، مراد غیر اسلامی تصورات
مینا گداز: صراحی کو پگھلا دینے والی، یعنی ایسا تمدن / تہذیب جو ایران کی اسلامی روایات کو ختم کر دے
حکمت مغرب: یورپ کی سیاسی چالبازی اور سیاست
کیفیت: حالت
گاز: گیس، تیزاب

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہُو
مُضطرب ہے تُو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

☆ گُفت رومیؔ "ہر بِنائے کہنہ کآباداں کنند"
می ندانی "اول آں بنیاد را ویراں کنند"

"مُلک ہاتھوں سے گیا مِلّت کی آنکھیں کھُل گئیں"
☆☆ حق ترا چشمے عطا کرد ست غافل در نگر

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
☆☆☆ مُورِ بے پر! حاجتے پیشِ سلیمانے مبر

ربط و ضبطِ ملّتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

مانند آب: پانی کی طرح
دانائے راز: صحیح صورت حال یا حقیقت سے باخبر
مُلک ہاتھوں سے گیا: اشارہ ہے مسلمانوں کے قبضے سے دہلی، بغداد اور دمشق کے نکل جانے کی طرف
آنکھیں کھلنا: ہوش آجانا، سبق حاصل ہونا
مومیائی کی گدائی: ہڈی جوڑنے کی دوا کی بھیک، مراد مسلمانوں کا اپنی بری حالت سنوارنے کے لیے دوسرے ملکوں سے مدد مانگنا
شکست: ٹوٹنے / ہڈی ٹوٹنے کا عمل
ربط و ضبط: آپس میں اتفاق، اتحاد اور میل ملاپ
مِلّت بیضا: روشن قوم، ملتِ اسلامیہ
مشرق کی نجات: یعنی اسلامی ملکوں کی آزادی
ایشیا والے: ایشیا کے لوگ / قومیں
نکتہ: گہری اور اہم بات

☆ مولانا رومی نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب کسی پرانی عمارت کو رہنے کے لائق بنانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی بنیادوں کو توڑا پھوڑا جاتا ہے۔ (رومی کا شعر داوین میں ہے)

☆☆ خدا نے تجھے آنکھیں عطا کی ہیں، اے بے خبر ذرا دیکھ، توجہ کر۔

☆☆☆ اے پروں کے بغیر یعنی مجبور چیونٹی اپنی کوئی ضرورت کسی سلیمان (حاکم وقت) کے پاس مت لے کر جا۔

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
مُلک و دولت ہے فقط حِفظِ حرم کا اک ثمر

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

جو کرے گا امتیازِ رنگ و خوں، مِٹ جائے گا
تُرکِ خرگاہی ہو یا اعرابی والا گُہر

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مُقدم ہوگئی
اُڑ گیا دنیا سے تُو مانندِ خاکِ رہ گزر

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

☆ اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہُشیار باش
اے گرفتارِ ابُوبکرؓ و علیؓ ہُشیار باش

حصارِ دیں: دین کا قلعہ مراد اسلام کی طرف متوجہ ہو
ملک و دولت: مُلک اور حکومت
حفظ حرم: کعبہ کی حفاظت، مذہبی شعائر کی پابندی
حرم: اسلام
نیل: دریائے نیل، مصر کا مشہور دریا
بخاک کاشغر: کاشغر کی سرزمین، ترکستان کا ایک شہر
رنگ و خوں: نسل، قبیلہ، علاقائی تعصب

تُرکِ خرگاہی: شاہی خیمے والا ترک، ترک قوم
اعرابی: عربوں کی بدو قوم
والا گہر: اعلیٰ خاندان / نسل والا
مقدم: افضل، بڑھ کر، بالاتر
خلافت کی بنا: صحیح اسلامی حکومت کی بنیاد
اسلاف کا قلب و جگر: پرانے مسلمانوں کا سا دل و دماغ، یعنی توحید اور اسلام سے محبت کا جوش و جذبہ

☆ اے (موجودہ دور کے مسلمان) تو جو چھپے ہوئے اور نمایاں / روشن میں فرق سے بے خبر ہے، ذرا چوکنا ہو جا، اے کہ اس بحث میں الجھا ہوا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ پہلے خلیفہ تھے یا حضرت علیؓ تھے، چوکنا ہو جا یعنی بے جا قسم کی اور فرقہ پرستی کی بحثوں سے بچ کہ یہ تیری تباہی کا باعث ہونگی۔

عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ بھی ہو چکی
اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ

تُو نے دیکھا سطوتِ رفتارِ دریا کا عروج
موجِ مُضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ

عام حُریت کا جو دیکھا تھا خواب اسلام نے
اے مسلماں آج تُو اُس خواب کی تعبیر دیکھ

اپنی خاکستر سمندر کو ہے سامانِ وجود
مر کے پھر ہوتا ہے پیدا یہ جہانِ پیر، دیکھ

کھول کر آنکھیں مرے آئینۂ گفتار میں
آنے والے دَور کی دُھندلی سی اک تصویر دیکھ

آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی گردُوں کے پاس
سامنے تقدیر کے رُسوائی تدبیر دیکھ

فریاد: احتجاج، شکایت
دل تھام کر: ذرا حوصلے اور صبر کے ساتھ
تاثیر: اثر کی کیفیت
سطوت رفتار دریا: دریا کے بہاؤ کی شان و شوکت، یعنی اسلام دشمنوں کی سازشیں وغیرہ
عروج: بلندی، ترقی
موج مضطر: بے چین لہر، یعنی غیر مسلمانوں کی شورشیں
زنجیر: بیڑی، یعنی ان کے لیے وبال جان
عام حُریت: سب انسانوں کے لیے آزادی
تعبیر: خواب کی وضاحت، خواب کا نتیجہ
خاکستر: راکھ
سمندر: چوہے کی قسم کا ایک جانور جو آگ میں رہتا ہے اور جلتا نہیں، بعض کے نزدیک اگر وہ آگ سے باہر نکلے تو فوراً مر جاتا ہے
جہان پیر: بوڑھی دنیا
کھول کر آنکھیں: پوری توجہ اور غور کے ساتھ
آئینۂ گفتار: باتوں کا آئینہ، مراد بصیرت سے بھری باتیں
دھندلی سی: جو پوری طرح صاف نہ ہو
آنے والے دَور کی تصویر: مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا نقشہ / خاکہ
آزمودہ: آزمایا ہوا
گردوں: آسمان، تقدیر
تدبیر: انسانی کوششیں، غور و فکر
رسوائی: ذلت، بے بسی

☆ مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار
ہر زماں پیشِ نظر "لا یخلف المیعاد" دار

طلوعِ اِسلام

دلیل صُبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب اُبھرا، گیا دورِ گراں خوابی

عُروقِ مُردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی

مسلماں کو مسلماں کردیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

طلوع: سورج کا نکلنا، مراد (اسلام کی) اشاعت
تنک تابی: ہلکی روشنی، ٹمٹماہٹ
افق: آسمان کا کنارہ
آفتاب ابھرا: سورج نکلا ہے، اشارہ ہے اس دَور کی طرف جب مسلمان غفلت کا شکار تھے کہ اچانک مصطفیٰ کمال اتاترک اٹھے اور کفار کے بڑھتے قدم رک گئے۔ اس واقعے نے مسلمانوں میں ہمت پیدا کر دی
دَورِ گراں خوابی: گہری نیند سونے یعنی غفلت کا زمانہ
عروقِ مردہ: بے جان رگیں
مشرق: مشرق بالخصوص مسلم ممالک
خونِ زندگی دوڑا: بیداری کی لہر پیدا ہو گئی
سینا و فارابی: بو علی سینا اور محمد بن طرخان ابو نصر فارابی، دونوں مشہور فلسفی، مراد تمام فلسفی
مُسلماں کر دیا: صحیح معنوں میں اسلام کا شیدائی بنا دیا
طوفانِ مغرب: یورپ کا ہنگامہ، اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی طرف جس نے مسلمانوں کو اپنا وجود برقرار رکھنے پر چوکنا کر دیا
تلاطم ہا: تلاطم کی جمع، تھپیڑے، پانی کی طغیانی
گوہر: موتی مراد مسلمان
سیرابی: تازگی، چمک دمک

☆ تو اگر مسلمان ہے تو اپنے دل میں (عظمت اسلام اور ملت اسلامیہ کی ترقی و سربلندی کی) آرزو زندہ رکھ اور اس قرآنی آیت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھ کہ خدا تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا (وعدہ یہ ہے کہ حق کا بول بالا ہو گا اور باطل مٹ جائے گا)

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نُطقِ اعرابی

اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بُلبل!
☆ "نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی"

تڑپ صحن چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جُدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیرِ سیمابی

وہ چشم پاک بیں کیوں زینت برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی

ضمیر لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے

سرشکِ چشم مُسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہوں گے پھر گہر پیدا

درگاہِ حق: خدائی بارگاہ / دربار
شکوہِ تُرکمانی: ترکوں کا سادہ بے اور شوکت
ذہنِ ہندی: ہندوستان کے لوگوں کی سی دانائی اور بصیرت
نطقِ اعرابی: عربوں کی زبان یعنی عربوں کی سی فصاحت
غنچوں: کلیوں یعنی مسلمانوں
بلبل: مراد شاعر، خود علامہ اقبال
شاخسار: درخت کا اوپر کا حصہ جو بہت ٹہنیوں والا ہوتا ہے
تڑپ: بے چینی، جذبہ عشق کے سبب بیقراری
تقدیرِ سیمابی: پانی کی طرح ہلتے رہنے کی حالت
چشمِ پاک بیں: صاف یا واضح دیکھنے والی آنکھ
برگستواں: گھوڑے کا ساز اور زین، مراد ظاہری سجاوٹ
جگر تابی: دل کی تڑپ، باطن کی بیقراری
ضمیرِ لالہ: یعنی مسلمان کا باطن / دل
آرزو: عظمت اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کی خواہش
چمن کا ذرہ ذرہ: یعنی ملت کا ہر ہر فرد
شہید: مارا ہوا یعنی شیدائی
سرشک: آنسو
نیساں: بارش کا وہ قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بنتا ہے
خلیل اللہ: خدا کا دوست، حضرت ابراہیم کا لقب
دریا: یعنی مُسلمان، ملت اسلامیہ

☆ جب تو اپنے سننے والوں میں گیت سننے کا ذوق شوق نہ دیکھے تو پھر اپنی لے کو تیز اور مزید تیکھا کر دے۔

کتابِ ملّتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

☆ ربود آں تُرکِ شیرازی دلِ تبریز و کابل را
صبا کرتی ہے بُوئے گل سے اپنا ہم سفر پیدا

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹُوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

جہاں بانی سے ہے دُشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نُوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

ملت بیضا: روشن قوم، ملت اسلامیہ
شیرازہ بندی: یعنی اتفاق، تنظیم اور اتحاد
شاخ ہاشمی: یعنی مسلمان قوم، دنیائے اسلام
برگ و بر: پتے اور پھل، شادابی، یعنی پرانی عظمت اور دبدبہ
صبا: صبح کی نرم خوشگوار ہوا
بوئے گل: پھول کی خوشبو
ہم سفر: سفر کا ساتھی
عثمانیوں: ترک، جن کے جدِ بزرگ کا نام عثمان تھا
کوہ غم ٹوٹا: اشارہ ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کی طرف جس میں بیشمار ترک مارے گئے تھے
خون صد ہزار انجم: لاکھوں ستاروں کا خون یعنی ان کا ڈوبنا، غروب ہونا

جہانبانی: دنیا پر حکومت کرنے کا طور طریقہ
جہاں بینی: دنیا کے حالات و واقعات اور تقاضوں پر گہری نظر ہونا
دشوار تر: زیادہ مشکل
کار: کام
جگر خون ہونا: بیحد جدوجہد، تکالیف برداشت کرنا
چشم دل: بصیرت
ہزاروں سال: ایک طویل مدت تک
بے نوری: آنکھوں کا روشن نہ ہونا
نرگس: وہ پھول جسے اس کی شکل کی بنا پر آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں
دیدہ ور: آنکھوں والا، صاحب نظر

☆ اس شیرازی محبوب نے تبریز اور کابل کا دل اڑا لیا ہے (مصطفیٰ اتاترک نے اپنی جدوجہد اور سرگرمیوں سے اسلامی دنیا کے دل موہ لیے ہیں)

نوا پیرا ہو اے بُلبل کہ ہو تیرے ترنّم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

خدائے لم یزل کا دستِ قُدرت تُو، زباں تُو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے

مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تُو، جاوداں تو ہے

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے، معمارِ جہاں تو ہے

نواپیرا ہونا: چہچہانا، مراد جوش و جذبہ ابھارنے والے شعر کہنا
بلبل: شاعر
کبوتر: مشہور پرندہ، مراد کمزور اور محکوم مسلمان
شاہیں کا جگر: مراد شاہین کی سی جرات، دلیری اور بے خوفی
حدیث: بات
سوز و ساز: جلنے اور بنانے کی حالت
لم یزل: ہمیشہ باقی رہنے والا
دست: ہاتھ
قدرت: قوت، طاقت، اقتدار
یقیں پیدا کر: اپنی صلاحیتوں پر اعتماد پیدا کر
مغلوب گماں: شک اور بے اعتباری کا شکار
پرے ہے: یعنی بلند تر ہے
چرخ: آسمان
گردِ راہ: مسافر کے پاؤں کے پیچھے اڑنے والی مٹی
مکیں: رہنے والا
آنی: وقتی، فانی
ازل تیرا ابد تیرا: یعنی وقت تیرے قبضے میں ہے
خدا کا آخری پیغام: قرآن مجید کو ماننے والا
حنا بندِ عروسِ لالہ: دنیا کے باغ کی دلہن کو مہندی لگانے والا
خونِ جگر تیرا: تیری توحید پرستی اور حسنِ عمل یا جذبہ جہاد
معمارِ جہاں: دنیا کی تعمیر کرنے والا، توحید پرستی کے سبب
اسے امن و سکون کی دنیا بنانے والا

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہر مُضمر کا گویا امتحاں تو ہے

جہانِ آب و گِل سے عالَم جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے

یہ نُکتہ سرگزشتِ ملّتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے

سبَق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی

بُتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملّت میں گم ہو جا
نہ تُورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

ممکناتِ زندگانی: انسانی زندگی کی فلاح و بہبود اور ترقی سے متعلق / ممکن ہو سکنے والی باتیں
جوہر مضمر: (دنیا میں) خدا تعالیٰ کی چھپی ہوئی نعمتیں
جہانِ آب و گِل: پانی اور مٹی کی دنیا، یہ کائنات
عالم جاوید: ایسی دنیا جسے کبھی فنا نہیں، ابدی دنیا
نبوّت: نبی ہونے کا مرتبہ
ارمغان: تحفہ
سرگذشت: ماجرا، واقعہ
پیدا: ظاہر
زمین ایشیا: براعظم ایشیا (چین، جاپان، عرب اور برصغیر)

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا: یعنی پھر سے سچائی، عدل و انصاف اور دلیری جیسی خوبیاں اپنا لے
امامت: پیشوائی، رہبری
مقصودِ فطرت: قدرت کی اصل غرض
رمز مسلمانی: مسلمان ہونے کی حقیقت / بھید
اخوت کی جہانگیری: دنیا میں انسانی بھائی چارے کا پھیلاؤ
بتانِ رنگ و خوں: رنگ، نسل، قبیلے وغیرہ کا تعصب
ملت میں گم ہو جا: اتحاد و اتفاق سے ایک قوم بن جا
نہ تورانی نہ افغانی: یعنی علاقائی قومیتیں ختم ہو جائیں

میانِ شاخساراں صحبتِ مرغِ چمن کب تک!
ترے بازو میں ہے پروازِ شاہینِ قہستانی

گمان آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا، زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ

ہُوئے احرارِ ملّت جادہ پیما کس تجمّل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زِندانی

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تُورانی

میانِ شاخساراں: ٹہنیوں کے درمیان، یعنی ایک ملت کی بجائے قبیلوں، خاندانوں کی باتیں
صحبت: باہم مل بیٹھنے کی حالت، حضوری
پرواز: اُڑنے کی قوت، بلندی کی طرف بڑھنے کی طاقت
شاہینِ قہستانی: پہاڑی علاقے کا شاہین، عقاب کی قسم کا ایک پرندہ جو تیز اور بلندی کی طرف اڑتا ہے
گماں آباد ہستی: یہ دنیا جس میں رہنے والے وہم و گمان اور شک و شبہ کا شکار رہتے ہیں
شب تاریک: اندھیری رات
قندیلِ رہبانی: ترکِ دنیا کرنے والے (راہبوں) کا چراغ
قیصر و کسریٰ کا استبداد: مراد شخصی حکومتوں کا ظلم و ستم
زورِ حیدرؓ: حضرت علیؓ کی قوت بازو
فقرِ بوذرؓ: حضرت ابوذر غفاریؓ کا صبر و قناعت جو مشہور ہے
صدقِ سلمانیؓ: حضرت سلمان فارسیؓ کی سچائی، حضور اکرمؐ کو آپؓ کی سچائی پر پورا بھروسا تھا
احرارِ ملت: قوم کے آزاد لوگ، یعنی مسلمان جو نسلی، قبائلی تعصبات سے آزاد ہیں
جادہ پیما: راستہ طے کرنے والا / والے، یعنی عمل میں سرگرم
تجمّل: شان و شوکت
تماشائی: دیکھنے والا / والے
شگافِ در: دروازے، کسی پٹ کا چھوٹا سا سوراخ / رخنہ
صدیوں: بہت عرصے سے، سیکڑوں برسوں سے
زندانی: قیدی
ثباتِ زندگی: وجود یا زندگی کا پائدار ہونا، ہمیشہ قائم رہنا
محکم: مضبوط، پختہ، پکا
المانی: المان یعنی جرمنی کا رہنے والا
پائندہ تر: زیادہ قائم رہنے والا، زیادہ مضبوط
تورانی: تُوران / ترکی کا باشندہ

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ رُوح الامیں پیدا

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا!
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ولایت، پادشاہی، علمِ اشیا کی جہاں گیری
یہ سب کیا ہیں فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

انگارۂ خاکی: انسان (اس کے دل کے سوز کی بنا پر انگارہ کہا)
بال و پر روح الامیں: حضرت جبرئیل کی سی قوت پرواز، محبوب حقیقی تک پہنچنے کی قوت
شمشیریں: تلواریں
تدبیریں: کوششیں، منصوبے
ذوق یقیں: پختہ پکا ایمان
زنجیریں کٹ جانا: ہر طرح کی رکاوٹیں / پابندیاں ختم ہو جانا، آزادی حاصل کرنا
مرد مومن: پکے ایمان والا مسلمان
ولایت: مراد کسی بادشاہ کا مُلک، حکومت، سلطنت
علم اشیا: کائنات کی اشیا کی حقیقت جاننے کا علم
نکتۂ ایماں: ایمان کی گہری بات / حقیقت
تفسیریں: وضاحتیں، تشریحات
براہیمی نظر: حضرت ابراہیمؑ کی سی بصیرت
تصویریں بنانا: خاکہ / نقشہ بنانا
تمیز بندہ و آقا: غلام اور آقا میں فرق کرنا
فساد آدمیت: انسانیت کا بگاڑ / تباہی
حذر: بچو، ڈرو
چیرہ دست: زور / زبردستی سے کام نکالنے والا
فطرت کی تعزیریں: قدرت کی سزائیں

حقیقت ایک ہے ہر شے کی، خاکی ہو کہ نُوری ہو
لہُو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دل چِیریں

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زِندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

☆ چہ باید مرد را طبعِ بلندے، مشربِ نابے
دلِ گرمے، نگاہِ پاک بِینے، جانِ بیتابے

عقابی شان سے جھپٹے تھے جو، بے بال و پر نکلے
ستارے شام کے خونِ شفق میں ڈُوب کر نکلے

ہُوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گہر نکلے

خاکی: مٹی کا بنا ہوا، انسان
نوری: فرشتہ
لہو ٹپکنا: قطرہ قطرہ خون گرنا
یقیں محکم: پکا ایمان
عمل پیہم: مسلسل اور لگاتار جد و جہد
فاتح عالم: دنیا کو فتح کرنے والی، انسانی دلوں پر قبضہ کرنیوالی
جہادِ زندگانی: مراد زندگی کی کشاکش
مَردوں: دلیروں، مجاہدوں
شمشیریں: تلواریں، شمشیر کی جمع
عقابی شان سے: مراد رعب و دبدبہ سے، اشارہ ہے یونانیوں کے ترکوں پر حملے کی طرف
بے بال و پر نکلے: یعنی یونانی اس حملے میں شکست کھا گئے / مار کھا گئے
ستارے شام کے، خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے: یعنی جس طرح آسمانی سرخی میں ستاروں کی روشنی ہلکی پڑ جاتی ہے اور سرخی ہٹتے ہی وہ چمکنے لگتے ہیں اسی طرح ترک، یونانی لشکر کے اس حملے میں جوابی کارروائی کر کے سرخرو ٹھہرے
زیرِ دریا تیرنے والے: یونانیوں کی آبدوز کشتیاں جنہیں ترکوں نے ڈبو دیا تھا
طمانچے: تھپیڑے

☆ ایک انسان کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ (آگے جواب ہے کہ یہ باتیں ہونی چاہیں) بلند فطرتی اور وسیع النظری، خالص مسلک یعنی محبوب حقیقی کی محبت، جذبوں سے پُر دل / پُر جوش دل، دنیوی حرص و ہوس سے پاک نگاہ اور جذبۂ عشق کے سبب بے چین روح۔

غبارِ رہ گزر ہیں، کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبینیں خاک پر رکھتے تھے جو، اِکسیر گر نکلے

ہمارا نرم رَو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

حرم رُسوا ہُوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

زمیں سے نُوریانِ آسماں پرواز کہتے تھے
یہ خاکی زندہ تر، پائندہ تر، تابندہ تر نکلے

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

غبار رہ گزر: راستے کی مٹی / خاک (یعنی یونانی)
کیمیا: زر سازی، خاص دوا جو دھات کی ہیئت بدل دیتی ہے
جبینیں خاک پر رکھنے والے: اللہ کے حضور سجدے کرنے والے (ترک مسلمان)
اکسیر گر: کیمیا بنانے والے
نرم رَو قاصد: آہستہ چلنے والا پیامی، یعنی پیدل۔ ترکوں کے مقابلہ میں یونانی فوج جدید ساز و سامان سے مسلح تھی
پیام زندگی لایا: مسلمانوں کی بیداری کا باعث بنا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں: مراد یونانی فوج جو فون اور نیلیگراف سے لیس تھی
وہ بے خبر نکلے: یعنی وہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے شکست کھا گئے
حرم رسوا ہوا: عربوں کی غداری کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے ترکوں سے کی
پیر حرم: یعنی حجاز کا گورنر شریف مکہ جس نے غداری کی
کم نگاہی: انجام کا خیال نہ کرنے کی حرکت
جوانانِ تتاری: ترکی فوج کے جوان
صاحب نظر: اہل نظر، بصیرت والے
زمین سے: زمین کو خطاب کرتے ہوئے
نوریانِ آسماں پرواز: آسمانوں پر اڑنے والے فرشتے
یہ خاکی: یہ مٹی کے بنے ہوئے، انسان یعنی ترک
زندہ تر: زیادہ جاندار، قوی، جذبوں والے
پائندہ تر: زیادہ بقا والے، زیادہ ثابت قدم
تابندہ تر: زیادہ روشن
صورت خورشید: سورج کی طرح

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیر ملّت ہے
یہی قوّت ہے جو صورت گر تقدیرِ ملّت ہے

تُو رازِ کُن فکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا راز داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

یہ ہندی، وہ خُراسانی، یہ افغانی، وہ تُورانی
تُو اے شرمندۂ ساحل! اُچھل کر بے کراں ہو جا

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تُو اے مُرغِ حرم! اُڑنے سے پہلے پَر فشاں ہو جا

خودی میں ڈوب جا غافل! یہ سر زندگانی ہے
نکل کر حلقۂ شام و سحر سے جاوداں ہو جا

سرمایۂ تعمیرِ ملّت: پوری قوم کی سربلندی اور ترقی کا باعث
یہی قوت: یعنی ہر فرد کا یقین محکم
صورت گر: یعنی بنانے والی
رازِ کن فکاں: "کن فکاں" یعنی اس کائنات کا بھید / حقیقت
خودی: اپنی پہچانی ہوئی صلاحیتوں اور شخصیت کا احساس
ترجماں: توحید خداوندی سے آگاہ ہو کر دوسروں کو بتانے والا
ٹکڑے ٹکڑے کرنا: قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دینا
نوعِ انسان: مراد تمام انسان، انسانوں کی جماعت
اخوت کا بیاں ہو جا: بھائی چارے کا درس دینے والا بن جا
محبت کی زباں: باہمی اتفاق اور محبت کا پیغام
یہ ہندی ... تورانی: مراد مختلف تعصبات میں بٹے ہوئے
شرمندۂ ساحل: مراد خاص علاقے تک خود کو محدود کرنے والا
اُچھل کر: یعنی اس علاقائی نظریے سے ہٹ کر
بے کراں ہو جا: وسیع یعنی علاقائی حدود سے آزاد ہو کر پوری ملت اور انسانیت کی بات کرنے والا بن جا
غبار آلودۂ رنگ و نسب: تنگ نظری کی مٹی میں اٹا ہوا
بال و پر تیرے: تیری قوتیں اور صلاحیتیں
مرغِ حرم: یعنی مسلمان
اُڑنا: یعنی ارتقائی فضا میں اڑنے کا عمل
پر فشاں ہونا: پر پھڑپھڑانا تاکہ مٹی اور گرد جھڑ جائے
حلقۂ شام و سحر: مراد ہر قسم کے تعصبات وغیرہ
جاوداں: ہمیشہ کی زندگی پانے والا، بقا کا مالک

مَصاف زِندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

گزر جا بن کے سیل تُند رو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے

نظر کو خِیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جُھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

مصاف زندگی: زندگی کا میدان جنگ، یعنی زندگی کی تگ و دو اور کشمکش وغیرہ
سیرت فولاد: فولاد کی سی خصلت / خوبی، مصیبتوں میں بھی ثابت قدم رہنے کی عادت
شبستان محبت: مراد دنیا بھر کے مسلمانوں کی بزم محبت
حریر و پرنیاں: ریشم کی دو قسمیں، مراد نرم
سیل تند رو: پانی کا تیز چلنے والا طوفان
کوہ و بیاباں سے: پہاڑ اور اجاڑ، یعنی مصیبتوں، تکلیفوں اور اسلام کے دشمنوں سے ٹکراتے ہوئے
گلستاں: باغ، یعنی مسلمانوں کی محفل / جماعت
جوئے نغمہ خواں: گاتی ہوئی ندی، مراد فائدہ پہنچانے والا
ساز فطرت: قدرت کا باجا / سارنگی
نوا: لے، سُر
صید زبوں: برے حالوں والا شکار
شہریاری: بادشاہت، ایک فرد کی حکومت
قیامت ہے: کتنے دکھ کی بات ہے
شکاری: ظلم و ستم کرنے والا
خیرہ کرنا: چندھیا دینا
چمک: ظاہری ٹیپ ٹاپ
تہذیب حاضر: موجودہ دور کا تمدن (رسم و رواج، اخلاقیات وغیرہ) جس پر یورپی تہذیب کی چھاپ ہے
صناعی: کاریگری
جھوٹے نگ: وہ نگینے جو اصلی نہ ہوں
ریزہ کاری: چھوٹے ریزوں کو جوڑ کر نگینہ بنانے کا کام

وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے

تدبّر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بِنا سرمایہ داری ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی، جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے

خروش آموزِ بُلبل ہو، گرہ غنچے کی وا کردے
کہ تُو اس گلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے

پھر اُٹھی ایشیا کے دل سے چنگاری محبت کی
زمیں جولاں گہِ اطلس قبایانِ تتاری ہے

☆ بیا پیدا خریدار ست جانِ ناتوانے را
"پس از مدت گذار افتاد بر ما کاروانے را"

خردمندان: جمع خردمند، دانا، فلسفی
پنجۂ خونیں: خون سے لتھڑا ہوا ہاتھ
تیغِ کارزاری: جنگ کی تلوار
تدبر: غور و فکر، سوچ بچار کرنے کی حالت
فسوں کاری: جادوگری
بِنا: بنیاد
سرمایہ داری: بہت زیادہ مالدار / دولتمند ہونا
عمل: جدّوجہد، انسانیت کی خیر خواہی کے لیے کام کرنا
نوری: نور سے بنا ہوا، فرشتہ یعنی نیک

ناری: آگ سے بنا ہوا، بُرا یعنی شیطان
خروش آموز بُلبل: بلبل یعنی مسلمانوں کو باہمی اتفاق و محبت کی باتیں سکھانے والا
گرہ غنچے کی وا کردے: کلی کی گانٹھ کھول دے، یعنی مسلمانوں کا باہمی نفاق / چپقلش دور کردے
اس گلستان: ملت اسلامیہ
جولانگہ: میدان جہاں گھوڑا / گھوڑے دوڑاتے ہیں
اطلس قبایان تتاری: چمکیلا لباس پہننے والے ترک، مراد ترک جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں

☆ (دوسرا مصرع نظیری نیشاپوری کا ہے جس میں "مدت" کی بجائے "عمرے" ہے) آکہ کمزور جان کا خریدار پیدا ہو گیا ہے ایک مدت کے بعد ایک قافلہ ہماری طرف سے گذرا ہے۔ (ترکوں کی طرف اشارہ ہے جن کے جہاد نے مسلمانوں کو بیدار کر دیا)

۱ بیا ساقی نوائے مرغِ زار از شاخسار آمد
بہار آمد نگار آمد، نگار آمد قرار آمد

۲ کشید ابرِ بہاری خیمہ اندر وادی و صحرا
صدائے آبشاراں از فرازِ کوہسار آمد

۳ سرت گردم تو ہم قانونِ پیشیں ساز دہ ساقی
کہ خیل نغمہ پردازاں قطار اندر قطار آمد

۴ کنار از زاہداں بر گیر و بے باکانہ ساغر کش
پس از مدت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد

۵ بہ مشتاقاں حدیثِ خواجۂ بدر و حنین آور
تصرف ہائے پنہانش بچشمم آشکار آمد

۶ دگر شاخِ خلیل از خونِ ما نم ناک می گردد
ببازارِ محبت نقدِ ما کامل عیار آمد

۱۔ اے ساقی آجا کہ شاخوں پر سے پریشان حال پرندے کی چہکار سنائی دی ہے یعنی بہار آگئی ہے، محبوب آگیا اور جب محبوب آگیا تو دل کو قرار آگیا۔

۲۔ موسم بہار کے بادل نے وادی اور صحرا میں خیمے لگا لیے ہیں اور پہاڑ پر سے آبشاروں کے گرنے کی آواز آنے لگی ہے۔

۳۔ اے ساقی! تیرے قربان جاؤں تو بھی ذرا پہلے والا ساز چھیڑ دے کہ گیت گانے / چہچہانے والے قطار در قطار آگئے ہیں۔ (قانون: باجے کی ایک قسم)

۴۔ زاہدوں / پرہیزگاروں سے کنارہ کشی کر لے اور بے خوف ہو کر جام چڑھا کیونکہ ایک مدت کے بعد اس پرانی ٹہنی (یعنی ملت اسلامیہ) سے بلبل کی آواز (ترکوں کا جہاد وغیرہ) سنائی دی ہے۔

۵۔ عاشقوں کو جنگ بدر (۲ھ / ۶۲۳ء میں لڑی گئی) اور جنگ حنین (۸ھ / ۶۲۹ء) کے سردار یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کی باتیں سنا جن کے باطنی تصرف میری آنکھوں کو صاف دکھائی دے رہے ہیں۔

۶۔ اب پھر شاخ خلیل (حضرت ابراہیمؑ کی اولاد، ملت اسلامیہ) ہمارے خون سے تر و تازہ / سرسبز ہو رہی ہے یعنی محبت کی منڈی میں ہماری نقدی خالص اور کھری قرار پائی ہے۔

سر خاکِ شہیدے برگ ہائے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہالِ ملّتِ ما سازگار آمد

۲ "بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم"



۱۔ میں اُس شہید کی قبر پر لالہ کی پتیاں بکھیر تا ہوں جس کا خون ہماری ملّت کے پودے کے لیے مفید ثابت ہوا۔

۲۔ (یہ حافظ شیرازی کا شعر ہے) آؤ کہ ہم پھول بکھیریں اور شراب جام میں انڈیلیں، اس طرح آسمان کی چھت پھاڑ ڈالیں اور ایک نئی زندگی کی بنیاد رکھیں (اس شعر سے گویا مسلمانوں کو محبت و اتفاق کا درس دیا ہے)

غزلیات

۱

اے بادِ صبا! کملی والےؐ سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمّت بیچاری کے دِیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

یہ موجِ پریشاں خاطر کو پیغام لبِ ساحل نے دیا
ہے دُور وصالِ بحر ابھی، تُو دریا میں گھبرا بھی گئی!

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لَیلا بھی گئی

کی ترک تگ و دو قطرے نے تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگی فطرت بھی گئی اور کشمکش دریا بھی گئی

نکلی تو لبِ اقبالؔ سے ہے، کیا جانیے کس کی ہے یہ صدا
پیغامِ سکوں پہنچا بھی گئی، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

غزلیات: جمع غزل، شاعری کی ایک صنف / ہیئت
کملی والا: حضور اکرمؐ (حضور اکثر ایک کملی لپیٹے رکھتے تھے)
دیں قبضے سے جانا: یعنی مسلمانوں کا دور ہو جانا مذہب سے
دنیا قبضے سے جانا: آزادی سے محروم ہو جانا
موج: لہر
پریشاں خاطر: جس کا دل بے چینی کا شکار ہو
وصال: ملاپ
بحر: سمندر

قیس: مجنوں
حجاب محمل: کجاوے کا پردہ (لیلیٰ کا پردے میں بیٹھنا)
ترک کرنا: چھوڑ دینا
تگ و دَو: بھاگ دوڑ، جدّ و جہد
آبروئے گوہر: موتی کی عزت، شان (قطرہ موتی بنا)
آوارگی: بے مقصد اِدھر اُدھر گھومنا پھرنا
کشمکش: کھینچا تانی
صدا: آواز، شاعری

﴿ ۲ ﴾

یہ سرودِ قُمری و بُلبل فریب گوش ہے
باطن ہنگامہ آبادِ چمن خاموش ہے

تیرے پیمانوں کا ہے یہ اے مَے مغرب اثر
خندہ زن ساقی ہے، ساری انجمن بے ہوش ہے

دہر کے غم خانے میں تیرا پتا مِلتا نہیں
جُرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو رُوپوش ہے

آہ! دنیا دل سمجھتی ہے جسے، وہ دل نہیں
پہلوئے انساں میں اک ہنگامۂ خاموش ہے

زندگی کی رہ میں چل، لیکن ذرا بچ بچ کے چل
یہ سمجھ لے کوئی مِینا خانہ بارِ دوش ہے

سرود: گانا، چہچہاہٹ
قُمری: فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ جس کی گردن میں ایک حلقہ بنا ہوتا ہے
فریب گوش: کانوں کے لیے دھوکا
باطن: ضمیر، اندر
ہنگامہ آباد چمن: باغ میں رونق / چہل پہل برپا کرنے والا
پیمانہ: شراب کا پیالہ
مے مغرب: یورپ کی شراب، یورپ کی تہذیب و تمدن جو مسلمانوں نے اختیار کی
خندہ زن: ہنسنے والا
ساقی: مراد انگریز حکمران
ساری انجمن بیہوش ہے: مراد انگریز کی سیاست نے پوری ملت اسلامیہ کو غفلت میں ڈال رکھا ہے
دہر: زمانہ، دنیا
غم خانہ: دکھوں کا گھر
تیرا: یعنی خدا کا
جُرم: خطا، غلطی
آفرینش: مراد کائنات کا پیدا کرنا
روپوش: منہ چھپانے والا، غائب، سامنے نظر نہ آنے والا
پہلو: بغل
ہنگامۂ خاموش: ایسا شور و غل جس کی آواز نہ ہو
بچ بچ کے چل: ہر معاملے میں پوری احتیاط سے کام لے
میناخانہ: شراب کی بوتلوں کا ڈھیر
بارِ دوش: کندھے کا بوجھ، ذمہ داری

جس کے دم سے دلّی و لاہور ہم پہلو ہوئے
آہ، اے اقبالؔ! وہ بُلبل بھی اب خاموش ہے

۳

نالہ ہے بُلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی

پُختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیِ پیغام ابھی

ہم پہلو ہونا: ساتھی ہونا
جس کے دم سے: جس کے سبب سے، اشارہ ہے میرزا ارشد گورگانی دہلوی کی طرف جن کی وجہ سے لاہور میں شعر و شاعری کا چرچا رہا۔ یہ شعر ان کی وفات پر کہا گیا

شوریدہ: دیوانی
خام: کچا، بے اثر
تھامنا: روکے رکھنا
مصلحت اندیش: بھلائی / اپنی بھلائی کا سوچنے والی
بے خطر: بے خوف ہو کر
آتش نمرود: حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کے بادشاہ نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ جس میں آپؑ کو ڈالا گیا اور جو خدا کے حکم سے گلزار بن گئی
عشق: اشارہ ہے حضرت ابراہیمؑ کی طرف جو محبوب حقیقی کے عشق سے سرشار تھے
محو: مصروف، ڈوبی ہوئی
تماشائے لب بام: چھت پر سے نظارہ کرنے کا عالم
فرمودۂ قاصد: یعنی حضور اکرمؐ نے جو کچھ فرمایا / حکم دیا
سبک گام عمل: (اُس پر) تیزی سے عمل کرنے والا
معنیِ پیغام: (اُس) حکم کی حقیقت / مطلب

شیوۂ عشق ہے آزادی و دہر آشوبی
تو ہے زُنّاریِ بُت خانۂ ایّام ابھی

عُذرِ پرہیز پہ کہتا ہے بگڑ کر ساقی
ہے ترے دل میں وہی کاوشِ انجام ابھی

سعیِ پیہم ہے ترازُوئے کم و کیفِ حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

ابرِ نیساں! یہ تنک بخشی شبنم کب تک
مرے کہسار کے لالے ہیں تہی جام ابھی

بادہ گردانِ عجم وہ، عربی میری شراب
مرے ساغر سے جھجکتے ہیں مے آشام ابھی

خبر اقبالؔ کی لائی ہے گلستاں سے نسیم
نو گرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی

دہر آشوبی: دنیا میں ہنگامے پیدا کرنا / انقلاب لانا
زناری: گلے میں دھاگا ڈالنے والا، مراد پوجا کرنے والا
بُت خانۂ ایام: مراد زمانے / وقت کی گردش
عذر پرہیز: (شراب وغیرہ سے) بچنے کی معذرت / بہانہ
کاوش: فکر، خلش
سعی پیہم: لگاتار کوشش / جدّوجہد
کم و کیف: کتنا اور کیسا
ترازو: یعنی کسوٹی، پیمانہ، میزان
شمار سحر و شام: یعنی گردش وقت میں الجھے رہنا
ابر نیساں: موسم بہار کا بادل
تنک بخشی: بہت کم دینا
کہسار: جہاں بہت سی پہاڑیاں ہوں، پہاڑ
تہی جام: خالی پیالے والے
بادہ گردان عجم: یعنی غیر اسلامی شراب پینے والے، مراد غیر اسلامی درس گاہوں میں تعلیم پانے والے
عربی میری شراب: یعنی اسلامی خیالات کی حامل شاعری
ساغر: شراب کا پیالہ
مے آشام: شراب پینے والے (یعنی مغربی درسگاہوں کا مسلمان طالبعلم)
نسیم: صبح کی ہوا
نو گرفتار: مراد بری عادتیں چھوڑ کر نیا نیا صحیح راستے پر چلنے والا
تہ دام: جال کے نیچے

﴿ ۴ ﴾

پردہ چہرے سے اُٹھا، انجمن آرائی کر
چشم مہر و مہ و انجم کو تماشائی کر

تُو جو بجلی ہے تو یہ چشمک پنہاں کب تک؟
بے حجابانہ مرے دل سے شناسائی کر

نفَسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات
تیرے سینے میں اگر ہے تو مسیحائی کر

کب تلک طُور پہ دریُوزہ گری مثلِ کلیم
اپنی ہستی سے عیاں شعلۂ سینائی کر

ہو تری خاک کے ہر ذرّے سے تعمیر حرم
دل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

پردہ چہرے سے اٹھا: اے محبوب حقیقی کھل کر سامنے آ/ اپنا دیدار کرا
انجمن آرائی کر: پردے سے باہر نکل کر سامنے آ
مہر و مہ و انجم: سورج اور چاند اور ستارے مراد کائنات
تماشائی کر: دیکھنے والے بنا
چشمک پنہاں: کنکھیوں سے (نظر چرا کر) دیکھنا
بے حجابانہ: کھلے طور پر
شناسائی: واقفیت، دوستی
نفس گرم: گرم سانس، عشق کی تپش
اعجاز حیات: زندگی/زندہ کرنے کا معجزہ/کرامت
مسیحائی: مردوں کو زندہ کرنے کا عمل

طور: وادی ایمن کا پہاڑ، کوہِ طور
دریوزہ گری: بھیک مانگنے کی کیفیت
مثل کلیم: حضرت موسیٰؑ کی طرح
ہستی: وجود
شعلۂ سینائی: وہ روشنی (جلوہ) جو حضرت موسیٰؑ کو طور سینا پر نظر آئی
خاک کا ہر ذرہ: یعنی جسم کا زواں زواں/بال بال
تعمیر حرم: اسلامی شعائر پر پورا عمل یا اسلام کی اشاعت و ترقی کے لیے جدوجہد
بیگانہ: اجنبی
انداز کلیسائی: غیر اسلامی/مغربی طور طریقے

اس گلستان میں نہیں حد سے گزرنا اچھا
ناز بھی کر تو بہ اندازۂ رعنائی کر

پہلے خوددار تو مانندِ سکندر ہو لے
پھر جہاں میں ہوسِ شوکتِ دارائی کر

مِل ہی جائے گی کبھی منزلِ لیلیٰ اقبالؔ!
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر

﴿ ۵ ﴾

پھر بادِ بہار آئی، اقبالؔ غزل خواں ہو
غنچہ ہے اگر گل ہو، گل ہے تو گلستاں ہو

تُو خاک کی مُٹھی ہے، اجزا کی حرارت سے
برہم ہو، پریشاں ہو، وسعت میں بیاباں ہو

تُو جنسِ محبت ہے، قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ ہیں سوداگر، اس دیس میں ارزاں ہو

حد سے گذرنا: اعتدال سے بڑھ جانا
ناز: ادا، غمزہ
باندازۂ رعنائی: خوبصورتی / حسن و جمال جتنا
سکندر: سکندر رومی / یونانی (۳۵۵ق م۔ ۳۲۳ق م)
شوکت دارائی: ایران کے قدیم بادشاہ دارا کی سی شان
منزل لیلیٰ: محبوب کا ٹھکانا
بادیہ پیمائی: محبوب کی تلاش میں جنگلوں بیابانوں میں پھرنا

غزل خواں: غزل پڑھنے والا، شعر کہنے والا
برہم ہو: بکھر جا
پریشاں ہو: پھیل جا
جنس: سودا
گراں: بھاری، زیادہ
کم مایہ: تھوڑی پونجی والا / والے
سوداگر: تاجر، سودا خریدنے، بیچنے والا
ارزاں: سستا یعنی تاکہ ہر ایک کے لئے قابل قبول ہو

کیوں ساز کے پردے میں مستور ہو لَے تیری
تُو نغمۂ رنگیں ہے، ہر گوش پہ عُریاں ہو

اے رہروِ فرزانہ! رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو، صحرا ہے تو طوفاں ہو

ساماں کی محبت میں مُضمَر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل، غارت گر ساماں ہو

٦

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

طرَب آشنائے خروش ہو، تُو نوا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چُھپا ہوا ہو سکُوتِ پردۂ ساز میں

مستور: چھپی ہوئی
لَے: سُر
نغمۂ رنگیں: یعنی دل کش شعر کہنے والا
گوش: کان، مراد سننے والے
عریاں: ظاہر، یعنی جسے سب سنیں اور سمجھیں
فرزانہ: دانا، عقل مند
تن آسانی: آرام طلبی
غارت گر: تباہ کرنے والا، مراد دلچسپی نہ لینے والا
حقیقتِ منتظر: جس حقیقت کا انتظار ہو، محبوب حقیقی

لباسِ مجاز: یعنی جسم والا وجود
تڑپ رہے ہیں: بے چین ہیں
جبینِ نیاز: عاجزی اور انکسار والی پیشانی
طرب آشنائے خروش: یعنی جذبۂ عشق کی دھوم مچا دینے کے لطف سے آگاہ / واقف
نوا: گیت، نغمہ
محرمِ گوش: کانوں سے واقف، یعنی سنا جانے والا
سرود: گیت، گانا، نغمہ
سکوت: خاموشی
پردۂ ساز: ساز / باجے کی لَے

تُو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئنہ ہے وہ آئنہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئنہ ساز میں

دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جُرمِ خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں، نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی، نہ وہ خم ہے زُلفِ ایاز میں

جو میں سر بسجدہ ہُوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا مِلے گا نماز میں

آئنہ: مراد دل
شکستہ ہونا: عشق کی چوٹ کھانے کی حالت
عزیز تر: زیادہ پیارا / پسندیدہ
آئنہ ساز: خدا
دم: وقت
طوف: طواف، ارد گرد چکر کاٹنا / لگانا
کرمک: چھوٹا کیڑا یعنی پتنگا
اثر کہن: پرانی تاثیر
حکایتِ سوز: جلنے کی داستان، جلنے کی کیفیت
حدیث گداز: پگھلنے کی بات
جرم خانہ خراب: گھر کو اجاڑ دینے والا گناہ / خطا
ترے: خدا کا

عفو بندہ نواز: ایسی معافی جو بندوں پر مہربانی کرنے والی ہے
گرمیاں: جذبے، محبت کی تپش / حرارت
شوخیاں: ادائیں، دل موہ لینے والے ناز و ادا
غزنوی: مشہور بادشاہ محمود غزنوی جو اپنے غلام ایاز سے بہت محبت کرتا تھا، مراد عاشقی
خم: زلفوں کا بل
ایاز: محمود غزنوی کا غلام خاص، مراد محبوب ہونا
سر بسجدہ: سجدے کی حالت
صدا: یعنی غیبی آواز / ضمیر کی آواز
صنم آشنا: بتوں کا عاشق، دنیاوی علائق کی محبت میں گرفتار
کیا ملے گا؟: یعنی اس حالت میں یہ بے فائدہ عمل ہے

۷

تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا
جو فغاں دلوں میں تڑپ رہی تھی، نوائے زیرِ لبی رہی

ترا جلوہ کچھ بھی تسلّیِ دلِ ناصبور نہ کر سکا
وہی گریۂ سحری رہا، وہی آہِ نیم شبی رہی

نہ خدا رہا نہ صنم رہے، نہ رقیبِ دَیر و حرم رہے
نہ رہی کہیں اسدُ اللّٰہی، نہ کہیں ابولہبی رہی

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدۂ زخمہ ہائے عجم رہا
وہ شہیدِ ذوقِ وفا ہوں مَیں کہ نوا مری عربی رہی

تہِ دام: جال کے نیچے، جال میں پھنسے ہوئے
غزل آشنا: مراد چہچہانے والے
طائران: جمع طائر، پرندے
فغاں: فریاد، نالہ
نوائے زیر لبی: ہونٹوں میں دبی ہوئی آواز جسے سنا نہ جا سکے
جلوہ: تجلی، دیدار، روشنی
تسلّی: اطمینان، سکون
دل ناصبور: بے صبر / بے قرار دل
گریۂ سحری: صبح سویرے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونے اور رونے کی حالت
آہِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت کی آہیں
نہ خدا رہا نہ صنم رہے: یعنی مذہب سے دُوری کا زمانہ ہے، خدا اور بُت دونوں کی عبادت ختم ہو گئی
رقیب دیر و حرم: مندر اور کعبہ کے مخالف
اسد اللّٰہی: خدا کا شیر ہونے کی کیفیت، اسد اللہ، حضرت علیؓ کا لقب جو ان کی شجاعت اور دلیری کے سبب انہیں دیا گیا
ابو لہبی: ابو لہب کا سا انداز، ابو لہب، حضور اکرمؐ کا چچا جو اسلام کا شدید دشمن تھا
ساز: باجا، مراد طبیعت
ستم رسیدہ: جس پر ظلم ہوا ہو
زخمہ ہائے عجم: غیر عربی مضراہیں یعنی غیر اسلامی خیالات
شہید ذوق وفا: ساتھ نبھانے کے ذوق شوق کا مارا ہوا
نوا: آواز، شاعری
عربی: یعنی اسلام اور ملت اسلامیہ سے متعلق

۸

گرچہ تُو زندانی اسباب ہے
قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

اے مسلماں! ہر گھڑی پیشِ نظر
آیۂ "لاَ یُخلِفُ المِیعاد" رکھ

یہ "لسان العصر" کا پیغام ہے
"اِنَّ وعد اللّٰہ حقّ" یاد رکھ

زندانی اسباب: وسیلوں اور ذریعوں کا قیدی
قلب: دل
آزاد رکھ: مادہ پرستی سے دور رکھ
تنقید: کھوٹا کھرا پرکھنے کا انداز، نکتہ چینی
اعمال: جمع عمل، اچھے / نیک کام
پیش نظر: آنکھوں کے سامنے
آیہ: آیت، قرآنی فقرہ

لایخلف المیعاد: اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا (اچھے عملوں پر بخشش کا وعدہ)
لسان العصر: زمانے کی زبان، یعنی اکبر الہ آبادی۔ خان بہادر سید اکبر حسین اکبر، مقام ولادت الہ آباد (۱۸۴۶ء، انتقال ۱۹۲۱ء) اپنے دور میں جج رہے۔ ان کی مزاحیہ شاعری کو بہت شہرت حاصل ہے
ان وعد اللہ حق: بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے

ظریفانہ

مشرق میں اصول دین بن جاتے ہیں
مغرب میں مگر مشین بن جاتے ہیں
رہتا نہیں ایک بھی ہمارے پلّے
واں ایک کے تین تین بن جاتے ہیں

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی — ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغربی ہے مدِّ نظر — وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین — پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے

ظریفانہ: یعنی مزاحیہ کلام جس میں ہنسی مذاق کی باتیں ہوں
مشرق: مشرقی ممالک، پاکستان، ہند اور عرب ممالک
مغرب: یورپ، یورپی ممالک
اصول: جمع اصل، مراد قاعدے، ضابطے
دین بننا: دین کی سی حیثیت اختیار کر لینا
واں: وہاں، یورپ میں
فلاح: نجات، بہتری
روش مغربی: انگریزوں کے سے طور طریقے
مدِ نظر: نگاہوں کے سامنے

وضع مشرق: مشرقی ملکوں کے طور طریقے
گناہ جاننا: بُرا جاننا
یہ ڈراما: لڑکیوں کا انگریزی پڑھنا اور مغربی روش اختیار کرنا
سین: منظر، مراد انجام / نتیجہ
پردہ اٹھنا: دو معنی بنتے ہیں (۱) سٹیج کا پردہ جس کے ہٹنے پر ڈراما شروع ہوتا ہے اور (۲) لڑکیوں کا نقاب اتار دینا
شیخ صاحب: مُلّا، مذہبی پیشوا
پردہ: عورتوں کا نقاب (نقاب اوڑھنے کی حالت)
حامی: طرف دار

وعظ میں فرمادیا کل آپ نے یہ صاف صاف
"پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے"

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند!
غیرت نہ تجھ میں ہو گی، نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دَور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لیے ووٹ چاہے گی

تعلیمِ مغربی ہے بہت جرأت آفریں
پہلا سبق ہے، بیٹھ کے کالج میں مار ڈینگ
بستے ہیں ہند میں جو خریدار ہی فقط
آغا بھی لے کے آتے ہیں اپنے وطن سے ہینگ
میرا یہ حال، بوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں
ان کا یہ حکم، دیکھ! مرے فرش پر نہ رینگ
کہنے لگے کہ اونٹ ہے بھدا سا جانور
اچھی ہے گائے، رکھتی ہے کیا نوکدار سینگ

جب مرد ہی زن ہو گئے: آدمیوں نے عورتوں کے سے طور طریقے اختیار کر لیے
کوئی دن کی: چند دنوں تک کی
مرد ہوشمند: دانا
زن: عورت
اوٹ: پردہ، نقاب
عوض: بدلہ، بدلے میں
کونسل: مرکزی یا صوبائی قانون ساز ادارہ
ممبری: رکنیت، رکن ہونے کی کیفیت
بستے ہیں: رہتے ہیں
آغا: مراد افغانی باشندہ، پٹھان
ہینگ: ایک درخت کا گوند جو کئی بیماریوں کے لیے مفید ہے اور دال وغیرہ میں ڈال کر پکایا جاتا ہے
بوٹ کی ٹو: جوتے کا اگلا حصہ
بوٹ کی ٹو چاٹنا: معشوق / حکمرانوں وغیرہ کی خوشامد کرنا
دیکھ: خبردار
رینگنا: فرش پر کیڑے کی طرح آہستہ آہستہ چلنا
بھدا: بدصورت

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست
تہذیبِ نو کے سامنے سر اپنا خم کریں
ردّ جہاد میں تو بہت کچھ لِکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ! دفعِ مرض کے واسطے "پل" پیش کیجئے
تھے وہ بھی دن کہ خدمتِ استاد کے عوض دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ "بل پیش کیجئے"

انتہا بھی اس کی ہے؟ آخر خریدیں تلک چھتریاں، رومال، مفلر، پیرہن جاپان سے
اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی آئیں گے غسّال کابل سے، کفن جاپان سے

حضرت واعظ: منبر پر چڑھ کر وعظ کرنے والا ("حضرت" بطور تکلف کہا)
تنگ دست: مفلس، غریب
تہذیب نو: جدید معاشرہ جس پر انگریزی تہذیب کا اثر ہے
سر خم کرنا: سر جھکانا، دوسروں کی رضا پر راضی ہو جانا
ردِ جہاد: جہاد کے خلاف، ایک مرزائی رہنما نے فتویٰ دیا تھا کہ اس دور میں جہاد کی ضرورت نہیں رہی
تردید حج میں: یعنی حج کی بھی ضرورت نہ رہنے کے متعلق
رقم کرنا: لکھنا
تہذیب کا مریض: برصغیر کا وہ شخص جس کے سر پر مغربی یعنی انگریزی تہذیب کا بھوت سوار ہو، مغرب زدہ

گولی: اردو میں دوائی کی چھوٹی سی ٹکیا
دفع مرض: بیماری دور کرنا
پل (Pill): انگریزی میں بمعنی دوائی کی ٹکیا
خدمت استاد: یعنی اُستاد کا شاگردوں کو فائدہ پہنچانا
پس از سبق: سبق پڑھنے کے بعد
بل (Bill): وہ چھوٹی پرچی جس پر کسی کام کی اجرت یا چیز کی قیمت لکھی ہوتی ہے
پیرہن: قمیص، لباس
جاپان: مشہور ملک جہاں بدھ مذہب سرکاری مذہب ہے
غسّال: مُردے کو نہلانے والا
کفن: سفید لٹھے کا ٹکڑا جس میں لاش لپیٹی جاتی ہے

ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے
واں کنٹر سب بلّوری ہیں یاں ایک پُرانا مٹکا ہے
اس دَور میں سب مٹ جائیں گے، ہاں! باقی وہ رہ جائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکّا اپنی ہَٹ کا ہے
اے شیخ و برہمن، سُنتے ہو! کیا اہلِ بصیرت کہتے ہیں
گردُوں نے کتنی بلندی سے ان قوموں کو دے پٹکا ہے
یا باہم پیار کے جلسے تھے، دستورِ محبت قائم تھا
یا بحث میں اُردو ہندی ہے یا قربانی یا جھٹکا ہے

"اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے"
غالبؔ کا قول سچ ہے تو پھر ذکرِ غیر کیا

مسکین: بے کس، محتاج، غریب
دل اٹکنا: محبت ہو جانا
کنٹر: ڈبا، ڈبے
بلوری: شیشے کا / کے
مٹکا: مٹی کا گھڑا
اپنی راہ پر قائم: اپنے مقصد / بات پر ڈٹا ہوا
ہٹ کا پکا: ضدی یا اصرار پر اَڑا رہنے والا
اہل بصیرت: دانا / عقلمند لوگ
گردوں: آسمان
دے پٹکنا: اوپر سے نیچے گرا دینا، زوال کا شکار کرنا
باہم پیار کے جلسے: آپس میں پیار محبت کے ساتھ محفلیں جمانے کا عمل
اردو ہندی: مسلمان اردو کو اور ہندو ہندی زبان کو ہندوستان کی قومی زبان کہتے تھے (یہی تکرار کا باعث تھا)
قربانی: عید قربان پر مسلمانوں کا بکرے کو ایک مخصوص طریقے سے ذبح کرنا
جھٹکا: سکھ، جانور / بکرے کی گردن پر ایک ہی ضرب لگا کر اسے جسم سے الگ کر دیتے ہیں
"اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں": یعنی کائنات میں جو کچھ نظر آ رہا ہے، "دیکھنے والا" اور "دیکھا گیا" سب ایک ہے، (وحدت الوجود کا نظریہ)
غالب: اردو اور فارسی کا مشہور شاعر اسد اللہ خان غالب (ولادت ۱۷۹۷ء، بمقام آگرہ، وفات ۱۸۶۹ء، دہلی)
قول: بات

کیوں اے جنابِ شیخ! سُنا آپ نے بھی کچھ
کہتے تھے کعبے والوں سے کل اہلِ دَیر کیا
ہم پُوچھتے ہیں مسلمِ عاشق مزاج سے
اُلفت بُتوں سے ہے تو برہَمن سے بَیر کیا!

ہاتھوں سے اپنے دامنِ دُنیا نکل گیا
رُخصت ہُوا دلوں سے خیالِ معاد بھی
قانونِ وقف کے لیے لڑتے تھے شیخ جی
پُوچھو تو، وقف کے لیے ہے جائداد بھی!

وہ مِس بولی اِرادہ خود کشی کا جب کِیا میں نے
مہذب ہے تو اے عاشق! قدم باہر نہ دھر حد سے
نہ جُرأت ہے، نہ خنجر ہے تو قصدِ خود کُشی کیسا
یہ مانا دردِ ناکامی گیا تیرا گزر حد سے

جناب شیخ: مُلا صاحب، مولوی صاحب
کعبہ والے: مراد مسلمان
اہل دیر: مندر والے، ہندو
عاشق مزاج: ہر کسی کو دل دے بیٹھنے والا، دل پھینک
بُت: پتھر کی مورت، یہاں مراد حسین عورت / عورتیں
بیر: دشمنی
ہاتھ سے دامن دنیا نکل جانا: مراد دنیاوی خواہشات اور ضرورتیں پوری نہ ہونا

رخصت ہونا: نکل جانا، ختم ہو جانا
معاد: آخرت، عقبیٰ
قانون وقف: ۱۹۱۲ء میں حکومت ہند کا منظور کردہ اولاد کے لیے جائداد وقف کرنے کا قانون
مہذب: تہذیب یافتہ، سلیقے اور سمجھ بوجھ والا
قدم باہر نہ دھر حد سے: یعنی اعتدال / میانہ روی نہ چھوڑ
قصد: ارادہ
درد ناکامی: محبت میں کامیاب نہ ہونے کا دُکھ

کہا میں نے کہ "اے جانِ جہاں کچھ نقد دِلوادو
کرائے پر منگالوں گا کوئی افغان سرحد سے"

ناداں تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر
حاصل ہوا یہی، نہ بچے مار پیٹ سے
مغرب میں ہے جہازِ بیاباں شتر کا نام
تُرکوں نے کام کچھ نہ لیا اس فلیٹ سے

ہندوستاں میں جُزوِ حکومت ہیں کونسلیں
آغاز ہے ہمارے سیاسی کمال کا
ہم تو فقیر تھے ہی، ہمارا تو کام تھا
سیکھیں سلیقہ اب اُمَرا بھی "سوال" کا

جان جہاں: دنیا کی جان، دنیا کی رونق، حسینۂ عالم
سرحد: یعنی صوبہ سرحد جس کا صدر مقام پشاور ہے
قدر جاننا: کسی کی خوبیوں کو پوری طرح سمجھنا
اس قدر: اس حد تک، اتنا، اتنے
حاصل یہی ہوا: آخر یہی نتیجہ نکلا
جہاز بیاباں: Ship of the desert ریگستان کا جہاز
شتر: اونٹ
ترکوں: یعنی ترک حکومت، ترکی
فلیٹ: (Fleet) جنگی جہازوں کا بیڑا
مجزو: حصہ
کونسلیں: جمع کونسل، صوبائی یا مرکزی قانون ساز ادارے
کمال: ترقی
فقیر: بھیک مانگنے والا، مفلس
سلیقہ: تمیز
سوال: کسی سے کچھ مانگنا، کونسل کا حکومت سے کسی بات کا جواب مانگنا

ممبری امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں
ووٹ تو مِل جائیں گے، پیسے بھی دلوائیں گے کیا؟
میرزا غالبؔ، خُدا بخشے، بجا فرما گئے
"ہم نے یہ مانا کہ دِلّی میں رہیں، کھائیں گے کیا؟"

دلیلِ مہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہو گی
نہ ہو حضور سے اُلفت تو یہ ستم نہ سہیں
مُصِر ہے حلقہ، کمیٹی میں کچھ کہیں ہم بھی
مگر رضائے کلکٹر کو بھانپ لیں تو کہیں
سَند تو لیجئے، لڑکوں کے کام آئے گی
وہ مہربان ہیں اب، پھر رہیں، رہیں نہ رہیں
زمین پر تو نہیں ہندیوں کو جا مِلتی
مگر جہاں میں ہیں خالی سمندروں کی تہیں
مثالِ کشتی بے حس مطیعِ فرماں ہیں
کہو تو بستۂ ساحل رہیں، کہو تو بہیں

امپیریل کونسل: برصغیر میں انگریزی حکومت کے دوران بنائی جانے والی حکومت جسے وائسرائے کی کونسل کہا جاتا تھا
میرزا غالب: اردو، فارسی کے مشہور شاعر اسداللہ خان غالب
کھائیں گے کیا: یعنی مفلسی کے سبب کھانے کو کچھ نہیں
مہر و وفا: محبت اور ساتھ نباہنا
حضور: مراد حاکم
مُصِر: اصرار کرنے والا، اپنی بات پر زور دینے والا
حلقہ کمیٹی: اپنے قریبی علاقے کے مختلف انتظامات کرنے کے لیے بنائی گئی سرکاری انجمن / ادارہ
کلکٹر: ضلع کا مال افسر
ہندیوں: ہندوستان کے رہنے والے
جا: جگہ
کشتیِ بے حس: ایک جگہ کھڑی ہوئی کشتی
مطیعِ فرمان: حکم ماننے والا
بستۂ ساحل: کنارے سے بندھی ہوئی (کشتی)
بہیں: ہم روانہ ہوں یعنی کشتی چلے

فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ
کفار ہند کے ہیں تجارت میں سخت کوش
مُشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مُشرک سے لین دین
لیکن ہماری قوم ہے محرومِ عقل و ہوش
ناپاک چیز ہوتی ہے کافر کے ہاتھ کی
سُن لے، اگر ہے گوش مُسلماں کا حق نیوش
اک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک
جس کے لیے نصیحتِ واعظ تھی بارِ گوش
کہنے لگا ستم ہے کہ ایسے قیود کی
پابند ہو تجارتِ سامانِ خورد و نوش
میں نے کہا کہ آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستاں میں ہیں کلمہ گو بھی مے فروش

دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک
شیشۂ دِیں کے عوض جام و سبُو لیتا ہے

طریق عمل: عمل کرنے کا طریقہ / انداز
وعظ: نصیحت کی بات
کفار: جمع کافر، خدا کو نہ ماننے والے
سخت کوش: بہت محنت کرنے والے
محروم عقل و ہوش: جسے کوئی شعور اور سمجھ بوجھ نہ ہو
گوش: کان
حق نیوش: سچی بات سننے والا / والے

بادہ کش: شراب پینے والا
بار گوش: کانوں کے لیے بوجھل یعنی ناپسند، ناگوار
سامانِ خورد و نوش: کھانے پینے کی چیزیں
کلمہ گو: کلمہ پڑھنے والے، مسلمان
مے فروش: شراب بیچنے والا / والے
سبو: مٹکا، شراب کی صراحی، مراد شراب

ہے مداوائے جنوں نشتر تعلیمِ جدید
میرا سر جن رگِ ملّت سے لہُو لیتا ہے

گائے اک روز ہوئی اُونٹ سے یوں گرمِ سخن
نہیں اک حال پہ دنیا میں کسی شے کو قرار
مَیں تو بدنام ہُوئی توڑ کے رسّی اپنی
سنتی ہوں آپ نے بھی توڑ کے رکھ دی ہے مہار
ہند میں آپ تو از رُوئے سیاست ہیں اہم
ریل چلنے سے مگر دشتِ عرب میں بیکار
کل تلک آپ کو تھا گائے کی محفل سے حذر
تھی لٹکتے ہُوئے ہونٹوں پہ صدائے زنہار
آج یہ کیا ہے کہ ہم پر ہے عنایت اتنی
نہ رہا آئینۂ دل میں وہ دیرینہ غبار
جب یہ تقریر سُنی اونٹ نے، شرما کے کہا
ہے ترے چاہنے والوں میں ہمارا بھی شمار

مداوا: علاج
نشتر: زخم چھیلنے یا رگ سے خون نکالنے کا اوزار
تعلیم جدید: موجودہ دَور کی تعلیم جو دین سے دور کرتی ہے
سر جن: چیر پھاڑ کرنے والا ڈاکٹر، جراح
رگ ملت سے لہو لینا: قوم کی شہ رگ (نئی نسل) سے خون لینا یعنی اس کے اسلامی جذبوں کو ختم کرنا
گائے: اشارہ ہے برصغیر کے ہندوؤں کی طرف
اونٹ: یعنی مسلمان
گرم سخن ہوئی: خوب باتیں کرنے لگی
مہار: اونٹ کی ناک میں ڈالی ہوئی رسی، نکیل
از روئے سیاست: ملکی انتظام میں سوچ بچار کے لحاظ سے
حذر: کسی چیز سے بچنے کا عمل، خوف
صدائے زنہار: یعنی (بات چیت کرنے سے) انکار کی آواز
غبار: کدورت، رنج

رشکِ صد غمزۂ اُشتر ہے تری ایک گلیل
ہم تو ہیں ایسی گلیلوں کے پُرانے بیمار
ترے ہنگاموں کی تاثیر یہ پھیلی بَن میں
بے زبانوں میں بھی پیدا ہے مذاقِ گفتار
ایک ہی بَن میں ہے مدت سے بسیرا اپنا
گرچہ کچھ پاس نہیں، چارہ بھی کھاتے ہیں اُدھار
گوسفند و شتر و گاو و پلنگ و خر لنگ
ایک ہی رنگ میں رنگیں ہوں تو ہے اپنا وقار
باغباں ہو سبَق آموز جو یک رنگی کا
ہمزباں ہو کے رہیں کیوں نہ طیورِ گلزار
دے وہی جام ہمیں بھی کہ مناسب ہے یہی
تُو بھی سرشار ہو، تیرے رُفَقا بھی سرشار

☆ "دلقِ حافظ بچہ ارزد بہ مَیَش رنگیں کُن
وانگہش مست و خراب از رہِ بازار بیار"

رشک صد غمزۂ اشتر: اونٹ کے سیکڑوں ناز سے بڑھ کر
گلیل: اُچھل کود
بیمار: عاشق
بن: جنگل، بیابان
مذاق گفتار: بات چیت کرنے کا ذوق شوق
گوسفند: بھیڑ
گاو: گائے
پلنگ: چیتا
خرلنگ: لنگڑا گدھا (سب سے مراد ہند کی مختلف قومیں)
ایک ہی رنگ میں رنگیں ہونا: ایک جیسا ہونا، برابر کے حقوق ہونا، باہمی اتحاد ہونا
وقار: ساکھ، بھرم
باغباں: مالی، رکھوالا، رہنما
سبق آموز: آواز میں آواز ملانے والا، ساتھی
طیور: جمع طائر، پرندے
سرشار: مست

☆ حافظ کی گدڑی کی کیا قیمت پڑے گی یعنی کوئی قدر و قیمت نہیں، تو اسے شراب میں رنگ دے، اس کے بعد اسے (حافظ کو) بازار سے مست اور دُھت پڑا ہوا لے آ۔ (حافظ شیرازی کا شعر ہے) دیوان حافظ کے تمام ایرانی، نولکشوری اور لاہوری ایڈیشنوں میں "از سر بازار" ہے:

رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے ماجرا اپنی ناتمامی کا
مجھ کو دیتے ہیں ایک بوند لہو صلہ شب بھر کی تشنہ کامی کا
اور یہ بسوہ دار بے زحمت پی گیا سب لہو اسامی کا

یہ آیۂ نو، جیل سے نازل ہوئی مجھ پر گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا
کیا خوب ہوئی آشتی شیخ و برہمن اس جنگ میں آخر نہ یہ ہارا نہ وہ جیتا

مندر سے تو بیزار تھا پہلے ہی سے "بدری"
مسجد سے نکلتا نہیں، ضدی ہے "مسیتا"

جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست
ہے یہی اک بات ہر مذہب کا تت
چٹے بٹے ایک ہی تھیلی کے ہیں
ساہو کاری، بسوہ داری، سلطنت

ناتمامی: پوری نہ ہونے والی کوشش
شب بھر کی: پوری رات کی
تشنہ کامی: پیاس
بسوہ دار: کسی بڑے زمیندار کے ماتحت چھوٹا زمیندار
بے زحمت: کوئی تکلیف اٹھائے بغیر
اسامی: کسان، کھیتی باڑی کرنے والا
آیۂ نو: نئی آیت
جیل: قید خانہ، مراد یہ کہ کانگرس کے لیڈر مہاتما گاندھی نے جیل سے ایک بیان شائع کروایا کہ گیتا اور قرآن کی تعلیمات ایک جیسی ہیں

نازل ہونا: یہاں مراد وحی سے معلوم ہونا (طنزاً کہا ہے)
گیتا میں..... گیتا: یعنی دونوں کتابوں میں فرق نہیں
آشتی: ملاپ، صلح صفائی
بدری: ایک فرضی نام، ہندو
مسیتا: پنجابی لفظ مسیت بمعنی مسجد سے بنا ہے، مسجدی، مسلمان
ست: سچائی
تت: خلاصہ، نچوڑ
ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہونا: اصلیت میں ایک جیسے ہونا
ساہو کاری: ہندو بنیے کی تجارت / بیوپار
بسوہ داری: زمینداری

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہوگئے
دیکھیے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون
حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا "وَ قَد کُنتُم بِہ تَستَعجِلُون"
"کھُل گئے" یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ "یَنسِلُون"

شام کی سرحد سے رُخصت ہے وہ رندِ لم یزل
رکھ کے میخانے کے سارے قاعدے بالائے طاق
یہ اگر سچ ہے تو ہے کس درجہ عبرت کا مقام
رنگ اک پَل میں بدل جاتا ہے یہ نیلی رِواق

محنت: مراد مزدور طبقہ
صف آرا ہونا: لڑنے / جنگ کرنے کے لیے تیار ہونا
تمناؤں کا خون ہونا: شکست کھانا، یا خواہشیں پوری نہ ہونا
حکمت: دانائی، عقلمندی
تدبیر: کوشش، سوچ بچار
فتنہ: ہنگامہ، فساد
آشوب خیز: خرابی اور بگاڑ پیدا کرنے والا
"وقد کنتم بہ تستعجلون": (قرآنی آیت) اور بے شک تم بڑی تیزی سے اس (عذاب) کی طرف بڑھ رہے ہو
یاجوج اور ماجوج: دو ایسی قومیں جو پرانے زمانے میں فارس میں گھس کر تباہی مچایا کرتی تھیں۔ قرآن کریم میں ان کی بربادی سے متعلق پیش گوئی ہے، یہاں مراد فسادی قومیں
"ینسلون": سورہ الانبیاء، آیت ۹۶، ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ (اپنی کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی (جیسے پہاڑ اور ٹیلا) سے تیزی سے نکلتے معلوم ہونگے
شام: ملک شام
رخصت ہوا: چلا گیا
رندلم یزل: ہمیشہ شراب پینے والا، مراد فرانس۔ انگریزوں نے ۱۹۱۹ء میں ترکوں کو شکست دے کر شریف مکہ کے بیٹے کو شام کا بادشاہ بنادیا، عراق و فلسطین فرانس کے سپرد کیے، شامیوں نے ۱۹۲۵ء میں فرانس سے یہ علاقے آزاد کرالیے
بالائے طاق رکھنا: نظر انداز کر دینا
کس درجہ: کس حد تک، مراد بہت
عبرت کا مقام: نصیحت اور تنبیہ حاصل کرنے کا موقع
نیلی رواق: نیلا آسمان

حضرتِ کرزن کو اب فکر مداوا ہے ضرور
حُکم برداری کے معدے میں ہے دردِ لایُطاق
وفد ہندُستاں سے کرتے ہیں سر آغا خاں طلب
کیا یہ چورن ہے پے ہضمِ فلسطین و عراق؟

تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز
دونوں یہ کہہ رہے تھے، مرا مال ہے زمیں
کہتا تھا وہ، کرے جو زراعت اُسی کا کھیت
کہتا تھا یہ کہ عقل ٹھکانے تری نہیں
پُوچھا زمیں سے میں نے کہ ہے کس کا مال تُو
بولی مجھے تو ہے فقط اس بات کا یقیں
مالک ہے یا مزارعِ شوریدہ حال ہے
جو زیرِ آسماں ہے، وہ دھرتی کا مال ہے

حضرت کرزن: لارڈ کرزن جو ہندوستان کا وائسرائے رہا اور اس موقع پر وہ برطانیہ کا وزیر خارجہ تھا
مداوا: علاج، چارہ
حکم برداری: سیاسی اصطلاح، مراد اقوام متحدہ کی طرف سے کسی یورپی مُلک کو کسی ایشائی مُلک پر قبضہ کا اختیار دینا
دردِ لایطاق: بہت شدید درد
وفد: کسی قوم کی نمائندگی کرنے والے چند لوگوں کی جماعت
سر آغا خان: فرقہ اسماعیلیہ کے مشہور لیڈر
چورن: ہاضمے کی دوا
پے ہضم فلسطین و عراق: یعنی فلسطین اور عراق پر قبضہ کرنے کے لیے
مزارع: کھیتی باڑی کرنے والا
مالک: زمیندار
زراعت: کھیتی باڑی کا کام
عقل ٹھکانے نہ ہونا: بیوقوف / نا سمجھ ہونا
شوریدہ حال: مراد مفلس، جس کی مالی حالت پتلی ہو
زیرِ آسماں: یعنی دنیا میں

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں　　نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الکشن، ممبری، کونسل، صدارت　　بنائے خوب آزادی نے پھندے

میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رَندے

کارخانے کا ہے مالک مَردکِ ناکردہ کار
عیش کا پُتلا ہے، محنت ہے اسے ناسازگار
حکمِ حق ہے لَیس لِلاِنسَان اِلا مَاسَعی
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

سُنا ہے مَیں نے، کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں
پُرانے جھونپڑوں میں ہے ٹھِکانا دست کاروں کا
مگر سرکار نے کیا خوب کونسل ہال بنوایا
کوئی اس شہر میں تکیہ نہ تھا سرمایہ داروں کا

نئی تہذیب: مغربی تہذیب سے متاثر موجودہ طرزِ زندگی
الکشن: (Election) الیکشن، انتخابات
ممبری: (Membership) رکن ہونا
کونسل: قانون بنانے کا مرکزی یا صوبائی ادارہ
صدارت: کسی انجمن وغیرہ کا صدر ہونا
میاں نجار: جناب بڑھئی (میاں بطور طنز) مراد انگریز حکمران
رندے: جمع رندہ، لکڑی چھیلنے / ہموار کرنے کا ایک اوزار
مردک: گھٹیا آدمی

ناکردہ کار: کوئی کام نہ کرنے والا، بیکار بیٹھا رہنے والا
حکمِ حق: خدا کا فرمان
"لیس للانسان الا ما سعیٰ": (سورہ النجم، آیت ۳۹) بے شک انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے
محنت کا پھل: محنت مزدوری کے نتیجے میں جو آمدنی ہو
دستکاری: ہاتھ کا صنعتی کام کرنے والا
کونسل ہال: بڑا کمرہ جس میں کونسل کا اجلاس ہوتا ہے
تکیہ: کسی قبرستان میں فقیر یا صوفی کی آرام کرنے کی جگہ

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پُرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا
کیا خوب امیر فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تُو نام و نسب کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذت اس رونے میں
جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

اقبالؔ بڑا اُپدیشک ہے، من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

مسجد تو بنادی: اشارہ ہے لاہور میں شاہ عالمی چوک کے قریب واقع ایک چھوٹی مسجد کی طرف۔ متعلقہ زمین کے بارے میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں جھگڑا تھا۔ مسلمانوں نے راتوں رات وہاں مسجد بنادی، یہ مسجد آج بھی موجود ہے۔
شب بھر میں: راتوں رات
مَن: دل
پاپی: گنہگار
برسوں میں: بہت مدت گذرنے پر بھی
نمازی بن نہ سکا: نماز ادا کرنے کی عادت نہ پڑی
امیر فیصل: شریف مکہ جس نے انگریزوں کے دمشق پر قابض ہونے کی خوشی میں چراغاں کیا
سنوسی: سید محمد ادریس السنوسی، سنوسیہ تنظیم کے ایک بزرگ جنہوں نے اٹلی کا مقابلہ کرنے کے لیے ترکوں کے ساتھ مل کر ۱۹۱۱ء میں اپنے مریدوں کی ایک فوج تیار کی تھی
نام ونسب کا: اپنے نام اور خاندان کے لحاظ سے
حجازی: حجاز کا رہنے والا، مراد مسلمان
دل کا حجازی: دلی طور پر یعنی صحیح مسلمان
خون جگر: دل کا خون
آمیزش: ملاوٹ، مراد شامل ہونا
اشک: آنسو
پیازی: پیاز کا سا یعنی سرخ
اپدیشک: نصیحتیں کرنے والا
موہ لینا: لبھالینا، مائل کرلینا
گفتار: محض باتیں کرنے کا عمل

بالِ جبریل

اقبالؔ

اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفَسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں
(اقبال)

پُھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر
(بھرتری ہری)

خورشید: سورج

سامان تازہ کرنا: نئے سرے سے تیاری کرنا

نفسِ سوختۂ شام و سحر: مراد وقت / زمانے کی بہت پرانی گردش

تازہ کریں: ہم اس میں کوئی انقلاب لائیں

مردِ ناداں: بے سمجھ انسان

کلامِ نرم و نازک: مراد نرم لہجے والی اور ہلکی پھلکی باتیں

بھرتری ہری: چھٹی صدی عیسوی کے بعد کا ایک ہندو عالم و شاعر، راجہ بکرماجیت کا بھائی

فہرست

غزلیات (حصہ اوّل)

1 میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں 427

2 اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟ 428

3 گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر 429

4 اثر کرے نہ کرے، سُن تو لے مری فریاد 430

5 کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا 431

6 پریشاں ہو کے میری خاک آخر دِل نہ بن جائے 433

7 دِگرگُوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی 434

8 لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی! 435

9 مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تُو 437

10 متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی 438

11 تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ 439

12 ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہُوا لب ریز 440

13 وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی 442

14 اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں 443

15　اک دانشِ نورانی، اک دانشِ بُرہانی 444
16　یارب! یہ جہانِ گزراں خوب ہے لیکن 445

غزلیات (حصہ دوم)

1　سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا 448
2　یہ کون غزل خواں ہے پُر سوز و نشاط انگیز 453
3　وہ حرف راز کہ مجھ کو سِکھا گیا ہے جنوں 454
4　عالمِ آب و خاک و باد، سِرّ عیاں ہے تو کہ مَیں 456
5　تُو ابھی رہ گزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر 457
6　امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی 458
7　پھر چراغِ لالہ سے روشن ہُوئے کوہ و دمن 459
8　مسلماں کے لہُو میں ہے سلیقہ دِل نوازی کا 461
9　عِشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم 462
10　دِل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے 463
11　ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق 464
12　پُوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی 465
13　یہ حوریانِ فرنگی، دِل و نظر کا حجاب 466
14　دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری 467
15　خودی کی شوخی و تُندی میں کِبر و ناز نہیں 468
16　میر سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف 470
17　زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی 471

18　یہ دیرِ کہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک 472
19　کمالِ ترک نہیں آب و گِل سے مہجوری 473
20　عقل گو آستاں سے دور نہیں 475
21　خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں 476
22　یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی 477
23　تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ 478
24　خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں 479
25　نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے 481
26　نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے 482
27　تُو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دُور نہیں 483
28　خِرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ 484
29　افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر 485
30　ہر شے مسافر، ہر چیز راہی 487
31　ہر چیز ہے محوِ خود نمائی 487
32　اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ 488
33　خِرد مندوں سے کیا پُوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے 490
34　جب عشق سِکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی 491
35　مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا 492
36　نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو مَیں رہتا نہیں باقی 493
37　فطرت کو خِرد کے رُوبرو کر 494
38　یہ پیرانِ کلیسا و حرم، اے وائے مجبوری 495
39　تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحر قدیم 496

40　ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں 497
41　ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام 498
42　خودی ہو عِلم سے محکم تو غیرتِ جبریل 499
43　مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟ 500
44　حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے 501
45　رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی 502
46　ہُوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک 503
47　یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یک دانہ 505
48　نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے 506
49　فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک 507
50　کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد 508
51　کی حق سے فرشتوں نے اقبالؔ کی غمازی 509
52　نے مُہرہ باقی، نے مُہرہ بازی 510
53　گرمِ فُغاں ہے جَرس، اٹھ کہ گیا قافلہ 511
54　مِری نَوا سے ہُوئے زندہ عارف و عامی 512
55　ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نَو 513
56　کھو نہ جا اس سَحر و شام میں اے صاحبِ ہوش 514
57　تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی 515
58　ہے یاد مجھے نُکتۂ سلمانِ خوش آہنگ 516
59　فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ 516
60　کمالِ جوشِ جُنوں میں رہا میں گرمِ طواف 518
61　شعور و ہوش و خِرد کا معاملہ ہے عجیب 519

قطعہ (اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے) 520

رُباعیات

1 ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے 428
2 دِلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر 432
3 رہ و رسمِ حرم نامحرمانہ 522
4 ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا 522
5 مکانی ہُوں کہ آزادِ مکاں ہُوں 523
6 خودی کی خلوتوں میں گم رہا ئیں 523
7 پریشاں کاروبارِ آشنائی 523
8 یقیں مثلِ خلیلؑ آتش نشینی 524
9 عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے 524
10 کوئی دیکھے تو میری نَے نوازی 524
11 ہر اک ذرّے میں ہے شاید مکیں دِل 525
12 ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے 525
13 نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری 525
14 خودی کی جلوتوں میں مصطفائی 526
15 نِگہ اُلجھی ہُوئی ہے رنگ و بُو میں 526
16 جمالِ عشق و مستی نَے نوازی 526
17 وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے 527
18 سوارِ ناقہ و محمل نہیں میں 527

19 ترے سینے میں دم ہے، دِل نہیں ہے 527
20 ترا جوہر ہے نوری، پاک ہے تُو 528
21 محبت کا جُنوں باقی نہیں ہے 528
22 خودی کے زور سے دُنیا پہ چھا جا 528
23 چمن میں رختِ گُل شبنم سے تر ہے 529
24 خِرد سے راہرو روشن بصر ہے 529
25 جوانوں کو مری آہِ سَحر دے 529
26 تری دُنیا جہانِ مُرغ و ماہی 530
27 کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں 530
28 وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے 530
29 کبھی آوارہ و بے خانماں عشق 531
30 کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق 531
31 عطا اسلاف کا جذبِ دُروں کر 531
32 یہ نُکتہ مَیں نے سیکھا بوالحسن سے 532
33 خِرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے 532
34 خُدائی اہتمامِ خشک و تر ہے 532
35 یہی آدم ہے سُلطاں بحر و بر کا 533
36 دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے 533
37 رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے 533
38 کھُلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی 534
39 زمانے کی یہ گردش جاودانہ 534
40 حکیمی نامسلمانی خودی کی 534

41　تِرا تن رُوح سے نا آشنا ہے 535
قطعہ　اقبالؔ نے کل اہلِ خیاباں کو سُنایا 535

منظومات

1　دُعا 536
2　مسجدِ قُرطبہ 538
3　قید خانے میں معتمد کی فریاد 549
4　عبدالرحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت 550
5　ہسپانیہ 551
6　طارق کی دعا (اندلس کے میدان جنگ میں) 552
7　لینن (خدا کے حضور میں) 554
8　فرشتوں کا گیت 558
9　ذوق و شوق 560
10　پروانہ اور جگنو 565
11　جاوید کے نام 566
12　گدائی 567
13　مُلّا اور بہشت 568
14　دِین و سیاست 569
15　الارض للہ 570
16　ایک نوجوان کے نام 570
17　نصیحت 572

18　لالۂ صحرا 572

19　ساقی نامہ 574

20　زمانہ 582

21　فرشتے آدم کو جنّت سے رُخصت کرتے ہیں 584

22　رُوحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے 585

23　پیر و مُرید 587

24　جبریل و ابلیس 598

25　اذان 600

26　محبت 602

27　ستارے کا پیغام 602

28　جاوید کے نام 603

29　فلسفہ و مذہب 604

30　یورپ سے ایک خط 605

31　نپولین کے مزار پر 606

32　مسولینی 607

33　سوال 608

34　پنجاب کے دہقان سے 609

35　نادر شاہ افغان 610

36　خوشحال خاں کی وصیّت 611

37　تاتاری کا خواب 612

38　حال و مقام 613

39　ابوالعلا معرّی 614

40　سنیما 614

41　پنجاب کے پیرزادوں سے 615

42　سیاست 616

43　فقر 617

44　خودی 617

45　جُدائی 618

46　خانقاہ 618

47　ابلیس کی عرضداشت 619

48　لہُو 619

49　پرواز 620

50　شیخِ مکتب سے 621

51　فلسفی 621

52　شاہیں 622

53　باغی مُرید 623

54　ہارُون کی آخری نصیحت 623

55　ماہرِ نفسیات سے 624

56　یورپ 624

57　آزادیِ افکار 625

58　شیر اور خچّر 625

59　چیونٹی اور عقاب 626

قطعہ　(فطرت مری مانندِ نسیمِ سحَری ہے) 627

قطعہ　(کل اپنے مُریدوں سے کہا پیرِ مُغاں نے) 627

غزلیات

(حصہ اول)

﴿ ۱ ﴾

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بُت کدۂ صفات میں

حُور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلّیات میں

گرچہ ہے میری جستجو دَیر و حرم کی نقش بند
میری فغاں سے رَستخیز کعبہ و سومنات میں

گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود
گاہ اُلجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں

تُو نے یہ کیا غضب کیا، مجھ کو بھی فاش کر دیا
مَیں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!

نوائے شوق: مراد عشق حقیقی میں ڈوبی ہوئی جذبوں سے پُر شاعری

حریمِ ذات: خدا تعالیٰ کی ذات اقدس کا ٹھکانا / عرش

غُلغلہ: شور، ہنگامہ

الاماں: پناہ، خدا کی پناہ

بُت کدۂ صفات: یہ کائنات جس میں اہلِ بصیرت کو خدا کی مختلف صفتیں نظر آتی ہیں

اَسیر: قیدی

تخیلات: جمع تخیل، ذہن میں آئے ہوئے خیالات

خَلل: فتور، رَخنہ

تجلّیات: جمع تجلّی، خدا کے جلوے

جستجو: تلاش، تحقیق

دَیر و حرم: مندر اور کعبہ، کفر اور اسلام، مختلف دین

نقشبند: صورت گر، کسی شے کو شکل دینے والی

فُغاں: فریاد، مراد فکر انگیز شاعری

رَستخیز: قیامت، ہنگامہ

کعبہ و سومنات: مراد تمام اسلامی اور کفر کے حلقے

گاہ: کبھی

دلِ وجود: کائنات کا باطن / اندر

توہمات: جمع توہّم، وسوسے، شک، گمان

فاش کرنا: ظاہر کرنا

اُلجھ کے رہ جانا: اٹک کر (پھنس کر) رہ جانا

سینۂ کائنات: کائنات کا دل

۲

اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی
خطا کس کی ہے یارب! لامکاں تیرا ہے یا میرا؟

اُسے صبحِ ازل انکار کی جُرأت ہوئی کیونکر؟
مجھے معلوم کیا، وہ رازداں تیرا ہے یا میرا؟

محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے — بتا، کیا تُو مرا ساقی نہیں ہے؟
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم — بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے

کج رو: ٹیڑھا چلنے والے
ہنگامہ ہائے شوق: اشتیاق یا تمناؤں اور آرزوؤں کے ہنگامے / شور
لامکاں: مراد اوپر کی دنیا یعنی عالمِ قُدس
صبحِ ازل: جب یہ کائنات تخلیق کی گئی
حرفِ شیریں: میٹھا یعنی عمدہ لفظ
ترجماں: ترجمانی کرنے والا، نمائندگی کرنے والا

کوکب: ستارہ، مراد انسان
تابانی: چمک
آدمِ خاکی: مراد انسان
زیاں: نقصان، گھاٹا
شیشہ: صُراحی، شراب کی صُراحی
بخیلی: کنجوسی
رزّاقی: بہت رزق دینے کا عالم

﴿ ۳ ﴾

گیسوئے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر
ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر

عشق بھی ہو حجاب میں، حسن بھی ہو حجاب میں
یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر

تُو ہے محیطِ بے کراں، میں ہُوں ذرا سی آبجو
یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بے کنار کر

میں ہُوں صدَف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہُوں خزف تو تُو مجھے گوہر شاہوار کر

نغمۂ نَو بہار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
اس دمِ نیم سوز کو طائرکِ بہار کر

گیسوئے تابدار: پیچ یا بل کھائی ہوئی زلفیں جو دلکشی کی علامت ہیں
تابدار کرنا: بل دینا، مزید دلکش بنانا
خِرد: عقل
قلب و نظر: دل اور نظر
شکار کرنا: موہ لینا
حجاب میں ہونا: پردے میں یا چھپے ہونا
آشکار ہونا: ظاہر ہونا، سامنے آنا
مُحیطِ بے کراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نظر نہ آئے
آبجو: ندی
ہمکنار کر: مراد خود میں سمولے
بے کنار کر: وسیع یا گہرا کر دے
صدَف: سیپی
آبرو: چہرے کی چمک، مراد عزت
خزف: ٹھیکری، کنکر
گوہر شاہوار کر: بادشاہوں کے لائق موتی بنا، مراد اپنی بارگاہ میں مقبول فرما
نغمۂ نو بہار: تازہ بہار کا نغمہ، مراد ملت اسلامیہ کا پھر سے عروج، مراد مذکورہ عروج کی خوشخبری دینے والا
دمِ نیم سوز: مراد ملت کی ناکامیوں کے سبب جلا ہوا دل / شاعری

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں؟
کارِ جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل
آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر

﴿ ۴ ﴾

اثر کرے نہ کرے، سُن تو لے مِری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

یہ مُشتِ خاک، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ سِتم، تیری لذّتِ ایجاد!

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل
یہی ہے فصلِ بہاری، یہی ہے بادِ مراد؟

حکمِ سفر: مراد حضرت آدمؑ کو جنت سے زمین پر اُترنے کا حکم
کارِ جہاں: اس دنیا کے معاملے / کاروبار
دراز ہے: پھیلا ہوا ہے، طویل ہے
روزِ حساب: قیامت کا دن
دفترِ عمل: وہ کتاب جس میں انسان کے نیک اور بُرے عمل درج ہونگے

داد: انصاف، تعریف
طالِب: مانگنے / چاہنے والا
بندۂ آزاد: آزاد، غلامی کی زندگی بسر نہ کرنے والا
مُشتِ خاک: مُٹھی بھر مٹی، انسان
صَرصَر: آندھی
وُسعت: پھیلاؤ
اَفلاک: جمع فلک، آسمان
سِتم: ظُلم، سختی
لذّتِ ایجاد: مُراد خدا کا اس کائنات کو پیدا کرنے کا ذوق و شوق۔ حدیث قُدسی ہے: "میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے خود کو دیکھنا چاہا تو کائنات پیدا کر دی"
ہوائے چمن: چمن کی فضا
خیمۂ گل: پھول کا خیمہ
نہ ٹھہرنا: مراد فانی اور عارضی ہونا
فصلِ بہاری: موسم بہار
بادِ مُراد: خواہش کے مطابق چلنے والی ہوا

قصوروار، غریب الدیار ہُوں لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کرسکے آباد

مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہانِ بے بنیاد

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
وہ گُلِستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد

مقامِ شوق ترے قُدسیوں کے بس کا نہیں
اُنھی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

﴿ ۵ ﴾

کیا عشق ایک زندگی مستعار کا
کیا عشق پائدار سے ناپائدار کا

قصوروار: خطاکار
غریب الدیار: پردیسی، انسان کا اصل ٹھکانا دوسری دنیا میں ہے گویا یہاں وہ پردیسی ہے
خرابہ: ویرانہ، مراد یہ دُنیا
جفا طلبی: سخت کوشی، سختیوں میں خوش رہنے کی حالت
دشتِ سادہ: مراد یہ دنیا جو ویران تھی، انسان نے آکر اس میں رونقیں پیدا کیں
جہانِ بے بنیاد: مراد عارضی و فانی دنیا
گھات میں ہونا: تاک میں ہونا
صیاد: شکاری
مقامِ شوق: عشق کی منزل
قُدسی: مراد فرشتہ
بس میں ہونا: قابو میں ہونا
زیاد: زیادہ

زندگی مُستعار: مراد فانی اور عارضی زندگی
پائدار: مضبوط، اپنی جگہ برقرار، غیر فانی، خدا
ناپائدار: مراد فانی، انسان

وہ عشق جس کی شمع بُجھادے اجل کی پُھونک
اُس میں مزا نہیں تپش و انتظار کا

میری بساط کیا ہے، تب و تابِ یک نفَس
شُعلے سے بے محل ہے اُلجھنا شرار کا

کر پہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دِلِ بے قرار کا

کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو
یارب، وہ درد جس کی کسک لازوال ہو!

دِلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تُو نے
اُسے بازُوئے حیدرؓ بھی عطا کر

اَجَل: موت
تپش: حرارت، گرمی
بساط: حیثیت، اَوقات
تب و تاب: مراد چمک، جگنو کی سی عارضی چمک
یک نفس: ایک پل، وقتی
بے محل: بے موقع، نامناسب
اُلجھنا: مراد ٹکر لینا
شرار: چنگاری، مراد انسان
زندگیٔ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
دلِ بے قرار: عشق کے سبب بے قراری کا شکار دل
کھٹک: چبھن، خلش
لازوال: جسے فنا نہیں
کسک: ٹیس
مہر و وفا: محبت اور خلوص
حریمِ کبریا: خدائی عظمت کی منزل
نانِ جویں: جَو کی روٹی جو حضرت علیؓ کو پسند تھی
بازوئے حیدرؓ: مراد حضرت علیؓ کی سی قوت، خیبر جیسے کفر کے قلعہ کو توڑنے والی قوت

﴿ ۶ ﴾

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے
جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے

نہ کر دیں مجھ کو مجبورِ نوا فردوس میں حوریں
مرا سوزِ دَروں پھر گرمیٔ محفل نہ بن جائے

کبھی چھوڑی ہُوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو
کھٹک سی ہے جو سینے میں غمِ منزل نہ بن جائے

بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجھ کو
یہ میری خود نِگہداری مرا ساحل نہ بن جائے

کہیں اس عالمِ بے رنگ و بُو میں بھی طلب میری
وہی افسانۂ دُنبالۂ محمل نہ بن جائے

پریشاں ہونا: پھیل جانا، منتشر ہونا
مجبورِ نوا: نغمہ الاپنے یا عشقِ الٰہی کی باتیں کرنے پر مجبور
فردوس: بہشت
سوزِ دروں: دل کی گرمی جو نتیجہ ہے عشق کا
گرمیٔ محفل: محفل کے لیے رونق
چھوڑی ہوئی منزل: مراد بہشت جہاں سے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا گیا
راہی: مسافر، انسان
کھٹک: چبھن، خلش
دریائے ناپیدا کراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، عشق کے سبب انسان کا لامحدود ہو جانا
خود نگہداری: اپنی ذات پر نظر رکھنا، خدا کے عشق میں پوری طرح محو نہ ہونا
ساحل: کنارہ، مراد پھیلاؤ میں رکاوٹ
عالمِ بے رنگ و بو: یہ دنیا
طلب: مانگ، خواہش
افسانۂ دنبالۂ محمل: محمل کے پیچھے پیچھے چلنے کی داستاں، ایک دفعہ مجنوں نے لیلیٰ کو خط بھیجا، لیکن ساتھ ہی قاصد کے پیچھے پیچھے ہو لیا کہ لیلیٰ سے یہ کہنا، لیلیٰ سے وہ کہنا، یہاں تک کہ خود لیلیٰ کی منزل کے قریب پہنچ گیا

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے

﴿ ۷ ﴾

دِگرگوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی
دلِ ہر ذرہ میں غوغائے رستا خیز ہے ساقی

متاعِ دین و دانش لُٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

وہی دیرینہ بیماری، وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا
کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی

آدمِ خاکی: اِنسان
انجم: جمع نجم، ستارے
سہم جانا: ڈر جانا
ٹوٹا ہوا تارا: انسان جسے بہشت سے بے دخل ہونا پڑا
مہِ کامل: مکمل چاند

دِگرگوں: الٹ پلٹ، بدلا ہوا
ساقی: شراب پلانے والا، محبوب
غوغا: شور، ہنگامہ
رَستاخیز: قیامت
مَتاع: پونجی، دولت
دین و دانش: مراد دین و دنیا سب کچھ
کافر ادا: انتہائی دلکش اداؤں والا محبوب
غمزہ: ناز، ادا، نخرا
خون ریز: خون گرانے والا، مراد عاشقوں کو پوری طرح خود میں محو کر دینے والا
دیرینہ: پرانی
نامحکمی: مراد بے قراری یعنی پکا یقین نہ ہونے کی حالت
آبِ نشاط انگیز: سرور یا نشہ لانے والی شراب، مراد آغاز اسلام والا جوش و جذبہ اور عشقِ الٰہی
حرم: مراد ملتِ اسلامیہ
سوز آرزو: اعلیٰ مقاصد کے حصول کی گرمی / جذبہ
پَیدائی: ظاہر ہونے کی حالت، سامنے آنا
حجاب آمیز: پردے یعنی کائنات کے مظاہر میں چھپی ہوئی

نہ اُٹھا پھر کوئی رومیؔ عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گِل ایراں، وہی تبریز ہے ساقی

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

فقیر راہ کو بخشے گئے اسرارِ سُلطانی
بہا میری نوا کی دولتِ پرویز ہے ساقی

﴿ ۸ ﴾

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی!

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

رُومی: مولانا روم (وفات بمقام قونیہ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء)
عجم: مراد ایران، غیر عرب علاقے
لالہ زار: جہاں لالہ کے پھول ہوں، مراد سرزمین
آب و گِل ایراں: مراد ایران کی سرزمین
تبریز: شمس تبریزی، مرشد رومی، تبریز کے باشندے تھے
انہوں نے رومی میں ایک عظیم تبدیلی پیدا کی
کِشتِ ویراں: غیر پیداواری کھیتی، مراد ملت اسلامیہ جو جہد و عمل سے بیگانہ ہو کر غلامی کی زندگی بسر کر رہی ہے
نم: نمی، مراد رحمتِ خداوندی
یہ مٹی: مراد ملتِ اسلامیہ
فقیر راہ: مراد خود علامہ اقبال

اَسرارِ سُلطانی: بادشاہی / حکمرانی کے بھید
بہا: قیمت
نوا: نغمہ، مراد شاعری
دولتِ پرویز: ایران کے ایک قدیم عظیم بادشاہ خسرو پرویز کی حکومت، مراد باعظمت حکمرانی

وہی بادہ و جام: مراد آغاز اسلام والا جوش، جذبہ اور جہد و عمل
میرا مقام: یعنی ملت اسلامیہ کا مقام
ہند کے میخانے بند: مُراد برصغیر غلامی میں مبتلا ہے
فیض: فائدہ یا نفع پہنچانے کی کیفیت

مری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام اے ساقی

شیر مَردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی

عشق کی تیغِ جگر دار اُڑا لی کس نے؟
عِلم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

سینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگِ دوام اے ساقی

تُو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!

مینائے غزل: غزل کی صراحی، مراد شاعری جس میں عشق خدا اور رسولؐ ہے

شیخ: نام نہاد مُلّا

شیر مرد: دلیر لوگ / مومن جنہوں نے حق کی تلاش و تحقیق میں مصیبتیں برداشت کیں

بیشۂ تحقیق: تحقیق یعنی دینی مسائل کی حقیقت جاننے کا ذوق وشوق (بیشہ: جنگل)

تہی: خالی، مراد وہ بات نہیں رہی

صوفی و مُلّا کے غلام: مُراد اُن مذہبی رہنماؤں کے پیروکار جو خود تحقیق سے بے خبر اور صرف لکیر کے فقیر ہیں

عشق کی تیغِ جگر دار: مراد جوش و جذبہ سے پُر عشق حقیقی

اُڑالی: چُرالی، مراد وہ جوش و جذبہ ختم ہو گیا

عِلم: فلسفہ، حکمت

نیام: تلوار کا غلاف

سوزِ سخن: شعر یا بات میں جذبوں کی گرمی

عینِ حیات: سراسر زندگی، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی

مرگِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی موت

مہتاب: چاندنی

ماہِ تمام: پورا چاند، مراد علم اور عمل کی شراب

﴿ ۹ ﴾

مِٹادیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو
پِلا کے مجھ کو مے لاَ اِلٰہ اِلاَّ ھُو،

نہ مے، نہ شعر، نہ ساقی، نہ شورِ چنگ و رباب
سکُوتِ کوہ و لبِ جُوے و لالۂ خودرَو!

گدائے میکدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو!

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدُو

میں نُونیاز ہوں، مجھ سے حجاب ہی اَولیٰ
کہ دل سے بڑھ کے ہے میری نگاہ بے قابو

عالم من و تو: مراد میں اور تُو کی تفریق، خود میں اور دوسرے میں فرق کی حالت
مے "لا الٰہ اِلاّ ھو": "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" کی شراب
چنگ: باجا
رَباب: ایک ساز، سارنگی
سکوت کوہ: پہاڑ پر چھائی ہوئی خاموشی
لبِ جُوے: ندی کا کنارہ
لالۂ خودرَو: خود بخود اگا ہوا (بغیر کاشت کیے) لالہ کا پھول
گدائے میکدہ: شراب خانے کا فقیر، مراد توحید پرست
شانِ بے نیازی: کسی بھی شے کی پروانہ ہونے کی شان
چشمۂ حیواں: آبِ حیات کا افسانوی چشمہ، جس کا پانی پی کر آدمی ہمیشہ زندہ رہتا ہے
سبو: مٹکا
سبوچہ: چھوٹا مٹکا
غنیمت ہے: بہتر ہے، مناسب ہے
کدو: مراد بڑا پیالہ
صوفیوں کے کدو خالی ہیں: مراد گوشہ یا خانقاہ نشینی کے سبب صوفی جہد و عمل اور عملی جذبوں سے محروم ہیں
نونیاز: نیا نیا عاجزی کرنے والا، مراد نیا نیا عاشق
حجاب: پردہ، آڑ
اولیٰ: بہتر
بے قابو: جو اختیار میں نہ ہو

اگرچہ بحر کی موجوں میں ہے مقام اس کا
صفائے پاکیٔ طینت سے ہے گہر کا وضو

جمیل تر ہیں گل و لالہ فیض سے اس کے
نگاہِ شاعر رنگیں نوا میں ہے جادو

۱۰

متاعِ بے بہا ہے دَرد و سوز آرزومندی
مقامِ بندگی دیکر نہ لوں شانِ خداوندی

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا، نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی

حجاب اِکسیر ہے آوارۂ کوئے محبت کو
مِری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی

گزر اوقات کرلیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لیے ذلّت ہے کارِ آشیاں بندی

صفائے پاکیٔ طینت: مراد باطن / اندر کا ہر آلودگی سے صاف ہونا
گہر کا وضو: پانی میں رہنے کے سبب موتی کے لیے وضو کا لفظ استعمال کیا ہے
شاعرِ رنگیں نوا: ایسا شاعر جس کی شاعری پُر تاثیر ہے

متاعِ بے بہا: بہت قیمتی پونجی / سرمایہ
دردوسوز: اعلیٰ جذبوں کی حرارت
آرزومندی: اعلیٰ مقاصد رکھنا، جن کے حصول کے لئے عمل اور جدوجہد کرنا پڑتی ہے
مقامِ بندگی: بندہ ہونے کا مرتبہ
حجاب: پردہ، رکاوٹ، آڑ
اکسیر ہے: بیحد مفید ہے، اکسیر ایک روایتی چٹکی ہے جس سے تانبے کو سونا بنالیتے ہیں
آوارۂ کوئے محبت: کوچہ محبت میں بے مقصد گھومنے والا
بھڑکانا: تیز کرنا
دیر پیوندی: دیر سے وابستہ ہونا / تعلق قائم کرنا
کارِ آشیاں بندی: گھونسلا بنانے کا کام،

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سِکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟

زیارت گاہِ اہلِ عزم و ہمّت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو میں نے بتایا رازِ الوندی

مِری مشاطگی کی کیا ضرورت حُسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حِنابندی

﴿ ۱۱ ﴾

تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ؟
وہ ادب گہِ محبّت، وہ نِگہ کا تازیانہ

یہ بُتانِ عصرِ حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ، نہ تراشِ آزرانہ

فیضانِ نظر: نظر یا توجہ کا فیض / مہربانی
مکتب کی کرامت: مدرسے کا غیر معمولی کارنامہ، مراد ظاہری علم کے بس کی بات نہیں (اشارہ ہے واقعہ قربانی کی طرف)
آدابِ فرزندی: بیٹا ہونے کے طور طریقے۔ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خواب میں حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کرنے کا ذکر کیا تو حضرت اسمٰعیلؑ نے فوراً خواب کو پورا کرنے کی خاطر اپنا آپ پیش کر دیا
اہلِ عزم وہمت: جدّوجہد اور عمل کے جذبہ سے سرشار لوگ
خاکِ راہ: راستے کی مٹی، کمزور یا حقیر شے، غلام قوم
رازِ الوندی: الوند (ایران کا پہاڑ) یعنی پہاڑ جیسی قوت کا راز

حُسنِ معنی: شاعری میں اچھے اور اعلیٰ مضامین
مشاطگی: سجانے، آراستہ کرنے کا عمل
لالے کی حنابندی: لالہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اسے مہندی لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی، مراد شعر میں ظاہری آراستگی

ادب گہِ محبت: مراد عشق کے آغاز کے دن
بُتانِ عصرِ حاضر: مراد جدید مغربی انداز کی تعلیم (جس میں مادہ پرستی پر زور ہے) حاصل کرنے والے نوجوان
ادائے کافرانہ: مراد باطنی حُسن، جذبہ روحانیت یا عشق حقیقی
تراشِ آزرانہ: (حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کے مشہور بت تراش) کی سی ماہرانہ بناوٹ، مراد ظاہری کمال (بھی نہیں)

نہیں اس کھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے، نہ قفس نہ آشیانہ

رگِ تاک منتظر ہے تری بارشِ کرم کی
کہ عجم کے مے کدوں میں نہ رہی مئے مغانہ

مرے ہم صفیر اسے بھی اثرِ بہار سمجھے
انھیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ

مرے خاک و خوں سے تُو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صِلۂ شہید کیا ہے؟ تب و تابِ جاودانہ

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گِلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ

﴿ ۱۲ ﴾

ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہُوا لب ریز
اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑدی پرہیز

گوشۂ فراغت: سکون اور آرام کا کونا
قفس: پنجرہ
رگِ تاک: انگور کی بیل، مراد ملت اسلامیہ
بارشِ کرم: مہربانی کی بارش، عنایت کی نظر
عجم: مراد ایران
مے کدے: شراب خانے، مراد اسلامی جذبے پیدا کرنے والے ادارے
مئے مُغانہ: مراد اسلامی خیالات اور جذبے
ہم صفیر: ہم آواز، ہم زبان، مراد برصغیر کے مسلمان شاعر

نوائے عاشقانہ: عشقیہ اشعار
تب و تاب جاودانہ: ہمیشہ ہمیشہ کی بیقراری یا آتش عشق کی حرارت کی کیفیت
بندہ پروری: بندوں کو نوازنے کی کیفیت، بندوں پر مہربانی

ضمیرِ لالہ: لالہ کا باطن / اندر
مئے لعل: سُرخ شراب
لبریز: بھرا ہوا، پُر، (مراد بہار آگئی)
پرہیز توڑنا: مراد توبہ توڑنا

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
کیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز

پُرانے ہیں یہ ستارے، فلک بھی فرسُودہ
جہاں وہ چاہیے مجھ کو کہ ہو ابھی نَوخیز

کسے خبر ہے کہ ہنگامۂ نشور ہے کیا
تری نگاہ کی گردش ہے میری رستاخیز

نہ چھین لذّتِ آہِ سحر گہی مجھ سے
نہ کر نِگہ سے تغافل کو التفات آمیز

دِلِ غمیں کے موافق نہیں ہے موسمِ گل
صدائے مُرغِ چمن ہے بہت نشاط انگیز

حدیثِ بے خبراں ہے، "تو با زمانہ بساز"
☆ زمانہ با تو نسازد، تو با زمانہ ستیز

بساط: کوئی سی چیز جو بچھائی جائے، دری، قالین، چٹائی
فقیر: مراد بے حیثیت انسان، مفلس
وارثِ پرویز: بادشاہ خسرو پرویز کا وارث، مراد بہت بڑی سلطنت و عظمت کا/ کے مالک
فرسودہ: گھسا ہوا، بہت پُرانا/ قدیم
نوخیز: نیا نیا وجود میں آیا ہوا
ہنگامۂ نشور: قیامت کا ہنگامہ
نگاہ کی گردش: دل کش انداز میں نظریں گھمانے کی حالت
رستاخیز: قیامت
آہِ سحر گہی: صبح سویرے اٹھ کر خدا کے حضور گڑگڑانا/ عاجزی کا اظہار کرنا
تغافل: جان بوجھ کر بے توجہی کرنا
اِلتفات آمیز: جس میں توجہ شامل ہو
دلِ غمیں: غمگیں دل
موسمِ گل: موسم بہار
موافق: سازگار
مرغِ چمن: باغ کا پرندہ یعنی بُلبل
نشاط انگیز: مَسرّت/ خوشی بخش
حدیثِ بے خبراں: ناسمجھ لوگوں کی بات
"تو با زمانہ بساز": تو زمانے کے ساتھ موافقت کر

☆ اگر زمانہ تیرے ساتھ موافقت نہیں کرتا تو تُو بھی زمانے کے ساتھ لڑ/ جنگ کر۔

۱۳

وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی
مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نَے نوازی

میں کہاں ہوں تُو کہاں ہے؟ یہ مکاں کہ لامکاں ہے؟
یہ جہاں مرا جہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی،

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومیؔ، کبھی پیچ و تابِ رازیؔ

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

نہ زباں کوئی غزل کی، نہ زباں سے باخبر میں
کوئی دِل کشا صدا ہو، عجمی ہو یا کہ تازی

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی

کم نصیبی: بے نصیبی
بے نیازی: مراد بے توجہی، بے پروائی
کمال: مہارت
نَے نوازی: بانسری بجانا، مراد شاعری
مکاں: مراد یہ کائنات
لامکاں: عالمِ بالا
کرشمہ سازی: ناز و ادا کی کیفیت
سوز و سازِ رومی: مولانا روم کا سا عشقیہ جوش و جذبہ
پیچ و تابِ رازی: مشہور فلسفی امام فخر الدین رازی (وفات ۱۲۱۰ء) کی سی مختلف فلسفیانہ مسئلوں کو حل کرنے کی بیقراری
کرگس: گدھ
شاہبازی: شاہباز کی سی بلند پروازی اور شکار کرنے میں عزم و ہمت
دل کشا صدا: پُر تاثیر آواز / شاعری
عجمی: ایرانی، فارسی
تازی: عربی
امتیاز: فرق، تمیز
تیغ بازی: تلوار چلانا

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

۱۴

اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
آب و گِل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں

بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

کارواں سے ٹوٹنا: قافلے سے جدا ہو جانا، مراد ملت سے جدا ہو جانا
بدگماں: دل میں شک رکھنے والا
امیرِ کارواں: قافلہ سالار / قافلے کا سربراہ، قومی رہنما
خوئے دل نوازی: دل موہ لینے کی عادت

.....

جولاں گاہ: دوڑنے یا گھوڑا دوڑانے کا میدان
زیرِ آسماں: مراد دنیا
آب و گِل کا کھیل: مراد یہ فانی اور مادی دنیا
مَیں: مراد انسان
بے حجابی: بے پردہ ہونا، سامنے آنا، مراد کائنات میں خدا کے جلوے مختلف صورتوں میں نظر آنا
طلسم: جادو
ردائے نیلگوں: نیلی چادر، آسمان
کارواں: قافلہ، مراد آسمانی مخلوق، چاند ستارے وغیرہ
پیچ و خم: موڑ، راستے کے موڑ اور چکّر
مہر و ماہ و مُشتری: سورج اور چاند اور مُشتری
ہم عناں: سفر میں ساتھ چلنے والے
جست: چھلانگ
قصہ تمام کر دیا: بات ختم کر دی، بحث ختم ہو گئی
بے کراں: بہت وسیع جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، ان اشعار میں دراصل حضور اکرمؐ کے واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے

کہہ گئیں رازِ محبت پردہ داریہائے شوق
تھی فغاں وہ بھی جسے ضبطِ فغاں سمجھا تھا میں

تھی کسی درماندہ رہرو کی صدائے دردناک
جس کو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں

۱۵

اک دانشِ نُورانی، اک دانشِ بُرہانی
ہے دانشِ بُرہانی، حیرت کی فراوانی

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تُو نے ہی سِکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی

ہو نقش اگر باطل، تکرار سے کیا حاصل؟
کیا تجھ کو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی؟

پردہ داری: چھپے ہونے کی حالت
شوق: عشق
فُغاں: فریاد، آہ
ضبطِ فُغاں: فریاد پر قابو پانے کی حالت
درماندہ رہرو: پیچھے رہا ہوا مسافر
صدائے دردناک: ایسی آواز یا فریاد جس میں درد، کسک ہو
رحیلِ کارواں: قافلے کی روانگی / کوچ

دانشِ نورانی: نُور والی عقل، مراد عشق حقیقی
دانشِ بُرہانی: دلیلوں والی عقل، فلسفہ و حکمت
حیرت: حیرانی، کسی چیز / مسئلے میں کھوئے رہنے کی حالت
پیکرِ خاکی: مٹی کا جسم، مراد انسانی جسم
اِک شے: ایک چیز، مراد دل
غزل خوانی: غزل پڑھنا، مراد شاعری
نقش: تصویر
تکرار: دُہرانا
خوش آنا: اچھا لگنا، پسند آنا
آدم: انسان

مجھ کو تو سِکھادی ہے افرنگ نے زِندیقی
اس دَور کے مُلّا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی!

تقدیر شکن قُوّت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زِندانی

تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی، دونوں کے صنم فانی

﴿ ۱۶ ﴾

یا رب! یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہُنر مند؟

گو اس کی خُدائی میں مہاجن کا بھی ہے ہاتھ
دنیا تو سمجھتی ہے فرنگی کو خداوند

☆ تو برگِ گیا ہے ندہی اہلِ خرد را
او کِشتِ گل و لالہ بخشد بہ خرے چند

زندیقی: بے دینی، ظاہر میں ایمان باطن میں کفر ہونا
ننگِ مسلمانی: مسلمانوں کے لیے باعثِ شرم
تقدیر شکن: تقدیر کو توڑنے والی، مراد جدوجہد سے اپنی تقدیر آپ بنانے کا عمل
تقدیر کا زندانی: تقدیر کا قیدی، مُراد بے عمل
صنم خانہ: بت خانہ، مراد وہ اشیا جو خدا کی راہ میں رکاوٹ بنیں
خاکی: مٹی کے، مراد جلد ٹوٹ یعنی مِٹ جانے والے

جہانِ گذراں: فانی دنیا
مردان: جمع مرد، انسان، باہمت انسان
صفا کیش: پاک دل والے
ہنر مند: فن والے، مراد بہت سی خوبیوں والے
خدائی: حکومت
مہاجن: بنیا، ہندو

☆ تو عقل والوں کو گھاس کی ایک پتی یعنی معمولی شے بھی نہیں دیتا جبکہ وہ (انگریز) چند گدھوں کو گلاب اور لالہ کی کھیتی عطا کر دیتا ہے۔ (غالباً کشمیر کی فروخت کی طرف اشارہ ہے)

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز مَوعظہ و پند

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسّر
تاویل سے قُرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

فردوس جو تیرا ہے، کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند

مدّت سے ہے آوارۂ افلاک مرا فکر
کردے اسے اب چاند کی غاروں میں نظر بند

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی
خاکی ہُوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند

درویش خدا مست نہ شرقی ہے، نہ غربی
گھر میرا نہ دِلّی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے اَبلہِ مسجد ہُوں، نہ تہذیب کا فرزند

کباب و مے گلگوں: کباب اور سرخ شراب، عیش و نشاط کی چیزیں
بجز: سوائے
موعظہ و پند: وعظ اور نصیحت
حق: سچے، درست
مُفسّر: تفسیر یعنی تشریح کرنے والے
تاویل: مراد اپنے مطلب کے معنی نکالنا
پاژند: آتش پرستوں کی دینی کتاب ژند کی تفسیر

قریہ: آبادی، شہر، قصبہ
آوارۂ افلاک: آسمانوں پر گھومنے والا، مُراد بلند فکر
جوہر ملکوتی: فرشتوں کی سی خوبیاں / صفات
خاکی: خاک کا بنا ہوا
پیوند: تعلق، واسطہ
شرقی: مشرقی علاقہ / دنیا
ابلہ مسجد: مسجد کا احمق / سادہ لوح، مراد نام نہاد مُلّا
تہذیب کا فرزند: مراد جدید یورپی تہذیب کا پیرو

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
مَیں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش
خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند

ہُوں آتشِ نمرود کے شُعلوں میں بھی خاموش
مَیں بندۂ مومن ہوں، نہیں دانۂ اسپند

پُرسوز و نظر باز و نِکو بین و کم آزار
آزاد و گرفتار و تہی کِیسہ و خورسند

ہر حال میں میرا دِل بے قید ہے خُرم
کیا چھینے گا غُنچے سے کوئی ذوقِ شکر خند!

چُپ رہ نہ سکا حضرتِ یزداں میں بھی اقبالؔ
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند!

اپنے بھی: اپنی قوم
زہر ہلاہل: فوراً ہلاک کر دینے والا زہر
قند: شکر، مراد میٹھا، کھانڈ
بندۂ حق بیں: حقیقت پر نظر رکھنے والا
حق اندیش: حقیقت کے بارے میں سوچنے والا
خاشاک کا تودہ: مٹی کا ڈھیر، مراد کمزور سی شے
کوہِ دماوند: دماوند (ایران کا ایک پہاڑ) پہاڑ، مراد اپنی جگہ سے نہ ہلنے والی شے
آتشِ نمرود: بادشاہ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو جس آگ میں ڈالا، مراد غیر اسلامی ماحول
دانۂ اسپند: ہرمل کا دانہ جسے آگ میں ڈالیں تو چٹخنے لگتا ہے
پُرسوز: عشق کی حرارت و گرمی سے پُر
نظرباز: مُراد مشاہدے کی گہری نظر والا
نکوبیں: اچھا یعنی بغور دیکھنے اور سوچنے والا
کم آزار: دوسروں کو تکلیف نہ پہنچانے والا
گرفتار: پکڑا ہوا، مراد قوم کی حالت پر دِل گرفتہ
تہی کیسہ: خالی جیب والا، کنگال
خورسند: خوش، حال مست
دلِ بے قید: مادی الجھنوں سے آزاد دل
خُرم: خوش، تروتازہ
ذوقِ شکر خند: میٹھی ہلکی سی مسکراہٹ کا ذوق، کلی کھلنے کا دل کش انداز
حضرتِ یزداں: خدا کے حضور / دربار میں
بندۂ گستاخ: بے ادب بندہ، مراد مُنہ پر کھل کر بات کرنے والا

حصہ دوم

﴿۱﴾

اعلیٰ حضرت شہید امیر المؤمنین نادر شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے لطف و کرم سے نومبر ۱۹۳۳ء میں مصنف کو حکیم سنائی غزنویؒ کے مزارِ مقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہ چند افکارِ پریشاں جن میں حکیم ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے، اُس روزِ سعید کی یادگار میں سپردِ قلم کیے گئے:

☆ "ما از پئے سنائی و عطار آمدیم"

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
غلط تھا اے جُنوں شاید ترا اندازۂ صحرا

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بُو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تُو سمجھا نہ مَیں سمجھا

نگہ پیدا کر اے غافل تجلّی عینِ فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا

سمانا: جگہ پانا، بسنا
پہنائے فطرت: مراد کائنات کی وسعت / پھیلاؤ
سَودا: جنون، دیوانگی
جنون: دیوانگی

طلسمِ رنگ و بو: مراد اس کائنات / دنیا کا جادو
توحید: خدا کی وحدت، صرف ایک معبود کا تصور
نِگہ: نگاہ، مراد بصیرت
عینِ فطرت: مکمل طور پر قدرت، عالمِ تخلیق

☆ (یہ مصرع مولانا روم کا ہے) 'ہم سنائی اور عطار کے بعد آئے ہیں'۔ سنائی، ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی، غزنی کے مشہور صوفی شاعر (وفات ۱۱۳۱ء) عطار، نام محمد، لقب فرید الدین، تخلص عطار۔ یہ بھی مشہور صوفی اور فارسی کے شاعر ہیں (۲۶۔اپریل ۱۲۳۰ء کو شہید ہوئے)

رقابت علم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاج کی سُولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں، غلامی میں
زِرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اَولیٰ!

بہت دیکھے ہیں مَیں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا
نہ ایراں میں رہے باقی، نہ تُوراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر و کسریٰ

رقابت: کینہ، حسد
عرفاں: خدا کی معرفت، روحانیت
غلط بینی: غلط دیکھنا، غلط اندازے لگانا
مِنبر: جس پر کھڑے ہو کر مولوی وعظ کرتے ہیں، یہاں مراد علمائے ظاہر، روحانیت سے بے بہرہ
حلّاج: مراد منصور حلاج، جنہیں "انا الحق" کہنے پر سولی پر لٹکا دیا گیا تھا
زرہ: ڈھال
اِستغنا: بے نیازی، دنیاوی چیزوں کی طرف توجہ نہ دینا
جبریل: حضرت جبرئیلؑ، مراد کوئی بھی مقرّب فرشتہ
جذب و مستی: عشقِ خداوندی میں کھوئے رہنے کی حالت
تن آساں: سُست مزاج، آرام طلب
عرشی: مراد فرشتے
طواف: کسی شے کے گرد چکر لگانا

مشرق و مغرب کے میخانے: مراد مشرقی اور مغربی ملکوں کی درس گاہیں / تعلیمی ادارے
ساقی: مراد صحیح استاد، مُصلح
یہاں: مراد مشرقی ملکوں میں
پیدا: ظاہر
بے ذوق: بے مزہ، مراد مادیت پر زیادہ زور ہے
صہبا: شراب، مراد تعلیم
فقر: عشقِ خداوندی میں باطل قوتوں سے بے خوفی
قیصر: روم کے بادشاہوں کا لقب، مراد بڑے بڑے بادشاہ
کِسریٰ: اسلام سے قبل کے ایرانی بادشاہوں کا لقب، مراد بڑے بڑے حکمران، بڑی بڑی حکومتیں

یہی شیخِ حرم ہے جو چُرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بُوذرؓ و دَلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ

حضورِ حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے
☆ "گرفتہ چینیاں احرام و مکّی خفتہ در بطحا"

لبالب شیشۂ تہذیبِ حاضر ہے مئے "لا" سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ "اِلا"

دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بہت نیچے سُروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا

شیخ حرم: اسلام کا ظاہری عالم
گلیم بوذرؓ: بوذرؓ کی کملی، مراد حضور اکرمؐ کے قریبی صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کا زہد اور پرہیزگاری
دَلقِ اویسؓ: اَویسؓ کی گدڑی، مراد حضور اکرمؐ کے قریبی صحابی حضرت اویسؓ کا فقیرانہ / سادہ لباس
چادرِ زہراؓ: حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی چادر، مراد حضورؐ اکرم کی دختر حضرت فاطمہؓ کی عفت و عصمت
حضورِ حق: خدا کے حضور، بارگاہِ خداوندی میں
اِسرافیل: وہ فرشتہ جس کے صور پھونکنے پر مُردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے
قیامت برپا کرنا: ایک زبردست ہنگامہ کھڑا کر دینا
ندا: آواز

آشوبِ قیامت: قیامت کا ہنگامہ
کباکب: پوری طرح بھری ہوئی
شیشہ: صُراحی
تہذیبِ حاضر: موجودہ دور کی مادہ پرست تہذیب
مئے "لا": "نہیں" کی شراب، مراد صرف "کوئی معبود نہیں ہے" کا نعرہ
ساقی: مراد رہنما یا موجودہ تہذیب کے دعویدار
پیمانۂ "اِلا": "سوائے" کا جام، مراد اللہ کے سوا (کوئی معبود نہیں ہے)
زخمہ وَر: مضراب چلانے والا، مراد ستار نواز
تیز دستی: فنی مہارت
واویلا: فریاد

☆ اہلِ چین تو حج کے لیے اِتنی دور کا سفر طے کر رہے ہیں اور مکّہ کا رہنے والا بطحا میں سویا ہوا ہے۔
(یہ مصرع حکیم سنائی کا ہے)

اسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موجِ تُند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

غلامی کیا ہے؟ ذوقِ حُسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بِینا

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمّت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتّھر ہوگئے پانی
مری اِکسیر نے شیشے کو بخشی سختی خارا

تُند جولاں: تیز چلنے والی
نہنگ: مگرمچھ
نشیمن: ٹھکانا
تہ وبالا: نیچے اوپر، تباہ

ذوقِ حُسن و زیبائی: مراد فطرت کے مظاہر میں موجود قدرت کے حُسن سے لطف اندوز ہونے اور اِس طرح معرفت حاصل کرنے کا عمل
زیبا: خوبصورت، حسین
آزاد بندہ: مردِ مومن، مردِ حُر، آزاد قوم
بصیرت: حقیقت تک پہنچنے والی نظر
مردانِ حُر: آزاد بندے
بِینا: بصیرت والی
صاحبِ امروز: آج کا یعنی حال کا مالک، یعنی زمانہ حال کے تقاضوں پر پورا اترنے والا
گوہرِ فردا: مستقبل کا موتی، مراد آنے والے دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت
فرنگی شیشہ گر: شیشہ بنانے والا انگریز، مراد یورپ جس نے سائنسی ایجادات کیں اور سائنسی آلات بنائے
پتھر پانی ہو جانا: سخت شے کا نرم ہونا، مراد طاقتور قوموں کا مغلوب ہو جانا
اکسیر: مُراد جذبِ آزادی تیز کرنے والی شاعری
شیشہ: نازک شے، مراد غلام اور بے ہمت قوم
سختی خارا: پتھر کی سی سختی، ہمت اور جوش وولولہ

رہے ہیں، اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے یدِ بیضا

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا

محبت خویشتن بینی، محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کسریٰ سے بے پروا

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
☆ "کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سر خود را"

وہ دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کلؐ جس نے
غُبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

فرعون: حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا بادشاہ اور خدائی کا دعویدار، مراد انگریز حکمران

یدِ بیضا: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰ کا معجزہ، جب وہ جیب سے ہاتھ باہر نکالتے تو وہ روشن ہوتا

خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد انگریز، باطل قوت

دَب جانا: مراد بُجھ جانا

چنگاری: مراد اسلام

نیستاں: بانسوں کا جنگل، مراد باطل اور کفر کی طاقتیں

خویشتن بینی: اپنی ذات کی معرفت، اپنی پوشیدہ قوتوں سے آگاہی

خویشتن داری: خودداری

آستاں: دہلیز، چوکھٹ

قیصر و کسریٰ: مراد بڑی بڑی حکومتیں / سلطنتیں

مہ و پرویں: مراد قدرت کے مختلف عناصر

نخچیر: شکار

دانائے سُبلؐ: راستوں (صراطِ مستقیم) سے آگاہ ذات، حضور اکرمؐ

ختم الرُسلؐ: آخری رسول، حضور اکرمؐ

مولائے کلؐ: سب کے یعنی تمام کائنات کے آقا، حضور اکرمؐ

غبارِ راہ: راستے کی مٹی، مراد انسان

فروغ: روشنی

وادیٔ سینا: وہ وادی جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا، مراد حضورؐ نے دلوں کو عشقِ الٰہی سے منور فرمادیا

☆ کیونکہ میں نے ایک بہت بڑی سلطنت کے مالک، مراد حضور اکرمؐ کے شکار بند سے اپنا سر باندھ لیا ہے۔ یعنی حضور اکرمؐ کی غلامی اختیار کی ہوئی ہے۔ (یہ مصرع میرزا صائب کا ہے جس میں صرف ایک لفظی تغیر کیا گیا)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قُرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا

﴿ ۲ ﴾

یہ کون غزل خواں ہے پُر سوز و نشاط انگیز
اندیشۂ دانا کو کرتا ہے جنوں آمیز

گو فقر بھی رکھتا ہے اندازِ ملوکانہ
ناپُختہ ہے پرویزی بے سلطنتِ پرویز

اب حُجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دلِ شیراں ہو جس فقر کی دستاویز

نگاہِ عشق و مستی: عشق اور جذب و شوق حقیقی والی نگاہ
وہیٔ اول: حضور اکرمؐ ہی پہلے ہیں، یعنی آپ کا نور مبارک سب سے پہلے پیدا ہوا
وہیٔ آخر: حضورؐ اکرم ہی آخر ہیں، یعنی نبیوں میں سب سے آخر
فرقان: حضورؐ حق اور باطل میں فرق کرنے والے ہیں
یٰسین: قرآن کریم کی ایک سُورت
طٰہٰ: قرآن کریم کی ایک سورت۔ ان سب لفظوں سے مراد ہے کہ حضور اکرمؐ کی ذات گرامی قرآن مجید کا عملی نمونہ ہے
سنائی: فارسی کے مشہور صوفی شاعر (وفات ۱۱۳۱ء)
غواصی: غوطہ زنی، مراد پورا اور گہرا مطالعہ
کولوئے لالا: چمکدار موتی، مراد بلند مضامین والے شعر

غزل خواں: غزل گانے والے، مراد شاعر اقبال
پر سوز: تپش، عشق سے پُر
نشاط انگیز: خوشی و مسرّت بڑھانے والا
اندیشۂ دانا: عقل والے کی سوچ اور فکر
جنوں آمیز: جس میں دیوانگی ہو، مراد عشق کا جذبہ پیدا کرتا ہے
اندازِ مُلوکانہ: بادشاہوں / حکمرانوں کے سے طور طریقے
ناپُختہ: کچا، خام، نامکمل
پرویزی: پرویز ہونا، مراد حکمران، بادشاہت
حُجرۂ صوفی: صوفی کی کوٹھڑی، مراد خود صوفی
دستاویز: سَند

اے حلقۂ درویشاں! وہ مردِ خدا کیسا
ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز

جو ذکر کی گرمی سے شُعلے کی طرح روشن
جو فکر کی سُرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!

کرتی ہے ملوکیّت آثارِ جنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز

یوں دادِ سخن مجھ کو دیتے ہیں عراق و پارس
یہ کافرِ ہندی ہے بے تیغ و سناں خوں ریز

﴿ ۳ ﴾

وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سِکھا گیا ہے جنوں
خدا مجھے نفَسِ جبرئیل دے تو کہوں

حلقۂ درویشاں: درویشوں کا حلقہ / گروہ
مردِ خدا: مردِ مومن
گریباں میں: سینے / دل میں
ہنگامۂ رستاخیز: قیامت کا ہنگامہ
ذکر: یادِ الٰہی، دعا و وظیفہ
فکر: سوچ
سُرعت: تیزی
مُلوکیّت: بادشاہت
آثارِ جنوں: پاگل پن کی نشانیاں، مراد ظلم و ستم، وحشت
تیمور: مشہور مغل بادشاہ
چنگیز: مشہور منگول سردار جس نے ایران میں قتلِ عام کیا تھا
دادِ سخن دینا: مراد فکر انگیز اور عظیم شاعری کو سراہنا، تعریف کرنا
عراق و پارس: مراد عرب اور فارس یعنی اسلامی مُلک
کافرِ ہندی: مراد خود علامہ اقبال
بے تیغ و سناں: تلوار اور نیزے کے بغیر مراد جذبہ جہاد ابھارنے والی شاعری
خون ریز: خون گرانے والا، مراد اپنے سچے جذبوں کی حامل پُر تاثیر شاعری سے دلوں کو گرما دینے والا

حرفِ راز: بھید کی بات
جنوں: عشقِ حقیقی
نفسِ جبرئیل: حضرت جبرئیلؑ کا سا سانس، مراد لب و لہجہ

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے خوار و زبوں

حیات کیا ہے، خیال و نظر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

عجب مزا ہے، مجھے لذّتِ خودی دے کر
وہ چاہتے ہیں کہ مَیں اپنے آپ میں نہ رہوں

ضمیر پاک و نگاہِ بلند و مستیِ شوق
نہ مال و دولتِ قاروں، نہ فکرِ افلاطوں

سبق مِلا ہے یہ معراجِ مُصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریّت کی زد میں ہے گردُوں

فراخیِ افلاک: آسمانوں کا پھیلاؤ/وسعت
زبوں: عاجز، ناتواں
حیات: صحیح معنوں میں زندگی، یہ جسمانی زندگی نہیں
خیال و نظر: مراد بلند خیال اور گہری نظر/بصیرت
مجذوبی: جذب ہونے کی حالت، مراد عشق خداوندی میں ڈوب کر باقی کائنات سے بے نیاز ہو جانا
اندیشہ ہائے گوناگوں: مختلف قسم کے وسوسے اور خوف
لذتِ خودی: اپنی ذات اور اپنی چھپی ہوئی قوتوں سے آگاہ ہونے کا لطف
اپنے آپ میں نہ رہنا: مراد عشق حقیقی میں اتنا محو ہو جانا کہ اپنی ذات کی خبر تک نہ رہے
ضمیرِ پاک: پاک باطن/دل
نگاہِ بلند: مراد مادی دنیا سے بے نیاز نظر/بصیرت
مستیِ شوق: عشق کے جذبوں سے سرشار ہونے کی کیفیت
دولتِ قارون: قارون کی دولت۔ قارون، حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا ایک بیحد دولتمند شخص جس کے خزانوں کی صرف چابیاں چالیس خچروں پر لدی ہوئی تھیں
فکرِ افلاطوں: مشہور یونانی فلسفی افلاطون کا فلسفہ و حکمت
معراجِ مصطفیٰؐ: حضور اکرمؐ کو خدائی انوار و نشانیاں دکھانے اور دیدارِ خداوندی کے لیے حضرت جبرئیلؑ حضور اکرمؐ کو ۲۶ اور ۲۷ رجب کی درمیانی رات مکہ معظمہ سے اوپر لے گئے تھے۔ خود جبرئیل اپنے مقام سے آگے نہ بڑھ سکے
عالمِ بشریت: انسانوں کی دنیا، حضور اکرمؐ کے واقعہ معراج کے حوالے سے یہ کہا جبکہ حضور اکرمؐ اکیلے عالم قدس کی طرف گئے۔
زد: نشانہ
گردوں: آسمان

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے "کُن فَیَکُوں"

علاج آتشِ رومی کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

اُسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن
اُسی کے فیض سے میرے سبُو میں ہے جیحوں

﴿ ۴ ﴾

عالمِ آب و خاک و باد! سرّ عیاں ہے تُو کہ مَیں
وہ جو نظر سے ہے نہاں، اُس کا جہاں ہے تُو کہ مَیں؟

وہ شبِ درد و سوز و غم، کہتے ہیں زندگی جسے
اُس کی سحر ہے تُو کہ مَیں؟ اُس کی اذاں ہے تُو کہ مَیں؟

دمادم: مسلسل، لگاتار
صدائے "کُن فیکون": "کُن فیکون" کی آواز، قرآن کریم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے تو "کُن" (ہو جا) فرما دیتا ہے اور وہ پیدا ہو جاتی ہے
آتش رومی: مراد مولانا روم نے اپنی شاعری (مثنوی) سے دلوں میں عشق حقیقی کی آگ بھڑکائی
غالب: چھایا ہوا
فرنگیوں کا فسوں: مراد مغربی تہذیب کا جادو
سبو: مٹکا، صُراحی، مراد شاعری
جیحوں: بلخ کے قریب ایک دریا، مراد جذبوں اور علم و معرفت کا دریا

عالمِ آب و خاک و باد: عناصر (پانی، آگ، خاک اور ہوا) کی دنیا، مراد یہ دنیا
سرِّ عیاں: ظاہر یا نمایاں بھید
وہ جو: مراد خالق، خدا
سحر: صبح
اَذاں: مراد صبح کے آغاز کی علامت

کس کی نمود کے لیے شام و سحر ہیں گرم سَیر
شانۂ روزگار پر بارِ گراں ہے تُو کہ مَیں؟

تُو کفِ خاک و بے بصر، مَیں کفِ خاک و خود نِگر
کِشتِ وجود کے لیے آبِ رواں ہے تُو کہ مَیں؟

﴿ ۵ ﴾

(لندن میں لکھے گئے)

تُو ابھی رہ گزر میں ہے، قید مقام سے گزر
مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے
حُور و خِیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

گرچہ ہے دِلکشا بہت حُسنِ فرنگ کی بہار
طائرکِ بلند بال، دانہ و دام سے گزر

نمود: ظہور، ظاہر ہونا
گرمِ سیر: چلنے میں مصروف
شانہ: کندھا
روزگار: زمانہ
بارِ گراں: بہت وزنی بوجھ، ناگوار بوجھ
کفِ خاک: مٹی کی مُٹھی، انسان
بے بصر: بینائی / بصیرت سے محروم
خود نگر: اپنی ذات / خودی سے باخبر
کشتِ وجود: وجود یا ہستی کی کھیتی، کائنات
آبِ رواں: بہتا ہوا پانی جو فصل کی زرخیزی کا باعث ہوتا ہے

قیدِ مقام: منزل کی پابندی
مصر و حجاز: مراد جغرافیائی حدیں
پارس و شام: مراد جغرافیائی حدیں
حُور و خیام: حوریں اور خیمے، مراد جنت کی آسایشیں وغیرہ
بادہ و جام: شراب اور جام، مُراد جنت کی شراب طہور وغیرہ
گزر: یعنی خیال چھوڑ
دل کشا: دل کو بھانے والا
حُسن فرنگ: یورپ کی تہذیب کی چکاچوند
طائرکِ بلند بال: بلندی میں اڑنے والا پرندہ، مراد مردِ مومن
دانہ و دام: دانہ اور جال، مراد ظاہری چکاچوند جس پر انسان فریفتہ ہو جاتا ہے

لوہ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیشِ نیام سے گزر

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سُرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر!

﴿ ۶ ﴾

امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی
کہ جبرئیلؑ سے ہے اس کو نسبتِ خویشی

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے؟
فقیہ و صُوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اڑ جائیں
نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی

کوہ شگاف: پہاڑ کو پھاڑنے والی
ضرب: چوٹ، وار
کشادِ شرق و غرب: مشرق و مغرب مراد کائنات کی تسخیر
تیغِ ہلال: پہلے دن کا چاند تلوار کی شکل کا ہوتا ہے
عیشِ نیام: غلاف کا عیش، مُراد جدوجہد اور عمل سے خالی زندگی
اِمام: مذہبی رہنما، مُلّا
بے حضور: دِلی توجہ (حضوری) سے خالی
بے سرور: جس میں حضوری کی کیفیت نہ ہو

امینِ راز: بھید یعنی عشق کے بھید کی امانت رکھنے والی
مَردانِ حُر: آزاد لوگ، مردانِ مومن
درویشی: دنیا سے بے نیازی کی حالت
نسبتِ خویشی: اپنایت کا تعلق
سفینے: جمع سفینہ، کشتیاں
ناخوش اندیشی: اچھی بات نہ سوچنے یا بُری بات سوچنے کا انداز
نگاہِ گرم: مراد رعب و دبدبہ والی نگاہ
آہِ سرد: ٹھنڈی آہ جو مایوسی کی علامت ہے
فقیہ: شرعی احکام سے آگاہ اور ان کے مطابق فیصلہ کرنیوالا
گوسفندی: بکری پن یعنی بُزدلی، کمزوری، ڈرپوک ہونا
میشی: بھیڑ کا سا انداز، بُزدلی، ڈرپوک ہونا

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی

وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے
یہ رنگ و نم، یہ لہُو، آب و ناں کی ہے بیشی

﴿ ۷ ﴾

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مُرغِ چمن

پُھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن

برگِ گل پر رکھ گئی شبنم کا موتی بادِ صبح
اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

حُسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بَن؟

آرزو کی بے نیشی: ایسی آرزو جس میں عشق کی چبھن نہ ہو
جانِ پاک: پاکیزہ روح، آلودگی سے پاک روح
رنگ و نم: ظاہری چمک دمک جو انسان کے چہرہ پر ہوتی ہے
یہ لہو: مراد جسم میں دوڑنے والا خون
آب و ناں کی بیشی: یعنی اناج/غذا خوری کی کثرت/زیادتی (مثنوی رومی کا ایک مصرع ہے "این نہ عشق است این فسادِ گندم است" یہ عشق نہیں گندم/اناج کا بگاڑ ہے)

کوہ و دمن: پہاڑ اور وادی
اکسانا: شوق دلانا
اُودے اودے: سُرخی مائل سیاہ رنگ کے
برگِ گل: پھول کی پتی
باد: ہوا
حسنِ بے پروا: مراد خدائے بے نیاز کا جلوہ
بے نقابی: بغیر پردے کے، کھل کر سامنے آنا
بَن: جنگل

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تُو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی، جذب و شوق
تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سُود و سودا، مکر و فن

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دَھن، جاتا ہے دَھن

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے مَیں نے شیخ و برہمن

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تُو جُھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن

مَن میں ڈوبنا: اپنی ذات میں ڈوبنا
سُراغ: پتا، نشان
اپنا بننا: اپنی ذات سے باخبر ہونا
سوز و مستی: عشق کی گرمی اور محویت
جذب و شوق: بیخودی کی حالت اور اشتیاق
تن: جسم، مراد مادہ، وجود
سُود: نفع

سَودا: کاروبار، خرید و فروخت
مکر و فن: ہیرا پھیری، دھوکا فریب
دَھن: دولت
افرنگی کا راج: انگریز کی حکومت
شیخ و برہمن: عشق و جذبہ کی دولت سے محروم مذہبی رہنما
پانی پانی کرنا: شرمندہ کرنا
غیر: مراد ماسوا، یعنی اللہ کے سوا جو کچھ ہے، غیر اللہ

﴿ ۸ ﴾

(کابل میں لکھے گئے)

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروّت حُسنِ عالم گیر ہے مردانِ غازی کا

شکایت ہے مجھے یا رب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

بہت مدّت کے نخچیروں کا اندازِ نگہ بدلا
کہ میں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا

قلندر جز دو حرفِ "لا اِلٰہ" کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قاروں ہے لُغت ہائے حجازی کا

حدیثِ بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

سلیقہ: ڈھنگ
دل نوازی: دوسروں کے دل موہ لینے کا انداز، حُسنِ سلوک
مُروّت: ایک دوسرے کا پاس لحاظ
حُسنِ عالمگیر: دنیا پر چھا جانے والا حسن
مردانِ غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن
خداوندان مکتب: مراد موجودہ دور کے تعلیمی اداروں کے سربراہ، تعلیمی ادارے چلانے والے
شاہیں بچے: مراد دلیر قوم کے بچے، مُسلمان طلبا
خاکبازی: مٹی کا کھیل، مراد حوصلہ پست کرنے والی باتیں
نخچیر: شکار، مراد غلام قوم، مسلمان
اَندازِ نگاہ: دیکھنے سوچنے اور چوکنا رہنے کا انداز

فاش کر ڈالا: ظاہر کر دیا
طریقہ شاہبازی کا: مراد دلیری اور بے خوفی کا انداز
بجز: سوائے
فقیہ: شرعی احکام جاننے والا
قارُوں: مراد بہت دولتمند، الفاظ کا بہت سرمایہ رکھنے والا
لُغت ہائے حجازی: مراد عربی کے موٹے موٹے الفاظ یا عبارتیں
حدیث: بات
خارا شگاف: پتھروں کو پھاڑنے والا، سخت جدّوجہد کرنیوالا
تقاضا: اصرار، مطالبہ
شیشہ سازی: مراد نازک / ناپائدار کام

کہاں سے تُو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا پادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

﴿ ۹ ﴾

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زِیر و بم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دم بدم

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

دل کی آزادی شہنشاہی، شِکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم!

اے مسلماں! اپنے دل سے پُوچھ، مُلّا سے نہ پُوچھ
ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

بے نیازی: مراد حرص و ہوس سے پاک ہونا، بے توجہی
نوائے زندگی: زندگی کا نغمہ، مراد زندگی
زیر و بم: نیچے اور اونچے سُر، انقلاب
مٹی کی تصویر: مراد انسان
سوزِ دم بہ دم: ہر پل تپش و حرارت، جذبوں میں شدت
ریشہ ریشہ: رُواں رُواں، رگ رگ
سما جاتا: داخل ہو جاتا
بادِ سحر گاہی: صبح کی ہوا، بادِ نسیم
نم: نمی

محتاجِ ملوک: بادشاہوں کا دست نگر، بادشاہوں کے پاس اپنی حاجتیں لے جانے والا
گدا: فقیر، بھک منگا
دارا و جم: قدیم ایران کے دو عظیم بادشاہ، مراد بڑے بڑے حکمران
شکم: پیٹ، مراد مادی ضروریات پر توجہ
سامانِ موت: مراد روحانی زندگی کے ختم ہونے کا باعث
اللہ کے بندے: مُراد سچے مومن
حرم: مکہ، مراد ملت اسلامیہ

۱۰

دل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے
پھر اِس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

ہے ذوقِ تجلّی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تُو نِرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پُرکار و سخن ساز ہے، نم ناک نہیں ہے

کیا صُوفی و مُلّا کو خبر میرے جُنوں کی
اُن کا سر دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے

کب تک رہے محکومیِ انجم میں مری خاک
یا مَیں نہیں، یا گردشِ افلاک نہیں ہے

بجلی ہُوں، نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری
میرے لیے شایاں خس و خاشاک نہیں ہے

سوز: تپش، حرارت، گرمی
نگہ پاک ہونا: دنیاوی آلودگیوں سے نگاہیں پاک رہنا
ذوقِ تجلّی: جلوۂ خداوندی
اسی خاک: مراد انسان
پنہاں: چُھپا ہوا
نِرا: صرف، محض
صاحبِ ادراک: عقل و دانش والا
سرمۂ افرنگ: مراد یورپی تہذیب

پُرکار: بہت کام کرنے والا اور چالاک
سخن ساز: باتیں گھڑنے / بنانے والا، باتونی
نم ناک: گیلی، مراد جذبۂ عشق سے سرشار
سر دامن چاک ہونا: عشقِ حقیقی میں مبتلا ہونے کی کیفیت
محکومیِ انجم: مراد تقدیر کی غلامی
گردشِ افلاک: تقدیر کا چکر
شایاں: شان کے لائق
خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد مادی دنیا

عالَم ہے فقط مومنِ جاں باز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!



۱۱

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں؟
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

علاجِ ضعفِ یقیں ان سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

مُریدِ سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ مِلے شیخ کو بھی یہ توفیق

مومنِ جانباز: خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا مومن
میراث: ترکہ، بزرگوں کی چھوڑی ہوئی جائداد
صاحبِ "لولاک": "لولاک" والا/کا مالک، حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ اگر تو (حضور اکرمؐ) نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا

رفیق: ساتھی
قلندر: خدا کی محبت میں گم اور دنیا سے بے نیاز صوفی، مرد مومن
ہجوم: بھیڑ
پیرِ مُغاں: آتش پرستوں کا روحانی پیشوا، مراد اسوۂ حسنہ رسولؐ پر چلنے والا مذہبی پیشوا
مردِ خلیق: اچھے اخلاق والا آدمی
ضعفِ یقین: یقین کی کمزوری
غریب: انوکھے
رازی: مشہور فلسفی فخر الدین رازی (وفات ۱۲۱۰ء)
نکتہ ہائے دقیق: گہری فلسفیانہ باتیں/مسئلے
مُریدِ سادہ: بھولا بھالا مُرید
توفیق: ہدایت، رہنمائی
شیخ: مُرشِد، جس نے مُرید کو توبہ کی ہدایت کی لیکن خود نہ کی

اُسی طلسمِ کہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اس کی ہیں اب تک بُتانِ عہدِ عتیق

مرے لیے تو ہے اقرار باللّساں بھی بہت
ہزار شکر، کہ مُلّا ہیں صاحبِ تصدیق

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

﴿ ۱۲ ﴾

پُوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
تُو صاحبِ منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

طلسمِ کہن: پُرانا جادو
بُتانِ عہدِ عتیق: قدیم زمانے کے بُت، مراد رنگ اور نسل یا قبیلہ برادری کا امتیاز / تعصب
اِقرار باللسان: کسی بات کا زبان سے اقرار کرنا، زبان سے خدا کی توحید اور حضور اکرمؐ کے پیغمبر ہونے کا اقرار
صاحبِ تصدیق: سچا قرار دینے والا
کافر و زندیق: خدا کا منکر اور ظاہر میں خدا پر ایمان باطن میں اس کا انکار کرنے والا، بے دین

مقبول: قبول / تسلیم کی گئی، مانی گئی
صاحبِ منزل: مراد اپنے اعلیٰ مقصد کو پا لینے والا
بھٹکا ہوا راہی: راستہ بھولا ہوا مسافر، مراد بے مقصد زندگی بسر کرنے والا
شمشیر: تلوار، مراد مادی ذریعے اور اسباب
بے تیغ: تلوار کے بغیر، مراد جذبۂ جہاد کے ساتھ

کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیرِ مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی

مَیں نے تو کیا پردۂ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مَرضِ کور نگاہی

﴿ ۱۳ ﴾

(قُرطبہ میں لکھے گئے)

یہ حُوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب
بہشتِ مغربیاں، جلوہ ہائے پا بہ رکاب

دل و نظر کا سفینہ سنبھال کر لے جا
مہ و ستارہ ہیں بحرِ وجود میں گرداب

جہانِ صوت و صدا میں سما نہیں سکتی
لطیفۂ ازلی ہے فغانِ چنگ و رباب

تابعِ تقدیر: تقدیر کے ماتحت، مراد جدّوجہد کی بجائے تقدیر کا سہارا لینے والا

تقدیرِ الٰہی: خدا کی تقدیر یعنی خدا کا فرمان

پردۂ اسرار چاک کرنا: فطرت کے راز کھول دینا

دیرینہ: پرانا

کور نگاہی: اندھاپن، مراد بصیرت سے عاری ہونا

قُرطبہ: سپین یعنی ہسپانیہ کا ایک مشہور شہر جہاں دنیا کی ایک بہت وسیع خوبصورت ترین اور عظیم ترین مسجد ہے

حُوریانِ فرنگی: انگریز خوبصورت عورتیں، میمیں

دل و نظر کا حجاب: یعنی ان کا حُسن اتنا دل کش ہے کہ اور کوئی حسین چیز دل و نظر کو نہیں لبھاتی

جلوہ ہائے پابہ رکاب: مراد چند روزہ حسن و دل کشی

سفینہ: کشتی

مہ و ستارہ: چاند اور تارے، مراد ظاہری حسن کی علامتیں

بحرِ وجود: وجود کا سمندر

گرداب: بھنور

جہانِ صَوت و صدا: آواز اور شور کا جہاں، مراد شور اور ہنگاموں کی دنیا

لطیفۂ ازلی: قدرت کی عطا کردہ ایک دلکش و روح پرور شے

فُغان: آہ، مُرادلے، سُر

چنگ و رباب: ستار اور باجا، موسیقی

سِکھادیے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقہی
فقیہِ شہر کو صوفی نے کردیا ہے خراب

وہ سجدہ، روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

سُنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

ہوائے قُرطبہ! شاید یہ ہے اثر تیرا
مری نوا میں ہے سوز و سُرورِ عہدِ شباب

﴿ ۱۴ ﴾

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کراری
مِسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری

شیوہ ہائے خانقہی: خانقاہ کے طور طریقے، گوشہ نشینی، بے عملی کی زندگی
فقیہِ شہر: شہر کا دینی پیشوا
روح زمین کا کانپنا: پوری کائنات کا تھرتھرانا
منبر و محراب: مراد مسجدیں، سجدہ گاہیں
رعشۂ سیماب: پارے کی طرح ہلتے رہنا، کانپتے رہنا
سوز و سُرور: تپش اور نشہ، مسرّت
عہدِ شباب: جوانی کا زمانہ

دلِ بیدار: جذبۂ عشق حقیقی سے سرشار اور زندہ دل
فاروقی: حضرت عمرؓ جیسی خوبیاں۔ آپ بہترین حکمران، مدبر، سیاست دان، سپہ سالار اور زبردست فاتح تھے
کراریؓ: حضرت علیؓ جیسی خوبیاں، دلیری، بے خوفی، خیبر جیسے قلعہ کو فتح کیا
مِسِ آدم: انسان کا تانبا، مراد خود انسان
کیمیا: اکسیر جس سے تانبے کو سونے میں بدلتے ہیں
دلِ خوابیدہ: سویا ہوا یعنی جذبوں سے خالی دل
کاری: پُراثر

مَشامِ تیز سے مِلتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری

اس اندیشے سے ضبطِ آہ مَیں کرتا رہوں کب تک
کہ مُغ زادے نہ لے جائیں تری قسمت کی چنگاری

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے، سُلطانی بھی عیاری

مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری

تُو اے مولائے یثربؐ! آپ میری چارہ سازی کر
مِری دانش ہے افرنگی، مِرا ایماں ہے زُنّاری

﴿ ۱۵ ﴾

خودی کی شوخی و تُندی میں کبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی تو بے لذّتِ نیاز نہیں

مَشامِ تیز: سُونگھنے کی تیز قوت
ظن و تخمین: تحقیق کے بغیر اندازے، اٹکل پچو
آہوئے تاتاری: تاتار کا ہرن جو اپنی مُشکِ نافہ کے لیے مشہور ہے
ضبطِ آہ کرنا: آہ دبائے رکھنا
مُغ زادے: جمع مُغ زادہ، آتش پرست، مراد کافر لوگ
عیاری: مکاری، دغا، فریب، چالاکی
تہذیبِ حاضر: موجودہ دَور / آج کے رسم و رواج، ثقافت
باطن میں گرفتار: یعنی حقیقت میں غلامی یا محکومی ہے
چارہ سازی کرنا: علاج کرنا، تکلیف دور کرنے کی تدبیر کرنا
دانش: علم، دانائی و عقل
افرنگی: مغربی انداز کی، یورپی
زُنّاری: مراد کافروں کے سے طور طریقوں والا

شوخی و تُندی: شِدّت، تیزی، زیادتی کبر و ناز، بڑاپن، تکبر اور فخر
ناز: فخر، بڑائی، ادا
بے لذّتِ نیاز: عاجزی کی لذّت کے بغیر

نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے
شکارِ مردہ سزا وارِ شاہباز نہیں

مِری نوا میں نہیں ہے ادائے محبوبی
کہ بانگِ صورِ سرافیل دل نواز نہیں

سوال مے نہ کروں ساقیِ فرنگ سے مَیں
کہ یہ طریقۂ رِندانِ پاک باز نہیں

ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومتِ عشق
سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں

اک اضطراب مسلسل، غیاب ہو کہ حضور
میں خود کہوں تو مری داستاں دراز نہیں

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ "زبور عجم"
فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

دلِ زندہ: مراد خودی کے جذبے سے سرشار دل
سزاوار: لائق
ادائے محبوبی: حسینوں کا سا ناز و ادا
بانگ: آواز
صورِ سرافیل: حضرت اسرافیل کا بگل جس کے بجنے پر قیامت کے روز مُردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے
دل نواز: دل لبھانے والی
ساقیِ فرنگ: یورپ کا شراب پلانے والا، حکمران
رندانِ پاک باز: پاک فطرت، خدا مست لوگ
زمانہ ساز: مُراد اپنی مصلحت اور بھلائی کے لیے زمانے کے ساتھ ساتھ چلنا خواہ صحیح ہو یا غلط

اِضطرابِ مسلسل: لگاتار بے قراری جو عشق کا نتیجہ ہے
غیاب: مراد فراق، ہجر
حضور: مراد وصل، سامنے ہونا
دراز: لمبی
خلوت: تنہائی
زبور عجم: علامہ کی فارسی نظموں وغیرہ کا مجموعہ جس میں معرفت الٰہی اور حکمت و فلسفہ کے مضامین بیان ہوئے ہیں
فغانِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت اللہ کے حضور سر بسجود ہونے اور گڑگڑانے کا عمل
بے نوائے راز: خدائی عشق کے رازوں کے بغیر

﴿ ۱۶ ﴾

میر سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف

تیرے محیط میں کہیں گوہر زندگی نہیں
ڈھونڈ چکا میں موج موج، دیکھ چکا صدف صدف

عشقِ بُتاں سے ہاتھ اٹھا، اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگار دیر میں خونِ جگر نہ کر تلف

کھول کے کیا بیاں کروں سر مقامِ مرگ و عشق
عشق ہے مرگِ باشرف، مرگ حیاتِ بے شرف

صحبتِ پیرِ روم سے مجھ پہ ہُوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بجیب، ایک کلیم سر بکف

میر سپاہ: فوج کا سردار، مراد قوم کے رہنما
ناسزا: نااہل
لشکریاں: جمع لشکر، فوجی، مراد قوم، عوام
شکستہ صف: مُراد بکھرے ہوئے، غیر متحد، غیر منظم
تیر نیم کش: جو تیر پوری طرح کمان میں نہ کھینچا گیا ہو، مراد بے اثر تیر
ہدَف: نشانہ
تیر اُمحیط: تیر اسمندر، مراد مسلمانوں میں
گوہر زندگی: مُراد جذبوں اور جہد و عمل سے بھرپور زندگی
موج موج: ایک ایک لہر، پوری طرح
صدَف صدَف: ایک ایک سیپی
عشقِ بُتاں: مراد مختلف مادی خواہشوں میں ڈوبے رہنا
ہاتھ اٹھانا: باز آجانا، چھوڑ دینا
سِرّ: بھید، راز
مَقامِ مرگ و عشق: موت اور عشق کا مرتبہ
مرگِ باشَرف: عظمت والی موت
حیاتِ بے شَرف: وَقار اور عظمت سے خالی زندگی
صحبتِ پیرِ روم: مراد مولانا روم کی مثنوی اور دیوان وغیرہ کے مطالعے کے نتیجے میں
راز فاش ہونا: بھید کھل جانا
سر بجیب: گریبان میں سر جھکائے، فلسفیانہ سوچوں میں گم
کلیم: حضرت موسیٰ کا لقب کلیم اللہ، مراد مردِ مومن، مجاہد
سر بکف: ہتھیلی پر سر لیے، مراد خدا کی راہ میں ہر وقت جان کی بازی لگانے والا

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ "لا تَخَف"

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

﴿ ۱۷ ﴾

(یورپ میں لکھے گئے)

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحر خیزی

کہیں سرمایۂ محفل تھی میری گرم گفتاری
کہیں سب کو پریشاں کر گئی میری کم آمیزی

زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا!
طریقِ کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

معرکہ آزما: کفر و باطل کی قوتوں سے ٹکرانے والا
درختِ طور: جس پر موسیٰؑ کو خدا کا دیدار ہوا، طورِ سینا
بانگ "لاتخف": مت ڈر کی آواز، حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے دربار میں جادوگروں کے جادو سے ڈر گئے تو خدا کی طرف سے انہیں آواز آئی "مت ڈر" چنانچہ انہوں نے اپنا عصا پھینکا اور سب جادو مٹ گئے
خیرہ کرنا: حیران کرنا
جلوۂ دانشِ فرنگ: مغربی / یورپی علم و دانش کی روشنی
خاکِ مدینہ و نجف: مدینہ اور نجف کی مٹی، مدینہ میں حضور اکرمؐ کا روضۂ مبارک ہے اور نجف میں حضرت علیؓ کا

زمستانی ہوا: موسم سرما کی ٹھنڈی ہوا
آدابِ سحر خیزی: صبح سویرے اُٹھ کر اللہ کی یاد میں مشغول ہونے کے طور طریقے
سرمایۂ محفل: مراد محفل کی رونق
کم آمیزی: دوسروں سے کم ملنا جلنا، دور رہنا
زمامِ کار: مُلک کے انتظامی امور، حکومت وغیرہ
طریقِ کوہکن: فرہاد کا طریقہ، پہاڑ کھودنے کا عمل، فرہاد نے اپنی محبوبہ شیریں کے کہنے پر پہاڑ بیستوں کاٹ کر چراگاہ سے محل تک نہر کھودی تھی تاکہ شیریں تک چراگاہ سے تازہ دودھ پہنچتا رہے
پرویزی: پرویز، خسرو پرویز کا طریقہ، مراد حکومت

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دِیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سوادِ رومۃ الکبریٰ میں دلّی یاد آتی ہے
وہی عبرت، وہی عظمت، وہی شانِ دل آویزی

۱۸

یہ دَیرِ کہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک
مشکل ہے گزر اس میں بے نالۂ آتش ناک

نخچیرِ محبت کا قصہ نہیں طولانی
لُطفِ خلشِ پیکاں، آسودگیٔ فِتراک

کھویا گیا جو مطلب ہفتاد و دو ملّت میں
سمجھے گا نہ تُو جب تک بے رنگ نہ ہو ادراک

جلالِ پادشاہی: بادشاہت کا رعب و دبدبہ
جمہوری تماشا: مراد نام نہاد جمہوریت، عوامی حکومت کا ڈھونگ
چنگیزی: مراد ظلم و ستم، لوٹ مار اور خوں ریزی
سوادِ رُومتہ الکبریٰ: اٹلی کا پایہ تخت جو قدیم زمانے میں ایک بڑا شہر اور دارالسلطنت تھا۔ (سواد: علاقہ)

دیرِ کہن: پرانا مندر، مراد یہ دُنیا
انبار: ڈھیر
خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد مٹ جانے والی چیزیں
نالۂ آتشناک: مراد عشق کی حرارت اور جوش و جذبہ سے پُر ہونا
نخچیر: شکار
طولانی: لمبا، طویل
لُطفِ خلشِ پیکاں: تیر کی چُبھن کا مزہ، مراد عشق کی راہ میں آنے والی تکلیفیں، مشکلیں
آسودگیٔ فِتراک: شکار بند کی راحت / سکون، مراد مذکورہ تکلیفوں میں عاشق کے لیے راحت
مَطلب: اصلی مقصد، مراد ملت اِسلامیہ کے اتحاد کا مقصد
ہفتاد و دو ملت: مراد بہتر (۷۲) فرقے، جو ملتِ اسلامیہ میں پھوٹ کا باعث بنے ہیں، فرقہ پرستی
بے رنگ: مراد ہر طرح کی جغرافیائی حدود اور فرقہ پرستی سے پاک
اِدراک: عقل و شعور

اک شرعِ مسلمانی، اک جذبِ مسلمانی
ہے جذبِ مسلمانی سرّ فلک الافلاک

اے رہروِ فرزانہ ! بے جذبِ مسلمانی
نے راہِ عمل پیدا، نے شاخِ یقیں نم ناک

رمزیں ہیں محبت کی گستاخی و بے باکی
ہر شوق نہیں گستاخ، ہر جذب نہیں بے باک

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک!

﴿ ۱۹ ﴾

کمالِ ترک نہیں آب و گِل سے مہجوری
کمالِ ترک ہے تسخیر خاکی و نوری

شرعِ مسلمانی: شریعت و قانون محمدی
جذبِ مسلمانی: دنیا سے بے تعلق اور عشق حقیقی میں ڈوبے رہنے کا عمل
فلک الافلاک: تمام آسمانوں سے بلند آسمان، عرش بریں
رہروِ فرزانہ: عقلمند مسافر
راہ عمل: عمل کا راستہ، مسلسل جدّ و جہد کا طریقہ
شاخِ یقیں: یقین کی شاخ، مراد یقین
نم ناک: گیلی، تر و تازہ، سر سبز، مراد پختہ پکا
رمزیں: جمع رمز، اشارے، طور طریقے
گستاخی: بے ادبی، مراد ایسے الفاظ کا استعمال جنہیں محبوب تو سمجھتا ہے لیکن عام لوگ وہ شعور نہ رکھنے کے سبب انہیں بے ادبی کے الفاظ سمجھتے ہیں
شوق: اشتیاق، عشق، تمنا
جنوں: دیوانگی، عشق
گریباں چاک ہونا: گریباں کا پھٹنا، جنون کی علامت، بیحد عشق ہونا
دامنِ یزداں: خدا کا دامن

کمالِ ترک: مراد دنیا و مافیہا سے تعلق توڑ لینے کی خوبی
آب و گِل: مُراد مادی دُنیا اور اس میں جو کچھ ہے
مہجوری: دُوری، چھوڑ دینے کا عمل
تسخیر خاکی و نوری: مراد اِس دنیا اور آسمانی دنیا پر حکمرانی

مَیں ایسے فقر سے اے اہلِ حلقہ باز آیا
تمھارا فقر ہے بے دَولتی و رنجوری

نہ فقر کے لیے موزُوں، نہ سلطنت کے لیے
وہ قوم جس نے گنوایا متاعِ تیموری

سُنے نہ ساقیِ مہوش تو اور بھی اچّھا
عیارِ گرمیِ صُحبت ہے حرفِ معذوری

حکیم و عارف و صُوفی، تمام مستِ ظہور
کسے خبر کہ تجلّی ہے عین مستوری

وہ ملتفت ہوں تو کنجِ قفس بھی آزادی
نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

بُرا نہ مان، ذرا آزما کے دیکھ اسے
فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری

اہلِ حلقہ: صوفیوں کا وہ گروہ جو دائرے کی صورت میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے
بے دولتی: دولت سے محرومی، جس سے کچھ حاصل نہ ہو
رنجوری: آزردہ ہونا، رنج کرنا، کڑھنا
متاعِ تیموری: اشارہ ہے مغلیہ سلطنت کی طرف جو عالمگیر کے زمانے میں بہت وسیع تھی، بعد والوں نے اپنی نالائقیوں کے سبب ہاتھوں سے کھودی
ساقیِ مہ وَش: چاند ایسا خوبصورت ساقی
عِیار: کسوٹی
گرمیِ صُحبت: باہم مِل بیٹھنے میں جوش و جذبہ
حرفِ معذوری: مجبوری کی بات / باتیں
حکیم: فلسفی
عارِف: خدا کی معرفت حاصل کرنے والا
مستِ ظہور: مراد محبوبِ حقیقی کو سامنے دیکھنے کے بیحد خواہشمند
تجلّی: جلوہ
عین مستوری: پورے طور پر پردے میں ہونا
مُلتفت ہونا: توجّہ کرنا
کنجِ قفس: پنجرے کا کونا
مقامِ مجبوری: ایسی جگہ جہاں مجبوراً رہنا پڑے
دل کی خرابی: مراد عشق کے جذبات سے خالی دل
خِرد کی معموری: مُراد ظاہری اور سائنسی علوم سے مالا مال

﴿ ۲۰ ﴾

عقل گو آستاں سے دُور نہیں　　اس کی تقدیر میں حضور نہیں
دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب　　آنکھ کا نور، دل کا نور نہیں
عِلم میں بھی سُرور ہے لیکن　　یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں
کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں　　ایک بھی صاحبِ سُرور نہیں
اک جنوں ہے کہ باشعور بھی ہے　　اک جنوں ہے کہ باشعور نہیں
ناصبوری ہے زندگی دل کی　　آہ وہ دل کہ ناصبور نہیں
بے حضوری ہے تیری موت کا راز　　زندہ ہو تُو تو بے حضور نہیں
ہر گُہر نے صدَف کو توڑ دیا　　تُو ہی آمادۂ ظہور نہیں

"اَرِنی" مَیں بھی کہہ رہا ہوں، مگر
یہ حدیثِ کلیمؑ و طُور نہیں

گو: اگرچہ
آستاں: دہلیز، مراد بارگاہِ خداوندی
حضور: خدائی جلووں کا سامنے ہونا
دلِ بینا: دیکھنے والا دل، مراد گہری بصیرت اور جذبۂ عشق سے پُر دل
سُرور: نشہ، کیف، مستی
صاحبِ سُرور: عشق کے جذبوں سے سرشار انسان
کیا غضب ہے: کیا اندھیر ہے، کیا قیامت ہے
جنوں: دیوانگی، مراد عشق
باشعور: دانائی اور لیاقت والا
ناصبوری: بے صبری، محبت میں دل کی بیقراری
بے حضوری: دل کی توجہ سے خالی / عاری ہونے کی حالت
گُہر: موتی
زندہ: جہد و عمل کرنے والا، عشق سے سرشار
صدف: سیپی
آمادۂ ظہور: خود کو یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور صلاحیتوں کو جہدِ مسلسل سے ظاہر کرنے کے لیے تیار
"اَرِنی": "مجھے اپنا جلوہ دکھا"۔ حضرت موسیٰؑ نے طور پر خدا سے یہ درخواست کی تھی
حدیثِ کلیم و طُور نہیں: یعنی صرف حضرت موسیٰؑ کی درخواست اور طور تک ہی یہ بات محدود نہیں

۲۱

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تُو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

طلسمِ گنبدِ گردُوں کو توڑ سکتے ہیں
زُجاج کی یہ عمارت ہے، سنگِ خارہ نہیں

خودی میں ڈوبتے ہیں پھر اُبھر بھی آتے ہیں
مگر یہ حوصلۂ مردِ ہیچ کارہ نہیں

ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاکِ زندہ ہے تُو، تابعِ ستارہ نہیں

یہیں بہشت بھی ہے، حور و جبرئیل بھی ہے
تری نگہ میں ابھی شوخیِ نظارہ نہیں

مرے جنوں نے زمانے کو خوب پہچانا
وہ پیرہن مجھے بخشا کہ پارہ پارہ نہیں

غضب ہے، عینِ کرم میں بخیل ہے فطرت
کہ لعلِ ناب میں آتش تو ہے، شرارہ نہیں

آبجو: ندی
گنبدِ گردوں: آسمان کا گنبد، مراد آسمان
زُجاج: شیشہ
سنگِ خارا: سخت پتھر
مردِ ہیچ کارہ: بیکار آدمی، جہد و عمل سے جان چرانے والا
اَنجم شناس: ستاروں کا عمل جاننے والا، نجومی

خاکِ زندہ: زندہ مٹی، مراد جذبوں اور خودی کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا
تابعِ ستارہ: ستارے یعنی تقدیر کا حکم ماننے والا
شوخیِ نظارہ: مراد گہری بصیرت
پارہ پارہ: جگہ جگہ سے پھٹا ہوا
لعلِ ناب: خالص سرخ رنگ کا قیمتی پتھر

﴿ ۲۲ ﴾

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صُبح گاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی

تری زندگی اسی سے، تری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو رُوسیاہی

نہ دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تو نے
مجھے کیا گلہ ہو تجھ سے، تو نہ رہ نشیں نہ راہی

میرے حلقۂ سخن میں ابھی زیرِ تربیت ہیں
وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ و رسمِ کج کلاہی

یہ معاملے ہیں نازک، جو تری رضا ہو، تُو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی

پیام: پَیغام
بادِ صبح گاہی: صبح کی ہوا، نسیم
خودی کے عارف: مراد جو اپنی خودی یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور اہلیتوں سے پوری طرح باخبر ہیں
پادشاہی: حکمرانی، باطل قوتوں پر غلبہ
آبرو: چہرے کی چمک، مراد عزت
شاہی: حکمرانی
روسیاہی: رُسوائی، ذلت
نشانِ منزل: مراد محبوب حقیقی تک رسائی کا پتہ / طریقہ
گِلہ: شکایت
رَہ نشین: مراد محبوب حقیقی تک رسائی کی راہ میں بیٹھنے والا
راہی: مُسافر، یعنی راہِ عشق کا مسافر
حلقۂ سخن: شاعری کا حلقہ، مراد شاعری
زیرِ تربیت: تربیت پانے والے، مراد تربیت پا رہے ہیں یعنی اثر لے رہے ہیں
گدا: فقیر، بھک منگا، مراد مسلمان جو کبھی حکمران تھے اور اب محکوم ہیں
رہ و رسمِ کج کلاہی: مراد حکمرانی کے طور طریقے
رضا: مرضی
طریقِ خانقاہی: مراد خانقاہوں میں بیٹھ کر جہد و عمل سے خالی زندگی اور محض "ہُو حق" کرنے کا انداز

تُو ہُما کا ہے شکاری، ابھی ابتدا ہے تیری
نہیں مصلحت سے خالی یہ جہانِ مُرغ و ماہی

تُو عرب ہو یا عجم ہو، ترا "لا اِلٰہَ الا"
لُغتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی

﴿ ۲۳ ﴾

تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ
ترا گُنہ کہ نخیلِ بلند کا ہے گُناہ

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا "لا اِلٰہَ الا اللہ"

خودی میں گُم ہے خدائی، تلاش کر غافل!
یہی ہے تیرے لیے اب صلاحِ کار کی راہ

ہُما: ایک افسانوی پرندہ جس کا سایہ کسی پر پڑ جائے تو وہ بادشاہ بن جاتا ہے
مَصلحت: حِکمت
جہانِ مرغ و ماہی: پرندوں اور مچھلیوں کی دنیا، مراد یہ دنیا
عرب یا عجم ہونا: مراد دنیا کے کسی بھی مُلک کا مسلمان ہونا
ترا "لا الٰہ الا": مراد تیرا محض زبان سے "لا الٰہ اِلا" (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) کہنا
لُغتِ غریب: اجنبی سا لفظ، غیر مانوس لفظ
دل کا گواہی دینا: یعنی لا الٰہ دل سے نکلے اور اس پر عمل ہو

فرومایہ: گھٹیا، مراد تیزیٔ نگاہ سے عاری
ہاتھ کوتاہ ہونا: کسی چیز تک رسائی نہ ہونے کا عمل
نخیلِ بلند: کھجور کا اونچا درخت
گلا گھونٹ دینا: مُراد جذبوں سے عاری کر دینا اور دنیاوی علوم میں مصروف رکھنا
اہلِ مدرسہ: مراد عشق کے جذبوں سے خالی ظاہری علوم پڑھانے والے، موجودہ دور کے تعلیمی ادارے چلانے والے
"لا الٰہ الا اللہ": اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یعنی توحید خداوندی
صلاحِ کار: کسی کام/چیز کو درست کرنا، درستگی

حدیثِ دل کسی درویشِ بے گلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ

برہنہ سر ہے تو عزمِ بلند پیدا کر
یہاں فقط سرِ شاہیں کے واسطے ہے کلاہ

نہ ہے ستارے کی گردش نہ بازیٔ افلاک
خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک
نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

﴿ ۲۴ ﴾

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

حدیثِ دل: دل کی بات، جذبۂ عشق کی بات
درویشِ بے گلیم: گدڑی / کملی کے بغیر رہنے والا درویش، مراد جو درویشی کی ظاہری نشانیوں کی نمائش کرنے والا نہ ہو، صحیح معنوں میں درویشِ خدامست
برہنہ سر: ننگے سر، مُراد غلامی
عزمِ بلند: بلند ارادہ، بہت جدّ و جہد کا ارادہ
سرِ شاہیں: شاہین کا سر، مراد مردِ مومن کا سر
کلاہ: ٹوپی، مراد حکومت / حکمرانی
ستارے کی گردش: مراد تقدیر کا چکر
بازیِ افلاک: آسمانوں کا کھیل، آسمانوں کی گردش جس سے زمانے میں تبدیلیاں آتی ہیں
زوالِ نعمت و جاہ: دولت اور عزت حکومت وغیرہ میں کمی
نگاہ: مرشد یا عاشقِ حقیقی کی نگاہ جو دوسروں میں انقلاب پیدا کر دے
معرفت: مراد خدا کی صحیح پہچان

خبر: مراد ظاہری علوم، حواسِ خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات
نظر: کسی اللہ والے کی نگاہ جو انسان میں جذبۂ عشق اور یقینِ کامل پیدا کرتی ہے

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات، ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

گراں بہا ہے تو حِفظِ خودی سے ہے ورنہ
گُہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں

رگوں میں گردشِ خوں ہے اگر تو کیا حاصل
حیات، سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں

عروسِ لالہ! مُناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ مَیں نسیمِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں

جسے کساد سمجھتے ہیں تاجرانِ فرنگ
وہ شے متاعِ ہُنر کے سوا کچھ اور نہیں

بڑا کریم ہے اقبالؔ بے نوا لیکن
عطائے شُعلہ شرر کے سوا کچھ اور نہیں

حیات: صحیح یا ابدی زندگی
ذوقِ سفر: مراد جدوجہد اور مسلسل عمل کا لطف
گراں بہا: بیحد قیمتی
حفظِ خودی: خودی کو برقرار رکھنے کا عمل
آبِ گہر: موتی کی چمک
گردشِ خوں: خون کا جسم میں پھرنا جو زندگی کی علامت ہے
سوزِ جگر: جگر کی تپش، عشق کے جذبوں سے پُر ہونا
عروسِ لالہ: لالہ کا دامن، مراد لالہ کا پھول
حجاب: پردہ

نسیمِ سحر: صبح کی ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں
تاجرانِ فرنگ: یورپ کے تاجر، مراد انگریز حکمران جنہوں نے تجارت کے بہانے برصغیر پر قبضہ جمایا
متاعِ ہنر: مراد فضل و کمال کی پونجی
کریم: مہربان
بے نوا: جس کے پاس کچھ نہ ہو
عطائے شعلہ: شعلے کا انعام، شعلے کا کچھ دینا
شرر: چنگاری، مراد سوزِ عشق

۲۵

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو، وہ قیصری کیا ہے!

بُتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اَور کافری کیا ہے!

فَلک نے اُن کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنھیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

اسی خطا سے عتابِ مُلوک ہے مجھ پر
کہ جانتا ہُوں مآلِ سکندری کیا ہے

کسے نہیں ہے تمنائے سَروری، لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سَروری کیا ہے!

نگاہِ فقر میں: مراد عشق حقیقی سے سرشار مردِ مومن کی نظر میں
شانِ سکندری: مراد عظیم حکومت و سلطنت کی شان
کیا ہے: مراد کچھ نہیں
خراج: ٹیکس
گدا: مانگنے والی
قیصری: قیصر، روم کے بادشاہوں کا لقب، مراد عظیم حکومت اور سلطنت
خواجگی: آقائی، مالک ہونا
روش: طریقہ
بندہ پروری: غلاموں، مراد انسانوں پر مہربانی اور نوازش کا عمل
شوخی: چلبلاپن
دلبری: محبوبی، دلوں پر قبضہ کرنے کی کیفیت
عتابِ ملوک: بادشاہوں، حکمرانوں کا غیظ و غضب، غصہ
مآلِ سکندری: مراد فانی دنیا کی عظیم بادشاہت / حکمرانی کا انجام (یعنی آخر فنا)
تمنائے سروری: بڑا بننے کی آرزو

خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے، شاعری کیا ہے!

﴿ ۲۶ ﴾

نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے، تُو نہیں جہاں کے لیے

یہ عقل و دِل ہیں شرر شُعلۂ محبت کے
وہ خار و خس کے لیے ہے، یہ نیستاں کے لیے

مقامِ پرورشِ آہ و نالہ ہے یہ چمن
نہ سیر گل کے لیے ہے نہ آشیاں کے لیے

رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک ؟
ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بے کراں کے لیے!

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے

قلندری: جذب و عشق کی حالت اور دنیا سے بے نیازی
شعر مرا کیا ہے: مراد فنی طور پر میری شاعری اعلیٰ درجے کی نہیں ہے (از راہِ انکسار کہا ہے)

وہ: مراد عقل
خار و خس: کانٹے اور تنکے، مراد یہ مادی دنیا
یہ: مراد دل
نیستاں: بانسوں کا جنگل، مراد دنیائے عشق
مقامِ پرورش آہ و نالہ: آہ و نالہ کی پرورش کا مقام، مراد فطرت کے مناظر خدا تعالیٰ کے وجود سے آگاہ اور صاحب بصیرت کو اس کے عشق میں مبتلا کرتے ہیں
سیر گل: مراد باغ کی ایسی سیر جس سے انسان کوئی معرفت حاصل نہ کرے
راوی و نیل و فرات: ۳ مشہور دریا، مراد جغرافیائی حدیں
بحرِ بیکراں: بہت وسیع سمندر، مراد اسلام جغرافیائی حدود میں محدود نہیں
نشانِ راہ دکھانا: گہری بصیرت اور بلند ارادوں کا حامل ہونا
مردِ راہ داں: راستہ جاننے والا، مراد حقیقی و عظیم رہنما، قائد

نِگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

ذرا سی بات تھی، اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لیے

مِرے گلو میں ہے اک نغمہ جبرئیل آشوب
سنبھال کر جسے رکھا ہے لامکاں کے لیے

﴿ ۲۷ ﴾

تو اے اسیر مکاں! لا مکاں سے دور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاک داں سے دور نہیں

وہ مرغزار کہ بیمِ خزاں نہیں جس میں
غمیں نہ ہو کہ ترے آشیاں سے دور نہیں

یہ ہے خلاصۂ عِلم قلندری کہ حیات
خدنگِ جستہ ہے لیکن کماں سے دور نہیں

نگہ بلند: مراد بلند حوصلہ، فراخ دل
سخن دل نواز: دل لبھانے والی باتیں
جاں پُر سوز: عشق کی حرارت سے سرشار روح
رختِ سفر: سفر کا سامان، مراد قیادت و رہنمائی کا سرمایہ
اندیشۂ عجم: غیر عربی فکر، غالباً ایرانی تصوف مراد ہے
زیبِ داستاں: مراد کہانی کو خوبصورت بنانے کے لیے اسے طول دینا

اسیر مکاں: مراد جو صرف اس دنیا تک محدود ہے
لامکاں: عالمِ بالا، عالمِ قُدس
جلوہ گاہ: خدائی تجلی کی جگہ
خاک داں: مراد یہ دنیا
مَرغزار: سبزہ زار
بیم خزاں: موسم خزاں (پت جھڑ) کا ڈر
غمیں: غمگین، غم زدہ
خدنگِ جستہ: کمان سے نکلا ہوا تیر

فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے
قدم اُٹھا، یہ مقام آسماں سے دور نہیں

کہے نہ راہ نُما سے کہ چھوڑدے مجھ کو
یہ بات راہرو نُکتہ داں سے دُور نہیں

۲۸

(یورپ میں لکھے گئے)

خِرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ
سِکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رِندانہ

نہ بادہ ہے، نہ صُراحی، نہ دورِ پیمانہ
فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزمِ جانانہ

مری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ مَیں ہوں محرمِ رازِ دُرونِ میخانہ

فضا: مراد ماحول
مہ و پرویں: چاند اور ستارے
قدم اٹھا: مراد جدّوجہد اور عمل کر
یہ مقام: مراد چاند ستاروں سے آگے کا ٹھکانا
راہرو نکتہ داں: گہری اور باریک باتیں جاننے والا مسافر

خرد: عقل و دانش
حکیمانہ نظر: فلسفیوں کی سی نظر، مسائل فطرت پر غور و فکر کا انداز
حدیثِ رندانہ: رندوں کی سی بات، مراد جذبوں سے سرشاری
بادہ: شراب
دَورِ پیمانہ: جام کی گردش
نگاہ: مراد بصیرت، دل کی نگاہ
بزمِ جانانہ: محبوب کی محفل، مراد یہ کائنات
نوائے پریشاں: منتشر آواز / نغمہ
مَحرم: واقف، جاننے والا
رازِ درون: اندر / باطن کا بھید

کلی کو دیکھ کہ ہے تشنہ نسیمِ سحر
اسی میں ہے مرے دل کا تمام افسانہ

کوئی بتائے مجھے یہ غیاب ہے کہ حضور
سب آشنا ہیں یہاں، ایک مَیں ہوں بیگانہ

فرنگ میں کوئی دن اور بھی ٹھہر جاؤں
مرے جنوں کو سنبھالے اگر یہ ویرانہ

مقامِ عقل سے آساں گزر گیا اقبالؔ
مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ

﴿ ۲۹ ﴾

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اُٹھتے ہیں حجاب آخر

احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز و تب و تاب اوّل، سوز و تب و تاب آخر

تشنہ: پیاسی
نسیمِ سحر: صبح کی ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں
غیاب: مراد فراق، محبوب سے دوری
حضور: غیاب کی ضد، حضوری، خدائی تجلیات کا سامنے ہونا
آشنا: ایک دوسرے کو جاننے والے
جنوں: دیوانگی، عشق
مقامِ عقل: عقل کی منزل
مقامِ شوق: عشق کی منزل
کھویا گیا: گم ہو گیا، راستہ بھول گیا
فرزانہ: عقلمند، دانا

نالوں کا جواب: فریاد یا دعاؤں کا جواب
آخر: آخر کار
خطاب کرنا: مراد بات کرنا، سامنے ہو کر گفتگو کرنا
حجاب اُٹھنا: پردہ ہٹ جانا، سامنے آنا
احوال: جمع حال، مراد کیفیتیں
سوز: تپش جو عشق کا نتیجہ ہے
تب و تاب: عشق کے سبب بے قراری

میں تجھ کو بتاتا ہوں، تقدیرِ اُمَم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سُرور اوّل، دیتے ہیں شراب آخر

کیا دبدبۂ نادر، کیا شوکتِ تیموری
ہو جاتے ہیں سب دفتر غرقِ مَے ناب آخر

خلوت کی گھڑی گزری، جلوت کی گھڑی آئی
چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر

تقدیرِ اُمم: قوموں کی تقدیر
شمشیر: تلوار، مراد جہد و عمل
سناں: نیزہ یعنی جدّوجہد، عمل
طاؤس و رباب: باجا اور سارنگی، مراد عیش کی زندگی
میخانۂ یورپ: مراد یورپ والے، انگریز حکمران
سرورِ اول: مُراد پہلے دوسری قوموں کو مختلف حیلوں سے اپنا گرویدہ بناتے ہیں
دیتے ہیں شراب آخر: اور پھر اُنہیں ان حیلوں میں الجھا کر اپنا غلام بنا لیتے ہیں
دبدبۂ نادر: نادر کا رُعب داب، مراد نادر شاہ جس نے دہلی میں قتلِ عام کیا اور آخر خود بھی قتل ہو گیا
شوکتِ تیموری: مراد مغلیہ خاندان کی شان و شوکت۔ اس خاندان نے برصغیر پر دو اڑھائی صدی حکومت کی۔ آخر انگریزوں سے شکست کھائی
دفتر: کتاب
غرقِ مَے ناب: خالص شراب میں غرق، مراد آخر فنا کا شکار ہو جاتے ہیں
جلوت: محفل، بزم
آغوشِ سحاب: بادل کی گود
سَیلِ معانی: مراد شعروں میں نئے نئے مضامین کا طوفان یعنی تیزی سے وارد ہونا
ضبط: روکنا
قلندر: مراد خود علامہ اقبال
اسرارِ کتاب: کتاب کے بھید

﴿ ۳۰ ﴾

ہر شے مسافر ہر چیز راہی
کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی

تو مردِ میداں تو میر لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی

کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی
یہ بے سوادی یہ کم نگاہی

دنیائے دوں کی کب تک غلامی
یا راہبی کر یا پادشاہی

پیرِ حرم کو دیکھا ہے میں نے
کردار بے سوز، گفتار واہی

﴿ ۳۱ ﴾

ہر چیز ہے محوِ خود نمائی
ہر ذرہ شہیدِ کبریائی

بے ذوقِ نمود زندگی، موت
تعمیرِ خودی میں ہے خدائی

مسافر: مراد فانی
راہی: مسافر یعنی فانی، گزر جانے والی
مرغ و ماہی: پرندے اور مچھلی، مراد کائنات کی دوسری مخلوق
تُو: انسان جو اشرف المخلوقات ہے
مردِ میداں: میدان کا دلیر، مراد دیگر مخلوقات پر غالب
میر لشکر: لشکر کا سردار، کائنات پر حکم چلانے والا
نوری: مراد فرشتے، آسمانی مخلوق
حضوری: مراد اس کائنات کی مخلوق
سپاہی: مراد تیرے ماتحت / تیرا حکم ماننے والے
قدر جاننا: اپنی اہمیت سے باخبر ہونا
بے سوادی: بے عملی، نادانی
کم نگاہی: عاقبت نااندیشی
دُنیائے دوں: گھٹیا دنیا، یعنی یہ مادی دنیا

راہبی کر: مراد دنیا سے بے تعلق ہو، گوشہ نشینی اختیار کر
پادشاہی: حکمرانی، کائنات کو مسخر کرنا
پیرِ حرم: مُلا، مولوی
کردار بے سوز: عمل میں جذبۂ عشق نہیں
گفتار واہی: باتیں اُلٹی سیدھی یعنی اصل مقصد سے ہٹ کر

محوِ خود نمائی: خود کو ظاہر کرنے میں مصروف
شہیدِ کبریائی: عظمت کا شہید، مراد خود کو عظیم بنانے کے جذبوں سے سرشار
بے ذوقِ نمود: خود کو نمایاں کرنے کے ذوق و شوق کے بغیر
تعمیرِ خودی: اپنی ذات یعنی قوتوں سے آگاہ ہو کر انہیں عمل میں لانا
خدائی: مراد عظمت، کبریائی

رائی زورِ خودی سے پربت　　پربت ضعفِ خودی سے رائی
تارے آوارہ و کم آمیز　　تقدیرِ وجود ہے جدائی
یہ پچھلے پہر کا زرد رُو چاند　　بے راز و نیازِ آشنائی
تیری قندیل ہے ترا دل　　تو آپ ہے اپنی روشنائی
اک تو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں　　باقی ہے نمودِ سیمیائی

ہیں عقدہ کشا یہ خارِ صحرا
کم کر گلۂ برہنہ پائی

﴿ ۳۲ ﴾

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ!
ٹوٹا ہے ایشیا میں سحر فرنگیانہ

رائی: ایک چھوٹا سا دانہ، مراد حقیر سی شے
زورِ خودی: اپنی ذات سے آگاہ ہونے کی طاقت
پربت: پہاڑ، مراد عظیم، باعظمت
ضعفِ خودی: خودی کی کمزوری / ناتوانی
آوارہ: بے مقصد گھومنے والے
کم آمیز: ایک دوسرے کے ساتھ کم مل بیٹھنے والے
تقدیرِ وجود: یعنی مادے / مادی دنیا کا نصیب
جدائی: الگ رہنا
زرد رو چاند: مراد ایسا چاند جس کی زندگی بے کیف ہے
پچھلے پہر کا: رات کے آخری حصے کا
بے راز و نیاز آشنائی: مراد جو عشق کے راز و نیاز یا مختلف جذبوں سے عاری ہے
قندیل: مراد چراغ
حق ہونا: مراد تیرا وجود بجا ہے
نمودِ سیمیائی: مراد ایسی اشیا / باتیں جو خیالی ہیں ان کا ظہور
عُقدہ کشا: گرہ کھولنے والا، مشکل حل کرنے والا
خارِ صحرا: صحرا کا کانٹا، مراد جدوجہد کے راستے میں آنے والی تکلیفیں
گِلۂ برہنہ پائی: ننگے پاؤں کی شکایت، مراد سخت جدوجہد کرنے کی حالت کا شکوہ

اعجاز: معجزہ، غیر معمولی کارنامہ
گردشِ زمانہ: زمانے کا انقلاب
سحر ٹوٹنا: جادو کا اثر زائل ہونا، ایشیا کی بیداری کی طرف اشارہ ہے
سحر فرنگیانہ: انگریزوں کا جادو، انگریزوں کا غلبہ وغیرہ

تعمیر آشیاں سے مَیں نے یہ راز پایا
اہلِ نوا کے حق میں بجلی ہے آشیانہ

یہ بندگی خدائی، وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ!

غافل نہ ہو خودی سے، کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تُو بھی ہے آستانہ

اے لا اِلٰہ کے وارث! باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

رازِ حرم سے شاید اقبالؔ باخبر ہے
ہیں اس کی گفتگو کے انداز محرمانہ

اہل نوا: چہچہانے والے پرندے
حق میں: کے لیے
یہ بندگی: مراد خدا کا بندہ ہونا، خدا سے عشق و وابستگی
خدائی: مراد کائنات پر حکمرانی
وہ بندگی: مراد دنیا کی غلامی، مادی دنیا سے لگاؤ
گدائی: بھیک مانگنے کی حالت، مراد ذلت
بندۂ خدا: خدا کا غلام، مراد مردِ مومن
بندۂ زمانہ: زمانے کا غلام
حرم: چاردیواری
آستانہ: دہلیز، چوکھٹ

لا الٰہ کا وارث: مراد خدا کی توحید کا نگہبان، جس کا کام توحید کو پھیلانا ہے
گفتار دلبرانہ: دلوں پر قبضہ کرنے والی باتیں، حُسنِ اخلاق
کردار قاہرانہ: مراد باطل اور کفر کی قوتوں سے ٹکر لینے اور انہیں مٹانے کا عمل
جذبِ قلندرانہ: مراد اسلام اور توحید سے وابستگی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی قوت
رازِ حرم: حرم کا بھید
محرمانہ: واقفوں یا اپنوں کا سا

﴿ ۳۳ ﴾

خِرد مندوں سے کیا پُوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ مَیں اس فکر میں رہتا ہوں، میری انتہا کیا ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پُوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

مقامِ گفتگو کیا ہے اگر مَیں کیمیاگر ہوں
یہی سوزِ نفَس ہے، اَور میری کیمیا کیا ہے!

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اُس میں
نہ پُوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشمِ سُرمہ سا کیا ہے

اگر ہوتا وہ مجذوبِ☆ فرنگی اس زمانے میں
تو اقبالؔ اس کو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے

نوائے صُبح گاہی نے جِگر خوں کر دیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟

خرد مند: عقلمند، مراد فلسفی
رضا: خواہش، مرضی
مقامِ گفتگو: بات یا اعتراض کرنے کا محل
کیمیاگر: معمولی شے کو اعلیٰ بنانے والا، مراد گھٹیا ذہنیت کو اعلیٰ ذہنیت میں بدلنے والا
سوزِ نفس: جذبۂ عشق کی حرارت
کیمیا: وہ دوا جس سے کسی دھات کو سونا بنا دیتے ہیں
ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا

چشمِ سُرمہ سا: سُرمہ لگی آنکھ جسمیں بہت کشش ہوتی ہے
مجذوبِ فرنگی: مراد جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی نٹشے / نطشہ (وفات ۲۶ اگست ۱۹۰۰ء) جو اپنے قلبی واردات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا جس کے سبب اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راہ پر ڈال دیا
نوائے صبح گاہی: صبح سویرے اٹھ کر محبوب حقیقی کے حضور گڑگڑانے کا عمل
جگر خوں کرنا: بیحد جان ماری / محنت کرنا

☆ جرمنی کا مشہور فلسفی نطشہ جو اپنے قلبی واردات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا اور اس لئے اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راستہ پر ڈال دیا۔

۳۴

جب عشق سِکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اَسرارِ شہنشاہی

عطّار ہو، رومؔی ہو، رازیؔ ہو، غزالیؔ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

نومید نہ ہو ان سے اے رہبر فرزانہ!
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

اے طائرِ لاہوتی! اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اَولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بُوئے اسد اللّٰہی

خود آگاہی: اپنی ذات کو پہچاننے یا قوتوں سے آگاہ ہونا
اَسرار کھلنا: بھید ظاہر ہو جانا
اسرارِ شہنشاہی: مراد آزادی اور حکمرانی کے بھید
عطار: مشہور صوفی شاعر فرید الدین عطار (۱۱۱۹ء۔ ۱۲۳۰ء)
مراد بڑے صوفی ہونا
رومی: مشہور عظیم صوفی شاعر مولانا محمد جلال الدین رومی (وفات ۱۲۷۳ء)
رازی: فخر الدین رازی (۱۱۵۰ء۔ ۱۲۱۰ء) عظیم فلسفی اور مذہبی مفکر
غزالی: امام محمد بن ابو حامد غزالی (۱۰۹۰ء۔ ۱۱۱۱ء) عظیم فلسفی اور صوفی

بے آہِ سحر گاہی: مراد رات کے پچھلے پہر خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے اور ذکر کے بغیر
رہبر فرزانہ: عقلمند رہنما
کم کوش: سُست، کم محنت کرنے والا
بے ذوق: مراد جذبوں کے بغیر
راہی: مسافر، مراد قوم کے افراد
طائرِ لاہوتی: عالم بالا / قدر کا پرندہ
دارا: مشہور ایرانی بادشاہ
سکندر: مشہور یونانی بادشاہ، دونوں سے مراد عظیم حکمران
بوئے اَسد اللّٰہی: خدا کے شیر ہونے کی خوشبو، حضرت علیؓ کی سی دلیری، مردِ مومن کی سی بے خوفی

آئینِ جواں مرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

﴿ ۳۵ ﴾

مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا

ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈُوب جا تُو بھی
کہ اس جنگاہ سے مَیں بن کے تیغِ بے نیام آیا

یہ مصرع لِکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا

چل، اے میری غریبی کا تماشا دیکھنے والے
وہ محفل اُٹھ گئی جس دم، تو مجھ تک دَورِ جام آیا

دیا اقبالؔ نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا
یہ اک مردِ تن آساں تھا، تن آسانوں کے کام آیا

جواں مرداں: جمع جواں مرد، دلیر لوگ، مردان مومن
حق گوئی: صاف اور کھری بات کرنا
اللہ کے شیر: مراد دلیر لوگ، مومنین
روباہی: لومڑی پن، مراد مکر و فریب

آہ و فغانِ نیم شب: آدھی رات کے وقت محبوب حقیقی کے حضور فریاد اور ذکر و سجود
جنگاہ: میدانِ جنگ
تیغ بے نیام: بے نیام تلوار جو کسی رکاوٹ کے بغیر چلتی ہے
شوخ: شریر، شرارتی
سجدوں میں گر جانا: مراد جد و جہد کے وقت آرام طلبی کرنا
وقتِ قیام: مراد جدّ و جہد کا موقع
محفل اُٹھ جانا: محفل ختم ہونا
دورِ جام: جام کی گردش، مراد باری
سوز: عشق کی تپش
مردِ تن آساں: آرام طلب / سُست آدمی

اسی اقبالؔ کی مَیں جستجو کرتا رہا برسوں
بڑی مُدّت کے بعد آخر وہ شاہیں زیرِ دام آیا

﴿۳۶﴾

نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو مَیں رہتا نہیں باقی
کہ میری زندگی کیا ہے، یہی طغیانِ مشتاقی

مجھے فطرت، نوا پر پے بہ پے مجبور کرتی ہے
ابھی محفل میں ہے شاید کوئی درد آشنا باقی

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پُھونک سکتی ہے
طلب صادق نہ ہو تیری تو پھر کیا شکوۂ ساقی!

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی براقی

دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اُٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو اندازِ آفاقی

وہ شاہیں: مراد خود اقبال
زیرِ دام آنا: جال میں پھنسنا، قابو آنا

طغیانِ مشتاقی: مراد عاشقی کے جذبوں کا جوش
نوا: نغمہ، فریاد
درد آشنا: مراد دردِ عشق سے لطف اندوز ہونے والا
پھونک دینا: جلا دینا
طلب صادق ہونا: سچی اور حقیقی آرزو/خواہش ہونا

شکوۂ ساقی: ساقی/شراب پلانے والے کا گِلہ/شکایت
تابناکی: چمک، مراد ظاہری چمک دمک
جوہر: موتی، قیمتی پتھر
بُراقی: چمک دمک
ولولے اُٹھنا: جوش و جذبہ پیدا ہونا
آفاق گیری: کائنات کو تسخیر کرنے کا عمل، یا پوری دُنیا کے دل مسخر کرنا
اندازِ آفاقی: پوری دنیا پر چھا جانے والا انداز

خزاں میں بھی کب آسکتا تھا میں صیاد کی زد میں
مری غمّاز تھی شاخِ نشیمن کی کم اوراقی

اُلٹ جائیں گی تدبیریں، بدل جائیں گی تقدیریں
حقیقت ہے، نہیں میرے تخیل کی یہ خلاقی

﴿ ۳۷ ﴾

فطرت کو خرد کے رُو بُرو کر　　تسخیر مقامِ رنگ و بو کر
تو اپنی خودی کو کھو چکا ہے　　کھوئی ہوئی شے کی جستجو کر
تاروں کی فضا ہے بیکرانہ　　تو بھی یہ مقام آرزو کر
عریاں ہیں ترے چمن کی حوریں　　چاکِ گل و لالہ کو رفو کر
بے ذوق نہیں اگرچہ فطرت
جو اس سے نہ ہو سکا، وہ تو کر

صیاد: شکاری
زد: نشانہ
غمّاز: چغلی کھانے والی، نشاندہی کرنے والی
شاخِ نشیمن: گھونسلے کی شاخ
کم اوراقی: تھوڑے پتّے ہونا
تدبیر الٹ جانا: تدبیر / کوشش ناکام ہو جانا
تخیّل: ذہن میں آیا ہوا خیال
خلّاقی: مراد ذہن کی پیداوار / تخلیق

خرد: عقل، دانش
رُوبرو کرنا: آمنے سامنے کرنا، مراد کائنات پر غور و فکر کرنا
تسخیر کرنا: غور و فکر اور جہد و عمل سے اپنا تابع کرنا، کام لینا
مقامِ رنگ و بو: مراد یہ دنیا
خودی کھونا: اپنی قوتوں سے بے خبر ہونا
بیکرانہ: بہت وسیع جس کا کوئی کنارہ نہ ہو
عریاں: ننگی / ننگے، مراد مفلس اور غلام وغیرہ
ترے چمن کی حوریں: مُراد تیرے باغ کے پھول یعنی مُسلمان جو غلامی اور بیچارگی کا شکار ہیں
چاکِ گل و لالہ: مُراد اپنی ملت یعنی مسلمانوں کے مختلف زخم (مفلسی، غلامی، بیچارگی)
رفو کرنا: سینا
بے ذوق: صلاحیتوں سے خالی

﴿ ۳۸ ﴾

یہ پیرانِ کلیسا و حرم، اے وائے مجبوری!
صلہ ان کی کد و کاوش کا ہے سینوں کی بے نوری

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی، کہ جس کے سامنے جُھکتی ہے فغفوری

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہِ سحر گاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا دردِ مہجوری

حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے، دُوری

وہ اپنے حُسن کی مستی سے ہیں مجبورِ پیدائی
مری آنکھوں کی بینائی میں ہیں اسبابِ مستوری

پیرانِ کلیسا و حرم: مراد مسلم اور غیر مسلم مذہبی راہنما، مُلّا، پادری وغیرہ

اے وائے: افسوس اور حسرت ہے

صِلہ: بدلہ، انعام

کد و کاوش: کوشش اور محنت، جانفشانی

سینوں کا بے نور ہونا: دلوں کا عشق کی روشنی سے محروم ہونا

فُغفوری: مراد سلطانی دبدبہ (فغفور: قدیم چین کے بادشاہوں کا لقب)

حیرت: عشق و معرفت میں محویت اور وجد

مَستی: وجد اور کیف کے عالم کی بیخودی

آہِ سحر گاہی: رات کے پچھلے پہر کی عبادت و ریاضت / ذکر و تسبیح

دردِ مہجوری: دوری کا دُکھ

اِدراک: فہم، شعور

حُسن کی مستی: مراد بے پناہ حسن کا نشہ

مجبورِ پیدائی: خود کو ظاہر کرنے / سامنے لانے پر مجبور، اشارہ ہے حدیث قدسی (حدیث لولاک) کی طرف

وہ: مراد خدا تعالیٰ، محبوبِ حقیقی

اسبابِ مستوری: چُھپے رہنے کے سبب، مراد ظاہری آنکھ کائنات میں خدائی جلوے دیکھنے سے عاری ہے

کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ
نہ تھے ترکانِ عثمانی سے کم ترکانِ تیموری

فقیرانِ حرم کے ہاتھ اقبالؔ آگیا کیونکر
میسّر میر و سُلطاں کو نہیں شاہینِ کافوری

﴿۳۹﴾

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحر قدیم
گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوب کلیم

عقل عیّار ہے، سَو بھیس بنالیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے نہ زاہد نہ حکیم!

عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں، بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

منطق: دلیل، فلسفہ

ترکانِ عثمانی: اشارہ ہے ایشیائے کوچک کے حکمران عثمان بن طغرل اور اس کے جانشینوں کی طرف جو تیرھویں عیسوی سے کوئی پانچ صدی تک یورپ کے لیے خطرہ بنے رہے

ترکانِ تیموری: مراد مُغلیہ خاندان کے حکمران جنہوں نے سولھویں صدی کے آغاز سے برصغیر پر حکومت کی اور آخر میں بہادر شاہ ظفر کے دور (۱۸۵۷ء) میں انگریزوں نے ختم کی

فقیرانِ حرم: مراد مسلمان قوم

ہاتھ آگیا: قابو آگیا، پکڑا گیا

میر و سلطان: بادشاہ اور بڑے بڑے حکمران

شاہینِ کافوری: سفید رنگ کا شاہین جو نایاب ہونے کے سبب بادشاہوں تک کو نہیں ملتا، یہاں مراد خود علامہ ہیں

تازہ کرنا: نئے سرے سے شروع کرنا

دانشِ حاضر: جدید مغربی علوم، سائنس

سحرِ قدیم: پرانا جادو، جس کا فرعون وغیرہ کے زمانے میں رواج تھا

بے چوبِ کلیم: حضرت موسیٰؑ کے عصا کے بغیر، مراد ہے اینٹ کا جواب پتھر سے دیے بغیر

بھیس بنالینا: روپ یا شکل بدل لینا

عیشِ منزل: پڑاؤ کا آرام، راستے میں ستانے کی حالت

غریبانِ محبت: محبت کے مسافر

مقیم: قیام کیے ہوئے، ٹھکانا کیے ہوئے

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تُو
کوہ و دریا سے گزر سکتے ہیں مانند نسیم

مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم

﴿ ۴۰ ﴾

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سیکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالم رنگ و بُو پر
چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے راز داں اور بھی ہیں

گراں سیر: جسے سامان کے بوجھ کے سبب چلنا مشکل ہو
غمِ راحلہ وزاد: سواری اور سفر کے خرچ کا غم
مانند نسیم: صبح کی ہوا کی طرح، مراد کسی رکاوٹ اور تکلیف کے بغیر
سرمایہ: پونجی، دولت
نصابِ زر و سیم: سونے اور چاندی کی دولت

تہی: خالی
یہ فضائیں: مراد یہ کائنات
کارواں: قافلہ
قناعت کرنا: تھوڑے کو کافی سمجھنا اور اس پر صبر شکر کرنا
مقاماتِ آہ و فغاں: مراد جدّوجہد کے موقعے
روز و شب: مُراد وقت کی گردش
الجھ کر رہ جانا: پھنس کر رہ جانا
زمان و مکاں: زمانہ اور مقام، وقت اور دُنیا
انجمن: محفل، مراد قوم
رازداں: بھید جاننے والا، مراد شاعری کے اصل مقصد کو پاجانے والا

﴿ ۴۱ ﴾

(فرانس میں لکھے گئے)

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام!

پیر حرم نے کہا سُن کے مری رُوندداد
پُختہ ہے تیری فغاں، اب نہ اسے دل میں تھام

تھا اَرنی گو کلیم ،مَیں اَرنی گو نہیں
اُس کو تقاضا روا، مجھ پہ تقاضا حرام

گرچہ ہے افشائے راز، اہلِ نظر کی فغاں
ہو نہیں سکتا کبھی شیوۂ رِندانہ عام

حلقۂ صُوفی میں ذکر، بے نم و بے سوز و ساز
میں بھی رہا تشنہ کام، تُو بھی رہا تشنہ کام

عیشِ جہاں: مادی دنیا کی راحتیں
تمنائے خام: کچی یعنی غلط قسم کی آرزو
پیر حرم: مراد مسلمان مُرشد، یا اشارہ ہے شیخ عبدالقادر کی طرف جنہوں نے علامہ سے کہا تھا کہ وہ شاعری ترک نہ کریں
رُوندداد: ماجرا، داستاں
پُختہ: پکی ہوئی، مراد مضبوط، مفید
فغاں: فریاد، مراد جذبوں سے پُر شاعری
دل میں تھامنا: مُراد اظہار نہ کرنا
"ارنی" گو: "مجھے اپنا جلوہ دکھا" کہنے والا، مراد حضرت موسیٰؑ
کلیم: حضرت موسیٰؑ کا لقب
روا: مناسب، جائز
افشائے راز: بھید ظاہر کرنا
شیوۂ رندانہ: رندوں یعنی عاشقوں کی سی عادت / طریقہ
حلقۂ صوفی: مراد صوفیوں میں
بے نم: مراد آنکھوں میں آنسوؤں کے بغیر
بے سوز و ساز: عشق کے جذبوں اور حرارت سے خالی
تشنہ کام: جس کا حلق / گلا پیاسا ہو، مراد پیاسا یعنی جس کے جذبۂ عشق کی تسکین نہ ہوئی ہو

عشق تری انتہا، عشق مری انتہا
تُو بھی ابھی ناتمام، میں بھی ابھی ناتمام

آہ کہ کھویا گیا تجھ سے فقیری کا راز
ورنہ ہے مالِ فقیر سلطنتِ روم و شام

﴿ ۴۲ ﴾

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صُورِ اسرافیل

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں
کہ مَیں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیلؑ

فریب خوردۂ منزل ہے کارواں ورنہ
زیادہ راحتِ منزل سے ہے نشاطِ رحیل

ناتمام: نامکمل، مراد جو کامل نہ ہو
کھویا گیا: گم ہو گیا، نہ رہا
فقیری کا راز: فقیری کا بھید، مراد پہلے مسلمان مجاہدوں کا سا جوش و جذبہ
سلطنتِ روم و شام: مراد بڑی بڑی سلطنتیں / حکومتیں

محکم: مضبوط
غیرتِ جبریل: حضرت جبرئیل کے لیے بھی باعثِ رشک
صُورِ اسرافیل: حضرت اسرافیل کا بگل جسے قیامت کے روز سن کر مُردے، قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے، مراد غلام قوم بھی آزادی کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی ہے
دانشِ حاضر: موجودہ دَور کے جدید علوم
اِس آگ میں: اشارہ ہے علامہ کے یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کی طرف
مثلِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کی مانند
فریبِ خوردہ منزل: منزل کے دھوکے میں آیا ہوا
راحتِ منزل: پڑاؤ پر ٹھہرنے کا آرام (بے عملی کی زندگی)
نشاطِ رحیل: کوچ کی مسرت، مراد مسلسل حرکت و عمل

نظر نہیں تو مرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ
کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل

مجھے وہ درسِ فرنگ آج یاد آتے ہیں
کہاں حضور کی لذّت، کہاں حجابِ دلیل!

اندھیری شب ہے، جُدا اپنے قافلے سے ہے تُو
ترے لیے ہے مرا شُعلۂ نوا، قندیل

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

﴿ ۴۳ ﴾

مکتبوں میں کہیں رعنائیٔ افکار بھی ہے؟
خانقاہوں میں کہیں لذّتِ اسرار بھی ہے؟

نظر: مراد گہرا شعور اور غور و فکر کی صلاحیت
حلقۂ سخن: مراد شاعری
نہ بیٹھ: مراد مت پڑھ
نکتہ ہائے خودی: خودی کی گہری باتیں / گہرے بھید
تیغِ اصیل: مضبوط اور تیز تلوار
درسِ فرنگ: علامہ نے یورپ میں جو جدید تعلیم حاصل کی
حضور کی لذّت: خدائی جلووں کے سامنے ہونے کا لطف
حجابِ دلیل: دلیل کا پردہ، دلیلوں میں الجھے رہنے کا عمل
اندھیری شب: مراد غلامی کا زمانہ
شعلۂ نوا: نغمہ / فریاد مراد شاعری
قندیل: چراغ، مراد آزادی کی تحریک کرنے والا

غریب: عجیب، انوکھی
رنگیں: مراد خون سے رنگین
داستانِ حرم: اسلام کی تاریخ
نہایت: انجام، انتہا
حسینؓ: حضرت امام حسینؓ جنہیں شہید کیا گیا
اسمٰعیلؑ: جنہوں نے خود کو قربانی کے لیے پیش کر دیا

مکتب: جدید دور کی درس گاہ
رعنائیٔ افکار: خیالات کا حُسن / دلکشی
خانقاہ: صوفیوں کی گوشہ نشینی کی جگہ
لذّتِ اسرار: بھیدوں کی لذّت

منزلِ راہرواں دُور بھی، دُشوار بھی ہے
کوئی اس قافلے میں قافلہ سالار بھی ہے؟

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدرؓ کرار بھی ہے ؟

عِلم کی حد سے پرے، بندۂ مومن کے لیے
لذّتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے

پیرِ میخانہ یہ کہتا ہے کہ ایوانِ فرنگ
سُست بنیاد بھی ہے، آئینہ دیوار بھی ہے!

﴿ ۴۴ ﴾

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اُس کا مرے آئینۂ اِدراک میں ہے

منزل راہ رواں: چلنے والوں، مراد مسلمانوں کی منزلِ آزادی
قافلہ: ملت اسلامیہ / بر صغیر کے مسلمان
قافلہ سالار: قافلہ کا رہبر / سردار، جذبۂ آزادی سے سرشار قائد
خیبر: یہودیوں کا مشہور اور مضبوط قلعہ جسے حضرت علیؓ نے فتح کیا تھا
معرکۂ دین و وطن: اسلام اور مُلک کو غاصبوں (انگریزوں) سے چھڑانے کی جنگ
حیدر کرارؓ: حضرت علیؓ، مراد اُن جیسا فاتح اور مجاہد
لذتِ شوق: جذبۂ عشق کی لذت
نعمت دیدار: محبوب حقیقی کے جلوے کی دولت
پیر میخانہ: مراد صاحبِ بصیرت بزرگ
ایوانِ فرنگ: یورپ کا محل، مراد یورپ کی تہذیب
سُست بنیاد: کمزور بُنیاد والا، جلد گر جانے والا
آئینہ دیوار: شیشے کی دیوار والا، کمزور دیوار والا

حادثہ: نئی بات، مراد واقعہ یا مصیبت
پردۂ افلاک: آسمانوں کی اوٹ، مراد جو ابھی پیش نہیں آیا
آئینۂ اِدراک: شعور کا آئینہ

نہ ستارے میں ہے، نے گردشِ افلاک میں ہے
تیری تقدیر مرے نالۂ بے باک میں ہے

یا مری آہ میں کوئی شررِ زندہ نہیں
یا ذرا نم ابھی تیرے خس و خاشاک میں ہے

کیا عجب میری نواہائے سحر گاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تری خاک میں ہے

توڑ ڈالے گی یہی خاک طلسمِ شب و روز
گرچہ اُلجھی ہوئی تقدیر کے پیچاک میں ہے

﴿ ۴۵ ﴾

رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوز مشتاقی　　فسانہ ہائے کرامات رہ گئے باقی
خراب کوشکِ سلطان و خانقاہِ فقیر　　فغاں کہ تخت و مصلّیٰ کمالِ زرّاقی

گردشِ افلاک: آسمانوں کی گردش
نالۂ بے باک: بے خوف نالہ، مراد بے خوف شاعری میں چھپا پیغام بیداری
شررِ زندہ: سلگتی ہوئی چنگاری، مراد اس پیغام میں تاثیر
نم: نمی، مراد سمجھنے کی اہلیت میں کمی
خس و خاشاک: مُراد فہم و شعور
نواہائے سحر گاہی: رات کے پچھلے پہر کی شاعری جو پُر سوز جذبوں کی حامل ہے
خاک: مراد ضمیر، دل
آتش زندہ ہونا: مراد جذبوں کی آگ تیز ہونا
طلسمِ شب و روز: مراد وقت کی گردش کا جادو

اُلجھی ہوئی: پھنسی ہوئی
پیچاک: پیچیدگی

سوز مشتاقی: عشق کے جذبوں کی حرارت
فسانہ ہائے کرامات: کرامتوں کی فرضی کہانیاں
کوشکِ سلطان: سلطان کا محل
فغاں: فریاد ہے
تخت: مراد حکومت، بادشاہت
مُصلّیٰ: مراد صُوفیوں کے حلقے
کمالِ زَرّاقی: سراسر عیاری، مکاری اور فریب

کرے گی داورِ محشر کو شرمسار اک روز
کتابِ صوفی و ملا کی سادہ اوراقی

نہ چینی و عربی وہ، نہ رومی و شامی
سما سکا نہ دو عالم میں مردِ آفاقی

مئے شبانہ کی مستی تو ہو چکی لیکن
کھٹک رہا ہے دلوں میں کرشمۂ ساقی

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

عزیز تر ہے متاعِ امیر و سلطاں سے
وہ شعر جس میں ہو بجلی کا سوز و براقی

﴿ ۴۶ ﴾

ہُوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک
اگرچہ مغربیوں کا جنوں بھی تھا چالاک

مئے یقیں سے ضمیرِ حیات ہے پُر سوز
نصیبِ مدرسہ یارب یہ آبِ آتش ناک

داورِ محشر: قیامت کے دن انصاف کرنے والا یعنی خدا
سادہ اَوراقی: صفحے بغیر تحریر کے ہونا، مراد جہد و عمل سے خالی زندگی
نہ چینی و عربی وہ، نہ رومی و شامی: مراد جغرافیائی حدود سے بے نیاز ہے
مردِ آفاقی: مراد مردِ مومن
مئے شبانہ: رات کو پی ہوئی شراب، مراد وہ علوم وغیرہ جن سے اگلے مسلمانوں کی رات کی محفلیں سجتی تھی
مستی تو ہو چکی: وہ نشہ یعنی سلسلہ تو ختم ہوا
کھٹکنا: مسلسل یاد آنا
کرشمۂ ساقی: مراد حضور اکرمؐ کی ولولہ انگیز اور حیران کن تعلیمات
چمن: ملک، وطن
تلخ نوائی: کڑوی باتیں / نصیحتیں
کارِ تریاقی: زہر کا اثر ختم کرنے کا کام
متاع: دولت، پونجی
بجلی کا سوز: بجلی کی سی تپش
براقی: چمک

گریباں چاک ہونا: گریبان پھٹنا، اثر ہونا
مغربیوں کا جنوں: یورپ والوں کی دیوانگی
چالاک: عقل و دانش کے لحاظ سے پُر تاثیر
مئے یقیں: یقین کی شراب، مراد یقین
ضمیرِ حیات: زندگی کی باطنی قوت
پُر سوز: حرارت و تپش سے بھرا ہوا
آبِ آتشناک: آگ کی سی تیز حرارت والا پانی / مئے یقین

عروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام
یہ کہکشاں، یہ ستارے، یہ نیلگوں افلاک

یہی زمانۂ حاضر کی کائنات ہے کیا ؟
دماغ روشن و دل تیرہ و نگہ بے باک

تُو بے بصر ہو تو یہ مانعِ نگاہ بھی ہے
وگرنہ آگ ہے مومن، جہاں خس و خاشاک

زمانہ عقل کو سمجھا ہُوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی
مرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ "لولاک"

عروج: بلندی، ترقی
آدمِ خاکی: مراد انسان
منتظر: انتظار کرنے والا / والے
کہکشاں: وہ چند ستارے جو آسمان پر سڑک کی طرح نظر آتے ہیں
نیلگوں افلاک: نیلے آسمان، مراد اوپر کی دنیا
زمانۂ حاضر: موجودہ زمانہ
کائنات: ساری پونجی
دماغ روشن: مراد علم و دانش کی روشنی سے منور
دل تیرہ: تاریک دل، عشق و مستی کے جذبوں سے خالی دل
نگہ بے باک: بے خوف یعنی شرم و حیا سے عاری نگاہ
بے بصر: بصیرت سے محروم
مانع نگاہ: دیکھنے میں رکاوٹ
مشعلِ راہ: راستے کا چراغ
جنوں: مراد عشق
صاحبِ ادراک: عقل و دانش والا
حجت: دلیل
نکتۂ "لولاک": "لولاک" (حدیث قدسی: اگر تو (حضور اکرمؐ) نہ ہوتا تو میں یہ کائنات پیدا نہ کرتا) کا راز

﴿ ۴۷ ﴾

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یک دانہ
یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ

یا سنجر و طغرل کا آئین جہانگیری
یا مردِ قلندر کے اندازِ ملوکانہ

یا حیرت فارابی، یا تاب و تبِ رومی
یا فکرِ حکیمانہ، یا جذبِ کلیمانہ

یا عقل کی روباہی، یا عشق یداللہی
یا حیلہ افرنگی، یا حملہ ترکانہ

یا شرع مسلمانی، یا دیر کی دربانی
یا نعرۂ مستانہ، کعبہ ہو کہ بتخانہ

میری میں، فقیری میں، شاہی میں، غلامی میں
کچھ کام نہیں بنتا بے جرأتِ رندانہ

گوہر یک دانہ: بے نظیر اور قیمتی موتی

یک رنگی: مراد اتفاق اور اتحاد کی حالت

سنجر و طغرل: ایران کے سلجوقی خاندان کے دو عظیم بادشاہ (۱۱ویں صدی عیسوی) مراد بڑی شان و دبدبہ والے حکمران

آئینِ جہانگیری: دنیا کو فتح کرنے کا دستور

ملوکانہ: بادشاہوں کا سا

حیرتِ فارابی: مشہور مسلمان فلسفی محمد بن محمد طرخان (وفات ۹۵۰ء) کی حیرت، مراد فلسفیوں کی طرح حکمت کے مسائل میں الجھے رہنے کی حالت

تاب و تبِ رومی: مولانا روم یعنی عاشقِ حقیقی کا سا سوز اور تڑپ

فکرِ حکیمانہ: فلسفیانہ سوچ اور غور و فکر

جذبِ کلیمانہ: مراد حضرت موسیٰ کا سا جوش و ولولہ جنہوں نے فرعون ایسے بادشاہ سے ٹکر لی

روباہی: مکاری، عیاری

عشقِ یداللّٰہی: سورۃ الفتح آیت ۱۰ میں ہے: جو لوگ آپؐ کی بیعت کرتے ہیں ان پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ مراد محبوب حقیقی اور حضور اکرمؐ سے عشق

حملہ ترکانہ: ترکوں کی طرح دلیرانہ جنگ / حملہ کرنا

شرعِ مسلمانی: مومن کا دستور، توحید پرستی، باطل اور کفر کے خلاف جنگ

دَیر کی دربانی: مندر کی چوکیداری، دنیا کے دھندوں میں پھنسے رہنا

نعرۂ مستانہ: عشق کی قوت سے سرشار نعرہ

بے جرأتِ رندانہ: مراد مردِ مومن کی سی دلیری کے بغیر

﴿ ۴۸ ﴾

نہ تخت و تاج میں، نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

صَنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیلؑ
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا اِلٰہ میں ہے

وہی جہاں ہے ترا جس کو تُو کرے پیدا
یہ سنگ و خِشت نہیں، جو تری نگاہ میں ہے

مہ و ستارہ سے آگے مقام ہے جس کا
وہ مُشتِ خاک ابھی آوارگانِ راہ میں ہے

خبر مِلی ہے خدایانِ بحر و بَر سے مجھے
فرنگ رہ گزرِ سیلِ بے پناہ میں ہے

نے: نہ
بارگاہ: آستانہ، دربار
صنم کدہ: مراد مختلف بتوں کا گھر
مردِ حق: مردِ مومن، باطل قوتوں کو مٹانے والا
خلیلؑ: حضرت ابراہیمؑ جنہوں نے بتخانہ نمرود کے بت توڑے، مراد بت شکن
پوشیدہ: چھپا ہوا
"لا اِلٰہ": مراد توحیدِ خداوندی (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں)
سنگ و خشت: پتھر اور اینٹ، مراد یہ مادی دنیا

مُشتِ خاک: مٹی کی مٹھی، انسان، انسانِ کامل
آوارگانِ راہ: راستہ میں گھومنے والے، مراد جہد و عمل کرنے والے
خدایانِ بحر و بر: مراد قضا و قدر کے وہ فرشتے جو خشکی اور سمندر پر متعین ہیں
فرنگ: یورپ، تہذیبِ یورپ
رہ گزر: راستہ
سیلِ بے پناہ: شدید قسم کا سیلاب جو سب کچھ بہا کر لے جائے

تلاش اس کی فضاؤں میں کر نصیب اپنا
جہانِ تازہ مِری آہِ صُبح گاہ میں ہے

مِرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مدرسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

﴿ ۴۹ ﴾

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک
رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مِری خاک

وہ خاک کہ ہے جس کا جنوں صَیقلِ ادراک
وہ خاک کہ جبریل کی ہے جس سے قبا چاک

وہ خاک کہ پروائے نشیمن نہیں رکھتی
چُبھتی نہیں پہنائے چمن سے خس و خاشاک

اس خاک کو اللہ نے بخشے ہیں وہ آنسو
کرتی ہے چمک جن کی ستاروں کو عرق ناک

جہانِ تازہ: نئی دنیا، نئی تہذیب یعنی اسلامی تہذیب
کدو: مراد پیالہ
غنیمت سمجھنا: قدر کے لائق جاننا
بادۂ ناب: خالص شراب، مراد شراب عشق حقیقی
مدرسہ: جدید طرز تعلیم اور علوم کا ادارہ
خانقاہ: مراد صوفیوں کا ٹھکانا، جہاں سوز، حرارتِ عشق بھی نہیں اور جد و جہد کا سلسلہ بھی نہیں

اندیشۂ چالاک: تیز غور و فکر
طاقتِ پرواز: مراد بلندی کی طرف بڑھنے کی طاقت
خاک: مراد انسان
صَیقلِ ادراک: شعور اور فکر میں تیزی کا باعث
قبا چاک ہونا: کسی پر رشک ہونے کی حالت
پروائے نشیمن کرنا: ٹھکانے کی پروا کرنا، مراد حرکت و عمل سے دور رہنا
پہنائے چمن: چمن کا پھیلاؤ/وسعت، دنیا
خس و خاشاک چُبھنا: گھٹیا اور بیکار چیزوں کی طرف توجہ کرنا
عرق ناک: مراد شرمندہ

۵۰

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
مری نگاہ نہیں سُوئے کوفہ و بغداد

یہ مدرسہ، یہ جواں، یہ سُرور و رعنائی
انہی کے دم سے ہے میخانۂ فرنگ آباد

نہ فلسفی سے، نہ مُلّا سے ہے غرض مجھ کو
یہ دل کی موت، وہ اندیشہ و نظر کا فساد

فقیہِ شہر کی تحقیر! کیا مجال مری
مگر یہ بات کہ مَیں ڈھونڈتا ہوں دل کی کشاد

خرید سکتے ہیں دنیا میں عشرتِ پرویز
خدا کی دین ہے سرمایۂ غمِ فرہاد

اہلِ نظر: بصیرت والے
تازہ بستیاں: نئی آبادیاں، مراد اسلامی علوم و فنون کے نئے عظیم ادارے
سوئے کوفہ و بغداد: کوفہ اور بغداد کی طرف۔ یہ دونوں شہر کبھی علوم اسلامی کے بڑے مرکز تھے
یہ مدرسہ: جدید علوم کی درسگاہ
سرور و رعنائی: ظاہری علم کا نشہ اور ظاہری چمک دمک
میخانہ فرنگ: مغربی تہذیب
یہ: مراد فلسفی
دل کی موت: جذبۂ عشق سے دل کا خالی ہونا
وہ: یعنی مُلّا
اندیشہ و نظر: فکر اور بصیرت
فساد: خرابی، بگاڑ
فقیہِ شہر: مُراد کوئی بھی فقیہ جو جذبۂ عشق سے خالی ہے
مجال: طاقت، جرأت
دل کی کشاد: مراد عشق و جذب سے دل کھل اٹھے
عشرتِ پرویز: مراد پرویز کا سا عیش اور شان و شوکت۔ خسرو پرویز قدیم ایران کا عظیم بادشاہ شیریں جس کی کنیز تھی
دَین: بخشش، انعام
غمِ فرہاد: فرہاد، یعنی شیریں کے عاشق کا غم

کیے ہیں فاش، رموزِ قلندری میں نے
کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد

رِشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

﴿ ۵۱ ﴾

کی حق سے فرشتوں نے اقبالؔ کی غمازی
گستاخ ہے، کرتا ہے فطرت کی حنا بندی
خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی
رومی ہے نہ شامی ہے، کاشی نہ سمرقندی

سِکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے
آدم کو سِکھاتا ہے آدابِ خداوندی!

فاش: ظاہر، آشکارا
رموز: رمز کی جمع، اَسرار، راز
رِشی: مراد ہندوؤں کے سیاسی رہنما مہاتما گاندھی جنہوں نے بات بات پر بھوک ہڑتال کا چکر چلایا
برہمن: مراد انگریز جن پر ان ہڑتالوں کا کوئی اثر نہ ہوا
عصا: حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی، مراد توحید پر ایمانِ کامل اور عشقِ صادق
کلیمی: کلیم ہونا مراد باطل قوتوں کو مٹانے کی ہمت و جرات جو اس ایمان سے حاصل ہوتی ہے
کارِ بے بنیاد: ناپائدار اور بے فائدہ کام

حنا بندی کرنا: مراد سجانا، آراستہ کرنا
خاکی: خاک کا بنا ہوا، انسان
انداز اَفلاکی ہونا: بلند طور طریقے ہونا
آدم کی تڑپ: انسان کا سوزِ عشق
آدابِ خداوندی: خدائی کے انداز / سلیقے

۵۲

نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی
جیتا ہے رومی، ہارا ہے رازی

روشن ہے جامِ جمشید اب تک
شاہی نہیں ہے بے شیشہ بازی

دل ہے مسلمان میرا نہ تیرا
تو بھی نمازی، میں بھی نمازی

میں جانتا ہوں انجام اس کا
جس معرکے میں ملا ہوں غازی

ترکی بھی شیریں تازی بھی شیریں
حرفِ محبت، ترکی نہ تازی

آزر کا پیشہ خارا تراشی
کارِ خلیلاں خارا گدازی

تو زندگی ہے، پائندگی ہے
باقی ہے جو کچھ سب خاک بازی

مہرہ: شطرنج کی گوٹ
مہرہ بازی: مراد عقل و فلسفہ کے استدلالی مغالطے اور چالیں
جیتا ہے رومی: (رومی: مولانا روم) مُراد عشق کو برتری حاصل ہوئی ہے
ہارا ہے رازی: مراد فلسفہ و حکمت خدائی تجلیات سے بے بہرہ ہے
جامِ جمشید: ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا پیالہ جس میں ساری دنیا نظر آتی تھی
بے شیشہ بازی: شعبدہ بازی کے بغیر
دل مسلماں نہ ہونا: عبادت میں دل کی توجہ نہ ہونا

نمازی: مراد دل اور زبان کی توجہ کے بغیر نماز پڑھنے والا
معرکہ: جنگ
غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا
تازی: عربی زبان
آزر: مراد بت بنانے والا
خارا تراشی: پتھر تراشنا، سنگ تراشی، مراد بت بنانا
کارِ خلیلاں: مراد بت شکنوں کا کام
خارا گدازی: پتھر پگھلانا یعنی بُت شکنی
پائندگی: ہمیشگی، مضبوطی
خاک بازی: مٹی کا کھیل، ناپائدار

۵۳

گرمِ فغاں ہے جَرس اُٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رہرو کہ ہے منتظر راحلہ!

تیری طبیعت ہے اور، تیرا زمانہ ہے اور
تیرے موافق نہیں خاتمیِ سلسلہ

دل ہو غلامِ خِرد یا کہ امامِ خِرد
سالکِ راہ، ہوشیار! سخت ہے یہ مرحلہ

اُس کی خودی ہے ابھی شام و سحر میں اسیر
گردشِ دَوراں کا ہے جس کی زبان پر گلہ

تیرے نفَس سے ہوئی آتشِ گل تیز تر
مُرغِ چمن! ہے یہی تیری نوا کا صِلہ

گرمِ فغاں: فریاد میں مصروف، بج رہا ہے
جرس: قافلے کا گھنٹا جو کوچ کے وقت بجاتے ہیں
وائے: افسوس ہے
رہرو: مسافر
منتظر: انتظار کرنے والا
موافق: طبیعت کے لیے مناسب
خاتمیِ سلسلہ: مراد جد و جہد سے خالی زندگی
غلامِ خرد: مراد صرف عقل پر چلنے والا
امامِ خرد: عقل کا پیشوا
سالکِ رہ: مسافر
گردشِ دَوراں: زمانے کا چکر، مراد تقدیر
گِلہ: شکایت
تیرے نفس سے: مراد علامہ کی شاعری سے
آتشِ گل: مراد ملت کا جوش و جذبہ
مُرغِ چمن: مراد خود علامہ اقبال
نوا کا صلہ: مراد شاعری کا انعام

﴿ ۵۴ ﴾

مِری نوا سے ہُوئے زندہ عارف و عامی
دیا ہے مَیں نے انھیں ذوقِ آتش آشامی

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج
کہ تار تار ہُوئے جامہ ہائے احرامی

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

مجھے یہ ڈر ہے مُقامِر ہیں پُختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجر و فقرِ جنیدؒ و بسطامیؒ

عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا
عامی: عام لوگ
ذوق: سلیقہ
آتش آشامی: مراد عشق کا سوز و جذبہ رکھنا
حرم: کعبہ، ملت اسلامیہ
اعجمی: غیر عرب، خود علامہ اقبال
زمزمہ سنج: نغمہ الاپنے والا، پکارنے والا
تار تار ہونا: پھٹ جانا (عشق و جذب کی علامت)
جامہ ہائے احرامی: احرام (حج کے موقع کا لباس) کے لباس، مراد ملت اسلامیہ میں جذبے اور ولولے پیدا کر دیے
حقیقتِ ابدی: ہمیشہ قائم رہنے والی سچائی

مقامِ شبیری: مراد حضرت امام حسینؓ کا مرتبہ
اندازِ کوفی و شامی: مراد باطل قوتوں کے طور طریقے
مقامِر: جواری، مراد برصغیر کے انگریز حکمران
پختہ کار: تجربہ کار، عیار، چالاک
رنگ لانا: بُرا نتیجہ پیدا کرنا
ہاتھ کی خامی: سادہ لوحی
شکوہِ سنجر: سنجر جیسی شان و شوکت اور دبدبہ، سلطان سنجر ایران کے سلجوقی خاندان کا ایک عظیم بادشاہ
فقرِ جُنیدؒ و بسطامیؒ: مشہور صوفی حضرت جنید بغدادیؒ (وفات ۹۱۰ء) اور عظیم صوفی حضرت بایزیدؒ بسطامی کا سا فقر

قبائے علم و ہنر لُطفِ خاص ہے، ورنہ
تری نگاہ میں تھی میری ناخوش اندامی

﴿ ۵۵ ﴾

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نو
کمال کس کو میسّر ہُوا ہے بے تگ و دَو!

نفَس کے زور سے وہ غُنچہ وا ہُوا بھی تو کیا
جسے نصیب نہیں آفتاب کا پرتو

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پَیرو

پنپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دل سوز
کہ ساز گار نہیں یہ جہانِ گندم و جو

قبائے علم و ہنر: علم و فضل اور قابلیت وغیرہ کا لباس
لُطفِ خاص: خاص مہربانی / عنایت خداوندی
ناخوش اندامی: جسم بے ڈھنگا ہونا، مراد علم و فضل کے لائق نہ ہونا

مہِ نو: پہلے دن کا چاند، ہلال
میسّر ہونا: حاصل ہونا
تگ و دَو: مراد جدّوجہد
وا ہونا: کھلنا

آفتاب: سورج
پرتو: روشنی
پاک نگاہ: دنیاوی آلودگی سے پاک اور عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی نگاہ
پنپنا: اُبھرنا، بڑھنا
خیاباں: کیاری
لالۂ دل سوز: مراد عاشقِ حقیقی
ساز گار: طبیعت کے موافق
جہانِ گندم و جو: مراد یہ مادی دنیا

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو

﴿ ۵۶ ﴾

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش!
اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش

کس کو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام
مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مُدّت سے خموش

مَیں نے پایا ہے اُسے اشکِ سحر گاہی میں
جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدف کی آغوش

ایبک: مراد سلطان قطب الدین ایبک، برصغیر کا پہلا مسلمان بادشاہ جو شروع میں سلطان شہاب الدین غوری کا غلام تھا۔ اس کی تعمیر کردہ عالی شان مسجد قوۃ الاسلام (قطب الاسلام) مشہور ہے۔ طبیعت کا بڑا سخی تھا۔ ۱۲۱۰ء میں گھوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ مزار لاہور میں انارکلی بازار کے قریب ہے

غوری: مراد سلطان شہاب الدین غوری، غزنی کا حاکم تھا پھر برصغیر میں فتوحات کر کے یہاں ۱۱۹۴ء میں اسلامی حکومت قائم کی۔ ۱۲۰۶ء میں غزنی واپس جاتے ہوئے قتل ہوا

معرکے: عظیم کارنامے

تازہ و شیریں: مراد نہ بھولنے اور نہ مٹنے والا اور پُر تاثیر

نغمۂ خسرو: مراد مشہور فارسی شاعر حضرت امیر خسروؒ کی شاعری، نام خواجہ ابوالحسن، لقب طوطیِ ہند، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے مریدِ خاص۔ فارسی شاعری میں اُن کے چار دیوان اور سات آٹھ مثنویاں ہیں۔ ۱۳۲۵ء میں انتقال ہوا۔ دہلی میں دفن ہیں

سحر و شام: مراد وقت کی گردش

صاحبِ ہوش: دانا آدمی

فردا: آنے والا کل

دوش: گذرا ہُوا کل

ہنگامۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ

مسجد: مراد مذہبی ادارے

مَیخانہ: مراد شرابِ عشق کا ادارہ

اشکِ سحر گاہی: مراد رات کے پچھلے پہر محبوبِ حقیقی کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑانا

دُرِ ناب: خالص موتی

صدف: سیپی

نئی تہذیب تکلّف کے سوا کچھ بھی نہیں
چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش!

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش

﴿ ۵۷ ﴾

تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی
آج اُن خانقہوں میں ہے فقط رُوباہی

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی کہ ہے تمہیدِ کلیم اللّٰہی

لذّتِ نغمہ کہاں مُرغِ خوش الحاں کے لیے
آہ، اس باغ میں کرتا ہے نفَس کوتاہی

ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک
ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی

چہرہ روشن ہونا: مراد اندر / باطن روشن ہونا
گلگونہ فروش: سرخی پاؤڈر بیچنے والا
صاحبِ ساز: ساز بجانے والا
گاہے گاہے: کبھی کبھی
غلط آہنگ: غلط سُر، غلط لَے
سروش: فرشتہ، مراد الہام یا کشف

مدرسۂ شیری و شاہنشاہی: جوانمردی و حکمرانی کی تربیت گاہ
روباہی: مکاری اور عیاری
قافلہ سالار: ملت کا راہنما / لیڈر
شبانی: جانور چرانے کا کام
تمہید: مراد آغاز
کلیم اللّٰہی: حضرت موسیٰؑ کی طرح اللہ سے ہم کلام ہونے نیز باطل قوتوں سے ٹکرا جانے کا عمل
خوش الحان: اچھی آواز والا
سرمستی و حیرت: مراد جہد و عمل اور جذبوں سے خالی، (دوسرے مصرع میں اسی لفظ کا مطلب عشق ہے)
تمام آگاہی: پورے طور پر باخبر

صفَتِ برق چمکتا ہے مرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظُلمتِ شب میں راہی

﴿ ۵۸ ﴾

ہے یاد مجھے نُکتۂ سلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفا کش کے لیے تنگ

چیتے کا جگر چاہیے، شاہیں کا تجسّس
جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ

کر بُلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بُلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ!

﴿ ۵۹ ﴾

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا مِیر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

صفتِ برق: بجلی کی طرح
فکرِ بلند: عظیم تخیل، مراد شاعری
بھٹکنا: راستہ بھولنا
ظلمتِ شب: رات کی تاریکی، مراد ناموافق حالات
راہی: مسافر، مراد مسلمان

نکتہ: گہری بات
سلمان: مراد فارسی کا مشہور شاعر مسعود بن سعد بن سلمان (۱۰۴۶ء۔۱۱۲۵ء) لاہور میں پیدا ہوا۔ شاہِ غزنی نے اسے غلط الزامات کی بنا پر قید کر لیا۔ پھر ایک قصیدے پر اسے رہا کر دیا
خوش آہنگ: اچھے لہجے یعنی اچھی شاعری والا
مردانِ جفاکش: محنت اور جدّوجہد کرنے والے لوگ
چیتے کا جگر: مراد بہت ہمت و حوصلہ
شاہین کا تجسّس: مراد شاہین کی سی تیز نگاہی
دانش و فرہنگ: فلسفہ و حکمت وغیرہ
طاؤس: مور

معجزات: جمع معجزہ، غیر معمولی کارنامے
تاج و سریر: تاج اور تخت، حکمرانی، کائنات کی تسخیر
شاہوں کا شاہ: بہت بڑا بادشاہ

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خِرد
فقر کا مقصود ہے عفّتِ قلب و نگاہ

علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ

علم کا "موجود" اور، فقر کا "موجود" اور
اَشهدُ اَن لا اِلٰه، اَشهَدُ اَن لا اِلٰه

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغِ خودی
ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
تیری نِگہ توڑ دے آئینۂ مہر و ماہ

مقصود: مدعا، مقصد
عِفت: پاکدامنی، پرہیزگاری
فقیہ: اسلامی اصولوں کے مطابق قانون سازی کرنے والا
مسیح: حضرت عیسیٰؑ، جو مُردوں کو زندہ کرتے تھے
کلیم: حضرت موسیٰؑ جو کوہ طور پر خدا سے ہمکلام ہوئے
جویائے راہ: راستہ تلاش کرنے والا
دانائے راہ: راستے سے واقف
مقامِ نظر: کشف اور شہود کی منزل
مقامِ خبر: مراد علمی مشاہدے اور سائنسی تجربے کی منزل
ثواب: اچھا صلہ، مراد جائز
مستی: نشہ، وجد و کیف

موجود: مراد ہستی، ذاتِ حق
اور: کوئی دوسرا
اَشهدُ اَن لا اِلٰه: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
سان: وہ پتھر جس پر تلوار وغیرہ تیز کرتے ہیں
تیغ: تلوار
ضرب: چوٹ، حملہ
کارِ سپاہ: پوری فوج کا کام
اِس خاک: مراد جسم
زندہ و بیدار: مراد عشق کے جذبوں سے سرشار
آئینۂ مہر و ماہ: سورج اور چاند کا آئینہ

﴿ ۶۰ ﴾

کمالِ جوشِ جنوں میں رہا میں گرمِ طواف
خدا کا شکر، سلامت رہا حرم کا غلاف

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لیے
کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشّاف

سُرور و سوز میں ناپائدار ہے، ورنہ
مئے فرنگ کا تہ جُرعہ بھی نہیں ناصاف

کمال: پوری طرح
جوشِ جنوں: بیحد دیوانگی یا عشق
گرمِ طواف: چکر لگانے میں مصروف
حرم کا غلاف: کعبہ پر چڑھایا ہوا سیاہ کپڑا
یک زباں ہونا: آپس میں متفق ہونا
فقیہانِ شہر: مراد شہر کے علماء
فلاطوں: افلاطون، مشہور یونانی فلسفی
میان: درمیان، دو چیزوں کے بیچ میں
غیب و حضور: یہ مسئلہ کہ خدا غائب ہے یا ہر ذرے میں اس کا جلوہ ہے
اعراف: جنت اور دوزخ کے درمیان مقام
ضمیر: باطن، دل
نزولِ کتاب: مراد قرآنِ کریم کا دل پر صحیح اثر ہونا
گرہ کشا: مشکل حل کرنے والا
رازی: مراد کوئی فلسفی
صاحبِ کشاف: کشاف: ۱۱ویں، ۱۲ویں صدی عیسوی کے مشہور مُفسّر قرآن ابو القاسم زمخشری کی تفسیر کا نام۔ مراد کوئی بھی مفسّر
مئے فرنگ: مغربی تہذیب و تمدن
تہِ جُرعہ: شراب کی تلچھٹ کا گھونٹ، مراد معمولی قسم کے ظاہری علوم

﴿ ۶۱ ﴾

شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب
مقامِ شوق میں ہیں سب دل و نظر کے رقیب

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں اُلجھ گیا ہے خطیب

اگرچہ میرے نشیمن کا کر رہا ہے طواف
مری نوا میں نہیں طائرِ چمن کا نصیب

سُنا ہے میں نے سخن رس ہے تُرکِ عثمانی
سُنائے کون اسے اقبالؔ کا یہ شعرِ غریب

سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم جوار اپنا
ستارے جن کے نشیمن سے ہیں زیادہ قریب!

مقامِ شوق: عشق کا مرتبہ / منزل
رقیب: مخالف، حاسد
جماعت: مُراد ملت
حشر ہونا: مراد بُرا حال ہونا
مسائلِ نظری: مراد منطقی دلیلوں سے حل کیے جانے والے سوال / مسئلے
اُلجھنا: پھنسنا، مراد محدود رہنا
نشیمن: ٹھکانا، مراد شاعری اور اس کا مفہوم
طواف کرنا: کسی چیز کے گرد چکر لگانا، مراد پڑھنا
نوا: مراد شاعری
طائرِ چمن: مراد نوجوان
نصیب: حصہ، مراد مقصد سمجھنے کی اہلیت
سخن رس: بات یا شعر کو پا جانے اور سمجھ لینے والا
تُرکِ عثمانی: مراد مصطفیٰ اتاترک جس نے مغربی تہذیب و تمدن سے مرعوب ہو کر ترکی کو مغربیت کے قریب لا کر کچھ اصلاحات کیں
شعرِ غریب: نادر / انوکھا شعر
ہم جوار: ہمسایہ

قطعہ

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

یا وسعتِ افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات

وہ مذہب مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہب مُلّا و جمادات و نباتات

اندازِ بیاں: بات کرنے / شعر کہنے کا طریقہ
شوخ: تیز
بات دل میں اترنا: بات کا دل پر اثر کرنا
وسعتِ افلاک: آسمانوں کا پھیلاؤ، مراد کائنات / دنیا، بلندی
تکبیر مسلسل: اللہ کی عظمت کا لگاتار ذکر
خاک کی آغوش: مراد زمین پر، پستی میں
تسبیح: ذکرِ الٰہی
مُناجات: دُعا
وہ: مراد تکبیر مسلسل
مردانِ خود آگاہ: اپنی خودی سے باخبر دلیر، مردانِ مومن
خدامست: عشقِ خدا میں ڈوبے ہوئے
یہ: مراد تسبیح و مناجات
مذہبِ مُلّا: جذبۂ عشق سے خالی مذہبی رہنما کا مذہب
جمادات و نباتات: پتھر اور پیڑ پودے

رُباعیات

رہ و رسمِ حرم نا محرمانہ
کلیسا کی ادا سوداگرانہ

تبرّک ہے مرا پیراہنِ چاک
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا، پیچ کھا کھا کر بدل جا

نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج
اُبھر کر جس طرف چاہے نِکل جا!

رہ و رسم: طور طریقے
حرم: مراد مسلمان، ملتِ اسلامیہ
نامحرمانہ: غیروں / ناواقفوں کا سا
کلیسا: مراد یورپ
ادا: انداز
سوداگرانہ: مراد اپنے ہی نفع کا سوچنا
تبرک: برکت والی چیز، بزرگوں کا تحفہ

پیراہنِ چاک: پھٹی ہوئی قمیص، مراد توحید اور رسالت پر ایمانِ کامل اور عشقِ حقیقی کے جذبوں کی حامل شاعری
ظلامِ بحر: سمندر کی تاریکیاں
کھو کر: گم ہو کر، ڈوب کر
سنبھل جا: گرنے پھسلنے سے بچ جا
موج: لہر، مراد مسلمان، ملت اسلامیہ
اُبھرنا: اوپر کو اُٹھنا / آنا، نمودار ہونا

مکانی ہُوں کہ آزادِ مکاں ہُوں؟
جہاں بیں ہُوں کہ خود سارا جہاں ہُوں؟
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتادیں مَیں کہاں ہُوں!

خودی کی خلوتوں میں گم رہا مَیں
خدا کے سامنے گویا نہ تھا مَیں!
نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر جلوۂ دوست
قیامت میں تماشا بن گیا مَیں!

پریشاں کاروبارِ آشنائی
پریشاں تر مری رنگیں نوائی!
کبھی مَیں ڈھونڈتا ہُوں لذّتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جُدائی!

مکانی: اِس کائنات میں شامل
آزادِ مکاں: مراد کائنات سے بے تعلق
جہاں بیں: کائنات کو دیکھنے / مطالعہ کرنے والا
وہ: مراد محبوب حقیقی
لامکانی: عالمِ قدس میں رہنے کی حالت
مست رہنا: مراد خوش رہنا
خلوت: تنہائی
گم رہا: کھویا رہا
گویا: جیسے

جلوۂ دوست: محبوب حقیقی کی تجلّی / دیدار
تماشا بننا: عجیب حالت ہونا جسے لوگ دیکھنے لگیں
پریشاں: منتشر، بکھرا ہوا
کاروبار آشنائی: عشق و محبت کا معاملہ
پریشان تر: زیادہ منتشر
رنگیں نوائی: دل کش اور پُر تاثیر شاعری
لذّتِ وصل: دوست کے قُرب کا لطف
سوزِ جدائی: دوست سے دوری کی تپش / تڑپ

یقیں، مثلِ خلیل آتش نشینی
یقیں، اللہ مستی، خود گزینی
سُن، اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار
غلامی سے بتر ہے بے یقینی

کوئی دیکھے تو میری نے نوازی
نفَس ہندی، مقام نغمہ تازی
نِگہ آلودۂ اندازِ افرنگ
طبیعت غزنوی، قسمت ایازی!

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے
حرم کا راز توحیدِ اُمَم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب
کہ تہذیبِ فرنگی بے حرم ہے

مثل خلیل: حضرت ابراہیمؑ کی طرح (جنہیں نمرود نے آگ میں ڈالا، لیکن خدا کے حکم سے وہ آگ گلزار بن گئی)
آتش نشینی: آگ میں بیٹھنے کی حالت
اللہ مستی: محبوبِ حقیقی سے عشق کی حالت
خودگزینی: خود کو چننے کی کیفیت
تہذیبِ حاضر کا گرفتار: موجودہ دَور کی تہذیب و تمدن پسند کرنے والے
بتر: بُری
عرب کا سوز: مراد مسلمانوں کا جذبۂ عشق
سازِ عجم: مراد غیر اسلامی تعلیمات اور نظریات کا اثر
حرم: مکہ جو دنیا بھر کے مسلمانوں کا مرکز ہے
توحیدِ امم: مختلف قوموں کا ایک قوم ہونا
تہی: خالی
اندیشۂ غرب: مغرب / اہلِ یورپ کی سوچ اور فکر
تہذیبِ فرنگی: مغربی / یورپی تہذیب و تمدن
بے حرم: مکہ یعنی مرکز کے بغیر
لَے نوازی: بانسری بجانا، مراد شاعری
نفس ہندی: ہندی سانس، مراد ہندوستان کا باشندہ
مقامِ نغمہ: گانے کی لَے / سُر، مراد خیالات، نظریات
آلودہ: لتھڑی ہوئی
اندازِ افرنگ: اشارہ ہے علامہ کے یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کی طرف
طبیعت غزنوی: مراد شاہانہ طبیعت
قسمت ایازی: مراد قسمت کے لحاظ سے غُلام

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

ہر اک ذرّے میں ہے شاید مکیں دل
اِسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
اسیر دوش و فردا ہے ولیکن
غلامِ گردشِ دوراں نہیں دل

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صُوفی، گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

جلوت: بزم، محفل، کائنات
خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والا
اسیر دوش و فردا: مراد زمان یا گردشِ وقت کا پابند
گردشِ دوراں: مراد زمانے کی تبدیلیاں / انقلابات
اندیشہ: سوچ، فکر
افلاکی: مراد بلند
پرواز: اُڑان
لولاکی: مراد عالمِ بالا / عالمِ مقدس کی بلندی تک پہنچانے والی
اصل: بنیاد، سرچشمہ
شاہینی: مراد بلندی پر اڑنے کی حالت
امیری: سرداری، مُراد کائنات کو مسخر کرنے کی قوت
رہا صوفی: مراد زاہد خشک، معاشرہ سے کٹا ہوا
روشن ضمیری: دل کی عشقِ حقیقی کے نور سے منور ہونے کی حالت
گئی: مراد ختم ہو گئی، باقی نہیں رہی
وہی قلب و نظر: مراد پہلے مسلمانوں جیسا بے خوف اور منور دل اور بصیرت جو مومن ہونے کی علامت ہے
امیری بے فقیری: مومنانہ صفتوں کے بغیر کائنات پر حکمرانی

خودی کی جلوتوں میں مُصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خُدائی!

نگہ اُلجھی ہُوئی ہے رنگ و بُو میں
خِرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صُبح گاہی
اماں شاید مِلے "اللہ ھو" میں !

جمالِ عشق و مستی نَے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؓ
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی

خودی کی جلوت: خودی کی بزم / انجمن
مُصطفائی: حضور اکرمؐ سے تعلق و عشق ہونے کی حالت
کبریائی: محبوبِ حقیقی کے جلوے / دیدار کی کیفیت
کرسی: عرش / مقامِ الٰہی
زد میں ہونا: نشانے پر ہونا، مراد مسخر ہونا
ساری خدائی: مراد ساری کائنات
نگہ اُلجھنا: نگاہ کا پھنس کر رہ جانا
رنگ و بو: مادی دُنیا
کھوئی گئی ہے: گم ہو گئی ہے
چار سو: چار طرف مراد موجودات کی دنیا
فغانِ صبح گاہی: رات کے پچھلے پہر محبوبِ حقیقی کے حضور سر بسجدہ ہو کر گڑگڑانے کی حالت
اَماں: پناہ
"اللہ ھو": صرف وہی اللہ ہے یعنی عبادت کے لائق ہے، صوفیوں کا نعرہ
نے نوازی: مراد پُر سوز نغمہ / شاعری
جلال: رعب، دبدبہ
بے نیازی: مراد دُنیا و مافیہا کو خاطر میں نہ لانا
کمال: مکمل ہونے کی صورت
ظرفِ حیدرؓ: حضرت علیؓ کا حوصلہ، جرات اور عشقِ الٰہی میں محویت
حرفِ رازی: مراد فلسفیانہ / منطق کی باتیں

سوارِ ناقہ و محمل نہیں مَیں
نشانِ جادہ ہوں، منزل نہیں مَیں
مری تقدیر ہے خاشاک سوزی
فقط بجلی ہوں مَیں، حاصل نہیں مَیں

وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے
مری بجلی، مرا حاصل کہاں ہے
مقام اس کا ہے دل کی خلوتوں میں
خدا جانے مقامِ دل کہاں ہے!

ترے سینے میں دَم ہے، دل نہیں ہے
ترا دَم گرمیِ محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نُور
چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے

وہ: مراد محبوبِ حقیقی
رونقِ محفل: بزم کی زینت
کہاں ہے؟: حیرانی کے طور پر یہ سوال ہے
بجلی: مراد وہ بجلی جو گر کر فصل کو جلا ڈالتی ہے
حاصل: فصل (بجلی اور حاصل ..... مراد سب کچھ وہی ہے)
مَقام: ٹھکانا، منزل
دل کی خلوت: مراد دل کے اندر
مقامِ دل: دل کا ٹھکانا
ناقہ: اونٹنی
محمل: کجاوہ
نشانِ جادہ: راستے کا پتا دینے والا نشان
منزل: وہ جگہ جہاں جانا مقصود ہو
خاشاک سوزی: مراد عشق کی راہ میں آنے والی مادی رکاوٹیں دور کرنا
دَم: سانس
گرمیِ محفل: محفل میں سوزِ عشق پیدا کرنے کا باعث
یہ نور: مراد عقل
چراغِ راہ: راستے کا دیا، یعنی اصل مقصود نہیں

ترا جوہر ہے نُوری، پاک ہے تُو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تُو
ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حُور
کہ شاہینِ شہ لولاکؐ ہے تُو!

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندرُوں باقی نہیں ہے

خودی کے زور سے دُنیا پہ چھا جا
مقامِ رنگ و بُو کا راز پا جا
برنگِ بحر ساحل آشنا رہ
کفِ ساحل سے دامن کھینچتا جا

جوہر: اصل
نوری: نور کا
فروغ: روشنی
دیدۂ افلاک: آسمانوں کی آنکھ، مراد کائنات کے لیے
صیدِ زبوں: کمزور اور عاجز شکار
افرشتہ و حور: فرشتے اور حوریں، عالمِ بالا کی مخلوق
شاہین: مشہور شکاری پرندہ، مراد اُمتی
شہِ لولاک: "لولاک" کا بادشاہ، مراد حضور اکرمؐ۔ حدیثِ قدسی ہے: "اگر تو نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا"
جنوں: مراد جوش
خوں: مراد عملی زندگی

صفیں کج: ٹیڑھی صفیں، منظم و متحد نہ ہونے کی حالت
دل پریشاں: بے چینی، بے قراری کی حالت
سجدہ بے ذوق: دل اور زبان کی توجہ کے بغیر سجدہ
جذبِ اندروں: دل کی عشقِ الٰہی میں محویت
زور: قوت
مقامِ رنگ و بو: یہ کائنات، دنیا
راز پا جانا: حقیقت سے آگاہ ہو جانا
برنگِ بحر: سمندر کی طرح
ساحل آشنا: کنارے سے واقف
کفِ ساحل: کنارہ پر اٹھنے والی جھاگ، یعنی دنیاوی علائق
دامن کھینچنا: بچنا

خِرد سے راہرو روشن بصر ہے
خِرد کیا ہے، چراغِ رہ گزر ہے
دُرونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ رہ گزر کو کیا خبر ہے!

چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے
سمن ہے، سبزہ ہے، بادِ سحر ہے
مگر ہنگامہ ہوسکتا نہیں گرم
یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا! آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کردے

رختِ گل: پھول کا لباس
سمن: چنبیلی
بادِ سحر: صبح کی ہوا، نسیم
ہنگامہ گرم ہونا: کوئی زبردست کارنامہ واقع ہونا
لالہ: مراد واعظ یا مذہبی رہنما
بے سوز جگر: پُر سوز جذبوں سے خالی دل
خرد: عقل
راہرو: مسافر، سالک

روشن بصر: مراد گہرائی اور دُور تک دیکھنے والی نظر
چراغ رہ گذر: مراد راستے کا پتا بتانے والی
درونِ خانہ: مراد دل میں
ہنگامے: مراد جذبوں کی ہل چل
آہ سحر: صبح کی فریاد، پُر سوز جذبے
شاہیں بچے: مراد مسلم نوجوان
بال و پر: مراد قوتِ عمل، جدّوجہد کا جذبہ
نورِ بصیرت: بصیرت کی روشنی

تری دنیا جہانِ مُرغ و ماہی
مِری دنیا فُغانِ صبح گاہی
تری دنیا میں مَیں محکوم و مجبور
مِری دنیا میں تیری پادشاہی!

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں مَیں
غلامِ طغرل و سنجر نہیں مَیں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

وہی اصل مکان و لا مکاں ہے
مکاں کیا شے ہے، اندازِ بیاں ہے
خضر کیونکر بتائے، کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

جہانِ مُرغ وماہی: ساری کائنات
تری: خدا کی
فغانِ صبح گاہی: صبح کے وقت اللہ کے حضور گڑگڑانا
محکوم: غلام
پادشاہی: حکومت
کرم: مہربانی
بے جوہر: صلاحیت اور لیاقت کے بغیر
طغرل و سنجر: ایران کے سلجوقی خاندان (۱۱ویں، ۱۲ویں صدی عیسوی) کے دو عظیم بادشاہ، مراد کوئی بھی عظیم حکمران

جہاں بینی: دنیا/کائنات کا مشاہدہ
جمشید: قدیم ایران کا بادشاہ جس کے پاس ایک ایسا جام تھا جس میں ساری دنیا نظر آتی تھی
ساغر: جام، پیالہ
اصل: بنیاد، سرچشمہ
مکان ولامکاں: یہ دنیا اور عالم بالا
اندازِ بیاں: زبانِ حال سے سب کچھ کہہ جانے کی حالت
خضر: ایک روایتی ولی جو پانی میں رہتے اور بھولے بھٹکوں کی راہنمائی کرتے ہیں
ماہی: مچھلی

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سُرور و انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؓ خیبر شکن عشق!

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق
کبھی میدان میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عُریان و بے تیغ و سناں عشق!

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ "لا یحزنوں" کر
خِرد کی گتھیاں سُلجھا چکا مَیں
مرے مَولا مجھے صاحِبِ جنوں کر!

بے خانماں: جس کا کوئی گھر بار نہ ہو
شاہِ شہاں: بہت بڑا بادشاہ
نوشیرواں: عدل وانصاف میں مشہور ایرانی بادشاہ جو حضور اکرمؐ کی بعثت سے کچھ پہلے حکمران تھا (چھٹی صدی عیسوی)
زرہ پوش: زرہ بکتر پہنے ہوئے
عُریاں: ننگا مراد کھلم کھلا ظاہر
سناں: برچھی
دَمن: وادی
محراب و منبر: مراد مذہبی ادارے
مولا علیؓ: مراد حضرت علیؓ جنہوں نے یہودیوں کا بہت مضبوط قلعہ خیبر فتح کیا تھا

خیبر شکن: مراد قلعۂ خیبر فتح کرنے والا
اَسلاف: جمع سلف، قدیم آباواجداد، مراد آغاز اسلام کے مجاہد مومنین
جذبِ دروں: عشق میں دل کی محویت وکیف
شریک کرنا: شامل کرنا، ساتھ ملانا
زُمرہ: جماعت
"لا یحزنوں": مومنوں کے بارے میں آیتِ قرآنی: وہ کسی بات پر غم نہیں کرتے
خرد: عقل
گتھیاں: مشکلیں
صاحبِ جنوں: عشقِ حقیقی سے سرشار انسان

یہ نکتہ میں نے سیکھا بُوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کِرن سے!

خِرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہوگیا ہے
خِرد بیزار دل سے، دِل خِرد سے!

خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے
خداوندا! خدائی دردِ سر ہے
ولیکن بندگی، استغفر اللہ!
یہ دردِ سر نہیں، دردِ جگر ہے

نکتہ: گہری اور لطیف بات
بوالحسن: مراد حضرت علیؓ، جن کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ان کا قول ہے کہ "جو مر جاتا ہے وہ انسانوں کے نزدیک مر جاتا ہے لیکن اسکی روح نہیں مرتی"۔ سید عابد علی عابد کے مطابق غالباً اس سے ابوالحسن خرقانی (م۔ ۱۰۳۳ء) مراد ہیں
مرگِ بدن: جسم کی موت
خرد: عقل
واقف: باخبر
نیک: اچھائی
بد: بُرائی

حد سے بڑھنا: اپنی اوقات سے باہر ہونا
ظالم: تکلف کے طور پر ظالم کہا
بیزار: تنگ آئی ہوئی / ہوا، ناخوش
خدائی: خدا ہونا، زمین و آسمان پر حکمرانی
اِہتمام: بندوبست کرنا
خشک و تر: مراد تمام کائنات
دردِ سر: مراد تکلیف دہ
بندگی: بندہ / مخلوق ہونا
استغفراللہ: خدا کی پناہ
دردِ جگر: مراد زیادہ تکلیف دہ



دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے
اِسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے



رگوں میں وہ لہُو باقی نہیں ہے
وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں، تُو باقی نہیں ہے



یہی آدم ہے سُلطاں بحر و بَر کا؟
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں، نے خدا بیں، نے جہاں بیں
یہی شہکار ہے تیرے ہُنر کا!

یہی ہے: طنز اور سوال کے طور پر "کیا یہی ہے"؟
آدم: انسان، اشرف المخلوقات
بحر و بر: سمندر / پانی اور خشکی
ماجرا: حال
بے بصر: بصیرت سے عاری
خود بیں: اپنی ذات اور صلاحیتوں سے واقف
خدا بیں: خدا کی معرفت رکھنے والا
شہکار: بہت بڑا کام
ہُنر: مُراد کاریگری / تخلیق
دمِ عارف: خدا کی معرفت رکھنے والے کی سانس / پھونک
نسیمِ صبح دم: صبح کی خوشگوار ہوا جس سے کلیاں کھلتی ہیں
ریشۂ معنی: حقیقت کی جڑ / رگ

نم: مراد تازگی
شعیب: حضرت شعیبؑ جنہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کچھ عرصہ گلہ بانی کروا کے اپنی بیٹی ان سے بیاہ دی تھی
شبانی: جانور، بھیڑ بکری وغیرہ چرانے کا کام
کلیمی: مراد خدا سے ہم کلامی
دو قدم: بہت قریب
وہ لہو: یعنی پہلے مسلمانوں کا سا جوش و جذبہ
آرزو: مُراد عشق
یہ سب باقی ہیں: یعنی ارکان اسلام سے متعلق حکم اُسی طرح ہے
تو باقی نہیں ہے: تجھ / مسلمان میں پہلے والے جذبے اور عمل نہیں رہے

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی
گیا دورِ حدیثِ "لن ترانی"
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی، وہی آخر زمانی!

زمانے کی یہ گردش جاودانہ
حقیقت ایک تُو، باقی فسانہ
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط امروز ہے تیرا زمانہ

حکیمی، نامسلمانی خودی کی
کلیمی، رمز پنہانی خودی کی
تجھے گر فقر و شاہی کا بتادوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی!

اسرارِ نہانی: چھپے ہوئے / خفیہ راز
حدیث: بات
"لن ترانی": تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، خدا نے حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر فرمایا تھا، مراد جلوۂ خداوندی سے محرومی
نمودار: ظاہر، نمایاں
مہدی: امام مہدی جن کا آخری زمانے میں ظہور ہوگا
آخر زمانی: مراد آخری زمانے کا رہنما یا حکمران
گردش: چکر
جاودانہ: ہمیشہ ہمیشہ کی
ایک تُو: یعنی صرف انسان، اشرف المخلوقات
باقی: دیگر مخلوقات، کائنات
دوش: گذرا ہوا کل، ماضی
فردا: آنے والا کل، مستقبل
امروز: آج، حال کا زمانہ
حکیمی: فلسفہ دانی
نامسلمانی: مسلمان نہ ہونے کی کیفیت
کلیمی: خدا سے ہمکلامی کا مرتبہ
رمزِ پنہانی: چھپا ہوا بھید
گر: طریقہ، پکا اصول
نگہبانی: حفاظت

ترا تن رُوح سے ناآشنا ہے
عجب کیا! آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے رُوح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ، زندوں کا خدا ہے

قطعہ

اقبالؔ نے کل اہلِ خیاباں کو سُنایا
یہ شعرِ نشاط آور و پُر سوز و طرب ناک
مَیں صُورتِ گل دستِ صبا کا نہیں محتاج
کرتا ہے مرا جوشِ جنوں میری قبا چاک

تن: جسم، بدن
ناآشنا: بے خبر، ناواقف
آہ: کلمہ افسوس
نارسا: جو منزل تک نہ پہنچے
تنِ بے روح: جہد و عمل اور جذبۂ عشق سے خالی انسان
زندوں کا خدا: یعنی عشق کے جذبوں سے سرشار انسانوں کا خدا
بیزار: ناخوش
اہلِ خیاباں: باغ کے لوگ، اہلِ وطن
نشاط آور: جوش و جذبہ پیدا کرنے والا

پُر سوز: حرارت اور گرمی سے بھرا ہوا
طربناک: خوشی و مسرت سے پُر
صورتِ گل: پھول کی مانند / طرح
دستِ صبا: صبح کی ہوا کا ہاتھ، مراد نسیم جس کے چلنے سے کلیاں کھلتی ہیں
محتاج: ضرورت مند
جوشِ جنوں: جذبۂ عشق میں شدت
قبا چاک کرنا: مُراد محبوب حقیقی تک رسائی میں رہنمائی کرنا

دُعا

(مسجدِ قرطبہ میں لکھی گئی)

ہے یہی میری نماز، ہے یہی میرا وضو
میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہُو

صحبتِ اہلِ صفا، نُور و حضور و سرُور
سرخوش و پُرسوز ہے لالہ لبِ آبجو

راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق
ساتھ مرے رہ گئی، ایک مری آرزو

میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر
میرا نشیمن بھی تُو، شاخِ نشیمن بھی تُو

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ "اللہ ھو"

نوا: لے، نغمہ، شاعری
جگر کا لہو: مراد بیحد سوز اور تڑپ
صحبت: پاس بیٹھنا، کسی کی خدمت میں بیٹھنا
اہلِ صفا: مراد دنیا و مافیہا کی آلودگیوں سے پاک عاشقانِ خدا
نور: مراد دل کے عشقِ الٰہی سے منور ہونے کی حالت
حضور: خدائی جلوے پیشِ نظر ہونے کی حالت
سرخوشی: بہت خوش
پُرسوز: گرمی اور حرارتِ عشق سے پُر
لبِ آبجو: ندی کے کنارے
رفیق: ساتھی

نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا
درگہ: درگاہ، دہلیز
میر و وزیر: مراد حکمران، بڑے بڑے لوگ
تُو: یعنی خدا تعالیٰ
شاخِ نشیمن: جس شاخ پر گھونسلا بنا ہو (مراد سب کچھ)
گریباں: مراد سینہ
مطلع: طلوع ہونے کی جگہ
مطلعِ صبحِ نشور: قیامت کی صبح طلوع ہونے کا مقام، مراد عشق کی حرارت و سوز کی جگہ
آتشِ "اللہ ھو": "اللہ ھو" کے نعرے کی آگ

تجھ سے مری زندگی سوز و تب و درد و داغ
تُو ہی مری آرزو، تُو ہی مری جستجو

پاس اگر تُو نہیں، شہر ہے ویراں تمام
تُو ہے تو آباد ہیں اُجڑے ہُوئے کاخ و کو

پھر وہ شرابِ کہن مجھ کو عطا کر، کہ مَیں
ڈُھونڈ رہا ہوں اُسے توڑ کے جام و سبُو

چشمِ کرم ساقیا! دیر سے ہیں منتظر
جلوتیوں کے سبُو، خلوتیوں کے کدُو

تیری خدائی سے ہے میرے جنوں کو گِلہ
اپنے لیے لامکاں، میرے لیے چار سُو!

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنا، جسے کہہ نہ سکیں رُوبرو

سوز: تپش، حرارت
تب: حرارت، چمک
درد: عشق کی خلش
داغ: عشق کا زخم
جستجو: تلاش
ویراں: غیر آباد، جہاں کوئی آبادی نہ ہو
اُجڑے ہوئے: ویران، غیر آباد
کاخ و کو: محل اور گلیاں
شرابِ کہن: پرانی شراب، مراد پہلے مسلمان مجاہدوں کے سے جذبے یعنی عشق خدا اور رسول اکرمؐ
توڑ کے جام و سبو: مراد عشق و معرفت کے بغیر یا بے عملی کا شکار ہو کر
چشمِ کرم: مہربانی کی نظر
ساقیا: یعنی اے خدا
جلوتی: مراد مادی دنیا کی رونقوں میں کھوئے ہوئے
سبو: جام
خلوتی: مراد خانقاہ نشین صوفی
کدو: مراد پیالہ
لامکاں: عالمِ بالا، جو ہر طرح کی حدود سے خالی ہے
چار سُو: چار طرف، مراد مکاں، یہ دنیا جس میں حدود ہیں
حرفِ تمنا: آرزو کی / عشق کی بات
رُوبرو: آمنے سامنے، منہ پر

مَسجدِ قُرطُبہ

(ہسپانیہ کی سرزمین بالخصوص قرطبہ میں لکھی گئی)

سِلسلہ روز و شب، نقش گر حادثات
سِلسلہ روز و شب، اصلِ حیات و ممات

سِلسلہ روز و شب، تارِ حریرِ دو رنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات

سِلسلہ روز و شب، سازِ ازل کی فغاں
جس سے دِکھاتی ہے ذات زِیر و بم ممکنات

تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سِلسلہ روز و شب، صَیرفیٔ کائنات

تُو ہو اگر کم عیار، مَیں ہُوں اگر کم عیار
موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات

مسجد قرطبہ: ہسپانیہ (سپین) کے اموی خلیفہ عبدالرحمٰن نے اس مسجد کی بنیاد آٹھویں صدی عیسوی کے آخر میں رکھی تھی۔ اسکی تعمیر میں مشرق و مغرب کی تمدنی میراث کو نہایت خوبی و سلیقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس انتہائی مضبوط اور خوبصورت مسجد کے اکیس دروازے اور کئی ستون ہیں

سلسلۂ روز و شب: مراد وقت / زمانہ کی گردش

نقش گر: تصویر بنانے والا، مراد پیدا کرنے والا

حادثات: جمع حادثہ، نئے نئے واقعات و حالات

اصل حیات و ممات: زندگی اور موت کی بُنیاد / حقیقت

حریرِ دو رنگ: دو رنگا ریشم

ذات: خداتعالیٰ کی ہستی

قبائے صفات: صفتوں کا لباس، مراد خدا کی مختلف صفتیں جیسے رحیم، کریم، غفار وغیرہ

سازِ ازل: قدرت کا ساز

فغاں: فریاد، مراد لے

زیر و بم: اتار چڑھاؤ مراد نت نئی تبدیلیاں

ممکنات: جمع ممکن، مراد خدا کے علاوہ تمام مخلوق

صَیرفی: صَرّاف، مراد کسوٹی پر کھوٹا کھرا پرکھنے والا

کم عِیار: مراد کھوٹا

برات: مقدّر، مراد موت کا فرمان / پروانہ

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رَو، جس میں نہ دن ہے نہ رات

آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہُنر
کارِ جہاں بے ثبات، کارِ جہاں بے ثبات!

اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کُہن ہو کہ نَو، منزلِ آخر فنا

ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام
جس کو کِیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اس پر حرام

تُند و سبک سَیر ہے گرچہ زمانے کی رَو
عشق خود اک سیل ہے، سیل کو لیتا ہے تھام

زمانے کی رَو: وقت کی لہر / موج
آنی: عارضی، وقتی
فانی: فنا ہونے والے، مراد وقتی
معجزہ ہائے ہُنر: فن کے غیر معمولی کارنامے
کارِ جہاں: دنیا کا معاملہ، دنیا کے کام
بے ثبات: فانی
باطِن: چھپی ہوئی شے، اندرون
ظاہر: نظر آنے والی
فنا: مٹ جانے کی حالت
نقشِ کُہن: پرانے نقش، پرانے فنی کمالات
نو: نیا

منزلِ آخر: مراد انجام
نقش: تصویر، فن
رنگِ ثباتِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہنے کی حالت
مردِ خدا: مراد مردِ مومن
تمام: مکمل
صاحبِ فروغ: روشنی والا، ترقی کی طرف بڑھنے والا
اصلِ حیات: زندگی یعنی دائمی زندگی کی بنیاد
موت حرام ہونا: مراد حیاتِ جاوید حاصل ہونا
تند و سبک سیر: سخت اور تیز رفتار
سیل: طوفان
تھامنا: روکنا

عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام

عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰؐ
عشق خدا کا رسُول، عشق خدا کا کلام

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گِل تابناک
عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاس الکرام

عشق فقیہِ حرم، عشق امیر جنود
عشق ہے ابن السبیل، اس کے ہزاروں مقام

عشق کے مِضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نُورِ حیات، عشق سے نارِ حیات

اے حرمِ قُرطبہ! عشق سے تیرا وجود
عشق سراپا دوام، جس میں نہیں رفت و بود

عصرِ رواں: زمانۂ حال
دمِ جبرئیل: حضرت جبرئیل کا سانس / پھونک
دلِ مصطفیٰؐ: حضور اکرمؐ کا دل مبارک جو عشقِ خداوندی میں ڈوبا ہوا تھا
رسول: پیغام بر، پیغام لانے والا
پیکرِ گِل: مٹی کا یعنی انسانی جسم
صہبائے خام: کچی شراب
کاس الکرام: مراد سخی لوگوں کا پیالہ جس سے دوسرے بھی فائدہ اٹھائیں
فقیہِ حرم: مومن عالم
امیرِ جنود: فوج کا سردار
ابن السبیل: مسافر، مراد عشق سالک کے ساتھ ساتھ چلتا ہے
مِضراب: ستار بجانے کے لئے تار کا چھلا
نغمہ: ترانہ
تارِ حیات: زندگی کا ساز
نورِ حیات: زندگی کی روشنی
نارِ حیات: زندگی کی آگ / تپش و حرارت
حرمِ قُرطبہ: قُرطبہ کی مسجد
تیرا وجود: یعنی مسجد کا تعمیر ہونا عشق کے طفیل ہے
سراپا دوام: پُورے طور پر ہمیشگی
رفت و بود: مراد فنا ہونے کی حالت

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود

قطرۂ خونِ جگر سِل کو بناتا ہے دل
خونِ جگر سے صدا سوز و سرُور و سرود

تیری فضا دل فروز، میری نوا سینہ سوز
تجھ سے دِلوں کا حضور، مجھ سے دِلوں کی کشُود

عرشِ معلّیٰ سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہر کبُود

پیکرِ نُوری کو ہے سجدہ میسّر تو کیا
اس کو میسّر نہیں سوز و گدازِ سجود

رنگ: مصوری
خشت و سنگ: اینٹ اور پتھر، سنگ تراشی
چنگ: باجا، سازوں کی موسیقی
حرف و صوت: الفاظ اور آواز، موسیقی
معجزۂ فن: فن کا عظیم کارنامہ
خونِ جگر: بیحد سخت محنت
نمود: ظہور، وجود میں آنا
قطرۂ خونِ جگر: مراد محنت
سِل: پتھر
سوز و سرور و سرود: جذبے کی حرارت، خوشی و مسرّت، موسیقیت
فضا: مراد مسجد کا پورا ماحول

دل فروز: دل کو منوّر کرنے والی
سینہ سوز: سینے میں جذبوں کی گرمی پیدا کرنے والی
دلوں کا حضور: مراد دل اللہ کی یاد میں محو ہو جاتے ہیں
دلوں کی کشود: مراد میری شاعری دلوں میں جذبے پیدا کرتی ہے
عرشِ معلّیٰ: سب سے بلند عرش
سینۂ آدم: انسان کا دل
کفِ خاک: مٹی کی مٹھی، انسان
حد: انتہا
سپہر کبود: نیلا آسمان، مراد آسمان
پیکرِ نوری: فرشتے
سوز و گداز سجود: سجدے کی تپش اور نرمی

کافر ہندی ہوں مَیں، دیکھ مرا ذوق و شوق
دل میں صلوٰۃ و درُود، لب پہ صلوٰۃ و درُود

شوق مری لے میں ہے، شوق مری نَے میں ہے
نغمۂ "اَللہ ہو" میرے رگ و پَے میں ہے

تیرا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل، تُو بھی جلیل و جمیل

تیری بنا پائدار، تیرے سُتوں بے شمار
شام کے صحرا میں ہو جیسے ہُجومِ نخیل

تیرے در و بام پر وادیٔ اَیمن کا نور
تیرا منارِ بلند جلوہ گہِ جبرئیل

مِٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں، کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیمؑ و خلیلؑ

کافر ہندی: ہندوستان کا کافر (عربوں کے نزدیک ہندوستان کے مسلمان بھی گویا ہندو تھے)
ذوق و شوق: بیحد دلچسپی اور جذبہ عشق
صلوٰۃ و درود: حضور اکرمؐ اور حضورؐ کی آل وغیرہ پر بھیجا جانے والا درود
شوق: جذبۂ عشق
لے: سُر، نغمہ، مراد دل
نَے: بانسری، مراد روح
نغمۂ "اللہ ھُو": "صرف وہی اللہ" ہے کا گیت / نعرہ
رگ و پے میں ہونا: رگ رگ / نس نس میں ہونا
تیرا: یعنی مسجد کا
مردِ خدا: مردِ مومن
وہ: یعنی مردِ خدا
جلیل: باعظمت
جمیل: خوبصورت
بنا: بُنیاد، عمارت
ستوں: کھمبے جن پر مسجد کی چھت کھڑی ہے
نخیل: کھجور کے درخت
در و بام: دروازے اور چھتیں
وادیٔ ایمن: جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کا جلوہ نظر آیا تھا
سرِّ کلیم و خلیل: حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی حقیقت / راز

اس کی زمیں بے حدود، اس کا اُفق بے ثُغور
اس کے سمندر کی موج، دجلہ و دینوب و نِیل

اس کے زمانے عجیب، اس کے فسانے غریب
عہدِ کہُن کو دیا اس نے پیامِ رحیل

ساقیٔ اربابِ ذوق، فارسِ میدانِ شوق
بادہ ہے اس کا رحیق، تیغ ہے اس کی اصیل

مردِ سپاہی ہے وہ، اس کی زِرہ "لا اِلہ"
سایۂ شمشیر میں اس کی پنہ "لا اِلہ"

تجھ سے ہُوا آشکار بندۂ مومن کا راز
اس کے دنوں کی تپش، اس کی شبوں کا گداز

اس کا مقامِ بلند، اس کا خیالِ عظیم
اس کا سرُور اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز

اُس کی: مراد مردِ مومن / مسلمان کی
زمیں بے حدود: مراد جغرافیائی حدوں سے پاک
اُفق: مراد فضا کی وسعت
بے ثغور: سرحدوں سے بے نیاز
دجلہ و دینوب و نیل: دجلہ ملک عراق کا بڑا دریا، ڈینیوب یورپ کا اور نیل ملک مصر کا دریا، مراد بڑے بڑے دریا، یہ وہ وقت ہے جب سلیمان اعظم کی حکومت تینوں ملکوں میں تھی
اُس کے: مراد مردِ مسلماں کے
فسانے غریب: داستانیں / واقعات حیران کن
پیامِ رحیل: کوچ کا پیغام، مُراد پرانی غلط روایتیں ختم کر دیں
اربابِ ذوق: عشق حقیقی سے سرشار لوگ، مسلمان

فارِس: شہ سوار
بادہ: شرابِ عشق
رَحیق: خالص (شراب)
زرہ: دشمن کے وار سے بچنے کے لیے لوہے کا لباس، ڈھال
سایۂ شمشیر: تلوار کا سایہ، مراد میدانِ جنگ
پنہ: پناہ
دنوں کی تپش: دِن میں عشق حقیقی کے نتیجے میں بیقراری
شبوں کا گداز: راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور سر بسجدہ ہونا
خیالِ عظیم: بہت بلند سوچ / فکر
سرُور: مسرت، نشہ، روحانی کیفیت
ناز: فخر

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز

اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نِگہ دل نواز

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز

نقطۂ پرکارِ حق، مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیِ محفل ہے وہ

غالب: مراد باطل قوتوں پر غلبہ پانے والا
کار آفریں: اہم اور انسانیت کے لیے مفید کام کرنے والا
کار کشا: مشکل کام یا گتھیاں سلجھانے / کھولنے والا
کار ساز: بگڑے کام سنوارنے والا
نوری نہاد: لیکن اصل اس کی نور سے ہے / نیک کردار
بندۂ مولا صفات: یعنی ایسا بندہ جس میں خدائی صفات کی جھلک پائی جاتی ہو
دلِ بے نیاز: دنیاوی آسائشوں وغیرہ کی طرف توجہ نہ کرنے والا دل۔
ادا: مراد طور طریقے
دل نواز: دل پر اثر کرنے / دل کو بھانے والی

دمِ گفتگو: بات کرتے وقت
گرم: تیزی سے مشغول
دمِ جستجو: تلاش / تحقیق یا عمل کے وقت
رزم: جنگ
پاک باز: مُراد معاملے کا صاف، دھوکے بازی سے پاک
نُقطۂ پرکارِ حق: خدا کی پرکار کا مرکز
طلسم: جادو، ایسی چیز جس کا کوئی وجود نہ ہو
مجاز: جو حقیقت نہ ہو
حلقۂ آفاق: مراد کائنات
گرمیِ محفل: مراد کائنات کی رونق کا باعث

کعبۂ اربابِ فن! سطوتِ دینِ مبیں
تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمیں

ہے تہِ گردُوں اگر حُسن میں تیری نظیر
قلبِ مسلماں میں ہے، اَور نہیں ہے کہیں

آہ وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار
حامِل "خُلقِ عظِیم" صاحبِ صدق و یقیں

جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب
سلطنتِ اہلِ دل فقر ہے، شاہی نہیں

جن کی نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب
ظُلمتِ یورپ میں تھی جن کی خِرد راہ بیں

جن کے لہُو کی طفیل آج بھی ہیں اندلسی
خوش دل و گرم اختلاط، سادہ و روشن جبیں

کعبہ: مراد مرکز
سطوت: شان وشوکت، دبدبہ
حرم مرتبت: حرم/کعبہ ایسے مرتبے والی
تجھ سے: یعنی مسجد قرطبہ سے
اندلسیوں کی زمیں: مراد ہسپانیہ (سپین)
تہ گردوں: آسمان کے نیچے، اس دنیا میں
نظیر: مثال
عربی شہسوار: مُراد عرب کے دلیر سوار اور مجاہد
حامِل: اٹھانے، رکھنے والے
خُلقِ عظیم: اعلیٰ اخلاق، انسان دوستی پر مبنی اخلاق، قرآن کریم میں حضور اکرمؐ کو صاحبِ خلق عظیم کہا گیا ہے

صدق ویقیں: سچائی اور ٹھوس اعتبار/اعتماد
رمزِ غریب: انوکھا اشارہ/راز
اہلِ دل: عشق حقیقی سے سرشار لوگ
فقر: خدا کے عشق میں دنیا ومافیہا سے بے تعلقی کا عمل
ظُلمتِ یورپ: مراد اُس دور میں یورپ جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا
راہ بیں: راستوں سے آگاہ، مراد علوم سے آراستہ
لہو کی طفیل: مُراد پُرانی ہسپانوی نسل کے خون کی موجودہ نسل کے خون میں آمیزش کے سبب
گرم اختلاط: محبت وخلوص کے ساتھ پیش آنے والا
روشن جبیں: چمکتا ہوا ماتھا جو حُسن کی علامت ہے

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشم غزال
اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دل نشیں

بُوئے یمن آج بھی اس کی ہواؤں میں ہے
رنگِ حجاز آج بھی اس کی نواؤں میں ہے

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں، آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

کون سی وادی میں ہے، کون سی منزل میں ہے
عشقِ بلا خیز کا قافلۂ سخت جاں!

دیکھ چکا المنی، شورشِ اصلاحِ دیں
جس نے نہ چھوڑے کہیں نقشِ کہن کے نشاں

حرفِ غلط بن گئی عصمتِ پیرِ کنشت
اور ہُوئی فکر کی کشتیِ نازک رواں

چشم غزال: ہرن کی سی خوبصورت آنکھوں والی حسینائیں
نگاہوں کے تیر: مراد بڑی بڑی پلکیں جو حسن کی علامت ہیں
بوئے یمن: غالباً نبی کریمؐ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: میں یمن کی طرف سے رحمان کی خوشبو محسوس کرتا ہوں
رنگِ حجاز: مُراد حجازی لہجہ
نواؤں میں: مراد باتوں / گفتگو میں
دیدۂ انجم: ستاروں کی نگاہ
بے اذاں: غیر مسلم حکومت نے مسجد بند کردی تھی اور وہاں نماز نہیں ہو سکتی تھی
عشق بلاخیز: مراد مجاہدین جنہوں نے انقلابی قدم اُٹھائے
سخت جاں: مقاصد کے حصول میں جان کی پروانہ کرنے والا

المنی: جرمن، مارٹن لوتھر کی طرف اشارہ ہے جس نے کیتھولک پوپ اور کلیسا کے خلاف تحریک چلائی تھی اور یوں پروٹسٹنٹ فرقہ وجود میں آیا
اصلاحِ دیں: پروٹسٹنٹ تحریک کی طرف اشارہ
نقشِ کہن: پرانا نقش، مراد کلیسا کی دونوں رسمیں
حرفِ غلط: مراد بیکار، جس کی ضرورت نہ ہو
عصمت: معصومیت، گناہ سے پاک ہونا
پیرِ کنشت: مراد روم کا پوپ / پاپائے روم
فکر: مراد سوچ اور خیال
کشتیِ نازک: کمزور کشتی، اشارہ ہے لوتھر کی سوچ کی طرف جو ایک معمولی پادری تھا

چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب
جس سے دِگرگوں ہُوا مغربیوں کا جہاں

مِلّتِ رومی نژاد کہنہ پرستی سے پیر
لذّتِ تجدید سے وہ بھی ہُوئی پھر جواں

رُوحِ مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب
رازِ خدائی ہے یہ، کہہ نہیں سکتی زباں

دیکھیے اس بحر کی تہ سے اُچھلتا ہے کیا
گُنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!

وادیِ کہسار میں غرقِ شفق ہے سحاب
لعلِ بدخشاں کے ڈھیر چھوڑ گیا آفتاب

سادہ و پُر سوز ہے دُختر دہقاں کا گیت
کشتیِ دل کے لیے سَیل ہے عہدِ شباب

چشمِ فرانسیس: فرانس کی آنکھ، مراد ۱۷۸۹ء کا انقلابِ فرانس، جدید دنیا کا پہلا جمہوری انقلاب

رومی نژاد: اطالوی (اٹلی کی) نسل

کہنہ پرستی: قدیم رسموں سے چمٹے رہنا

پیر: بوڑھا، بوڑھی

لذّتِ تجدید: جدید دور کے مطابق زندگی گذارنے کا مزہ

بحر: سمندر، مراد صورتِ حالات

گنبدِ نیلوفری: مراد آسمان

رنگ بدلنا: مراد تبدیلیاں یا انقلاب لانا

غرقِ شفق: شام کے وقت سرخی میں ڈوبا ہوا

سحاب: بادل

لعلِ بدخشاں: بدخشاں (شہر کا نام جہاں کے لعل مشہور ہیں) کا سرخ قیمتی پتھر

پُر سوز: عشق کی گرمی سے پُر

دخترِ دہقاں: کسان کی بیٹی

کشتیِ دل: دل کی کشتی، مراد دل

سیل: طوفان

عہدِ شباب: جوانی کا زمانہ

آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب

عالمِ نَو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب

پردہ اُٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
رُوحِ اُمَم کی حیات کشمکشِ انقلاب

صُورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

آبِ روانِ کبیر: وادالکبیر، قرطبہ کے مشہور دریا (جس کے قریب مسجد قرطبہ واقع ہے) کا بہتا ہوا پانی
عالمِ نو: نئی دنیا، نیا زمانہ
پردۂ تقدیر: مراد تقدیر میں
بے حجاب: بے پردہ، ظاہر
پردہ اٹھادوں: ظاہر کردوں
چہرۂ افکار: خیالات کا چہرہ، مراد خیالات
تاب: طاقت، برداشت کرنے کی قوت
موت ہے: یعنی بے کار اور فضول ہے
روحِ امم: قوموں کی روح

کشمکشِ انقلاب: مسلسل تبدیلیوں کی کھینچا تانی
صورت شمشیر: تلوار کی طرح
دستِ قضا: قضاوقدر / تقدیر کا ہاتھ
ہر زماں: ہر پل، ہر ہر لمحہ
اپنے عمل کا حساب کرنا: خود ہی اپنے عملوں کا جائزہ لینا
نقش: کسی بھی فن کے نمونے یا تخیلات
خونِ جگر: انتہائی جدّوجہد اور محنت
سَودائے خام: نیم دیوانگی، مراد نامکمل جذبۂ عشق یا کسی بھی فن میں پوری محویت نہ ہونا

قید خانے میں معتمدؔ کی فریاد

معتمدؔ اشبیلیہ کا بادشاہ اور عربی شاعر تھا۔ ہسپانیہ کے ایک حکمران نے اس کو شکست دے کر قید میں ڈال دیا تھا۔ معتمدؔ کی نظمیں انگریزی میں ترجمہ ہو کر "وِزڈم آف دی ایسٹ سیریز" میں شائع ہو چکی ہیں۔

اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی
سوز بھی رُخصت ہُوا، جاتی رہی تاثیر بھی

مردِ حُر زِنداں میں ہے بے نیزہ و شمشیر آج
مَیں پشیماں ہوں، پشیماں ہے مری تدبیر بھی

خود بخود زنجیر کی جانب کھنچا جاتا ہے دل
تھی اسی فولاد سے شاید مری شمشیر بھی

جو مری تیغِ دو دم تھی، اب مری زنجیر ہے
شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی!

فغاں: فریاد
بے شرر: تپش اور سوز سے خالی
سوز: تپش، گرمی
تاثیر: اثر ہونے کی کیفیت
مردِ حُر: آزاد مرد، مردِ مومن
زنداں: قید خانہ
بے نیزہ و شمشیر: مراد آلاتِ جنگ یا ہتھیاروں کے بغیر

پشیماں: شرمندہ، نادم
تدبیر پشیماں ہونا: کوشش بیکار جانا
زنجیر: مراد قیدی کے پاؤں میں ڈالی گئی زنجیر
تیغِ دو دم: دو دھاری تلوار
شوخ: چالاک، شریر
بے پروا: بے نیاز، توجہ نہ کرنے والا
خالقِ تقدیر: تقدیر بنانے والا، مراد خدا

عبدالرحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت سرزمینِ اندلس میں

یہ اشعار جو عبدالرحمٰن اوّل کی تصنیف سے ہیں، تاریخ المقری میں درج ہیں۔ مندرجہ ذیل اُردو نظم ان کا آزاد ترجمہ ہے (درخت مذکور مدینۃ الزہرا میں بویا گیا تھا)

میری آنکھوں کا نور ہے تو　　میرے دل کا سرور ہے تو
اپنی وادی سے دور ہوں میں　　میرے لیے نخلِ طور ہے تو
مغرب کی ہوا نے تجھ کو پالا　　صحرائے عرب کی حور ہے تو
پردیس میں ناصبور ہوں میں　　پردیس میں ناصبور ہے تو

غربت کی ہوا میں بارور ہو
ساقی تیرا نمِ سحر ہو

عالم کا عجیب ہے نظارہ　　دامان نگہ ہے پارہ پارہ
ہمت کو شناوری مبارک　　پیدا نہیں بحر کا کنارہ
ہے سوز دروں سے زندگانی　　اٹھتا نہیں خاک سے شرارہ

عبدالرحمان اول: خاندان بنی امیہ کے خلیفہ ہشام کا پوتا۔ عباسیوں کے ہاتھوں تنگ آکر ہسپانیہ چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ہسپانیہ کے حاکم کو شکست دے کر اور عباسیوں سے قطع تعلق کر کے خود مختار بادشاہ بن گیا۔ وفات ۷۹۰ء۔ سلطنت اندلس کا بانی یہی ہے

دل کا سرور: دل کی مسرت

نخل طور: طور کا وہ درخت جس کے ذریعے خدا، حضرت موسیٰؑ سے ہم کلام ہوا

صحرائے عرب: عرب کا ریگستان

حور: مراد حور کی مانند خوبصورت

ناصبور: جس میں صبر نہ ہو

غربت: پردیس

بارور ہونا: پھلنا پھولنا

نم سحر: شبنم، اوس

عالم: دنیا، کائنات

دامانِ نگہ پارہ پارہ ہونا: مراد نگاہوں کا حیران ہونا، دیکھنے میں محو ہونا

شناوری: تیراکی

سوزِ دروں: دل کی تپش

شرارہ اٹھنا: مراد گرمی / تپش پیدا ہونا

صبحِ غربت میں اور چمکا ٹوٹا ہوا شام کا ستارہ

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے

ہسپانیہ

(ہسپانیہ کی سرزمین میں لکھے گئے، واپس آتے ہوئے)

ہسپانیہ تُو خونِ مسلماں کا امیں ہے
مانندِ حرم پاک ہے تُو میری نظر میں

پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں

روشن تھیں ستاروں کی طرح ان کی سنانیں
خیمے تھے کبھی جن کے ترے کوہ و کمر میں

پھر تیرے حسینوں کو ضرورت ہے حنا کی؟
باقی ہے ابھی رنگ مرے خونِ جگر میں!

صبحِ غربت: پردیس کی صبح
ٹوٹا ہوا ستارہ: مراد اپنے وطن سے دور یا نکالا گیا انسان یعنی عبدالرحمان
ہر کہیں: ہر جگہ، مراد جغرافیائی حدوں سے پاک

حرم: قابلِ احترام جگہ مراد خانۂ کعبہ
پوشیدہ: چھپے ہوئے
خاموش اذانیں: مراد وہ اذانیں جو کبھی یہاں دی گئیں
بادِ سحر: صبح کی ہوا، نسیم
سنانیں: جمع سنان، برچھیاں
کوہ و کمر: پہاڑ اور وادی
تیرے حسین: تیرے خوبصورت لوگ مراد حسینائیں
حنا: مہندی، عورتوں کی آرائش کی چیز
خونِ جگر: مراد دل کا خون

کیونکر خس و خاشاک سے دب جائے مسلماں
مانا، وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں

غرناطہ بھی دیکھا مری آنکھوں نے ولیکن
تسکینِ مسافر نہ سفر میں نہ حضر میں

دیکھا بھی دِکھایا بھی، سُنایا بھی سُنا بھی
ہے دل کی تسلّی نہ نظر میں، نہ خبر میں!

طارق کی دُعا

(اندلس کے میدانِ جنگ میں)

یہ غازی یہ تیرے پُر اَسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

خس و خاشاک: مراد باطل اور کفر کی قوتیں

تب و تاب: قوت و طاقت، جذبوں کی حرارت

غرناطہ: ہسپانیہ کا ایک شہر جو مسلمانوں کی گذشتہ عظمت کی آخری یادگار تھا۔ یہاں سے بھی مسلمان نکال دیے گئے

حضر: قیام، کسی جگہ ٹھہرے رہنے کی حالت

نظر: مراد کشف اور شہود، مرشد کی وہ نگاہ خاص جس سے دوسروں کی تربیت ہوتی ہے

خبر: مراد علمی مشاہدے اور سائنسی تجربات وغیرہ جن کے ذریعے حقیقت کا ادراک کرتے ہیں

طارق: مراد طارق بن زیاد فاتح اندلس۔ بربری افریقہ کے باشندے اور موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ غلام۔ فوجی خدمات پر مامور تھے۔ ان کا لشکر بربریوں پر مشتمل تھا۔ ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو حملہ کر کے اندلس فتح کیا۔ اور وہاں اسلامی حکومت قائم کی

پُر اَسرار: مراد جن کا صحیح پتا نہ چل سکے۔ جب طارق نے اندلس پر حملہ کیا تو وہاں کے حاکم نے بادشاہ راڈرک کو اطلاع دی کہ ایسے لوگوں نے حملہ کیا ہے جن کا نہ وطن معلوم ہے نہ یہ کہ وہ آسمان سے اترے ہیں یا زمین سے نکلے ہیں

ذوقِ خدائی: حکمرانی کا شوق و جذبہ

دو نیم: دو ٹکڑے

رائی: چھوٹا سا دانہ

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی

خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے
قبا چاہیے اس کو خونِ عرب سے

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو وہ سوز اس نے پایا انہی کے جگر میں
کشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں
دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کردے وہ بجلی کہ تھی نعرۂ "لاتذر" میں

عزائم کو سینوں میں بیدار کردے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کردے

دوعالم: مراد ساری کائنات
لذتِ آشنائی: عشق حقیقی کا لطف
شہادت: خدا کی راہ میں جان دینا
مطلوب و مقصود: اصل غرض اور مطلب
مالِ غنیمت: شکست خوردہ دشمن / فوج کا مال جو فاتح فوج کے ہاتھ لگتا ہے
کشور کشائی: ملک فتح کرنا
خیاباں: کیاری
لالہ: مراد ملت اسلامیہ
قبا: ایک خاص لباس
خونِ عرب: مراد عرب فوجیں خدا کی راہ میں جان دیں
صحرا نشین: ریگستانوں میں بسیرا کرنے والے
یکتا: واحد، بے مثل

خبر میں: (دیکھیے خبر، گذشتہ صفحہ پر)
نظر میں: (دیکھیے نظر، گذشتہ صفحہ پر)
سوز: تپش، جذبوں کی گرمی
جگر: مراد دل
کشادِ در دل: دل کے دروازے کا کھلنا، جذبہ ہائے عشق کا باعث
ہلاکت: جسمانی طور پر مرنے کی حالت
زندہ کردے: مراد پہلے والی قوت پھر پیدا کردے
نعرۂ "لاتذر": "لاتذر" کا نعرہ، ایک قرآنی آیت کے مطابق حضرت نوحؑ نے اللہ سے گذارش کی کہ روئے زمین پر ایک بھی کافر نہ چھوڑ
نگاہ کو تلوار کردے: یعنی نگاہوں میں تلوار کی سی کاٹ مراد تاثیر بھر دے

لینن

(خدا کے حضور میں)

اے انفُس و آفاق میں پیدا ترے آیات
حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پائندہ تِری ذات

مَیں کیسے سمجھتا کہ تو ہے یا کہ نہیں ہے
ہر دم متغیر تھے خِرد کے نظریات

محرم نہیں فطرت کے سرودِ ازَلی سے
بِینائے کواکب ہو کہ دانائے نباتات

آج آنکھ نے دیکھا تو وہ عالم ہُوا ثابت
مَیں جس کو سمجھتا تھا کلیسا کے خرافات

ہم بندِ شب و روز میں جکڑے ہُوئے بندے
تُو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات!

لینن: مشہور کمیونسٹ لیڈر (۱۸۷۰ء۔ ۱۹۲۴ء) پوری زندگی سخت ترین جدوجہد میں گزری بالآخر ۱۹۱۷ء میں روس میں نظریۂ سوشلزم کے تحت ایک کامیاب انقلاب برپا کیا

انفس: مراد بنی نوع انسان

آفاق: جمع افق، مراد کائنات

آیات: جمع آیت، نشانیاں

زندہ و پائندہ: مراد ہمیشہ قائم رہنے والی

متغیر: بدلتے رہنے والے

محرم: واقف

سرودِ ازلی: ہمیشہ ہمیشہ کا ترانہ

بینائے کواکب: ستاروں کو دیکھنے والا، مراد نجومی، سائنسدان

دانائے نباتات: ماہر نباتات، پودوں وغیرہ کے علم کا ماہر

ثابت ہونا: دلیل سے واضح ہونا

کلیسا: عیسائیوں کی عبادت گاہ، چرچ، مراد مذہبی ادارہ

خرافات: جمع خرافہ، لغو اور بیہودہ باتیں

بندِ شب و روز: مراد گردشِ وقت کی قید / پابندی

جکڑے ہوئے: پھنسے / بندھے ہوئے

خالقِ اعصار: عصروں یعنی زمانوں کو پیدا کرنے والا

نگارندۂ آنات: مراد ایک ایک گھڑی اور پل مقرر کرنیوالا

اک بات اگر مجھ کو اجازت ہو تو پُوچھوں
حل کر نہ سکے جس کو حکیموں کے مقالات

جب تک میں جیا خیمہ افلاک کے نیچے
کانٹے کی طرح دل میں کھٹکتی رہی یہ بات

گُفتار کے اسلوب پہ قابُو نہیں رہتا
جب رُوح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

وہ کون سا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبود
وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟

مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی
مغرب کے خداوند درخشندہ فلزات

یورپ میں بہت روشنیِ علم و ہُنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیواں ہے یہ ظُلمات

حکیموں کے مقالات: فلسفیوں کی کتابیں / تصنیفات
خیمۂ افلاک: آسمانوں کا خیمہ، مراد آسمان
دل میں کھٹکنا: دل میں چبھنا
گفتار: باتیں کرنے کی حالت
اسلوب: انداز، طریقہ
متلاطم: طوفانی
آدم: انسان
معبود: جس کی عبادت کی جائے
آدمِ خاکی: مٹی کا آدمی، مراد انسان
زیرِ سماوات: آسمانوں کے نیچے، مراد اِس دنیا میں
مشرق: مراد مشرقی ممالک

خداوند: آقا، حکمران
سفیدان فرنگی: یورپ کی سفید قوم، انگریز
مغرب: مراد مغربی ممالک، یورپ
خداوند: مُراد معبود
درخشندہ فلزات: چمکتی ہوئی دھاتیں، مراد سونے چاندی کے سکے
روشنیِ علم و ہنر: مراد سائنسی علوم و فنون کی روشنی
بے چشمہ حیواں: آبِ حیات کے چشمے کے بغیر
ظلمات: تاریکیاں، وہ سمندر جس میں سکندر آبِ حیات کی تلاش میں گیا تو وہاں ایک جگہ بہت تاریکی تھی

رعنائیٔ تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جُوا ہے
سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

یہ عِلم، یہ حِکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہُو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات

بے کاری و عُریانی و مے خواری و اِفلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیّت کے فتوحات

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اُس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات

رعنائیٔ تعمیر: عمارت کی ظاہری تعمیر کی خوبصورتی
رونق: چہل پہل
صفا: صاف سُتھرا ہونا
ظاہر: دیکھنے میں
مرگِ مفاجات: اچانک موت، کسی کام کا اچانک ہو جانا
علم: سائنس
تدبر: غور و فکر، سیاست دانی
لہو پینا: دوسروں یعنی مزدوروں کی محنت سے ہونے والی آمدنی خود کھا جانا
تعلیم مساوات: برابری کی تعلیم
عُریانی: ننگا پن، مراد عورتوں کا پورا لباس نہ ہونا
مے خواری: شراب پینے کا عمل
فرنگی مدنیت: مغربی/یورپی تمدن
فتوحات: جمع فتح، مراد فتح مندی کے کارنامے
فیضانِ سماوی: آسمانی فائدہ رسانی کی حالت
حد: انتہا
برق و بخارات: مُراد بجلی اور بھاپ سے چلنے والی (مشین)
مشینوں کی حکومت: مراد صنعت کاری کا غلبہ
احساسِ مُروّت: ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرنے کا جذبہ
کچل دینا: پاؤں تلے روند ڈالنا، مراد ختم کر دینا
آلات: جمع آلہ، مراد مشینیں

آثار تو کچھ کچھ نظر آتے ہیں کہ آخر
تدبیر کو تقدیر کے شاطر نے کیا مات

میخانے کی بُنیاد میں آیا ہے تزلزل
بیٹھے ہیں اسی فکر میں پیرانِ خرابات

چہروں پہ جو سرخی نظر آتی ہے سرِ شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مِینا کی کرامات

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

کب ڈُوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دُنیا ہے تری منتظر روزِ مکافات!

آثار: جمع اثر، نشانیاں
تدبیر: غور فکر، سوچ بچار
تقدیر کا شاطر: تقدیر کا کھلاڑی، مراد تقدیر
مات کرنا: شکست دینا، ہرا دینا
تزلزل: زلزلہ، لرزنے کی حالت
پیرانِ خرابات: شراب خانے چلانے والے
فکر: پریشانی
سرِ شام: شام کے شروع ہی سے
غازہ: مراد سرخی پاؤڈر
ساغر و مینا: جام اور صراحی، مراد شراب خوری
کرامات: جمع کرامت، غیر معمولی کارنامہ
قادر: قدرت رکھنے والا، خدا کی ایک صفت
عادل: عدل وانصاف کرنے والا، خدا کی ایک صفت
اوقات تلخ ہونا: زندگی مصیبت میں گذرنا
سرمایہ پرستی: دولت کی عبادت یعنی دولت ہی کو سب کچھ سمجھ لینے کی کیفیت
سفینہ: کشتی
روزِ مکافات: بدلے یا سزا کا دن

فرشتوں کا گیت

عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی
نقش گر ازل ترا نقش ہے ناتمام ابھی

خلقِ خدا کی گھات میں رِند و فقیہ و مِیر و پِیر
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صُبح و شام ابھی

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی

دانش و دِین و علم و فن بندگی ہوس تمام
عشقِ گرہ کشاے کا فیض نہیں ہے عام ابھی

جوہر زندگی ہے عشق، جوہر عشق ہے خودی
آہ کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگی نیام ابھی!

بے زمام: لگام کے بغیر، جو قابو میں نہ ہو
نقش گر ازل: ازل کا مصوّر، مراد خالقِ باری تعالیٰ
نقش: تصویر، مراد انسان
گھات میں ہونا: تاک میں ہونا، نقصان پہنچانے کی تدبیر کرنا
رِند: دنیادار، آزاد مشرب لوگ
فقیہ: دینی اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر قانون سازی کرنے والا
گردشِ صبح و شام: وقت کی گردش
مال مست: دولت کے نشے میں ڈوبے ہوئے
حال مست: اپنی اس بُری حالت میں بھی خوش ہیں
کوچہ گرد: بے مقصد گھومنے والا، مراد جس کا کوئی نصب العین نہیں
بلند بام: مراد اونچی اور اعلیٰ درجے کی عمارت والا
دانش: مراد علم و عقل
بندگی ہوس: حرص اور لالچ کی غلامی، بیحد لالچ
عشقِ گرہ کشا: مشکل حل کرنے والا عشق
فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل
جوہرِ زندگی: زندگی کی اصل / حقیقت
تیغِ تیز: کاٹ دار تلوار
پردگی نیام: غلاف کے پردے میں ہونا

فرمانِ خدا

(فرشتوں سے)

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو　　کاخِ امرا کے در و دیوار ہلا دو
گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے　　گنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو
سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ　　جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی　　اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو
کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے　　پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو
حق را بسجودے، صنماں را بطوافے ☆　　بہتر ہے چراغِ حرم و دَیر بجھا دو
میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے　　میرے لیے مٹی کا حرم اور بنا دو

تہذیبِ نوی کارگہِ شیشہ گراں ہے
آدابِ جنوں شاعرِ مشرق کو سکھا دو

جگادو: مراد ظلم کے خلاف لڑنے کے لیے ان میں حوصلہ پیدا کردو

کاخِ امرا: دولت مندوں کے محل

ہلادو: مراد امیروں میں خوف پیدا کردو

لہو گرمانا: جوش دلانا

سوزِ یقیں: اعتماد کی تپش

گنجشکِ فرومایہ: گھٹیا چڑیا، مراد بیحد کمزور غریب عوام

سلطانیِ جمہور: عوام کی حکومت، جمہوریت

نقشِ کہن: مراد پرانا انداز حکومت / حکمرانی

دہقاں: کسان، مراد مزدور وغیرہ

خوشۂ گندم: گندم کی بالی / گچھا

پردے حائل رہنا: رکاوٹ کا باعث ہونا / بننا

پیرانِ کلیسا: مراد مذہبی رہنما، مذہب کے اجارہ دار

کلیسا: مراد مذہبی ادارہ یعنی عبادت گاہ

اُٹھادو: نکال دو

مَرمَر کی سل: سنگ مرمر کا خوبصورت فرش

حرم: چاردیواری

تہذیبِ نوی: جدید تہذیب

کارگہِ شیشہ گراں: شیشہ بنانے والوں کا کارخانہ، مراد شعبدہ بازی کرنے والوں یا مداریوں کا تیار کردہ مجموعہ

آدابِ جنوں: عشق حقیقی کے طور طریقے

شاعرِ مشرق: مراد مشرقی ملکوں کے شاعر

☆ پہلا ٹکڑا غالب کے فارسی قطعہ سے ہے۔ اس کے حوالے سے مصرع کا مطلب ہے کہ یہ لوگ خدا کو سجدہ کر کے اور بتوں کے گرد طواف کر کے انہیں دھوکا دیتے ہیں۔ (دوسرے مصرعہ سے مراد) مذہب کے نام پر، خواہ مسلمانوں میں، خواہ دوسری قوموں میں، جو ریاکاری (دکھاوے کی عبادت) ہو رہی ہے اسے ختم کردو۔

ذَوق و شوق

(اِن اشعار میں سے اکثر فلسطین میں لکھے گئے)

"دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں ☆ تہی دست رفتن سوئے دوستاں"

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صُبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے نُور کی ندیاں رواں

حُسنِ ازَل کی ہے نمود، چاک ہے پردۂ وجود
دل کے لیے ہزار سُود ایک نگاہ کا زیاں

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحابِ شب
کوہِ اِضم کو دے گیا رنگ برنگ طَیلساں

گرد سے پاک ہے ہوا، برگِ نخیل دُھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں

دشت: جنگل
سماں: منظر
چشمۂ آفتاب: سورج کا چشمہ، یعنی سورج
نور کی ندیاں: مراد کرنیں
حسنِ ازل: مراد قدرت کا حسن جو کائنات میں مختلف صورتوں میں نظر آرہا ہے
نمود: ظاہر ہونا
چاک ہے: پھٹا ہوا ہے، مراد ظاہر ہے
پردۂ وجود: مراد چھپی ہوئی کائنات
ہزار سود: بیشمار فائدے

زیاں: نقصان
کبود: نیلی
سحابِ شب: رات کا بادل
کوہِ اضم: اضم کا پہاڑ، مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کا نام
طیلساں: وہ چادر جو عرب کندھوں پر ڈالتے ہیں
برگِ نخیل: کھجور کے درخت مراد درختوں کے پتے
ریگ: ریت
نواحِ کاظمہ: کاظمہ کا قریبی علاقہ، مدینہ منورہ کا ایک نام
مثلِ پرنیاں: ریشم کی طرح

☆ (یہ شعر شیخ سعدی کی بوستاں کے "سبب نظم کتاب" میں ہے) مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں اس باغ سے دوستوں کے لیے کوئی تحفہ لے کر نہ جاؤں۔ اس میں علامہ کا اشارہ فلسطین وغیرہ کی طرف ہے۔

آگ بُجھی ہُوئی اِدھر، ٹُوٹی ہُوئی طناب اُدھر
کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

آئی صدائے جبرئیل، تیرا مقام ہے یہی
اہلِ فراق کے لیے عیشِ دوام ہے یہی

کس سے کہوں کہ زہر ہے میرے لیے مئے حیات
کہنہ ہے بزمِ کائنات، تازہ ہیں میرے واردات

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات

ذکر عرَب کے سوز میں، فکرِ عجم کے ساز میں
نے عرَبی مشاہدات، نے عجمی تخیلات

قافلۂ حجاز میں ایک حُسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

طناب: رسّی
صدائے جبرئیل: حضرت جبرئیل کی آواز
اہلِ فراق: ہجر میں زندگی گذارنے والے
عیشِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و آرام کی زندگی
مئے حیات: زندگی کی شراب
کہنہ: پرانی
بزمِ کائنات: کائنات کی محفل، مراد کائنات
واردات: جمع واردہ، دل پر نازل ہونے والے خیالات
غزنوی: سلطان محمود غزنوی، جس نے سومنات کا مندر توڑا
کارگہِ حیات: زندگی کا کارخانہ، مراد اس دَور میں
اہلِ حرم: مراد مسلمان، امت مُسلمہ

سومنات: ہندوستان کا مشہور بتخانہ، مراد مسلمانوں نے فرقے، ذات برادری، دولت وغیرہ کے جو بُت بنا رکھے ہیں
ذکر عرب: عرب والوں کا اندازِ یادِ الٰہی
فکرِ عجم: غیر عرب کا فلسفہ، منطق وغیرہ
سوز: مراد عشق کی تپش
عربی مشاہدات: حضور اکرمؐ کی سرگذشت اور آپکا ذکر خیر
عجمی تخیلات: غیر عرب خیالات، مراد علوم وفنون
قافلۂ حجاز: مراد امت مُسلمہ
حسینؓ: ایسی ہستی جو امام حسینؓ کیطرح باطل سے ٹکرا جائے
تاب دار: بل کھایا ہوا
دجلہ و فرات: عراق کے مشہور دریا

عقل و دل و نگاہ کا مُرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دِیں بُت کدۂ تصوّرات

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبر حسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیر یاب تُو
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بُو

جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مُردہ ذوق
خلوتیانِ مے کدہ کم طلب و تہی کدُو

مَیں، کہ مری غزل میں ہے آتشِ رفتہ کا سُراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہُوؤں کی جستجو

مرشدِ اوّلیں: سب سے پہلا رہنما، ہدایت کرنے والا
شرع و دیں: مراد مذہبی امور اور قوانین
بت کدۂ تصوّرات: محض خیالوں کا بت خانہ
صدقِ خلیلؑ: حضرت ابراہیمؑ کی سچائی۔ آپؑ نے نمرود کی آگ میں بیٹھنا قبول کر لیا لیکن حق کہنے سے نہیں رکے
صبر حسینؓ: حضرت امام حسینؓ کا صبر، جنہوں نے یزید کے ظلم سہتے ہوئے جام شہادت پی لیا
بدر و حنین: حضور اکرمؐ کے دو غزووں کے نام۔ یہ غزوات ۲ھ اور ۸ھ میں ہوئے۔ مسلمان بڑی جانبازی سے لڑے اور کئی صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ یہ سب حضرات عشقِ خدا و رسول سے سرشار تھے
آیۂ کائنات: کائنات کی آیت، مراد کائنات
معنیٔ دیریاب: ایسا مفہوم جو دیر سے سمجھ میں آئے
قافلہ ہائے رنگ و بو: مراد کائنات
جلوتیانِ مدرسہ: مراد جدید تعلیم حاصل کرنے والے
کور نگاہ: مراد بصیرت سے محروم
مُردہ ذوق: جن کا دل مر چکا ہو
خلوتیانِ مے کدہ: مراد اہل تصوف وغیرہ
کم طلب: مراد آرزو سے خالی
تہی کدو: خالی پیالہ والے، یعنی ان کا دل جوش و جذبہ سے خالی ہے
میری غزل: علامہ کی شاعری
آتشِ رفتہ: مراد اسلاف میں عشقِ رسول اکرمؐ کا جو جذبہ تھا
سرگزشت: واقعہ، ماجرا
کھوئے ہوؤں کی جستجو: مراد رسول اکرمؐ کے عشق میں ڈوبے ہوئے ماضی کے مسلمان

بادِ صبا کی موج سے نشو و نمائے خار و خس
میرے نفَس کی موج سے نشو و نمائے آرزو

خونِ دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو

☆ "فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را"

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب

بادِ صبا: صبح کی ہوا، نسیم
موج: لہر
نشو و نما: بڑھنے، پھولنے کا عمل
خار و خس: مراد نباتات، درخت پودے
نفس: سانس، شاعری
آرزو: تمنا، مراد عشق
خونِ دل و جگر: مراد بیحد محنت و ریاضت
نوا: نغمہ، مراد شاعری
رگِ ساز: مراد ساز (موسیقی کا آلہ) میں
صاحبِ ساز کا لہو: مراد ساز بجانے والے کی بیحد ریاضت
لوح: تختی، مراد قدرت جس پر کائنات کی تقدیر تحریر کرتی ہے

قلم: مراد جس سے کائنات کی تقدیر لکھی جاتی ہے
تیرا وجود: یعنی حضور اکرمؐ کی ذات مبارک
الکتاب: مراد قرآن کریم، یعنی حضورؐ قرآن کریم کی عملی تفسیر ہیں
گنبدِ آبگینہ رنگ: شیشے کے یا نیلے رنگ کا گنبد، یعنی آسمان
محیط: سمندر
حباب: بُلبلہ
عالمِ آب و خاک: مراد یہ دنیا
ظہور: مراد وجود میں آنا
فروغ: روشنی، رونق
ذرّۂ ریگ: ریت کا ذرّہ
طلوعِ آفتاب: مراد سورج کی سی روشنی

☆ عشق کے ہاتھوں اس بے چین دل کو الجھاؤ / کھینچا تانی کا موقع نہ دے بلکہ اپنی بل کھائی زلفوں میں دو ایک بل اور ڈال دے

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جُنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیریؐ نگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل، غیاب و جستجو! عشق، حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیلِ بے رُطب

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہُوا
عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بُولہب

شوکتِ سنجر و سلیم: سنجر اور سلیم کی سی عظمت اور شان۔ سنجر، ایران کے سلجوقی خاندان کا ایک عظیم بادشاہ، سلیم سے مراد سلطان سلیم اول، ترکی کا باعظمت بادشاہ (۱۵۱۲ء)

تیرےؐ جلال کی نمود: یعنی حضور اکرمؐ کے رعب و دبدبہ کا ظہور / نشان

فقر جنیدؒ و بایزید: بہت بڑے صوفی جنید بغدادیؒ (وفات ۹۱۹ء) اور حضرت بایزید بسطامی (وفات ۸۷۵ء) کا فقر

تیرا جمال بے نقاب: یعنی حضور اکرمؐ کا ظاہر اور کھلا حُسن

شوق: عشق

نگاہِ ناز: حضور اکرمؐ کی خُلق و محبت سے بھرپور توجہ / نگاہ

غیاب و جستجو: مراد محبوب کا سامنے نہ ہونا اور اسکو تلاش کرنا

حضور و اضطراب: محبوب کا سامنے ہونا اور عاشق کی بیقراری

تیرہ و تار: تاریک، اندھیروں میں ڈوبا ہوا

طبعِ زمانہ: زمانے کی طبیعت، مراد موجودہ صورت حال

تازہ کرنا: پھر سے پہلی صورت پر لانا

نظر میں ہونا: علم میں ہونا، جاننا

علم: جدید علوم، ماڈرن سائنسز

نخیلِ بے رُطب: کھجور کا درخت جس میں پھل نہ لگتا ہو، مراد جذبۂ عشق پیدا کرنے سے عاری

معرکۂ کہن: ماضی یعنی آغاز اسلام والا جوش و جذبۂ عشق

تمام مصطفیٰؐ: مراد حضور اکرمؐ کی صفات کا حامل

تمام بولہب: مراد ابولہب کی طرح فتنہ پردازی و شرارت

☆ گاہ بحیلہ می برد، گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو، ہجر میں لذّتِ طلب

عینِ وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جُو رہی میری نگاہِ بے ادب

گرمیِ آرزو فراق، شورش ہائے و ہُو فراق
مَوج کی جستجو فراق، قطرے کی آبرو فراق!

پروانہ اور جگنو

پروانہ پروانے کی منزل سے بہت دور ہے جگنو
کیوں آتشِ بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

جگنو اللہ کا سَو شکر کہ پروانہ نہیں مَیں
دریُوزہ گر آتشِ بیگانہ نہیں مَیں

عالمِ سوز و ساز: مراد عشق کی دُنیا
وصل: محبوب کا سامنے ہونا، اس کا قُرب
مرگِ آرزو: مراد محبوب کے قُرب کی تمنا ختم ہونا
لذّتِ طلب: مراد محبوب تک رسائی کے لیے کی گئی کوشش کا مزہ
عینِ وصال میں: ٹھیک وصل کے موقع پر
بہانہ جو: مراد محبوب پر نظر ڈالنے کے مختلف بہانے ڈھونڈنا
نگاہِ بے ادب: گستاخ نگاہ، مراد محبوب پر نظر ڈالنا گویا گستاخی کا عمل ہے
گرمیِ آرزو: محبوب تک رسائی کے لیے بیحد جدّ و جہد
شورش ہائے و ہو: مراد ہجر میں عاشق جو آہ و فریاد کرتا ہے
آبرو: چہرے کی چمک، چمک دمک، عزّت

آتشِ بے سوز: تپش کے بغیر آگ، جگنو کی روشنی
آتشِ بیگانہ: غیر کی آگ
دریوزہ گر: بھیک مانگنے والا

☆ کبھی تو وہ (عشق) کسی بہانہ سے محبوب کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اور کبھی طاقت یعنی قوتِ جذب سے کھینچ لے جاتا ہے

جاوید کے نام

خودی کے ساز میں ہے عُمرِ جاوداں کا سُراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں اُمّتوں کے چراغ

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ!

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کرگئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبالؔ
کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ

جاوید: علامہ کا دوسرا بیٹا، جاوید صاحب بطور چیف جسٹس ریٹائر ہوئے اور اب (۹۸-۱۹۹۷ء) مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہتے ہیں

عمرِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی

سراغ: نشان

سوز: تپش، گرمی

آدم: انسان

صاحبِ مقصود: مراد اس کائنات کی تخلیق کی اصلی غرض

ہزار گونہ فروغ: ہزاروں قسم کی رونق و روشنی

فراغ: سکون اور اطمینان

زاغ: کوا

بلند پروازی: اونچی فضاؤں میں اڑنے کی حالت

خراب کرنا: بگاڑنا

شاہیں بچہ: مراد مسلم نوجوان

صُحبتِ زاغ: کوّے / ناپسندیدہ لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا

حیا: شرم

بے داغ: برائیوں سے پاک

ظریف: مراد زندہ دل

خوش اندیشہ: اچھی اور اعلیٰ سوچ والا

شگفتہ دماغ: تر و تازہ طبیعت والا، خشک مزاج کی ضد

گدائی

مے کدے میں ایک دن اک رندِ زِیرک نے کہا
ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا

تاج پہنایا ہے کس کی بے کُلاہی نے اسے ؟
کس کی عُریانی نے بخشی ہے اسے زرّیں قبا ؟

اس کے آبِ لالہ گوں کی خونِ دہقاں سے کشید
تیرے میرے کھیت کی مٹّی ہے اس کی کیمیا

اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہُوئی
دینے والا کون ہے؟ مردِ غریب و بے نَوا

مانگنے والا گدا ہے، صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے، مِیر و سُلطاں سب گدا!

(ماخوذ از انوری)

گدائی: بھیک مانگنے کا عمل
رندِ زیرک: چالاک / کائیاں شراب خور
والی: حاکم / حکمران
گدائے بے حیا: بے شرم فقیر
تاج پہنانا: مقام و مرتبہ دینا / حکومت دینا
بے کلاہی: کلاہ / ٹوپی کے بغیر ہونا، مراد بہت مفلس ہونا
عریانی: مراد پورا لباس میسّر نہ ہونا
زرّیں قبا: سونے کا یعنی نہایت قیمتی لباس
آبِ لالہ گوں: سرخ رنگ کا پانی، شراب
خونِ دہقاں: کسان کی انتہائی محنت
کشید: کھینچی ہوئی مراد تیار کی گئی
کیمیا: وہ جڑی بوٹی جس سے کسی دھات کو سونے میں بدل دیتے ہیں
نعمت خانہ: توشہ خانہ، مراد اُس کی ضرورت کی ہر شے
بے نوا: مفلس، کنگال
میر و سلطاں: مراد ہر طرح کے حکمران
گدا: فقیر، بھک منگا

مُلّا اور بہشت

مَیں بھی حاضر تھا وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا
حق سے جب حضرتِ مُلّا کو مِلا حکمِ بہشت

عرض کی مَیں نے، الٰہی! مری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حُور و شراب و لبِ کِشت

نہیں فردوس مقامِ جدَل و قال و اقول
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت

ہے بد آموزیٔ اقوام و مِلل کام اس کا
اور جنت میں نہ مسجد، نہ کلیسا، نہ کُنِشت!

ضبطِ سخن کرنا: زبان / بات پر قابو رکھنا
حق: خدا
حکمِ بہشت: یعنی بہشت میں جانے کا حکم
عرض کرنا: کسی بڑے کے سامنے ادب سے کوئی بات کرنا
تقصیر: خطا
شراب: مراد شراب طہور جو بہشتیوں کو ملے گی
لبِ کِشت: کھیت / باغ کا کنارہ
فردوس: بہشت
مقام: ٹھکانا، جگہ

جدَل: لڑائی جھگڑا
قال و اقول: اس نے یہ کہا اور میں یہ کہتا ہوں، مراد بحث مباحثہ
بحث و تکرار: مراد چھوٹے اور معمولی مسئلوں پر بحث
سرشت: فطرت
بد آموزی: بُرا سکھانے کی کیفیت
مِلل: جمع ملت، قومیں
کُنِشت: آتش پرستوں کی عبادت گاہ، آتش کدہ

دین و سیاست

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی — سماتی کہاں اس فقیری میں میری
خصومت تھی سلطانی و راہبی میں — کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا — چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی — ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری
دوئی ملک و دیں کے لیے نامرادی — دوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا — بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری

رہبانیت: عیسائی / نصرانی پادریوں کا ترکِ دنیا کا عمل
سمانا: جگہ پانا، گھر کرنا
میری: سرداری
خصومت: دشمنی
وہ: مراد سلطانی
یہ: راہبی
سربلندی: سر اونچا رکھنے کی حالت
سربزیری: سر جھکائے رکھنے کی حالت
پیچھا چھڑانا: خود کو بچانا / نجات دلانا
پیر کلیسا: گرجے کا راہب، مذہبی رہنما
پیری چلنا: مراد مذہبی رہنمائی کا کام آنا
وزیری: وزیر ہونا، حکمرانی

دُوئی: دو ہونا، وحدت کی ضد
نابصیری: بصیرت سے خالی ہونا
اعجاز: معجزہ
ایک صحرا نشیں: مراد حضور اکرم ﷺ
بشیری: جنت کی خوش خبری دینے کی کیفیت، دینی قیادت
آئینہ دار: مراد ظاہر کرنے والا
نذیری: عذابِ قیامت سے ڈرانے کی کیفیت
جنیدی: جُنید ہونا، حضرت جنید بغدادیؒ بہت بڑے صوفی تھے، مراد مذہبی قیادت
اردشیری: اردشیر ہونا۔ اسلام سے پہلے ایران کے ساسانی خاندان کا بانی، مراد حکومت، حکمرانی

الارض للہ!

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اُٹھاتا ہے سحاب؟

کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے، کس کا ہے یہ نُورِ آفتاب؟

کِس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کِس نے سِکھلائی ہے خُوئے انقلاب؟

دِہ خُدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں

ایک نوجوان کے نام

ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالیں ہیں ایرانی
لہُو مجھ کو رُلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

الارض للہ: زمین اللہ کے لیے ہے، یعنی اللہ کی ملکیت ہے
سحاب اٹھانا: مراد بادل، پانی سے پیدا کر کے آسمان کی طرف بلند کرنا
پچھم: مغرب
بادِ سازگار: موافق ہوا
نورِ آفتاب: سورج کی روشنی
موتی: مراد دانے
خوشہ: گچھا
خوئے انقلاب: بدلتے رہنے کی عادت
دِہ خدا: (دیہہ خدا) مراد گاؤں کا زمیندار

آبا: جمع اب، باپ دادا
صوفے: فرنیچر کی ایک قسم
افرنگی: مغربی یعنی یورپ کے بنے ہوئے
ایرانی: ایران کے بنے ہوئے
لہو رُلانا: بیحد دکھ پہنچانا

امارت کیا، شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل ؟
نہ زورِ حیدری تجھ میں، نہ استغنائے سلمانی

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلّی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی

عقابی رُوح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
اُمیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

امارت: امیری، مراد سرداری یا حکمرانی
شکوہِ خسروی: مراد بادشاہانہ شان و شوکت
کیا حاصل: کیا فائدہ
زورِ حیدریؓ: حضرت علیؓ کا سا زور و قوت
استغنائے سلمانی: حضرت سلمان فارسیؓ (حضورؐ کے محبوب صحابی) کی سی بے نیازی
تہذیبِ حاضر: موجودہ دَور کی تہذیب جو مغربی تہذیب سے متاثر ہے
تجلّی: جلوہ
اِستغنا: بے نیازی
معراجِ مسلمانی: مسلمان ہونے کی انتہائی بلندی / عظمت
عقابی روح: مراد عقاب کی طرح بلندیوں پر اڑنے کا جذبہ
نومیدی: مایوسی
زوال: پستی
علم و عرفاں: مراد فلسفہ و حکمت اور تصوف / روحانیت
رازدان: بھیدوں سے واقف
نشیمن: گھونسلا، ٹھکانا
قصرِ سلطانی: بادشاہ کا محل
بسیرا کرنا: رہنا

نصیحت

بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سالخورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعتِ چرخِ بریں

ہے شباب اپنے لہُو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی انگبیں

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر!
وہ مزا شاید کبوتر کے لہُو میں بھی نہیں

لالۂ صحرا

یہ گنبدِ مینائی، یہ عالمِ تنہائی
مجھ کو تو ڈراتی ہے اس دشت کی پہنائی

بھٹکا ہُوا راہی مَیں، بھٹکا ہُوا راہی تُو
منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی؟

سالخورد: بوڑھا
شہپر: بڑا پر
رفعت: بلندی
چرخِ بریں: مراد آسماں
شباب: جوانی
اپنے لہو کی آگ میں جلنا: مراد بیحد جدوجہد کرنا
سخت کوشی: بیحد محنت اور جدوجہد
تلخ: کڑوا، کڑوی چیز
انگبیں: شہد

جھپٹنا: حملہ کرنا/شکار کا پیچھا کرنا
پسر: بیٹا

گنبدِ مینائی: مراد آسمان
عالم تنہائی: اکیلاپن
پہنائی: پھیلاؤ، وسعت
بھٹکا ہوا راہی: راستہ بھولا ہوا مسافر
لالۂ صحرائی: ریگستان کا لالہ، آغازِ اسلام کے مسلمان مراد ہیں جو صحراؤں میں رہتے اور بہت جدوجہد کرتے تھے

خالی ہے کلیموں سے یہ کوہ و کمر ورنہ
تُو شعلۂ سینائی، مَیں شعلۂ سینائی!

تُو شاخ سے کیوں پُھوٹا، مَیں شاخ سے کیوں ٹُوٹا
اک جذبۂ پیدائی، اک لذّتِ یکتائی!

غواصِ محبّت کا اللہ نِگہباں ہو
ہر قطرۂ دریا میں دریا کی ہے گہرائی

اُس موج کے ماتم میں روتی ہے بھنوَر کی آنکھ
دریا سے اُٹھی، لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی

ہے گرمیِ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم
سورج بھی تماشائی، تارے بھی تماشائی

اے بادِ بیابانی! مجھ کو بھی عنایت ہو
خاموشی و دل سوزی، سرمستی و رعنائی!

کلیم: حضرت موسیٰؑ، مراد باطل سے ٹکر لینے والا
کوہ و کمر: پہاڑ اور وادی
شعلۂ سینائی: طور سیناوالا شعلہ، حضرت موسیٰؑ کو سینا پہاڑ پر آگ جلتی دکھائی دی تھی جو دراصل خدا کا جلوہ تھا
شاخ سے پھوٹنا: اگنا
شاخ سے ٹوٹنا: شاخ سے الگ ہو جانا
جذبۂ پیدائی: ظاہر ہونے کا جذبہ
لذّتِ یکتائی: یکتا یعنی بے مثال ہونے کا مزہ
غوّاص: غوطہ لگانے والا
ماتم: کسی کے مرنے پر رونے کی حالت
بھنور: پانی کا چکر، گرداب
گرمیِ آدم: مراد انسان کی رونق کے سبب
ہنگامۂ عالم: دنیا کی رونق، چہل پہل
گرم ہونا: رونق قائم ہونا/رہنا
بادِ بیابانی: جنگل کی ہوا
دل سوزی: عشق میں دل کی تپش اور حرارت
سرمستی: محویت، بیخودی کی حالت
رعنائی: خوبصورتی

ساقی نامہ

ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار
ارم بن گیا دامن کوہسار

گل و نرگس و سوسن و نسترن
شہیدِ ازل لالہ خونیں کفن

جہاں چھپ گیا پردۂ رنگ میں
لہو کی ہے گردش رگِ سنگ میں

فضا نیلی نیلی، ہوا میں سرور
ٹھہرتے نہیں آشیاں میں طیور

وہ جوئے کہستاں اچکتی ہوئی
اٹکتی، لچکتی، سرکتی ہوئی

اچھلتی، پھسلتی، سنبھلتی ہوئی
بڑے پیچ کھا کر نکلتی ہوئی

رکے جب تو سِل چیر دیتی ہے یہ
پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ

ذرا دیکھ اے ساقیٔ لالہ فام
سناتی ہے یہ زندگی کا پیام

پلادے مجھے وہ مئے پردہ سوز
کہ آتی نہیں فصلِ گل روز روز

وہ مے جس سے روشن ضمیر حیات
وہ مے جس سے ہے مستی کائنات

وہ مے جس میں ہے سوز و سازِ ازل
وہ مے جس سے کھلتا ہے رازِ ازل

خیمہ زن ہونا: خیمہ لگا کر رہنا، پڑاؤ ڈالنا، مراد کسی کی آمد ہونا
اِرم: بہشت
دامنِ کوہسار: پہاڑ کی وادی
سوسن: ایک نیلے رنگ کا پھول
نسترن: سیوتی کا پھول
شہیدِ ازل: لالہ کے سرخ رنگ کی بنا پر ازلی شہید کہا
خونیں کفن: سرخ کفن والا
پردۂ رنگ: رنگ کی اوٹ، مراد بہار کے سبب جگہ جگہ رنگ دار پھول کھلے ہیں
رگِ سنگ: مراد پتھر
جوئے کہستان: پہاڑی ندی
اچکنا: کودنا
سرکنا: جگہ سے ہٹنا
پیچ کھانا: بل کھانا
سِل چیرنا: پتھر کاٹنا
ساقیٔ لالہ فام: مراد سرخ رخساروں والا / حسین ساقی
مئے پردہ سوز: رکاوٹ / اوٹ کو جلا دینے والی شراب
فصلِ گل: موسمِ بہار
ضمیرِ حیات: زندگی کا باطن
مستیِ کائنات: کائنات کی رونق
سوز و ساز: مراد جوش و جذبۂ عشق

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے

زمانے کے انداز بدلے گئے　　نیا راگ ہے، ساز بدلے گئے
ہوا اس طرح فاشِ رازِ فرنگ　　کہ حیرت میں ہے شیشہ بازِ فرنگ
پرانی سیاست گری خوار ہے　　زمیں میر و سلطاں سے بیزار ہے
گیا دورِ سرمایہ داری گیا　　تماشا دکھا کر مداری گیا
گراں خواب چینی سنبھلنے لگے　　ہمالہ کے چشمے ابلنے لگے
دلِ طورِ سینا و فاراں دونیم　　تجلی کا پھر منتظر ہے کلیم
مسلماں ہے توحید میں گرم جوش　　مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش
تمدن، تصوف، شریعت، کلام　　بتانِ عجم کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھوگئی　　یہ امت روایات میں کھوگئی
لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب　　مگر لذتِ شوق سے بے نصیب

ممولا: ایک چھوٹی سی اور کمزور چڑیا
راگ: گانا، لے، مراد انداز زمانہ، زمانے کے طور طریقے
ساز بدل جانا: موسیقی کے آلے کا بدل جانا، مراد حالات میں تبدیلی آنا
شیشہ باز: مراد سیاسی چالیں چلنے والا، فریبی
زمیں: مراد دنیا
میر و سلطان: مراد شاہی حکمران
دَور سرمایہ داری: دولت مندوں / کارخانہ داروں کا زمانہ
گراں خواب چینی: مراد غفلت کا شکار چینی
سنبھلنا: بیدار ہونا مراد غلامی کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا
ہمالہ کے چشمے ابلنا: مراد ہمالہ کے گرد و نواح میں آباد قوموں کا بیدار ہونا
فاراں: مکہ معظمہ کی پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا
طورِ سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا

دونیم: دو ٹکڑے
کلیم: حضرت موسیٰؑ، باطل سے ٹکر لینے والی ہستی
گرم جوش: پُر جوش
زنار پوش: مراد بت پرستوں کی سی یعنی غیر اسلامی عادتیں رکھنے والا
تمدن: کسی قوم کے افراد کا باہم رہنے سہنے کا طور طریقہ
تصوف: روحانیت، باطن کی اصلاح کا عمل
شریعت: اسلام کے اصول وغیرہ
کلام: خدا اور اسکے احکامات کو عقلی دلائل سے صحیح اور حق ثابت کرنا
بُتانِ عجم: مراد غیر اسلامی طور طریقے
حقیقت: مراد صحیح تمدن، صحیح تصوف اور صحیح شریعت وغیرہ
لبھانا: پُر چانا، بھانا، پسند کرنا / آنا
لذتِ شوق: عشق کا حقیقی جذبہ

بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہوا　　لغت کے بکھیڑوں میں الجھا ہوا
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد　　محبت میں یکتا، حمیت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھوگیا　　یہ سالک مقامات میں کھوگیا
بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے
مسلماں نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے

شراب کہن پھر پلا ساقیا　　وہی جام گردش میں لا ساقیا
مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا　　مری خاک جگنو بنا کر اڑا
خرد کو غلامی سے آزاد کر　　جوانوں کو پیروں کا استاد کر
ہری شاخِ ملت ترے نم سے ہے　　نفس اس بدن میں ترے دم سے ہے
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے　　دل مرتضیٰؓ، سوزِ صدیقؓ دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر　　تمنا کو سینوں میں بیدار کر
ترے آسمانوں کے تاروں کی خیر　　زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر
جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے　　مرا عشق، میری نظر بخش دے

مَنطق: مراد موٹی موٹی فلسفیانہ باتیں
سُلجھا ہوا: مُراد گہرے اور مشکل مسئلے
لُغت کے بکھیڑے میں: لفظوں کے الجھاؤ اور جنجال میں
خدمتِ حق: مراد خدا کی عبادت
مَرد: دلیر، مراد مخلص اور تیز
فرد: بے مثال
عجم کے خیالات: غیر عرب / غیر اسلامی خیالات
سالک: مراد صوفی
مقامات: جمع مقام، تصوف کی مختلف منزلیں
اندھیر ہونا: غضب ہونا
بجھی عشق کی آگ: مراد عشق کے جذبے ٹھنڈے پڑ گئے

راکھ کا ڈھیر: مراد مُردہ روح والا، بے حس
شرابِ کہن: مراد پہلے مسلمانوں والا عشق حقیقی کا جذبہ
وہی جام: مراد پہلے والے جذبے
گردش میں لانا: مراد پیدا کرنا
پیروں کا: بوڑھوں کا
استاد کر: استاد بنا دے
دلِ مرتضیٰ: حضرت علیؓ کا سا دنیا سے بے نیاز اور دلیر دل
سوزِ صدیقؓ: حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سا سچا جذبۂ عشق
شب زندہ دار: راتوں کو خدا کی عبادت میں محو رہنے والا
وہی تیر: مراد وہی آغازِ اسلام والے جذبے اور جوش و ولولہ
میری نظر: مراد علامہ اقبال کی سی گہری بصیرت

مری ناؤ گرداب سے پار کر
یہ ثابت ہے تو اس کو سیار کر

بتا مجھ کو اسرارِ مرگ و حیات
کہ تیری نگاہوں میں ہے کائنات

مرے دیدۂ تر کی بے خوابیاں
مرے دل کی پوشیدہ بیتابیاں

مرے نالۂ نیم شب کا نیاز
مری خلوت و انجمن کا گداز

امنگیں مری، آرزوئیں مری
امیدیں مری، جستجوئیں مری

مری فطرت آئینۂ روزگار
غزالانِ افکار کا مرغزار

مرا دل، مری رزم گاہِ حیات
گمانوں کے لشکر، یقیں کا ثبات

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں مَیں امیر

مرے قافلے میں لٹادے اسے
لٹادے، ٹھکانے لگادے اسے

دما دم رواں ہے یم زندگی
ہر اک شے سے پیدا رَم زندگی

اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود
کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دود

گراں گرچہ ہے صحبت آب و گل
خوش آئی اسے محنت آب و گل

ناؤ: کشتی، بیڑا
ثابت: ایک جگہ پر ٹھہری ہوئی
سیار کر: چلادے
دیدۂ تر: مراد قوم کے غم میں رونے والی آنکھیں
نالۂ نیم شب: آدھی رات میں خدا کے حضور عرض و نیاز
انجمن: دوستوں کی بزم / محفل
گداز: سوز، تپش، نرمی
آئینۂ روزگار: زمانے کے حالات کا پتا دینے والی
غزالان: جمع غزال، ہرن
مَرغزار: جانوروں کے چرنے کی جگہ، سبزہ زار
رزم گاہ: جنگ کا میدان
گمانوں کا لشکر: مراد شک شبہوں کی کثرت

یقیں: مراد بھرپور اعتبار اور بھروسا جس میں شک نہ ہو
ثبات: ثابت قدمی یعنی اپنی بات پر قائم رہنے کی کیفیت
متاعِ فقیر: مراد علامہ اقبال کی پونجی
میرا قافلہ: مراد ملتِ اسلامیہ
لٹادے: یعنی قوم میں یہ جذبے پیدا کردے
ٹھکانے لگانا: صحیح جگہ کام میں لانا
دمادم: لگاتار
یمِ زندگی: زندگی کا دریا
رَم: ڈر کر بھاگنے کی حالت
دُود: دھواں
صحبت آب و گل: مراد دنیا کے عناصر کے ساتھ ملنا / بیٹھنا اُٹھنا

یہ ثابت بھی ہے اور سیار بھی
عناصر کے پھندوں سے بیزار بھی

یہ وحدت ہے کثرت میں ہر دم اسیر
مگر ہر کہیں بے چگوں، بے نظیر

یہ عالم، یہ بتخانۂ شش جہات
اسی نے تراشا ہے یہ سومنات

پسند اس کو تکرار کی خو نہیں
کہ تُو مَیں نہیں اور مَیں تُو نہیں

من و تو سے ہے انجمن آفریں
مگر عینِ محفل میں خلوت نشیں

چمک اس کی بجلی میں، تارے میں ہے
یہ چاندی میں، سونے میں، پارے میں ہے

اسی کے بیاباں، اسی کے ببول
اسی کے ہیں کانٹے، اسی کے ہیں پھول

کہیں اس کی طاقت سے کہسار چور
کہیں اس کے پھندے میں جبریل و حور

کہیں جرہ شاہین سیماب رنگ
لہو سے چکوروں کے آلودہ چنگ

کبوتر کہیں آشیانے سے دور
پھڑکتا ہوا جال میں ناصبور

فریب نظر ہے سکون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرۂ کائنات

ٹھہرتا نہیں کاروان وجود
کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

وحدت: ایک ہونے کی حالت، خدا کی توحید
بے چگوں: بے مثال
بُت خانۂ شش جہات: چھ طرفوں یعنی دائیں بائیں، آگے پیچھے، اوپر نیچے کا بت خانہ کائنات
سومنات: کاٹھیاواڑ (گجرات) کا مشہور بتخانہ مراد بت خانہ
خو: عادت
من و تو: مَیں اور تُو، مراد افراد انسانی
انجمن آفریں: مراد انسانوں کا ایک اجتماع بنانے والی
عینِ محفل میں: مراد اِس اجتماع میں، اس کے ساتھ ساتھ
خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والی، انفرادی حیثیت والی
ببول: کیکر کا درخت، مراد ہر قسم کی نباتات
جبریل و حور: مراد آسمانی مخلوق
جرّۂ شاہین: ئر یعنی دلیر شاہین / باز
سیماب رنگ: سفید رنگ کا
آلودہ چنگ: بھرے ہوئے پنجوں والا
ناصبور: بے چین
سکون و ثبات: مراد کسی حرکت اور ٹھہراؤ کے بغیر ہونا
ہر ذرۂ کائنات: اس دنیا کی ہر ہر شے
کاروانِ وجود: دنیا کی موجودات کا قافلہ
شانِ وجود: موجودات کی حالت
ذوقِ پرواز: بلندیوں کی طرف اُڑنے یا جانے کا شوق

بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند
سفر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند

سفر زندگی کے لئے برگ و ساز
سفر ہے حقیقت، حضر ہے مجاز

الجھ کر سلجھنے میں لذت اسے
تڑپنے پھڑکنے میں راحت اسے

ہوا جب اسے سامنا موت کا
کٹھن تھا بڑا تھامنا موت کا

اتر کر جہانِ مکافات میں
رہی زندگی موت کی گھات میں

مذاقِ دوئی سے بنی زوج زوج
اٹھی دشت و کہسار سے فوج فوج

گل اس شاخ سے ٹوٹتے بھی رہے
اسی شاخ سے پھوٹتے بھی رہے

سمجھتے ہیں ناداں اسے بے ثبات
ابھرتا ہے مٹ مٹ کے نقشِ حیات

بڑی تیز جولاں، بڑی زود رس
ازل سے ابد تک رَمِ یک نفس

زمانہ کہ زنجیرِ ایام ہے
دَموں کے الٹ پھیر کا نام ہے

یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے
خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے

خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات
خودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات

خودی جلوہ بدمست و خلوت پسند
سمندر ہے اک بوند پانی میں بند

اندھیرے اجالے میں ہے تابناک
من و تو میں پیدا، من و تو سے پاک

پست و بلند: نشیب و فراز، مراد نفع و نقصان
سفر: مراد ہر لمحہ حرکت میں رہنا
برگ و ساز: مراد ساز و سامان، اسباب اور وسیلے
حضر: ایک جگہ پر رُکنا / مقیم رہنا
مجاز: بے حقیقت
الجھ کر سلجھنا: مراد رکاوٹوں سے ٹکرا کر آگے بڑھنا
تڑپنا پھڑکنا: بے قراری یعنی ہر وقت حرکت میں رہنا
جہانِ مکافات: جزا اور سزا کی دنیا
مذاقِ دوئی: دو ہونے کا ذوق
زوج زوج: قسم قسم کی، جوڑا جوڑا، مراد نر اور مادہ
نقشِ حیات: زندگی کا نشان / تحریر
تیز جولاں: تیز دوڑنے والی
زود رس: جلد منزل پر پہنچنے والی
رَمِ یک نفس: ایک گھڑی / پل کی دَوڑ
زنجیرِ ایام: مراد دنوں کا سلسلہ، آگے پیچھے آتے رہنا
دَموں کا اُلٹ پھیر: سانسوں کا آنا جانا
موجِ نفس: سانس کی لہر
رازِ درونِ حیات: زندگی کے اندر کا بھید
بیداریٔ کائنات: کائنات / جہان کا برسرِ عمل ہونا
جلوہ بدمست: تجلّیِ خداوندی میں بیخود محو رہنے کی حالت

ازل اس کے پیچھے، ابد سامنے
نہ حد اس کے پیچھے، نہ حد سامنے

زمانے کے دریا میں بہتی ہوئی
ستم اس کی موجوں کے سہتی ہوئی

تجسس کی راہیں بدلتی ہوئی
دما دم نگاہیں بدلتی ہوئی

سبک اسکے ہاتھوں میں سنگ گراں
پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگِ رواں

سفر اس کا انجام و آغاز ہے
یہی اس کی تقویم کا راز ہے

کرن چاند میں ہے، شرر سنگ میں
یہ بیرنگ ہے، ڈوب کر رنگ میں

اسے واسطہ کیا کم و بیش سے
نشیب و فراز و پس و پیش سے

ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر
ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر

خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

خودی کے نگہباں کو ہے زہر ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب

وہی ناں ہے اس کے لیے ارجمند
رہے جس سے دنیا میں گردن بلند

فرو فالِ محمود سے درگذر
خودی کو نگہ رکھ، ایازی نہ کر

وہی سجدہ ہے لائق اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام

یہ عالم، یہ ہنگامۂ رنگ و صوت
یہ عالم کہ ہے زیرِ فرمانِ موت

سبک: ہلکا
سنگ گراں: بھاری پتھر
ضربوں: چوٹوں
ریگِ رواں: چلتی / اڑتی ہوئی ریت
تقویم: قائم / برقرار رہنے کی حالت
بے رنگ: جس کا کوئی رنگ نہ ہو، مراد غیر مادی
پس و پیش: پیچھے اور آگے، مراد حدود
صورت پذیر: شکل اختیار کرنے والی
زہر ناب: خالص زہر، فوری ہلاک کرنے والا زہر
ناں: (نان) روٹی، رزق

آب: پانی، چمک مراد عزت
ارجمند: عزت اور وقار کا باعث
گردن بلند رہنا: ہر طرح کی غلامی وغیرہ سے محفوظ رہنا، مراد فخر سے سربلند ہونا
فروفال: شان و شوکت
محمود: مراد محمود غزنوی
ایازی نہ کر: غلامی نہ کر (ایاز: محمود غزنوی کا غلام تھا)
لائقِ اہتمام: بندوبست کیے جانے یعنی کرنے کا مستحق
ہنگامۂ رنگ و صوت: مراد اس مادی دنیا کی چہل پہل
زیرِ فرمانِ موت: یعنی فانی ہے

یہ عالم، یہ بتخانۂ چشم و گوش
جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش

خودی کی یہ ہے منزلِ اولیں
مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں

تری آگ اس خاک داں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے، تو جہاں سے نہیں

بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر

خودی شیر مولا، جہاں اس کا صید
زمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید

جہاں اور بھی ہیں، ابھی بے نمود
کہ خالی نہیں ہے ضمیرِ وجود

ہر اک منتظر تیری یلغار کا
تری شوخیِ فکر و کردار کا

یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار

تو ہے فاتحِ عالمِ خوب و زشت
تجھے کیا بتاؤں تری سرِ نوشت

حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ
حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ

فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس
مگر تابِ گفتار کہتی ہے، بس

"اگر یک سرِ موئے برتر پَرم
فروغِ تجلی بسوزد پَرم"

☆

بت خانۂ چشم و گوش: آنکھ اور کان کا بت خانہ، مراد ایسا سلسلہ جو خدا تک رسائی میں رکاوٹ بنتا ہے

فقط خورد و نوش: مراد کھانا اور پینا

اِس خاک داں: مراد یہ دنیا

کوہِ گراں: بھاری پہاڑ، مراد مادی رکاوٹیں

زمان و مکاں: مراد یہ حدود اور وقت کی قیدی دنیا

صید: شکار

ضمیرِ وجود: موجودات کا اندرون

شوخیِ فکر و کردار: غور و فکر، جہد و عمل کی شدت اور تیزی

گردشِ روزگار: وقت یا زمانے کا مسلسل بدلتے رہنا

عالمِ خوب و زشت: اچھے اور بُرے کی کائنات / دنیا، مراد یہ موجودات کی دنیا

سرِ نوشت: تقدیر

جامۂ حرف تنگ ہونا: کسی بات / مسئلے کو پوری طرح بیان یا واضح کرنے کے لیے صحیح لفظ نہ ملنا

گفتار: بات، قول

زنگ: میل

شمعِ نفس: سانس کا دیا، مراد سانس

تابِ گفتار: بات کرنے کی طاقت و ہمت

بس: اتنا کافی ہے

☆ اگر میں ایک بال (یعنی ذرا سا) بھی آگے اڑوں تو جلوۂ خداوندی کی روشنی میرے پر جلا دے گی۔

زمانہ

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اُسی کا مشتاق ہے زمانہ

مِری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
مَیں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شُمار کرتا ہوں دانہ دانہ

ہر ایک سے آشنا ہوں، لیکن جُدا جُدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مَرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ

نہ تھا اگر تُو شریکِ محفل، قصور میرا ہے یا کہ تیرا؟
مِرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ

مِرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدَف سے بیگانہ تِیر اُس کا، نظر نہیں جس کی عارفانہ

حرفِ محرمانہ: مراد جانی بوجھی بات
نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت
صراحی: زمانہ خود کو صراحی کہہ رہا ہے
مشتاق: شوق رکھنے والا
نئے حوادث: نئے حادثے، نت نئے واقعات اور انقلابات
ٹپکنا: قطرہ قطرہ نیچے گرنا، مراد واقع ہو رہے ہیں
شمار کرنا: گننا
تسبیحِ روز و شب: مراد دن رات کی مسلسل گردش
آشنا: واقف، جاننے والا
رسم و راہ: مراد ملنے کا طور طریقہ
راکب: سوار
مرکب: سواری، سواری کا جانور
عبرت: تنبیہ اور نصیحت
تازیانہ: چابک
مئے شبانہ: رات کی بچی ہوئی شراب، مراد ماضی کا عظیم دَور
خم و پیچ: مراد بل کھاتی ہوئی چال
بیگانہ: ناواقف، مراد دور
عارفانہ: حقیقت کو جاننے پہچاننے والی

شفق نہیں مغربی اُفق پر، یہ جوئے خوں ہے، یہ جوئے خوں ہے!
طلوعِ فردا کا منتظر رہ کہ دوش و امروز ہے فسانہ

وہ فکرِ گستاخ جس نے عُریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اُسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اُس کا آشیانہ

ہوائیں اُن کی، فضائیں اُن کی، سمندر اُن کے، جہاز اُن کے
گِرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر؟ بھنور ہے تقدیر کا بہانہ

جہانِ نَو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مُقامروں نے، بنادیا ہے قِمار خانہ

ہَوا ہے گو تُند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

شفق: وہ سرخی جو سورج طلوع ہوتے اور غروب ہوتے وقت آسمان پر نظر آتی ہے

مغربی افق: مراد یورپ جو جنگ کی طرف بڑھ رہا تھا

جوئے خوں: خون کی ندی

طلوعِ فردا: آنے والے کل یعنی مستقبل کا نکلنا / آنا

فکرِ گستاخ: اپنی حد سے آگے نکلنے والا فکر، مراد سائنسدان جنہوں نے انسان کی تباہی کے لیے خطرناک ہتھیار ایجاد کیے

عُریاں کرنا: مراد ظاہر کرنا

بیتاب بجلیاں: مراد مُہلک اور خطرناک ہتھیار

گِرہ: الجھاؤ، پیچ

عالمِ پیر: بوڑھا یعنی پرانا جہان

فرنگی مقامر: انگریز / یورپ کے جُوا باز مراد برصغیر پر قابض انگریز جو یہاں کے باشندوں کو آزادی سے محروم رکھنے کے مختلف طریقے / حربے اختیار کر رہے تھے

قمار خانہ: جُوا خانہ، جہاں جوا کھیلا جاتا ہے

تُند و تیز: شدّت سے یعنی آندھی کی طرح چلنے والی، مراد حالات بیحد مخالف سمت میں جا رہے ہیں

چراغ اپنا جلانا: مراد اپنی جدوجہد جاری رکھنا

مردِ درویش: دنیا سے بے نیاز خدا مست آدمی، مراد خود علامہ اقبال

خسروانہ: بادشاہوں کے سے، مادی قوتوں سے بے خوف

فرشتے آدم کو جنت سے رُخصت کرتے ہیں

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی
خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی

سنا ہے، خاک سے تیری نمود ہے، لیکن
تری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی

جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے
ہزار ہوش سے خوشتر تری شکر خوابی

گراں بہا ہے ترا گریۂ سحر گاہی
اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی

تری نوا سے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر
کہ تیرے ساز کی فطرت نے کی ہے مضرابی

روز و شب: دن اور رات
سیمابی: پارے کا بنا ہوا، جو ہر وقت بےقرار رہتا ہے
نمود: ظہور، مُراد تخلیق، پیدا ہونا
کوکبی: ستارے کی طرح چمکنے کی حالت
مہتابی: چاند کی طرح روشن ہونے کی حالت، چمک
جمال: حسن و خوبی
ہزار ہوش: یعنی بہت زیادہ بیداری یا جاگنے کی کیفیت

شکر خوابی: میٹھی نیند سونے کی حالت
گریۂ سحر گاہی: مراد رات کے پچھلے پہر اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر رونے کا عمل
نخلِ کہن: پرانا درخت
نوا: نغمہ، مراد فریاد، جذبۂ عشق
مضرابی: سارنگی، ستار کے تاروں کو حرکت میں لانے کا کام

رُوحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایّام جُدائی کے سِتم دیکھ، جفا دیکھ

بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم و رجا دیکھ!

ہیں تیرے تصرّف میں یہ بادل، یہ گھٹائیں
یہ گنبدِ افلاک، یہ خاموش فضائیں

یہ کوہ یہ صحرا، یہ سمندر یہ ہوائیں
تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں

آئینۂ ایّام میں آج اپنی ادا دیکھ!

سمجھے گا زمانہ تری آنکھوں کے اشارے
دیکھیں گے تجھے دُور سے گردُوں کے ستارے

رُوحِ ارضی: مراد زمین کی کائنات، یہ دنیا
استقبال کرنا: کسی کے آنے پر اس کا خیر مقدم کرنا
کھول آنکھ: توجہ کر
اُسی جلوۂ بے پردہ کو: مراد خدا کی اُس تجلّی کو جو حضرت آدم نے آسمان پر دیکھی تھی
پردوں میں چھپا: یعنی جو عناصر فطرت میں پوشیدہ ہے
ایّام جدائی: مراد بہشت سے نکل کر دنیا میں آنے کے دن
جفا: سختی
معرکۂ بیم و رجا: ڈر اور امید کا ہنگامہ، مراد دنیا میں پیش آنے والی امیدوں اور مایوسیوں کی کھینچا تانی
تصرّف میں ہونا: قبضے اور اختیار، استعمال میں ہونا
گنبدِ افلاک: آسمانوں کا گنبد، مراد آسمان
پیشِ نظر: آنکھوں کے سامنے
آئینۂ ایّام: زمانے کا آئینہ
زمانہ: مراد کائنات
گردوں: آسمان

ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے
پہنچیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے

تعمیرِ خودی کر، اثرِ آہِ رسا دیکھ!

خورشیدِ جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہُنر میں

جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں
جنت تری پنہاں ہے ترے خُونِ جگر میں

اے پیکرِ گِل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!

نالندہ ترے عُود کا ہر تار ازل سے
تُو جنسِ محبت کا خریدار ازل سے

تُو پیرِ صنم خانۂ اسرار ازل سے
محنت کش و خوں ریز و کم آزار ازل سے

ہے راکبِ تقدیرِ جہاں تیری رضا، دیکھ!

ناپید: نظر نہ آنے والے، بیحد وسیع
بحرِ تخیل: خیالات سوچوں کا سمندر
شرارے: جمع شرارہ، چنگاریاں
تعمیرِ خودی کر: مراد اپنی خودی کو ترقی دے، اعلیٰ مرتبے تک پہنچنے کے لیے جدّوجہد کر
آہِ رسا: مراد اثر دکھانے والی فریاد
خورشید: سورج
جہاں تاب: دنیا کو روشن کرنے والا
ضو: روشنی
جچنا: پسند آنا، اہمیت ہونا
خونِ جگر میں: بیحد محنت اور جدّوجہد میں
پیکرِ گل: مٹی کا بدن، انسان
کوششِ پیہم: لگاتار جہد و عمل
نالندہ: رونے والا، مراد پُر سوز سُر / لے نکالنے والا
عُود: باجا
صنم خانہ اسرار: بھیدوں کا بت خانہ
خوں ریز: مراد باطل قوتوں کا خون بہانے والا
راکب: سوار

پیر و مُرید

مریدِ ہندی

چشم بینا سے ہے جاری جوئے خوں　　علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

پیرِ رومی

☆
علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

مریدِ ہندی

اے امامِ عاشقانِ دردمند　　یاد ہے مجھ کو ترا حرفِ بلند
"خشک مغز و خشک تار و خشک پوست　　☆☆ از کجا می آید ایں آوازِ دوست"
دورِ حاضر مستِ چنگ و بے سرور　　بے ثبات و بے یقین و بے حضور
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا　　دوست کیا ہے، دوست کی آواز کیا

مرید ہندی: ہندوستان میں رہنے والا مرید یعنی علامہ اقبال
چشم بینا: مراد بصیرت والی آنکھ
جوئے خوں: خون کی ندی، مراد انتہائی دکھ کی حالت
علم حاضر: موجودہ سائنسی علوم
زار و زبوں: ذلیل و خوار
پیر رومی: مراد مولانا جلال الدین رومی (وفات ۱۲۷۳ء)
جنہیں علامہ نے غائبانہ اپنا مرشد قرار دیا
عاشقانِ دردمند: درد والے عاشق، عشق حقیقی میں ڈوبے ہوئے عاشق
حرف بلند: مراد عظیم شعر
مستِ چنگ: باجے میں (مادیات میں) کھویا ہوا
بے سرور: نشہ یا مسرت سے خالی
بے ثبات: جسے بقا یا قرار نہیں
بے یقین: اعتبار سے عاری
بے حضور: دل کی توجہ سے محروم
دوست: مراد محبوب حقیقی

☆ اگر تو علم سے مادی فائدے اٹھائے گا تو یہ سانپ ہوگا، یعنی تیری روحانی ہلاکت کا باعث۔ اگر تو علم کا اثر دل پر لے گا یعنی عشق و روحانیت کی طرف بڑھے گا تو یہ تیرا دوست ہوگا۔ (یہ شعر مثنوی رومی سے ہے)

☆☆ ستار کا مغز (وہ کدو جس پر اس کے تار لگے ہوتے ہیں) سوکھا ہے تار سوکھے ہیں اور تونبا (کدو) سوکھا ہے، اس صورتِ حال میں محبوب کی یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

آہ، یورپ با فروغ و تابناک
نغمہ اس کو کھینچتا ہے سوئے خاک

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆ بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست
طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

﴿ مریدِ ہندی ﴾

پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب　　روح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆☆ دستِ ہر نااہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

﴿ مریدِ ہندی ﴾

اے نگہ تیری مرے دل کی کشاد　　کھول مجھ پر نکتۂ حکمِ جہاد

یورپ: مغربی ممالک، برطانیہ وغیرہ
بافروغ: مراد روشن دماغ
تابناک: ظاہری چمک دمک والا
نغمہ: سریلی آواز
سوئے خاک: مٹی یعنی پستی کی طرف

علوم شرق و غرب: مشرقی، اور مغربی ملکوں میں رائج مختلف علوم
کرب: بے قراری، بے چینی
دل کی کشاد: دل کی تازگی
نکتۂ حکمِ جہاد: جہاد سے متعلق خدا کے حکم کی اہم بات

☆ صحیح حقیقی سماع (نغمہ وغیرہ سننے کی حالت) پر ہر کوئی قادر نہیں ہے بالکل اسی طرح، جس طرح انجیر کا پھل ہر پرندے کی خوراک نہیں ہے۔

☆☆ ہر اناڑی یعنی نیم حکیم کا ہاتھ (علاج) تجھے بیمار کر دے گا تو ماں کی طرف آ تاکہ وہ تیری صحیح طور پر دیکھ بھال کرے۔ مراد عشق و ذکرِ الٰہی ہی سے روح کو سکون ملتا ہے۔

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆ نقشِ حق را ہم بہ امرِ حق شکن
بر زُجاجِ دوست سنگِ دوست زن

﴿ مریدِ ہندی ﴾

ہے نگاہِ خاوراں مسحورِ غرب　　حورِ جنت سے ہے خوشتر حُورِ غرب

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆☆ ظاہر نقرہ گر اسپید است و نو
دست و جامہ ہم سیہ گردد ازو

﴿ مریدِ ہندی ﴾

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں　　ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆☆☆ مرغِ پَر نارُستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ درّاں شود

خاوراں: مشرق، مراد مشرقی ملکوں کے لوگ
مسحور: جادو کیے گئے، جادو کا شکار
مغرب: یورپ
خوشتر: زیادہ اچھی، خوبصورت
حورِ غرب: مراد انگریز/یورپی عورت، بیم

مکتب: جدید قسم کے کالج یا تعلیمی ادارے
جوان: طالب علم
گرم خون: جوش والا
ساحرِ افرنگ: یورپی جادوگر، انگریز سیاسی شعبدہ باز و فریبی
صیدِ زبوں: ذلیل اور خستہ حال شکار

☆ حق / خدا کی بنائی ہوئی تصویر کو خدا ہی کے حکم سے توڑ، یعنی دوست کے شیشے پر دوست ہی کا پتھر مار۔

☆☆ چاندی دیکھنے میں اگرچہ سفید اور چمکیلی ہے لیکن اس سے ہاتھ اور لباس بھی تو کالا ہو جاتا ہے۔

☆☆☆ جب وہ پرندہ، جس کے ابھی پر نہیں نکلے، اڑے گا (اڑنے کی کوشش کرے گا) تو وہ ہر پھاڑ کھانے والی بلّی کا لقمہ بن جائے گا۔

﴿ مریدِ ہندی ﴾

تا کجا آویزشِ دین و وطن　　جوہرِ جاں پر مقدم ہے بدن

﴿ پیرِ رومی ﴾

قلب پہلو می زند با زر بشب
انتظار روز می دارد ذہب ☆

﴿ مریدِ ہندی ﴾

سرِّ آدم سے مجھے آگاہ کر　　خاک کے ذرے کو مہر و ماہ کر

﴿ پیرِ رومی ﴾

ظاہرش را پشہ آرد بچرخ
باطنش آمد محیط ہفت چرخ ☆☆

﴿ مریدِ ہندی ﴾

خاک تیرے نور سے روشن بصر　　غایتِ آدم خبر ہے یا نظر؟

تا کجا: کب تک
آویزش: جھگڑا فساد
جوہرِ جاں: روح کی اصل، روح جو اپنی ذات پر قائم ہے
مُقدم: جسے دوسروں پر ترجیح / اہمیت دی جائے
بدن: مراد مادہ، موجود سے
سرِّ آدم: انسان کا بھید، انسان کی حقیقت
خاک کا ذرّہ: مراد معمولی انسان
مہر و ماہ کر: سورج اور چاند بنا دے، مراد اس کا سینہ عشق کی روشنی سے منوّر کر دے
روشن بصر: جس کی چشمِ بصیرت روشن ہو
غایتِ آدم: انسان کی تخلیق کا اصل مقصد
خبر: ایسی باتیں جو انسان کو حواسِ خمسہ کے ذریعے معلوم ہوں اور عقل ان سے کچھ نتیجے نکالتی ہے جو یقینی نہیں ہوتے
نظر: مراد معرفت اور جذب و مراقبہ سے خدائی جلووں کا مشاہدہ، جس میں یقین کی کیفیت ہوتی ہے

☆ رات کے وقت نقلی سونا، اصلی سونے کے ساتھ برابری کرتا ہے، اصلی سونا دن چڑھنے کا انتظار کرتا ہے۔

☆☆ انسان کے ظاہر یعنی جسم کو تو ایک مچھر ہلا دیتا ہے جبکہ اس کا باطن / سینہ یا دل سات آسمانوں کو گھیر لیتا ہے۔

﴿ پیر رومی ﴾

☆ آدمی دید است، باقی پوست است
دید آں باشد کہ دیدِ دوست است

﴿ مریدِ ہندی ﴾

زندہ ہے مشرق تری گفتار سے　　امتیں مرتی ہیں کس آزار سے؟

﴿ پیر رومی ﴾

☆☆ ہر ہلاکِ امتِ پیشیں کہ بود
زانکہ بر جندل گماں بردند عود

﴿ مریدِ ہندی ﴾

اب مسلماں میں نہیں وہ رنگ و بو　　سرد کیونکر ہو گیا اس کا لہو؟

﴿ پیر رومی ﴾

☆☆☆ تا دل صاحب دلے نامد بہ درد
ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

مشرق: مشرقی ممالک کے لوگ
زندہ ہے: مراد عشقِ حقیقی کا جذبہ پیدا ہوا ہے
گفتار: باتیں، عشق حقیقی کی حامل شاعری
آزار: بیماری، تکلیف

وہ رنگ و بو: مراد ماضی کے مسلمانوں جیسے جذبے اور جوش و ولولہ
لہو سرد ہونا: جذبے مر جانا / ختم ہو جانا

☆ انسان سراسر دیدار کا نام ہے، باقی سب کھال ہی کھال ہے اور دیدار بھی وہ جو دوست یعنی محبوب حقیقی کا ہو۔

☆☆ جو بھی کوئی گذشتہ قوم ہلاک ہوئی یعنی مٹ گئی تو اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے پتھر کو عود (ایک سیاہ خوشبودار لکڑی) سمجھ لیا تھا۔ یعنی حق کی بجائے باطل / مادیت کی طرف جھکی رہی۔

☆☆☆ جب تک کسی صاحب دل (اللہ کا خاص بندہ) کے دل کو (لوگوں کی طرف سے) کوئی دُکھ نہیں پہنچا، اس وقت تک خدا نے کسی قوم کو ذلیل نہیں کیا۔

﴿ مریدِ ہندی ﴾

گرچہ بے رونق ہے بازارِ وجود　　کون سے سودے میں ہے مردوں کا سود؟

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆
زیرکی بفروش و حیرانی بخر
زیرکی ظن است و حیرانی نظر

﴿ مریدِ ہندی ﴾

ہم نفس میرے سلاطیں کے ندیم　　میں فقیرِ بے کلاہ و بے گلیم

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆☆
بندۂ یک مردِ روشن دل شوی
بہ کہ بر فرقِ سر شاہاں روی

﴿ مریدِ ہندی ﴾

اے شریکِ مستیِ خاصانِ بدر　　میں نہیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر

بے رونق: مراد عشق کے جذبوں سے خالی

بازارِ وجود: یہ کائنات، یہ دنیا

سود: فائدہ، نفع

مَردوں کا: انسانوں کا

ہم نفس: مراد ساتھی

ندیم: پاس بیٹھنے والا

فقیر: مراد معمولی انسان

بے کلاہ: مراد جس کے پاس پورا لباس نہ ہو

بے گلیم: گدڑی کے بغیر

شریکِ مستیِ خاصانِ بدر: مراد غزوۂ بدر کے شہیدوں کے سے جذبۂ عشق کا حامل یعنی مولانا روم (جنگ بدر ۲ ھجری میں لڑی گئی)

حدیث: بات، مسئلہ

جبر و قدر: مجبور ہونے کی حالت اور اختیار رکھنے کی حالت مراد آیا انسان اپنے آپ کچھ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اور بے بس ہے یا وہ سب کچھ کرنے پر مختار ہے

☆ عقل و دانش بیچ ڈال اور (ذاتِ باری کے جلووں پر) حیران ہونے کی حالت خرید لے، یعنی عشق اختیار کر، کیونکہ عقل و خرد محض غیر یقینی اندازوں سے کام لیتی ہے جبکہ حیرانی (عشق) نظر ہے (محبوب کے جلووں کو دیکھنے والی)

☆☆ بادشاہوں کے سروں پر چلنے (یعنی ان کے سر آنکھوں پر جگہ پانے) کی بجائے تُو اگر کسی روشن دل یعنی عارفِ کامل کی غلامی / مریدی اختیار کر لے تو وہ زیادہ اچھا ہے۔

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆ بال بازاں را سوے سلطاں برد
بال زاغاں را بگورستاں برد

﴿ مریدِ ہندی ﴾

کاروبارِ خسروی یا راہبی　　کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبی ؟

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆☆ مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ
مصلحت در دینِ عیسیٰ غار و کوہ

﴿ مریدِ ہندی ﴾

کس طرح قابو میں آئے آب و گِل　　کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

﴿ پیرِ رومی ﴾

☆☆☆ بندہ باش و بر زمیں رَو چوں سمند
چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند

کاروبارِ خسروی: شاہانہ کاروبار، مراد دنیاوی زندگی ٹھاٹھ باٹھ سے گذارنے کا طریقہ

راہبی: عیسائی پادریوں کی طرح ترکِ دنیا

غایتِ دینِ نبی: نبیؐ کے دین کا مقصد، مراد یہ کہ اسلام کا مقصد نظام حکومت دینا ہے یا ترکِ دنیا کا درس

قابو میں آنا: اختیار میں آنا

آب و گل: پانی اور مٹی مراد موجودات کی دنیا

بیدار: مراد عشق حقیقی کے جذبہ سے سرشار

☆ بازوں کے بال و پَر انہیں سلطان کی طرف اڑا لے جاتے ہیں جب کہ کوؤں کو یہی بال و پر قبرستان اڑا لے جاتے ہیں۔

☆☆ ہمارے دین کی بھلائی (یعنی مقصد) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور سربلندی حاصل کرنا ہے، جبکہ حضرت عیسیٰؑ کے مذہب میں غار اور پہاڑ میں راہبی یعنی ترک دنیا کرنا اچھا ہے۔

☆☆☆ خدا کی بندگی اختیار کر اور زمین پر گھوڑے کی طرح چل، جنازے کی طرح نہیں کہ جسے لوگ کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

﴿ مریدِ ہندی ﴾

سِرّ دیں ادراک میں آتا نہیں　　کس طرح آئے قیامت کا یقیں؟

﴿ پیرِ رومی ﴾

پس قیامت شو قیامت را ببیں
☆
دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں

﴿ مریدِ ہندی ﴾

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی　　صیدِ مہر و ماہ کرتی ہے خودی
بے حضور و با فروغ و بے فراغ　　اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ

﴿ پیرِ رومی ﴾

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس
☆☆
لیکن او کے گنجد اندر دامِ کس

﴿ مریدِ ہندی ﴾

تجھ پہ روشن ہے ضمیرِ کائنات　　کس طرح محکم ہو ملت کی حیات؟

سِرّ دیں: دین کی حقیقت / بھید
اِدراک: فہم، شعور
صید: شکار
مہر و ماہ: مراد کائنات
بے حضور: دل اور نگاہ کا (محبوب کے جلووں سے) بے توجہ ہونا

بافروغ: بظاہر بہت روشن
بے فراغ: سکون سے محروم
نخچیر: شکار
داغ داغ: زخمی
ضمیرِ کائنات: اس دنیا کا باطن / بھید
محکم: مضبوط

☆ تو خود قیامت بن جا (یعنی خود میں انقلاب لے آ) اور پھر قیامت کو دیکھ لے، کیونکہ ہر چیز کو دیکھنے کے لیے یہی شرط ہے۔

☆☆ جو شے شکار کرنے کے لائق ہے وہ صرف عشق ہے، لیکن (مشکل تو یہ ہے کہ) وہ ہر اَیرے غیرے کے جال میں نہیں پھنستا۔

پیرِ رومی

☆ دانہ باشی مرغکانت بر چنند
غنچہ باشی کودکانت بر کنند
دانہ پنہاں کن سراپا دام شو
غنچہ پنہاں کن گیاہِ بام شو

مریدِ ہندی

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش ☆☆⇐ "طالبِ دل باش و در پیکار باش"
جو مرا دل ہے مرے سینے میں ہے میرا جوہر میرے آئینے میں ہے

پیرِ رومی

☆☆☆ تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست
دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست
تو دلِ خود را دلے پنداشتی
جستجوے اہل دل بگذاشتی

جوہر: آئینے کے قدرتی نقوش جن سے اسکی چمک نمایاں ہوتی ہے

☆ اگر تو دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چُن / کھالیں گے اور اگر تو کلی / پھول بنے گا تو بچے تجھے توڑ لیں گے۔ دانہ چھپادے اور پورے طور پر جال بن جا، کلی کو چھپادے اور چھت پر اُگی ہوئی گھاس بن جا۔

☆☆ (عشق کے جذبوں سے سرشار) دل تلاش کر اور حالتِ جنگ میں رہ، یعنی جہد و ریاضت کر۔

☆☆☆ تو یہ کہہ رہا ہے کہ میرے سینے میں بھی دل ہے (میاں! یہ والا دل نہیں) دل تو عرش کے اوپر ہوتا ہے پستی میں نہیں، تو نے اپنے اس (سینے والے) دل کو بھی وہ دل سمجھ لیا اور یوں اہلِ دل (عارف کامل) کی تلاش چھوڑ دی۔

مریدِ ہندی

آسمانوں پر مرا فکرِ بلند — میں زمیں پر خوار و زار و دردمند
کارِ دنیا میں رہا جاتا ہوں میں — ٹھوکریں اس راہ میں کھاتا ہوں میں
کیوں مرے بس کا نہیں کارِ زمیں؟ — ابلہِ دنیا ہے کیوں دانائے دیں؟

پیرِ رومی

آں کہ بر افلاک رفتارش بود
بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود ☆

مریدِ ہندی

علم و حکمت کا ملے کیونکر سراغ — کس طرح ہاتھ آئے سوز و درد و داغ؟

پیرِ رومی

علم و حکمت زاید از نانِ حلال
عشق و رقت آید از نانِ حلال ☆☆

فکرِ بلند: مراد عظیم مضامین کی حامل شاعری
زار: ناتواں
دردمند: تکلیفوں میں مبتلا
کارِ زمین: دنیاوی معاملے
ابلہِ دنیا: مراد دنیا کے کاموں میں ناسمجھ
دانائے دیں: مراد دین کی حقیقت سے آگاہ، ملا

علم و حکمت: فلسفہ اور دوسرے علوم
سراغ: نشان، پتا
ہاتھ آنا: میسّر آنا، ملنا
سوز: عشق کی تپش
درد و داغ: عشق کے نتیجے میں بے قراری اور دکھوں سے لطف اٹھانے کی کیفیت

☆ وہ شخص جو آسمانوں پر چلنے پھرنے والا ہو اس کے لیے زمین پر چلنا تو کوئی مشکل نہیں۔
☆☆ صحیح علم و حکمت حلال کی روزی سے میسّر آتا ہے، اسی طرح عشق اور دل کی نرمی رزقِ حلال ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

مریدِ ہندی

ہے زمانے کا تقاضا انجمن　　اور بے خلوت نہیں سوزِ سخن

پیرِ رومی

خلوت از اغیار باید، نے ز یار
☆
پوستیں بہر دَے آمد، نے بہار

مریدِ ہندی

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز　　اہلِ دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز

پیرِ رومی

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
☆☆
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

تقاضا: اصرار، خواہش
انجمن: مراد باہم مل کر رہنا
بے خلوت: تنہائی کے بغیر
سوزِ سخن: بات / شاعری میں جذبۂ عشق کی تپش
نور: روشنی، مراد جذبۂ عشق

سوز: عشق کی تپش
دیس: مُلک
تیرہ روز: تاریک دن والے، مراد بدنصیب یا نحوست کی زندگی گذارنے والے

☆ تنہائی تو غیروں سے ہونی چاہیے، دوست سے نہیں، جس طرح اونی / گرم لباس موسم بہار کے لیے نہیں بلکہ سردیوں کے لیے ہوتا ہے۔

☆☆ اللہ کے بندوں کا کام عشق کی روشنی اور حرارت پھیلانا ہے جبکہ گھٹیا لوگوں کا کام فریب کاری اور بے شرمی ہے۔

جبریل و اِبلیس

جبریل

ہمدمِ دیرینہ! کیسا ہے جہانِ رنگ و بو؟

اِبلیس

☆ سوز و ساز و درد و داغ و جستجوے و آرزو

جبریل

ہر گھڑی افلاک پر رہتی ہے تیری گفتگو
کیا نہیں ممکن کہ تیرا چاکِ دامن ہو رفو؟

اِبلیس

آہ اے جبریل! تُو واقف نہیں اس راز سے
کر گیا سرمست مجھ کو ٹوٹ کر میرا سبُو

اب یہاں میری گزر ممکن نہیں، ممکن نہیں
کس قدر خاموش ہے یہ عالمِ بے کاخ و کُو!

ہمدمِ دیرینہ: پرانا ساتھی
جہانِ رنگ و بو: مراد یہ موجودات کی دنیا
گفتگو: ذکر
چاکِ دامن رفو ہونا: مراد گناہ معاف ہونا
سرمست: نشے میں پوری طرح غرق
سبو: مٹکا، شراب کی صراحی
گذر: پہنچ، گذرنے کی حالت
یہ عالم: مراد اُوپر کی / آسمانی کائنات
بے کاخ و کو: محل اور کوچے کے بغیر، مراد دنیاوی رونقوں سے خالی

☆ (اس دنیا میں) عشق کی حرارت و گرمی، اس میں آنے والی تکلیفوں کا لطف ہے اور محبوب کی تلاش اور جدّوجہد نیز اعلیٰ مرتبہ کی خواہش ہے۔

جس کی نومیدی سے ہو سوزِ دُرونِ کائنات
اُس کے حق میں "تَقنَطُوا" اچھا ہے یا "لاَ تَقنَطُوا"؟

﴿ جبریل ﴾

کھو دیئے انکار سے تُو نے مقاماتِ بلند
چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو!

﴿ اِبلیس ﴾

ہے مری جُرأت سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو
میرے فتنے جامۂ عقل و خِرد کا تار و پو

دیکھتا ہے تُو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر
کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے، مَیں کہ تو؟

خِضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو

سوزِ درونِ کائنات: مراد موجودات کی دنیا والوں کی تپشِ عشق
تقنطوا: مایوس ہو جاؤ
اس کے حق میں: اس کے لیے
لا تقنطوا: مت مایوس ہو (ایک قرآنی آیت: اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)
مقاماتِ بلند: بہت بڑے مرتبے اور شان و شوکت
یزداں: خدا
مشتِ خاک: مراد انسان
ذوقِ نمو: مراد آگے بڑھنے، بلندیوں پر جانے کا شوق
جامہ: لباس
تار و پو: تانا بانا (یعنی پود)
رزم: جنگ
طوفان کے طمانچے: سمندر میں اٹھنے والے تھپیڑے
طمانچے کھانا: مراد تھپیڑوں کا مقابلہ کرنا، تھپیڑوں سے مراد وہ لعنتیں ہیں جو انسان، شیطان پر بھیجتا رہتا ہے
بے دست و پا: بے بس، مجبور
الیاس: حضرت الیاس جن کا ذکر قرآن کریم میں (سورۂ انعام اور سورۂ والصفات) آیا ہے: اور الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے
یم بہ یم: مراد تمام سمندروں میں
جو بہ جو: تمام ندیوں میں، مراد ہر ہر جگہ

گر کبھی خلوت میسّر ہو تو پُوچھ اللہ سے
قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہُو!

مَیں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تُو فقط اَللہ ھُو، اَللہ ھُو، اَللہ ھُو!

اذان

اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحر نے
آدم کو بھی دیکھا ہے کسی نے کبھی بیدار؟

کہنے لگا مریخ، ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزاوار

زُہرہ نے کہا، اور کوئی بات نہیں کیا؟
اس کرمکِ شب کور سے کیا ہم کو سروکار!

میسّر: ملے
قصۂ آدم: مراد حضرت آدم کو بہکانے اور دانہ گندم کھلانے کا قصہ
لہو: مراد قربانی
کھٹکنا: بُرا لگنا

اللہ ھو: صرف وہی اللہ یعنی عبادت کے لائق ہے (مراد اس کا ہر وقت ورد کرنا)
نجمِ سحر: صبح کا ستارہ
مریخ: ایک ستارہ جو منحوس سمجھا جاتا ہے
ادا فہم: حقیقت کو سمجھنے والی
چھوٹا سا فتنہ: مراد انسان
سزاوار: لائق، مناسب
زہرہ: تیسرے آسمان پر ایک ستارہ جسے رَقاصۂ فلک بھی کہتے ہیں
کرمکِ شب کور: وہ کیڑا (جگنو) جسے رات کو نظر نہ آئے، مراد انسان
سروکار: واسطہ

بولا مہِ کامل کہ وہ کوکب ہے زمینی
تم شب کو نمودار ہو وہ دن کو نمودار

واقف ہو اگر لذّتِ بیداریٔ شب سے
اُونچی ہے ثُریّا سے بھی یہ خاکِ پُر اسرار

آغوش میں اس کی وہ تجلّی ہے کہ جس میں
کھو جائیں گے افلاک کے سب ثابت و سیّار

ناگاہ فضا بانگِ اذاں سے ہوئی لب ریز
وہ نعرہ کہ ہل جاتا ہے جس سے دلِ کہسار

مہِ کامل: پورا چاند
کوکب: ستارہ
زمینی: زمین کا
نمودار ہونا: ظاہر ہونا، نکلنا
لذّتِ بیداری شب: راتوں کو اٹھ کر محبوب حقیقی کے حضور سر بسجدہ ہونے کا لطف
ثریا: چھ ستاروں کا گچھا
خاکِ پُر اسرار: بھیدوں میں ڈوبی ہوئی خاک یعنی انسان
آغوش: گود، پہلو
تجلی: جلوہ، روشنی

کھو جانا: گم ہو جانا
ثابت: وہ تارے جو اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں
سیّار: وہ تارے جو حرکت میں رہتے ہیں
ناگاہ: اچانک
فضا: ماحول، زمین سے آسمان تک کے درمیان کھلی جگہ
بانگ اذان: اذان کی آواز
لب ریز ہونا: بھر جانا
نعرہ: بلند آواز
کہسار: پہاڑ

محبت

شہیدِ محبت نہ کافر، نہ غازی
محبت کی رسمیں نہ ترکی، نہ تازی

وہ کچھ اور شے ہے، محبت نہیں ہے
سکھاتی ہے جو غزنوی کو ایازی

یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی

نہ محتاجِ سلطاں، نہ مرعوبِ سلطاں
محبت ہے آزادی و بے نیازی

مرا فقر بہتر ہے اسکندری سے
یہ آدم گری ہے، وہ آئینہ سازی

ستارے کا پیغام

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
مری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی

تو اے مسافرِ شب خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی

شہید: خدا کی راہ میں یا کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر مرنے والا
کافر: خدا کا انکاری
غازی: باطل یا کفر کی طاقتوں کے خلاف جہاد کرنے والا
رسمیں: طور طریقے
نہ ترکی نہ تازی: مراد خاص یا محدود علاقوں / لوگوں سے مخصوص نہیں ہیں۔
غزنوی: مراد محمود غزنوی، ایران کا مشہور بادشاہ
ایازی: ایاز ہونا، غلامی (ایاز خاص غلام تھا محمود کا)

جوہر: خوبی، لیاقت
کارفرما: کام کرنے / عمل میں لانے والا
تاریکی: اندھیرا
سرشت: فطرت، طبیعت
پاکی: پاک صاف ہونا
درخشانی: چمکنے کی حالت
داغِ جگر: دل کے وسط میں سیاہ نقطہ، مراد جذبۂ عشق
نورانی: روشنی والی

جاوید کے نام

(لندن میں اُس کے ہاتھ کا لِکھا ہوا پہلا خط آنے پر)

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر

اُٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مِینا و جام پیدا کر

میں شاخِ تاک ہوں، میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مے لالہ فام پیدا کر

مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر!

دیار: شہر، ملک
مقام پیدا کرنا: بلند مرتبہ حاصل کرنا
دلِ فطرت شناس: قدرتی مناظر پر غور و فکر کر کے خدا کی معرفت حاصل کرنے والا دل
سکوت: خاموشی
شیشہ گرانِ فرنگ: مراد انگریز حکمران جن کے طور طریقے یا اصول شیشے کی مانند جلد ٹوٹ جانے والے تھے
سفالِ ہند: ہندوستان کی مٹی، یعنی برصغیر کی تہذیب و تعلیم
مینا و جام: صراحی اور پیالہ، مراد اپنے یہاں کا سیاسی، ملی اور مذہبی شعور
شاخِ تاک: انگور کی بیل کی ٹہنی
غزل: مراد شاعری
ثمر: پھل
مے لالہ فام: سرخ رنگ کی شراب
طریق: مراد زندگی گذارنے کے طور طریقے
امیری: مراد ٹھاٹھ باٹھ والا
فقیری: مراد درویشوں کا سا سادہ
خودی: مراد غیرت اور خودداری
نام پیدا کرنا: شہرت یعنی عزت اور وقار حاصل کرنا

فلسفہ و مذہب

یہ آفتاب کیا، یہ سپہر بریں ہے کیا؟
سمجھا نہیں تسلسل شام و سحر کو مَیں

اپنے وطن میں ہوں کہ غریبُ الدّیار ہوں؟
ڈرتا ہوں دیکھ دیکھ کے اس دشت و در کو مَیں

کھلتا نہیں مرے سفرِ زندگی کا راز
لاؤں کہاں سے بندۂ صاحب نظر کو مَیں

حیراں ہے بُوعلی کہ میں آیا کہاں سے ہوں
رومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کِدھر کو مَیں

"جاتا ہوں تھوڑی دُور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو مَیں"

آفتاب: سورج
سپہر بریں: بلند آسمان
تسلسل شام و سحر: رات اور دن کا لگاتار آگے پیچھے آنے کا سلسلہ
غریب الدیار: پردیسی
دشت و در: جنگل اور صحرا
راز کھلنا: بھید ظاہر ہونا

سفرِ زندگی: مراد زندگی کا آغاز اور انجام وغیرہ
بندۂ صاحب نظر: گہری بصیرت رکھنے والا انسان
بوعلی: مراد بوعلی سینا، مشہور فلسفی، ریاضی دان اور طبیب (وفات ۱۰۳۷ء)
رومی: مراد جلال الدین رومی جو عشق حقیقی کی علامت ہیں
راہرو: راستہ چلنے والا
راہبر: راستہ دکھانے والا

یورپ سے ایک خط

ہم خوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار　　اک بحرِ پُر آشوب و پر اَسرار ہے رومی
تو بھی ہے اسی قافلۂ شوق میں اقبال　　جس قافلۂ شوق کا سالار ہے رومی

اس عصر کو بھی اس نے دیا ہے کوئی پیغام؟
کہتے ہیں چراغِ رہِ احرار ہے رومیؔ

جواب

☆　کہ نَباید خورد و جو ہمچوں خراں
آہوانہ در ختن چر ارغواں

☆☆　ہر کہ کاہ و جو خورد قرباں شود
ہر کہ نورِ حق خورد قُرآں شود

خوگرِ محسوس: مادیات / احساسات کی دنیا کے عادی
ساحل: سمندر کا کنارہ
بحرِ پُر آشوب: سمندر جس میں بہت طوفان اٹھتے ہوں، یہاں مراد عشقیہ جذبوں یا معرفت و حقیقت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر
پُر اسرار: بھیدوں سے پُر معرفت و حقیقت

قافلۂ شوق: عشق کا قافلہ
سالار: سردار، رہنما
رومی: مولانا روم
عصر: دَور، زمانہ
راہِ اَحرار: آزاد مَردوں کا راستہ

☆　(یہ دونوں اشعار رومی کی مثنوی دفتر پنجم سے ہیں) گدھوں کی طرح گھاس اور جو نہیں کھانا چاہیے، تو ختن (جو خوبصورت ہرنوں کے لیے مشہور مقام ہے) میں ہرن کی طرح چر۔

☆☆　جو کوئی گھاس اور جو کھاتا ہے اسے آخر ذبح کر دیا جاتا ہے اور جو کوئی نورِ حق کی غذا پاتا ہے وہ قرآن ہو جاتا ہے۔

نپولین کے مزار پر

راز ہے، راز ہے تقدیرِ جہانِ تگ و تاز
جوشِ کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز

جوشِ کردار سے شمشیرِ سکندر کا طلوع
کوہِ الوند ہوا جس کی حرارت سے گداز

جوشِ کردار سے تیمور کا سَیلِ ہمہ گیر
سَیل کے سامنے کیا شے ہے نشیب اور فراز

صفِ جنگاہ میں مردانِ خدا کی تکبیر
جوشِ کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز

نپولین: نپولین بوناپارٹ، فرانس کا مشہور فاتح جس نے ۱۹ ویں صدی عیسوی کے آغاز میں یورپ کا بہت سا حصہ فتح کرلیا۔ ۱۸۰۴ء میں شہنشاہ کا لقب اختیار کیا۔ بعد میں انگریزوں کے ہاتھوں شکست کھا کر قید ہوا، اسی قید میں ۵ مئی ۱۸۲۱ء کو فوت ہوا

جہانِ تگ و تاز: بھاگ دوڑ یعنی جدّوجہد کی دنیا

جوشِ کردار: جہد و عمل میں شدت کی حالت

شمشیر: تلوار

سکندر: مراد سکندر اعظم / مقدونی، مشہور فاتح

شمشیر کا طلوع: تلوار کا نکلنا، مراد فتوحات

کوہ الوند: ایران کا مشہور پہاڑ، مراد ایران کے بادشاہ دارا کی حکومت، جسے سکندر نے شکست دی تھی

گداز: پگھلنے کی حالت، یعنی شکست

تیمور: امیر تیمور، مشہور مغل فاتح، لنگڑا ہونے کے سبب اسے تیمور لنگ بھی کہتے ہیں۔ اس نے برصغیر کو بھی فتح کیا۔ تیس برس تک اس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ دیگر اور بھی کئی مُلک فتح کیے۔ ۱۷ فروری ۱۴۰۵ء کو فوت اور سمرقند میں دفن ہوا

سیل: طوفان، مراد حملے

ہمہ گیر: سب کو پکڑنے والا، مراد وہ جنگیں جو چین اور آبنائے باسفورس تک پھیلیں

نشیب: پستی، نچلی جگہ

فراز: بلند / اونچی جگہ

صفِ جنگاہ: میدان جنگ کی قطار / قطار بندی

مردانِ خدا: مراد خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد

ہے مگر فرصتِ کردار نفَس یا دو نفَس
عوضِ یک دو نفَس قبر کی شب ہائے دراز!

☆ "عاقبت منزلِ ما وادیٔ خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز"

مسولینی

ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ذوقِ انقلاب
ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ مِلّت کا شباب

ندرتِ فکر و عمل سے معجزاتِ زندگی
ندرتِ فکر و عمل سے سنگِ خارا لعلِ ناب

رومتہ الکبریٰ! دِگرگوں ہو گیا تیرا ضمیر
☆☆ اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب!

فرصتِ کردار: عمل کی مہلت
یک دو نفس: ایک دو پل / گھڑی
شب ہائے دراز: لمبی راتیں

مسولینی: اطالیہ (اٹلی) کا مشہور آمر مطلق (ڈکٹیٹر) ۱۹۳۹ء میں ہٹلر سے مل گیا۔ ۱۹۴۰ء میں انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ ۱۹۴۳ء میں قوم نے تنگ آکر اسے قید کر دیا، جرمن فوج کے رہائی دلانے پر شمالی اٹلی کا حکمران ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں جرمنوں کا زور ٹوٹنے پر قوم نے اس کو قتل کر دیا

ندرت: انوکھا پن
ذوقِ انقلاب: تبدیلیاں لانے کا شوق و جذبہ
سنگِ خارا: سخت پتھر
لعلِ ناب: خالص قیمتی سرخ پتھر
رومتہ الکبریٰ: روم کی قدیم سلطنت جو حضرت عیسیٰؑ سے پہلے دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی
دگرگوں: دوسرے ڈھنگ کا ہو جانا، بدل جانا

☆ (یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے) آخر کار ہمارا ٹھکانا خاموش انسانوں یعنی مُردوں کی وادی ہے (قبرستان) اس لیے فی الحال تو آسمانوں میں ہنگامے پیدا کر۔

☆☆ یارب! یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں یہ جاگتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یا نیند میں

چشمِ پیرانِ کہن میں زندگانی کا فروغ
نوجواں تیرے ہیں سوزِ آرزو سے سینہ تاب
یہ محبت کی حرارت، یہ تمنّا، یہ نمود
فصلِ گل میں پھول رہ سکتے نہیں زیرِ حجاب

نغمہ ہائے شوق سے تیری فضا معمور ہے
زخمہ ور کا منتظر تھا تیری فطرت کا رباب

فیض یہ کس کی نظر کا ہے؟ کرامت کس کی ہے؟
وہ کہ ہے جس کی نِگہ مثلِ شُعاعِ آفتاب!

سوال

اک مفلسِ خود دار یہ کہتا تھا خدا سے
میں کر نہیں سکتا گلۂ دردِ فقیری
لیکن یہ بتا، تیری اجازت سے فرشتے
کرتے ہیں عطا مردِ فرومایہ کو میری؟

پیرانِ کہن: پرانے بوڑھے، پرانی نسل
فروغ: روشنی، رونق
سوز آرزو: تمنا/خواہش کی تپش
سینہ تاب: جس کا سینہ/دل روشن ہو
نمود: ظاہر ہونے کی حالت
فصلِ گل: موسمِ بہار
زیرِ حجاب: پردے کے نیچے
نغمہ ہائے شوق: عشق کے ترانے
معمور: بھری ہوئی
زخمہ ور: مضراب چلانے والا، مرادر ہنما، لیڈر یعنی مسولینی

رباب: سارنگی
فیض: برکت
کرامت: مراد غیر معمولی کارنامہ
شعاع: کرن

خوددار: جو غیرت کے سبب کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے
گلہ: شکایت
فقیری: غریبی
مردِ فرومایہ: گھٹیا/پست انسان
میری: امیری، دولت مندی

پنجاب کے دہقان سے

بتا کیا تری زندگی کا ہے راز　　ہزاروں برس سے ہے تو خاک باز
اسی خاک میں دب گئی تیری آگ　　سحر کی اذاں ہوگئی، اب تو جاگ
زمیں میں ہے گو خاکیوں کی برات　　نہیں اس اندھیرے میں آبِ حیات
زمانے میں جھوٹا ہے اُس کا نگیں　　جو اپنی خودی کو پرکھتا نہیں
بتانِ شعوب و قبائل کو توڑ　　رسومِ کہن کے سلاسل کو توڑ
یہی دینِ محکم، یہی فتح باب　　کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

☆

بخاکِ بدن دانۂ دل فشاں
کہ ایں دانہ دارد ز حاصل نشاں

دہقان: کسان
خاک باز: مٹی سے کھیلنے والا، مراد کھیتی باڑی کا کام کرنیوالا
آگ: مراد خواہشیں اور جذبے
سحر کی اذاں ہوگئی: مراد زمانے کے حالات بدل گئے
اب تو جاگ: یعنی غفلت چھوڑ
خاکیوں: خاکی کی جمع، مراد انسان
برات: رزق
آبِ حیات: وہ روایتی پانی جسے پی کر انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے
جھوٹا: نقلی
نگیں: نگینہ، قیمتی پتھر کا ٹکڑا جو انگوٹھی میں جڑتے ہیں
شعوب: جمع شعب، بڑے بڑے قبیلے
قبائل: جمع قبیلہ، چھوٹے چھوٹے کنبے / خاندان
بُت توڑنا: مُراد خاندانی / قبائلی تعصب ختم کرنا
سلاسِل: جمع سلسلہ، زنجیریں
دین محکم: مضبوط یعنی حقیقی دین
فتح باب: دروازہ یعنی کامیابی کا دروازہ کھلنا
بے حجاب: بے پردہ، ظاہر

☆ بدن کی مٹی میں دِل (عشق کے جذبوں سے بھرا دل) کا بیج بو، کیونکہ یہ وہ بیج ہے جو پیداوار کا پتا دیتا ہے۔

نادرِ شاہ افغان

حضورِ حق سے چلا لے کے لولوئے لالا
وہ ابر جس سے رگِ گل ہے مثلِ تارِ نفس

بہشت راہ میں دیکھا تو ہو گیا بیتاب
عجب مقام ہے، جی چاہتا ہے جاؤں برس

صدا بہشت سے آئی کہ منتظر ہے ترا
ہرات و کابل و غزنی کا سبزۂ نورس

☆ سرشکِ دیدۂ نادر بہ داغِ لالہ فشاں
چناں کہ آتشِ اُورا دگر فرو نہ نشاں!

نادر شاہ: والیِ افغانستان محمد نادر خان۔ ابتدائی تعلیم ملٹری کالج دہرہ دون شہر (ہند) میں ہوئی، پھر فوجی تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور واپسی پر امیر امان اللہ خان کی فوج کے سپہ سالار بنے۔ ۱۹۲۹ء میں بچہ سقہ نے کابل میں اپنی حکومت بنائی تو نادر نے اسے شکست دے کر افغانستان پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۳۳ء میں نادر نے علامہ اقبال۔ ڈاکٹر راس مسعود اور مولانا سلیمان ندوی کو تعلیمی نصاب مرتب کرنے کے لیے بلایا۔ اسی سال انہیں قتل کر دیا گیا

حضورِ حق: خدا کی بارگاہ / جناب

لولوئے لالا: بہت چمکیلے موتی، مراد بارش کے قطرے

ابر: بادل

رگِ گل: پھول کی رگ

مثل: مانند

تارِ نفس: سانس کی ڈوری

عجب: انوکھا / بہت اچھا

صدا: آواز

ہرات و کابل و غزنی: افغانستان کے شہر ہیں

سبزۂ نورس: تازہ اگا سبزہ

☆ نادر کی آنکھوں کے آنسو لالہ کے داغ پر اس طرح بکھیر کہ پھر اس کی آگ کبھی بجھنے نہ پائے۔

خوشحال خاں کی وصیّت ☆

قبائل ہوں ملت کی وحدت میں گم — کہ ہو نام افغانیوں کا بلند
محبت مجھے ان جوانوں سے ہے — ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند
مغل سے کسی طرح کمتر نہیں — قہستاں کا یہ بچہ ارجمند
کہوں تجھ سے اے ہم نشیں دل کی بات — وہ مدفن ہے خوشحال خاں کو پسند

اڑا کر نہ لائے جہاں بادِ کوہ
مغل شہسواروں کی گردِ سمند

وصیّت: آدمی مرتے وقت جو نصیحت اپنے پچھلوں کو کرے
ملت کی وحدت: یعنی ایک قوم کی صورت
نام بلند ہونا: عزت و شہرت ملنا
ستاروں پر کمند ڈالنا: غیر معمولی جرأت مندانہ کارنامے کرنا
مغل: مراد ترک، مغلیہ خاندان کا فرد
قہستان: پہاڑی علاقہ

ارجمند: مرتبے والا
ہم نشیں: ساتھ بیٹھنے والا
مدفن: دفن ہونے کی جگہ
بادِ کوہ: پہاڑ کی ہوا
مُغل شہسوار: مغلیہ فوج کے بہادر سوار
گردِ سمند: گھوڑے کے دوڑتے وقت ٹاپوں سے اٹھنے والی مٹی / غبار

☆ خوشحال خان خٹک پشتو زبان کا مشہور وطن دوست شاعر تھا، جس نے افغانستان کو مغلوں سے آزاد کرانے کے لیے سرحد کے افغانی قبائل کی ایک جمعیت قائم کی۔ قبائل میں صرف آفریدیوں نے آخر دم تک اس کا ساتھ دیا۔ اس کی قریباً ایک سو نظموں کا انگریزی ترجمہ ۱۸۶۲ء میں شائع ہوا تھا۔

تاتاری کا خواب

کہیں سجادہ و عمامہ رہزن　　کہیں ترسا بچوں کی چشمِ بیباک
ردائے دین و ملت پارہ پارہ　　قبائے ملک و دولت چاک در چاک
مرا ایمان تو ہے باقی، ولیکن　　نہ کھا جائے کہیں شعلے کو خاشاک
ہوائے تند کی موجوں میں محصور　　سمرقند و بخارا کی کفِ خاک

☆

"بگردا گردِ خود چندانکہ بینم
بلا انگشتری و من نگینم"

یکایک ہل گئی خاکِ سمرقند　　اٹھا تیمور کی تربت سے اک نور
شفق آمیز تھی اس کی سفیدی　　صدا آئی کہ "میں ہوں روحِ تیمور
اگر محصور ہیں مردانِ تاتار　　نہیں اللہ کی تقدیر محصور
تقاضا زندگی کا کیا یہی ہے　　کہ تورانی ہو تورانی سے مہجور؟

تاتاری: تاتار یعنی ترکستان کا باشندہ، ترک
سجادہ: صوفیوں کا مسند
عمامہ: پگڑی
رہزن: راہ مار، لٹیرا
ترسا بچہ: عیسائی لڑکا، مراد وہ عیسائی لڑکے جنہوں نے ترکوں کے خلاف مخبری کی
چشمِ بیباک: بے خوف اور نڈر نگاہ
ردا: چادر
قبا: ایک قسم کا کھلا لباس
دولت: حکومت
چاک در چاک: جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی

خاشاک: کوڑا کرکٹ
تند: تیز
محصور: گھری ہوئی
کفِ خاک: مٹی کی مٹھی مراد لوگ
خاک ہل جانا: مراد زلزلہ سا آجانا
تیمور: مشہور مسلمان فاتح، امیر تیمور، تیمور لنگ
تربت: قبر
نور اٹھنا: روشنی ظاہر ہونا
شفق آمیز: سرخی مائل
تورانی: توران کا رہنے والا، ترک
مہجور: مراد جدا/دور کیا گیا

☆ میں اپنے اردگرد جس قدر بھی دیکھتا ہوں تو (یہی نظر آتا ہے کہ) مصیبت گویا انگوٹھی ہے اور میں اس میں جڑا ہوا نگینہ۔
(یہ شعر معلوم نہیں کس کا ہے۔ نصیر الدین طوسی نے غالباً شرح اشارات میں اسے نقل کیا ہے)

"خودی را سوز و تابے دیگرے دہ
جہاں را انقلابے دیگرے دہ"

☆

حال و مقام

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

حال: صوفی / سالک کی شخصیت میں پیدا ہونے والی پختہ کیفیت
مقام: تصوف کی منزل، صوفی ایک منزل پر پہنچ کر اگلی منزل کے لیے ریاضت کرتا ہے
زندہ و بیدار: مراد عشقِ حقیقی کے جذبوں سے سرشار
بتدریج: درجہ بہ درجہ، رفتہ رفتہ
چشمِ نگراں: دیکھنے والی آنکھ، گہری بصیرت
اَور: دوسری، نئی

مقامات: جمع مقام
موقوف: منحصر
سالک: چلنے والا، مراد صوفی
معانی: جمع معنی، مطلب
تفاوت: فرق
پرواز: اڑنے کی حالت
کرگس: گدھ، مُردار کھانے والا پرندہ
شاہیں: باز کی ایک قسم

☆ خودی کو جلادے اور اسے ایک نئی چمک دے اور یوں دنیا میں ایک نیا انقلاب لے آ

ابوالعلا معرّی

کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معرّی　　پھل پھول پہ کرتا تھا ہمیشہ گزر اوقات
اک دوست نے بھونا ہوا تیتر اسے بھیجا　　شاید کہ وہ شاطر اسی ترکیب سے ہو مات
یہ خوانِ تر و تازہ معرّی نے جو دیکھا　　کہنے لگا وہ صاحب غفران و لزومات
اے مرغکِ بیچارہ! ذرا یہ تو بتا تو　　تیرا وہ گنہ کیا تھا یہ ہے جس کی مکافات؟
افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو　　دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

سنیما

وہی بت فروشی، وہی بُت گری ہے　　سنیما ہے یا صنعتِ آزری ہے
وہ صنعت نہ تھی، شیوۂ کافری تھا　　یہ صنعت نہیں، شیوۂ ساحری ہے
وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کہن کا　　یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے

ابوالعلا معرّی: دسویں صدی عیسوی کا مشہور عرب شاعر ابوالعلا احمد بن عبداللہ بن سلیمان المعرّی۔ معرہ (حلب کا ایک مقام) میں ۹۷۳ء میں پیدا ہوا۔ بے پناہ حافظے کا مالک تھا۔ تارکِ دنیا اور معلم اخلاق۔ عمر بھر شادی نہ کی۔ وفات ۱۰۵۷ء

شاطر: شطرنج کھیلنے والا، مراد شوخ اور بے خوف

خوان: کھانے کی پلیٹ / طشت

صاحبِ غفران: مراد "رسالۃ الغفران" کا مصنف (معرّی)

لزومات: معرّی کے قصیدوں کے مجموعہ کا نام

مکافات: سزا

تقدیر کا قاضی: تقدیر کا حکم جاری کرنے والا

جرم ضعیفی: کمزور ہونے کا گناہ

مرگِ مفاجات: اچانک کی موت

وہی: مراد قدیم زمانے والی

صنعت آزری: بت بنانے کی صنعت (آزر، حضرت ابراہیمؑ کے والد / چچا اور اپنے دور کے مشہور بت تراش)

شیوہ کافری: کافروں یعنی خدا کے منکروں کا طریقہ

وہ دنیا کی مٹی، یہ دوزخ کی مٹی
وہ بتخانہ خاکی، یہ خاکستری ہے

پنجاب کے پِیر زادوں سے

حاضِر ہوا مَیں شیخِ مجدّدؒ کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

گردن نہ جُھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفَسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہِند میں سرمایۂ مِلّت کا نِگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

خاکستری: راکھ کا بنا ہوا (فلم کے بلیک اینڈ وائٹ رنگ کی بنا پر کہا)

پیر زادوں: جمع پیر زادہ، پیروں کی اَولاد

شیخ مجدّد: حضرت مجدّد الف ثانی۔ جہانگیری دَور کے مشہور صوفی۔ ۱۵۶۳ء میں سرہند میں پیدا ہوئے آپ نے شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی کے خلاف، جس کے اثرات اُس وقت تک تھے، خوب تبلیغ کی، جس سے کئی ملحد پھر سے مسلمان ہوگئے۔ اسی لیے آپ کو مجدّد (نئے سرے سے زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ وفات ۱۶۲۵ء۔ مزار سرہند میں ہے

لحد: قبر، مزار

وہ خاک: مراد مذکورہ مزار

زیرِ فلک: مراد دنیا میں

مطلعِ انوار: روشنیاں طلوع ہونے / نکلنے کی جگہ

صاحبِ اسرار: بھیدوں والا

جہانگیر: مغلیہ بادشاہ جہانگیر، نورالدین جو اکبر کا بیٹا تھا

نفسِ گرم: یعنی عشق کی حرارت اور تپش

گرمیِ احرار: آزاد مردوں کی حرارت

سرمایۂ ملت کا نگہبان: دین الٰہی کے خلاف جد وجہد اور تبلیغ کر کے الحاد کو ختم کیا اور اسلام کی سربلندی برقرار رکھی

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بِینا ہیں، ولیکن نہیں بیدار!

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کِشورِ پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خِطّہ کہ جس میں
پیدا کُلہِ فقر سے ہو طُرّۂ دستار

باقی کُلہِ فقر سے تھا ولولۂ حق
طُروں نے چڑھایا نشۂ "خدمتِ سرکار"!

سیاست

اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری　　شاطر کی عنایت سے تُو فرزیں مَیں پیادہ
بیچارہ پیادہ تو ہے اک مہرۂ ناچیز　　فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ

بِینا: دیکھنے والا، مراد بصیرت
ولیکن نہیں بیدار: یعنی اس بصیرت سے کام نہیں لے رہا
سلسلۂ فقر: فقر کا لگاتار رہنے کا عمل
کشور: ملک، صوبہ
عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا، صوفی
کُلہِ فقر: فقیری کی ٹوپی مراد سلسلۂ تصوف
طُرّۂ دستار: پگڑی کا طرّہ مراد شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ / وضع قطع
باقی: قائم
طُروں: جمع طرّہ، پگڑی پر لگائے جانے والے تاروں کا گچھا، جو امارت کی علامت ہے
خدمتِ سرکار: حکومت، مراد انگریز حکومت کی چاپلوسی کرنے کی حالت

تعیین: مقرر کرنے کا عمل
مراتب: جمع مرتبہ، شان، مقام
شاطر: شطرنج کھیلنے والا، سیاست دان
فرزیں: شطرنج کا مُہرہ جسے وزیر کہتے ہیں
پیادہ: شطرنج کا ایک معمولی مُہرہ

فقر

اک فقر سِکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہاں گیری

اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دِلگیری
اک فقر سے مٹّی میں خاصیّتِ اکسیری

اک فقر ہے شبّیری، اس فقر میں ہے مِیری
میراثِ مسلمانی، سرمایۂ شبّیری!

خودی

خودی کو نہ دے سیم وزر کے عوض
نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض

یہ کہتا ہے فردوسیِ دیدہ ور
عجم جس کے سرمے سے روشن بصر

"ز بہر درم تند و بدخو مباش
تو باید کہ باشی، درم گو مباش"

☆

نخچیری: شکار ہونا (کسی کا)
جہاں گیری: دنیا کو فتح کرنے کی کیفیت
دل گیری: دل تنگ ہونا، دکھ درد کی حالت
خاصیت اکسیری: اکسیر کا سا خاص اثر
شبّیری: شبیرؓ ہونا، مراد حضرت امام حسینؓ کا سا تل، حق و صداقت کا پرچم بلند کرنا
سرمایۂ شبیری: مراد حق و صداقت کا پرچم بلند کرنے کا عمل جس کے لیے شہادت پانا پڑی

سیم وزر: چاندی اور سونا، مراد دولت
فردوسی: مراد فارسی کا مشہور شاعر اور شاہنامہ کا مصنف ابوالقاسم حسن بن اسحاق، فردوسیؔ تخلص۔ ولادت ۹۴۱ء، وفات ۱۰۲۰ء۔ شاہ ایران رضا شاہ نے طوس میں اس کا بہت شاندار مقبرہ تعمیر کروایا ہے
دیدہ ور: صاحبِ بصیرت
سرمہ: مراد شاعری
روشن بصر: تیز نظر والا

☆ درم (ایک سکّہ) مراد دولت کی خاطر بد مزاج اور غصیلانہ بن، اصل چیز / بات یہ ہے کہ تو رہے یعنی تیری خودی برقرار رہے باقی روپیہ پیسہ رہے نہ رہے کوئی بات نہیں / کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جُدائی

سورج بُنتا ہے تارِ زر سے　　دنیا کے لیے ردائے نوری
عالم ہے خموش و مست گویا　　ہر شے کو نصیب ہے حضوری
دریا، کہسار، چاند، تارے　　کیا جانیں فراق و ناصبوری
شایاں ہے مجھے غمِ جدائی
یہ خاک ہے محرمِ جدائی

خانقاہ

رمز و ایما اس زمانے کے لیے موزوں نہیں　　اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن
"قم باذن اللہ" کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے　　خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

جدائی: کسی سے الگ ہونے کی حالت
تارِ زر: سونے کا تار، یعنی کرنیں
ردائے نوری: نور / روشنی کی چادر
عالم: کائنات، دنیا
گویا: جیسے
حضوری: خدائی جلوے نظروں کے سامنے ہونے کی حالت
کہسار: پہاڑ
ناصبوری: بے صبری، بے قراری
شایاں: مناسب، لائق
یہ خاک: مراد انسان...
محرم: واقف، جاننے والا

رمز و ایما: اِشاروں کنایوں میں بات کرنا
موزوں: مناسب
سخن سازی کا فن: باتیں گھڑنے / بنانے کا ہنر
"قُم باذن اللہ": "اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو"، حضرت عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کرتے وقت یہ جملہ کہا کرتے تھے
رُخصت ہونا: چلے جانا، مر جانا
مُجاور: کسی خانقاہ یا مقدس مقام کا خادم
گورکن: قبر کھودنے والا

اِبلیس کی عرضداشت

کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے
پرکالۂ آتش ہوئی آدم کی کفِ خاک

جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب
دل نزع کی حالت میں، خرد پختہ و چالاک!

ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت
مغرب کے فقیہوں کا یہ فتوی ہے کہ ہے پاک

تجھ کو نہیں معلوم کہ حورانِ بہشتی
ویرانی جنت کے تصور سے ہیں غمناک؟

جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک

لہُو

اگر لہو ہے بدن میں تو خوف ہے نہ ہراس
اگر لہو ہے بدن میں تو دل ہے بے وسواس

جسے ملا یہ متاعِ گراں بہا، اُس کو
نہ سیم و زر سے محبت ہے، نے غمِ افلاس

عرضداشت: درخواست، گزارش
عزازیل: ابلیس / شیطان کا نام
پرکالۂ آتش: آگ کا انگارا / شرارہ، مراد تیز طرار
لاغر: کمزور
تن: جسم
فربہ: موٹا
ملبوس: لباس
بدن زیب: جسم کو سجانے والا، جسم پر اچھا لگنے والا
نزع کی حالت: دم نکلنے کی حالت
پختہ و چالاک: ٹھوس اور تیز
فقیہ: شرعی امور جاننے والا
ویرانی: غیر آباد ہونے کی حالت

جمہور: عوام
اربابِ سیاست: سیاست دان، سیاسی لیڈر
تہِ افلاک: آسمانوں کے نیچے یعنی دنیا میں

ہراس: ڈر، خوف
لہو: حوصلہ، جرات، ہمت
بے وسواس: بے خوف
متاع: پونجی
گراں بہا: بہت قیمتی
سیم و زر: مراد مال و دولت
غمِ افلاس: غریبی / مفلسی کا دکھ

پرواز

کہا درخت نے اک روز مُرغِ صحرا سے
سِتم پہ غم کدۂ رنگ و بو کی ہے بنیاد

خدا مجھے بھی اگر بال و پر عطا کرتا
شگفتہ اور بھی ہوتا یہ عالمِ ایجاد

دیا جواب اُسے خوب مُرغِ صحرا نے
غضَب ہے، داد کو سمجھا ہوا ہے تُو بیداد!

جہاں میں لذّتِ پرواز حق نہیں اُس کا
وجود جس کا نہیں جذبِ خاک سے آزاد

مرغِ صحرا: جنگل کا پرندہ
ستم: ظلم
غمکدۂ رنگ و بو: رنگ اور خوشبو کا غم خانہ مراد یہ دنیا
بنیاد: نیو
بال و پر: مراد اڑنے کی طاقت
عطا کرتا: دیتا
شگفتہ: تر و تازہ

عالمِ ایجاد: تخلیق کی دنیا، یہ دنیا
غضب ہے: کمال ہے، عجیب بات ہے
داد: انصاف
بیداد: ظلم
لذتِ پرواز: اُڑنے کا مزہ
جذبِ خاک: خاک کے مادی اجزا کو اپنی طرف کھینچنے کا عمل

شیخِ مکتب سے

شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر　　جس کی صنعت ہے رُوحِ انسانی
نکتۂ دلپذیر تیرے لیے　　کہہ گیا ہے حکیمِ قاآنی

"پیشِ خورشید برمکش دیوار
☆
خواہی ار صحنِ خانہ نورانی"

فلسفی

بلند بال تھا، لیکن نہ تھا جسور و غیور
حکیم سِرِّ محبت سے بے نصیب رہا

پھرا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہیں وار
شکارِ زندہ کی لذّت سے بے نصیب رہا

شیخِ مکتب: مراد مدرسے کا استاد، سکول ماسٹر
عمارت گر: عمارت بنانے والا
صنعت: دستکاری
روحِ انسانی: مراد انسانی روح کی تعمیر
نکتۂ دلپذیر: دل کو بھانے والی گہری بات
حکیم قاآنی: ایران کا آخری دَور کا اور غالب کا ہم عصر بڑا شاعر میرزا حبیب تخلص قاآنی۔ شیراز کا رہنے والا تھا۔ (۱۲۲۲ھ۔۱۲۷۰ھ)۔ اس کا زیادہ تر کلام مدحیہ قصاید پر مشتمل ہے

بلند بال: مراد اونچا اڑنے والا
جسور: جرات والا
حکیم: فلسفی
سرِّ محبت: عشق کی حقیقت / بھید
بے نصیب: محروم، مراد ناواقف
کرگس: گدھ، مراد فلسفی
شاہین وار: شاہین کی طرح
شکارِ زندہ: مراد محبت کے جذبے

☆ اگر تو چاہتا ہے کہ گھر کا صحن روشن رہے تو تو سورج کے آگے دیوار کھڑی نہ کر۔

شاہیں

کیا میں نے اس خاکداں سے کنارا
جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ

بیاباں کی خلوت خوش آتی ہے مجھ کو
ازل سے ہے فطرت مری راہبانہ

نہ بادِ بہاری، نہ گل چیں، نہ بلبل
نہ بیماریٔ نغمۂ عاشقانہ

خیابانیوں سے ہے پرہیز لازم
ادائیں ہیں ان کی بہت دلبرانہ

ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری
جواں مرد کی ضربتِ غازیانہ

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

یہ پورب، یہ پچھم، چکوروں کی دنیا
مرا نیلگوں آسماں بیکرانہ

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

خاک داں: مٹی / کوڑا پھینکنے کی جگہ، دُنیا
کنارا کرنا: علیحدگی اختیار کرنا
آب و دانہ: پانی اور دانہ، مراد غذا
خوش آنا: اچھا لگنا
راہبانہ: راہبوں کی سی، ترکِ دنیا کی حالت
بادِ بہاری: موسم بہار کی خوشگوار ہوا
گل چیں: پھول توڑنے والا
خیابانیوں: جمع خیابانی، کیاری / باغ میں رہنے والے
دلبرانہ: دل چھیننے والی
کاری: اثر والی
ضربتِ غازیانہ: غازیوں کی سی چوٹ / حملہ (غازی: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا)
حَمام: کبوتر
زاہدانہ: پرہیزگاروں کی سی
لہو گرم رکھنا: مراد حرکت و عمل برقرار رکھنا یا جذبوں کو زندہ رکھنا
بہانہ: مراد طریقہ
پورب: مشرق
پچھم: مغرب، مراد جغرافیائی حدیں
چکوروں: جمع چکور، تیتر کی قسم کے پرندے
نیلگوں: نیلے رنگ کا
بیکرانہ: جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، بہت وسیع
درویش: مراد دنیاوی حرص و ہوس سے دور رہنے والا
آشیانہ: گھونسلا

باغی مُرید

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی　　گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
شہری ہو، دہاتی ہو، مسلمان ہے سادہ　　مانندِ بتاں پُجتے ہیں کعبے کے برہمن
نذرانہ نہیں، سود ہے پیرانِ حرم کا　　ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

ہارون کی آخری نصیحت

ہاروں نے کہا وقتِ رحیل اپنے پسر سے　　جائے گا کبھی تو بھی اسی راہ گزر سے
پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت　　لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے

بجلی کے چراغ: یعنی بلب، جو ٹھاٹھ کی زندگی کی علامت ہیں
کعبہ کا برہمن: مراد پیر، نام کے صوفی
سود: قرض پر دی ہوئی رقم پر حاصل کیے جانے والا منافع
پیرانِ حرم: مراد پیر، صوفی
پُجنا: پوجا جانا
خرقہ سالوس: فریب اور ریاکاری کی گدڑی
مہاجن: اپنی دی ہوئی رقم پر سود لینے والا
میراث: بڑوں سے ملنے والی جاگیر، جائداد وغیرہ
مسندِ ارشاد: وہ خاص جگہ جہاں بیٹھ کر پیر لوگوں کو نیک راہ دکھاتا ہے
زاغوں: جمع زاغ، کوّے، مراد نام کے صوفی
تصرف: قبضہ
عقابوں: جمع عقاب، مراد صحیح صوفی
نشیمن: ٹھکانا

ہارون: مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید۔ عباسی خاندان کا پانچواں خلیفہ۔ وفات ۸۰۹ء
وقتِ رحیل: کوچ کے وقت یعنی مرتے وقت
پسر: بیٹا
اسی راہ گزر: مراد موت کا راستہ
ملک الموت: موت کا فرشتہ

خچر

میرے ماموں کو نہیں پہچانتے شاید حضور
وہ صبا رفتار، شاہی اصطبل کی آبرو!

(ماخوذ از جرمن)

چیونٹی اور عقاب

چیونٹی

مَیں پائمال و خوار و پریشان و درد مند
تیرا مقام کیوں ہے ستاروں سے بھی بلند؟

عقاب

تُو رِزق اپنا ڈھونڈتی ہے خاکِ راہ میں
مَیں نہ سپہر کو نہیں لاتا نگاہ میں!

حضور: ادب کے طور پر بولا جاتا ہے، آپ
ماموں: ماں کا بھائی، مراد گھوڑا (خچر: نر گدھے اور گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے)
صبا رفتار: مراد تیز رفتار
اصطبل: طویلہ، گھوڑے باندھنے کی جگہ
آبرو: شان، عزت

پائمال: پاؤں کے نیچے روندی جانے والی
دردمند: دکھوں والی
مقام: مرتبہ
رزق: روزی، خوراک
خاکِ راہ: راستے میں پڑی ہوئی مٹی
نہ سپہر: نو آسمان
نگاہ میں نہ لانا: کوئی اہمیت نہ دینا

قطعہ

فطرت مری مانندِ نسیمِ سحری ہے
رفتار ہے میری کبھی آہستہ، کبھی تیز

پہناتا ہوں اطلس کی قبا لالہ و گل کو
کرتا ہوں سر خار کو سوزن کی طرح تیز

قطعہ

کل اپنے مُریدوں سے کہا پیر مغاں نے
قیمت میں یہ معنی ہے دُرِ ناب سے دہ چند

زہراب ہے اُس قوم کے حق میں مئے افرنگ
جس قوم کے بچّے نہیں خوددار و ہُنر مند

قطعہ: شاعری کی ایک صنف جس میں مطلع نہیں ہوتا اور دو یا دو سے زیادہ اشعار ہوتے ہیں
فطرت: مزاج، طبیعت
مانند: طرح، مثل
نسیم سحر: صبح کے وقت چلنے والی ہوا
رفتار: چلنے کی حالت
اطلس: ایک قسم کا ریشمی چمکیلا کپڑا
سر خار: کانٹے کی نوک جو تیز ہوتی ہے
سوزن: سُوئی

پیر مغاں: مراد حقیقی معنوں میں اسلامی / مُسلمان عالم
دُرِ ناب: خالص قیمتی موتی
دہ چند: دس گنا زیادہ
زہراب: زہر میں ملا ہوا پانی
مئے افرنگ: یورپ کی شراب، مراد انگریزی تہذیب اور جدید تعلیم وغیرہ
خوددار: غیرت والے
ہنر مند: کاریگر، مراد محنتی اور جد و جہد کرنے والے

ضربِ کلیم

یعنی

اعلانِ جنگ، دورِ حاضر کے خلاف

نہیں مقام کی خوگر طبیعت آزاد
ہوائے سیر مثال نسیم پیدا کر

ہزار چشمہ ترے سنگ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر

فہرست

☆ اعلیحضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں..643

☆ ناظرین سے 644

☆ تمہید 645

اسلام اور مسلمان

1 صبح 648

2 لاالٰہ الااللہ 648

3 تن بہ تقدیر 650

4 معراج 650

5 ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام 651

6 زمین و آسماں 653

7 مسلمان کا زوال 654

8 علم و عشق 654

9 اجتہاد 656

10 شکر و شکایت 657

11 ذکر و فکر 658

12 مُلّائے حرم 658
13 تقدیر 659
14 توحید 660
15 علم اور دین 661
16 ہندی مسلمان 661
17 آزادیِ شمشیر کے اعلان پر 662
18 جہاد 663
19 قُوّت اور دین 664
20 فقر و مُلوکیّت 665
21 اسلام 666
22 حیاتِ ابدی 666
23 سُلطانی 667
24 صوفی سے 668
25 افرنگ زدہ 669
26 تصوف 670
27 ہندی اسلام 671
28 غزل (دلِ مُردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ) 672
29 دُنیا 673
30 نماز 673
31 وحی 674
32 شکست 674
33 عقل و دل 675

34 مستیِ کردار 675

35 قبر 676

36 قلندر کی پہچان 677

37 فلسفہ 678

38 مردانِ خُدا 679

39 کافر و مومن 679

40 مہدیِ برحق 680

41 مومن 681

42 محمد علی باب 682

43 تقدیر 683

44 اے روحِ محمد ﷺ! 684

45 مدنیّتِ اسلام 685

46 اِمامت 686

47 فقر و راہبی 687

48 غزل (تیری متاعِ حیات علم و ہُنر کا سُرور) 688

49 تسلیم و رضا 689

50 نکتۂ توحید 690

51 الہام اور آزادی 691

52 جان و تن 692

53 لاہور و کراچی 692

54 نبوّت 693

55 آدم 694

56 مکہ اور جنیوا 694
57 اے پیرِ حرم 695
58 مہدی 696
59 مردِ مسلماں 697
60 پنجابی مسلمان 698
61 آزادی 699
62 اشاعتِ اسلام فرنگستان میں 699
63 لاوِالا 700
64 اُمرائے عرب سے 701
65 احکامِ الٰہی 701
66 موت 702
67 قم باذنِ اللہ 703

تعلیم و تربیت

1 مقصود 705
2 زمانۂ حاضر کا انسان 706
3 اقوامِ مشرق 706
4 آگاہی 707
5 مصلحین مشرق 707
6 مغربی تہذیب 708
7 اسرارِ پیدا 708

8	سُلطان ٹیپو کی وصیّت	709
9	غزل (نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی و حجازی)	710
10	بیداری	711
11	خودی کی تربیت	712
12	آزادیِ فکر	712
13	خودی کی زندگی	713
14	حکومت	713
15	ہندی مکتب	714
16	تربیت	715
17	خوب وزِشت	716
18	مرگِ خودی	717
19	مہمانِ عزیز	718
20	عصرِ حاضر	718
21	طالب علم	719
22	امتحان	719
23	مدرَسہ	720
24	حکیم نطشہ	721
25	اساتذہ	721
26	غزل (مِلے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سراغ)	722
27	دین و تعلیم	723
28	جاوید سے	724

عورت

1 مردِ فرنگ 729
2 ایک سوال 729
3 پردہ 730
4 خلوت 730
5 عورت 731
6 آزادیِ نسواں 731
7 عورت کی حفاظت 732
8 عورت اور تعلیم 732
9 عورت 733

ادبیات، فنونِ لطیفہ

1 دین وہنر 735
2 تخلیق 735
3 جنون 736
4 اپنے شعر سے 737
5 پیرس کی مسجد 737
6 ادبیات 738
7 نگاہ 738
8 مسجدِ قوّت الاسلام 739

9 تیاتر 740

10 شعاعِ اُمید 741

11 اُمید 744

12 نگاہِ شوق 745

13 اہلِ ہُنر سے 746

14 غزل (دریا میں موتی، اے موجِ بے باک!) 747

15 وجود 747

16 سرود 748

17 نسیم و شبنم 749

18 اہرامِ مصر 750

19 مخلوقاتِ ہُنر 751

20 اقبالؔ 752

21 فنونِ لطیفہ 752

22 صبحِ چمن 753

23 خاقانیؔ 754

24 رومیؔ 755

25 جدّت 756

26 مرزا بیدلؔ 756

27 جلال و جمال 757

28 مصوّر 758

29 سرودِ حلال 759

30 سرودِ حرام 760

31 فوارہ 760
32 شاعر 761
33 شعرِ عجم 762
34 ہنر ورانِ ہند 763
35 مردِ بزرگ 763
36 عالمِ نو 764
37 ایجادِ معانی 765
38 موسیقی 765
39 ذوقِ نظر 766
40 شعر 766
41 رقص و موسیقی 766
42 ضبط 767
43 رقص 767

سیاسیاتِ مشرق و مغرب

1 اشتراکیت 769
2 کارل مارکس کی آواز 770
3 انقلاب 770
4 خوشامد 771
5 مناصب 771
6 یورپ اور یہود 772

7 نفسیاتِ غلامی 772

8 بلشویک روس 773

9 آج اور کل 774

10 مشرق 774

11 سیاستِ افرنگ 775

12 خواجگی 775

13 غلاموں کے لیے 776

14 اہلِ مصر سے 776

15 ابی سینیا 777

16 ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام 778

17 جمعیّتِ اقوامِ مشرق 779

18 سُلطانی جاوید 780

19 جمہوریت 780

20 یورپ اور سُوریا 781

21 مسولینی 781

22 گِلہ 783

23 انتداب 783

24 لادین سیاست 784

25 دامِ تہذیب 785

26 نصیحت 786

27 ایک بحری قزاق اور سکندر 787

28 جمعیّتِ اقوام 787

29 شام و فلسطین 788
30 سیاسی پیشوا 789
31 نفسیاتِ غلامی 789
32 غلاموں کی نماز 790
33 فلسطینی عرب سے 791
34 مشرق و مغرب 792
35 نفسیاتِ حاکمی 792

محرابِ گُل افغان کے افکار

1 میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں 794
2 حقیقتِ ازَلی ہے رقابتِ اقوام 795
3 تِری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی 795
4 کیا چرخِ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ 796
5 یہ مدرسہ، یہ کھیل، یہ غوغائے رواروَ 797
6 جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد 798
7 رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندُستان 798
8 زاغ کہتا ہے نہایت بدنُما ہیں تیرے پَر 800
9 عشق طِینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہَوس 800
10 وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا 801
11 جس کے پرتَو سے منوّر رہی تیری شبِ دوش 802
12 لادینی و لاطینی، کس پیچ میں اُلجھا تُو! 803

13 مجھ کو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دِگرگُوں 804
14 بے جُرأتِ رندانہ ہر عشق ہے رُوباہی 804
15 آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد 805
16 قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جُدائی 806
17 آگ اس کی پُھونک دیتی ہے برنا و پیر کو 807
18 یہ نُکتہ خوب کہا شیر شاہ سُوری نے 808
19 نگاہ وہ نہیں جو سُرخ و زرد پہچانے 809
20 فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی 810

اعلیٰ حضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں

۱ زمانہ با اُمَمِ ایشیا چہ کرد و کند
کسے نہ بود کہ ایں داستاں فرو خواند

۲ تو صاحبِ نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دلِ تو بیند و اندیشۂ تو می داند

۳ بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
"کہ گُل بدستِ تو از شاخ تازہ تر ماند"

سر: (SIR)، انگریز حکومت کی طرف سے کسی کی بڑائی اور عزت کے لئے دیا گیا خطاب

حمید اللہ خان: ضمیران کا نام ہے

فرمان روا: حکم چلانے والا، حکم جاری کرنے والا

بھوپال: بر صغیر پاک و ہند کی ایک مشہور مسلم ریاست

اُمَم: اُمت کی جمع، قومیں

چہ: کیا (سوالیہ)

کرد: کیا

کند: کرتا ہے، کر رہا ہے

کسے: کوئی ایک، کوئی

بود: تھا

ایں: یہ

فرو خواند: پڑھے، پڑھ لے

تو صاحبِ نظری: تو نظر والا ہے یعنی تو بصیرت والا ہے

آنچہ: جو کچھ (آن: وہ۔ چہ: کیا، جو)

در: میں، اندر

ضمیر: باطن، مُراد دل

مَن: میں، میرا

دلِ تو: تیرا دل

بیند: دیکھتا ہے

اندیشۂ تو: تیرا خیال، تیرا فکر

می داند: جانتا ہے

بگیر: پکڑ لے، یعنی لے لے

ہمہ: سب، سارا

سرمایۂ بہار: بہار کی دولت یا پونجی، بہت سے پھول، یعنی اعلیٰ خیالات اور افکار

از من: مجھ سے

بدستِ تو: تیرے ہاتھ میں

تازہ تر: زیادہ تازہ

ماند: رہتا ہے

۱۔ زمانے نے ایشیا کی قوموں کے ساتھ کیا کچھ کیا اور کر رہا ہے۔ کوئی بھی ایسا انسان نہ تھا جو یہ داستان پڑھ ڈالتا۔

۲۔ تو بصیرت والا انسان ہے، جو کچھ میرے دل میں ہے وہ تیرا دل دیکھ رہا ہے اور اسے جانتا ہے یعنی میرے دل کی باتوں سے واقف ہے۔

۳۔ تو مجھ سے بہار کی یہ ساری پونجی (میرے افکار و خیالات) لے لے، کیونکہ تیرے ہاتھ میں پکڑا ہوا پھول ٹہنی پر لگے رہنے سے کہیں زیادہ تازہ اور شگفتہ رہتا ہے۔

(اس شعر کا دوسرا مصرع فارسی کے مشہور شاعر طالب آملی کا ہے جس نے ۱۰۳۶ھ / ۷-۱۶۲۶ء میں وفات پائی)

ناظرین سے

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زُجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

خُونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت "لہو ترنگ" ہے غافل! نہ "جل ترنگ"

ناظرین: ناظِر کی جمع، دیکھنے والے مُراد کتاب پڑھنے والے
حقائق: حقیقت کی جمع، حقیقتیں، مراد کسی چیز کی اصلیت یا صحیح صورت حال
زُجاج: شیشہ
حریف: جو مقابلے میں آئے، جو دوسرے سے ٹکرائے
زورِ دست: ہاتھ کی طاقت، بہت قوت
ضربتِ کاری: زوردار یا گہرا وار، جس کا اثر گہرائی تک جائے
مَقام: قیام کرنے یا ٹھہرنے کی جگہ، یہاں مراد موقع، وقت
نوائے چنگ: باجے کا نغمہ
خونِ دل و جگر: دل اور جگر کا خون، مُراد ایسی سخت محنت اور جدّوجہد جس سے انسان کا دل اور جگر پگھل کے رہ جائے
سرمایۂ حیات: زندگی کی دولت، یعنی پھر زندگی اپنی صحیح صورت میں سامنے آتی ہے: زندگی کا مقصد پورا ہوتا ہے
فطرت: قُدرت، انسان کی پیدائشی عادت
لہو ترنگ: (باجے کے) پیالوں میں پانی کی جگہ خون، یعنی سخت محنت اور جدّوجہد (لہو: خون + ترنگ: ساز بجاتے وقت تار کی آواز)
جل ترنگ: ایسا باجا جس میں چھوٹے بڑے پیالے ہوتے ہیں۔ ان میں پانی ڈال کر باجے کو تیلیوں سے بجایا جاتا ہے، یہاں مراد عیش و آرام کی زندگی (پانی + ترنگ)

تمہید

۱

نہ دَیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
کہ خاوراں میں ہے قوموں کی رُوح تریاکی

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
بُری ہے مستیِ اندیشہ ہائے افلاکی

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن
کہ تُو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی

زمانہ اپنے حوادث چُھپا نہیں سکتا
ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی

عطا ہُوا خس و خاشاکِ ایشیا مجھ کو
کہ میرے شُعلے میں ہے سَرکشی و بے باکی!

تمہید: پھیلانا، ہموار کرنا مُراد آغاز، کتاب کا شروع کا حصہ
دَیر: بُت خانہ، غیر مسلموں کی عبادت کی جگہ، مراد کافر
حرم: گھر کی چار دیواری، کعبہ، مراد مسلمان، اسلام
خُودی: اپنی ذات، شخصیت یا وجود کا احساس، مُراد اِنسان کے اندر چُھپی قوتوں اور صلاحیتوں سے کام لینا
خاوران: مشرق، مُراد مشرق کے مُلک
تریاکی: افیم کھائے ہوئے، نشے کی حالت میں، یعنی سوئی ہوئی، عمل کی صلاحیت نہ رکھنے والی
مَستیِ اَندیشہ ہائے اَفلاکی: آسمانی خیالوں کی مستی، یعنی ایسے افکار یا خیالات میں کھو جانا جو دیکھنے میں تو بہت بلند ہوں لیکن عملی طور پر بے فائدہ ہوں
غمِ مرگ: موت کا دُکھ (غم: دُکھ افسوس + مرگ: موت)
پیکرِ خاکی: مٹی کا جسم، مراد بیکار سی شئے
حوادث: حادثہ کی جمع بمعنی واقعات، حالات
قلب و نظر: دل اور نظر
عطا ہوا: مِلا، عطا بمعنی کسی چیز کا مِلنا، حاصل ہونا
خس و خاشاک: سوکھی گھاس کا تنکا اور کوڑا کرکٹ، مُراد عمل سے عاری، غلامی کی زندگی بسر کرنے والی قومیں
ایشیا: وہ براعظم جس میں پاکستان، ہندوستان، جاپان، چین، روس کا آدھا حصہ اور عرب شامل ہیں
شُعلے: شعلہ، آگ کی لپٹ، آنچ، (علامہ کی پُر سوز شاعری)
سرکشی: سر اٹھانا، نافرمانی، یہاں بمعنی تیزی، شعلے کی تیزی
بے باکی: بے خوف یا نڈر ہونا، بمعنی تیزی کے ہے، یعنی ایسی شاعری جو پُر سوز ہے، بے خوف ہے اور اثر کرنے والی ہے

۲

ترا گناہ ہے اقبالؔ! مجلس آرائی
اگرچہ تُو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند

جو کوکنار کے خوگر تھے، اُن غریبوں کو
تری نَوا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند

تڑپ رہے ہیں فضا ہائے نیلگوں کے لئے
وہ پَر شکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی
مقام شوق و سرُور و نظر سے محرومی

مجلس آرائی: مجلس سجانے کی کیفیت (مجلس: ایسی جگہ جہاں چند دوست یار اکٹھے ہوں + آرائی: آراستہ کرنا، سجانا؛ یعنی دوست احباب کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آنا، یہاں مراد ہے اپنی شاعری سے دوسروں کو متاثر کرنا)

مثالِ زمانہ: زمانے کی طرح، یعنی دوسرے لوگوں کی طرح

کم پیوند: دوسروں کے ساتھ کم میل ملاپ رکھنے والا

کوکنار: خشخاش کا ڈوڈا جسے پوست بھی کہتے ہیں، افیون، مراد بے عملی کی زندگی، جدوجہد سے خالی زندگی

نَوا: آواز، نغمہ، یعنی شاعری

ذوقِ جذبہ ہائے بلند: بلند جذبوں کا ذوق، بلند جذبوں کا شوق

فضاہائے نیلگوں: نیلے رنگوں کی فضائیں، یعنی زمین سے اوپر اور آسمان کے نیچے کی کھلی فضا جس میں پرندے اڑتے ہیں۔ مُراد آزادی کی فضا

پَر شکستہ: ٹوٹے ہوئے پر والا یا والے، مراد غلام لوگ / قوم

صحنِ سَرا: گھر کا آنگن، مراد تھوڑی سی جگہ

خورسند: خوش

نَوائے سحر: صبح کی آواز، صبح کا نغمہ، پرندوں کا صبح کے وقت چہچہانا

مقام شوق و سرُور و نظر: عشق، خوشی اور نظر کی منزل، یعنی ایسی جگہ یا منزل کا کھو جانا یا نہ ملنا جہاں عشق، خوشی و مسرت اور نظر کی دل چسپی کا سامان نہ ہو

اسلام اور مسلمان

صُبح

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

لا الٰہ الا اللہ

خودی کا سِرِّ نہاں لا اِلٰہَ اِلا اللہ
خودی ہے تیغ فَساں لا اِلٰہَ اِلا اللہ

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا اِلٰہَ اِلا اللہ

سحر: صُبح، روزمرہ طلوع ہونے والی صبح
لرزتا ہے: کانپتا ہے، تھرتھراتا ہے (خوف کے مارے)
شبستانِ وجود: وجود کا شبستان، یعنی یہ کائنات، یہ دُنیا
بندۂ مومن: ایمان والا بندہ، مُراد ایسا انسان جو اللہ پر ایمان رکھتا اور اُسی سے ڈرتا ہے، باقی دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ڈرا نہیں ڈرتا

لا اِلٰہَ الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے (اِلا: مگر، سوائے + اللہ)
خودی: اپنے وجود کا احساس، یہاں یہ مراد ہے کہ انسان قوتوں کا مجموعہ ہے۔ اِن قوتوں اور صلاحیتوں کی ایک خاص تربیت کا نام شخصیت ہے۔ اس مخصوص تربیت کو برقرار رکھنے کے لئے انسان کو ایسی خصوصیتوں کی طرف مائل ہونا چاہیے جو شخصیت کے احساس کو مضبوط اور پکا کرتی ہیں
تیغ: تلوار
فَساں: ڈھال، جس پر تلوار کا وار روکا جاتا ہے
بَراہیم: حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے بتخانہ نمرود کے بت توڑ ڈالے اور اس طرح خدا کی مخالف قوتوں کو مٹا دیا
صنم کدہ: بُت یعنی بُتوں کا گھر، ایسی جگہ جہاں بہت سے بُت رکھے گئے ہوں، تاکہ لوگ ان کی عبادت کریں، بُت خانہ

کیا ہے تُو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سُود و زیاں، لا اِلٰہَ اِلا اللہ

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بُتانِ وہم و گماں، لا اِلٰہَ اِلا اللہ

خِرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زُنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں، لا اِلٰہَ اِلا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں ،لا اِلٰہَ اِلا اللہ

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں، لا اِلٰہَ اِلا اللہ

متاعِ غرور: دھوکے کا سامان اسباب یا پونجی، یہ اشارہ ہے قرآن کریم کی سورہ اٰلعمران کی آیت ۱۸۵ کی طرف جس میں فرمایا گیا ہے کہ "دنیاوی زندگی دھوکے کی پونجی کے سوا کچھ نہیں ہے"

سُود و زیاں: نفع اور نقصان، فائدہ اور گھاٹا

مال و دولتِ دنیا: دنیا کا مال اور دولت

رشتہ: لفظی معنی دھاگا یا رسّی، مُراد کسی خاندان کے لوگوں کا آپس میں تعلق، اپنائیت

پیوند: ملاپ، مُراد قرابت داری، رشتہ داری

خِرد: عقل

زمان و مکاں: زمانہ اور جگہ یا مقام، وقت اور ٹھکانا، فلسفے کی رُو سے ہر مادی چیز کے لئے زمانہ یا وقت اور جگہ یا مقام ضروری ہے اور ان دونوں کے بغیر کسی مادے کا وجود نہیں ہے

زُنّاری: وہ شخص جس نے زُنّار پہن رکھی ہو، رواج کا پابند

یہ نغمہ: یہ گیت یا سُریلی آواز، اشارہ ہے "لا اِلٰہَ اِلا اللہ" کی طرف

فصلِ گل و لالہ: گلاب اور لالہ کے پھولوں کا موسم یعنی بہار کا موسم جس میں پھول کثرت سے کھلتے ہیں

پابند: جس کے پاؤں بندھے ہوئے ہوں، قیدی، محتاج

آستینوں میں: آستینوں کے اندر، یعنی وہ چیز (بُت یعنی قوم کے کافرانہ رویے جو ظاہری طور پر نظر نہیں آتے) جو چھپی ہوئی ہو، نمایاں نہ ہو

حکمِ اَذاں: اَذاں کا حکم، یعنی ان غلط اور کافرانہ یا غلامانہ خیالات اور رویّوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم

تن بہ تقدیر

اسی قُرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر

"تن بہ تقدیر" ہے آج اُن کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

تھا جو "ناخوب" بتدریج وہی "خوب" ہُوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

معراج

دے ولولۂ شوق جسے لذّتِ پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج

تن بہ تقدیر: خود کوئی جدّوجہد یا عمل نہ کرنے، اللہ کے کیے پر راضی رہنے کی حالت
ترکِ جہاں: دُنیا کو چھوڑ دینا، یعنی دُنیاوی معاملات سے بالکل الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر کرنا، جیسا کہ صوفیا نے کیا
مومن: ایمان والا، یعنی جو صرف ایک خدا (توحید) پر ایمان رکھتا ہو اور دنیا کی کسی دوسری طاقت سے نہ ڈرتا ہو
مہ و پروین: چاند اور ستارے، مُراد کائنات، یہ دُنیا
ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا (نا: نفی کا حرف + خوب: اچھا)
بتدریج: درجہ بدرجہ، آہستہ آہستہ

معراج: بلندی، ترقی، یہاں اشارہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی معراج کی طرف، جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی دعوت پر نصیب ہوئی۔ ۲۶ اور ۲۷ رجب کی درمیانی رات کو، جب آپ ﷺ مکہ معظمہ میں محوِ خواب تھے، حضرت جبرئیلؑ آپ ﷺ کو براق پر سوار کرا کے عالم بالا لے گئے جہاں خدا تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ سورہ الاسراء، آیت (۱) میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
ولولۂ شوق: شوق یعنی عشق، آرزو اور خواہش کا جوش و خروش، مُراد کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے بلند جذبہ
لذّتِ پرواز: اُڑنے کی لذّت، بلندیوں تک رسائی یعنی پہنچنے کا لطف، عظمت حاصل کرنے کا شدید جذبہ
ذرّہ: چھوٹے سے چھوٹا جز، مراد کمزور سے کمزور
مہ و مہر: چاند اور سورج، مُراد، بڑی سے بڑی طاقت
تاراج: تباہ، بَرباد

مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز
پُر سوز اگر ہو نفسِ سینۂ دُرّاج

ناوک ہے مسلماں، ہدف اس کا ہے ثُریا
ہے سر سرا پردۂ جاں نُکتۂ معراج

تُو معنیِ "وَالنجم" نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مَدّ و جزر ابھی چاند کا محتاج

ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا زنّاریِ برگساں نہ ہوتا
ہیگل کا صدف گہر سے خالی ہے اُس کا طلسم سب خیالی!

یارانِ چمن: چمن کے دوست، مراد قوم وملّت کے افراد
معرکۂ باز: باز کا معرکہ، مُراد بڑی سے بڑی طاقت
پُر سوز: سوز یعنی گرمی اور جوش سے بھرا ہوا
نفسِ سینۂ دُرّاج: تیتر کے سینے کا سانس، مراد کمزور سے کمزور انسان / قوم کے سینے میں بہت جوش اور ولولہ ہونا
ناوَک: تیر
ثُریا: چھ ستاروں کا گچھا جو بہت بلندی پر نظر آتا ہے، اسے خوشۂ پروین اور عقدِ پروین بھی کہا جاتا ہے
سر سرا پردۂ جاں: روح کے گھر کے اندر کا بھید، یعنی روح کے باطن کا بھید یا باطن کی انتہائی پاکیزگی کا بھید
نکتۂ معراج: یعنی حضورؐ کے واقعہ معراج شریف کا عمدہ راز
معنیِ "وَالنجم": اشارہ ہے سورۂ والنجم کی طرف جس میں کہا گیا ہے قسم ہے تارے کی جب وہ اُترا
مدّ و جزر: چڑھاؤ اور اتار، سمندر میں پانی کا پورے چاند کی روشنی کے نتیجے میں اُترنا اور چڑھنا، جوار بھاٹا، طوفانی کیفیت

فلسفہ زدہ: فلسفہ کا مارا ہوا، فلسفہ سے بہت لگاؤ رکھنے والا، مارا ہوا، مراد کھویا ہوا، ڈوبا ہوا
خودی کھونا: اپنی شخصیت یعنی اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو گم یا ختم کر دینا، اُن سے کام نہ لینا اور بیکار ہو کے رہ جانا
زُنّاری برگساں: برگساں کی تعلیمات پر چلنے والا۔ فرانس کا ایک مشہور فلسفی، جس نے اُنیسویں صدی عیسوی کے وسط میں زندگی بسر کی۔ اُس نے عقل کی بجائے وجدان کو سب کچھ سمجھا ہے (خدا اور رسول اکرمؐ کو نہیں مانتا)
ہیگل: جرمن کا ایک مشہور فلسفی جس کا تعلق اٹھارہویں اور انیسویں صدی عیسوی کے وسط سے ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں افلاطوں کے فلسفہ کو اپنایا یعنی جو کچھ افلاطون نے فلسفے کی باتیں کیں، ہیگل بھی اُسی طرح کی باتیں کرتا رہا

محکم کیسے ہو زندگانی؟ — کس طرح خودی ہو لازمانی؟
آدم کو ثبات کی طلب ہے — دستورِ حیات کی طلب ہے
دنیا کی عشا ہو جس سے اشراق — مومن کی اذاں ندائے آفاق
میں اصل کا خاص سومناتی — آبا مرے لاتی و مناتی
تو سیّدِ ہاشمی کی اولاد — میری کفِ خاک برہمن زاد
ہے فلسفہ میرے آب و گل میں — پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
اقبالؔ اگرچہ بے ہنر ہے — اس کی رگ رگ سے باخبر ہے
شعلہ ہے ترے جنوں کا بے سوز — سن مجھ سے یہ نکتۂ دل افروز
انجامِ خرد ہے بے حضوری — ہے فلسفہ زندگی سے دوری!
افکار کے نغمہ ہائے بے صوت — ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت!

زندگانی: زندگی، حیات
لازمانی: جو زمانے کی قید میں نہ ہو، وقت سے آزاد اور بلند تر ہو
ثبات: برقرار رہنا، قائم دائم رہنے کی حالت
دستورِ حیات: زندگی کا قانون، زندگی کا طریقہ، زندگی کا اصول
عشا: رات، یہاں بمعنی مادی تاریکیاں
اشراق: روشن ہونا، چمکنا، سورج طلوع ہونا
مومن کی اَذاں: مردِ مجاہد کی اذان، یعنی اس کے ایسے ایمانی عمل جو دنیا سے کفر اور مادیت کی تاریکیاں دور کر دیں
ندائے آفاق: ایسی آواز جو پوری دنیا میں گونجے
اصل کا: بنیاد کا، مُراد خاندانی لحاظ سے
خاص سومناتی: جس کا خاص تعلق سومنات سے ہو، مراد ہندو برہمن
لاتی و مناتی: لات اور منات سے وابستہ یا اُن سے تعلق رکھنے والے، مراد بُتوں کی پوجا کرنے والے
کفِ خاک: مٹی کی مٹھی، مُراد وجود یا ذات
برہمن زاد: برہمن کی جنی ہوئی، برہمن کی نسل سے، بُت پرست کی اَولاد، علامہ کے آباواجداد ذات کے برہمن تھے
آب و گِل: پانی اور مٹی، مراد فطرت، طبیعت، خمیر
ریشہ ہائے دل: دِل کی جڑیں، دل کی رگیں، یعنی رُوَاں رُواں
اِقبال: یہاں خود علامہ اقبال مُراد ہیں
رگ رگ سے: ایک ایک بات یا مسئلہ سے
باخبر: واقف، جاننے والا، محاورہ: رگ رگ سے باخبر ہونا
جنوں: پاگل پن، یہاں عشق کے معنوں میں ہے
بے سوز: جس میں کوئی گرمی یا تپش نہ ہو، سرد
نکتۂ دل افروز: دل کو چمکانے یا روشن کرنے والی گہری بات
اَنجامِ خِرد: عقل کا انجام، یعنی فلسفے یا اُس عِلم کا انجام جو جہد و عمل اور سچے جذبوں سے خالی ہو
بے حضوری: حاضر یا موجود نہ ہونا مُراد کائنات میں مناظر قدرت میں موجود خدا کی تجلی سے بے گانہ اور دور رہنا
زندگی سے دُوری: مراد قوتِ عمل اور جد و جہد سے دور رہنا
نغمہ ہائے بے صوت: ایسے نغمے یا ترانے جن کی کوئی آواز نہ ہو، مُراد بے اثر اور بیکار قسم کے سُر یعنی خیالات
ذوقِ عمل: عمل کا ذوق، جد و جہد کا شوق
مَوت: یہاں مُراد تباہی، فنا یا فنا کا باعث

دیں مسلکِ زندگی کی تقویم دیں سرِ محمدؐ و براہیمؑ!
"دل در سخنِ محمدیؐ بند ☆ اے پورِ علیؓ ز بو علی چند
چوں دیدۂ راہ بیں نداری ☆☆
قاید قرشی بہ از بخاری"

زمین و آسمان

ممکن ہے کہ تُو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اَوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

ہے سلسلہ احوال کا ہر لحظہ دِگرگوں
اے سالکِ رہِ فکر! نہ کر سُود و زیاں کا

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی
تُو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا!

مَسلکِ زندگی: زندگی کا راستہ، مُراد حقیقی اور اعلیٰ مقاصد سے پُر زندگی کا طریق کار
تقویم: کیلنڈر، جنتری، مراد گذارنے یا عمل کرنے کا قانون
سرِ محمدؐ و براہیمؑ: محمدؐ اور ابراہیمؑ کا بھید، راز، مراد اسلام

سلسلہ: تسلسل، کسی چیز یا کام وغیرہ کا مسلسل ہونا
اَحوال: حال کی جمع، حالات، مراد کائنات میں تبدیلیاں
دِگرگوں: دوسرے رنگ کا، مُراد بدلتا ہوا
سالکِ رہ: یعنی جدّوجہد اور عمل کے راستے پر گامزن
سُود و زیاں: نفع اور نقصان

☆ حضور اکرمؐ کی فرمائی ہوئی باتوں سے دل لگا، یعنی آپؐ کے ارشادات پر عمل کر، اے علیؓ کی اولاد تو کب تک بو علی (سینا) کے فلسفے سے چمٹا رہے گا۔

☆☆ چونکہ تیری نگاہ راستے کو پہچاننے سے عاجز ہے اس لئے کسی قریشی کو رہنما بنالینا کسی بخاری کو قائد بنانے سے بہتر ہے، یہاں قریشی سے مراد حضورؐ اکرم کی ذاتِ گرامی ہے، بخاری سے مراد بو علی سینا ہیں۔ یہ آخری دو شعر (فارسی کے) مشہور شاعر افضل الدین خاقانی (وفات ۵۹۵ھ / ۱۱۹۹ء) کی مثنوی تحفۃ العراقین سے لئے گئے ہیں۔ یہ حضرت خضرؑ نے خاقانی کے ایک سوال کے جواب میں نصیحت کے طور پر کہے ہیں۔ (مثنوی تحفۃ العراقین، مطبوعہ تہران ص ۶۵، ۶۶)

مسلمان کا زوال

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے مَیسّر، تونگری سے نہیں

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسُور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

سبب کچھ اور ہے، تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہُوا
قلندری سے ہُوا ہے، تونگری سے نہیں

علم و عشق

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن
بندۂ تخمین و ظن! کرمِ کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب!

قاضی الحاجات: ضرورتیں پوری کرنے والا
فقر: مفلسی، مراد دنیا و دولت کی حرص و لالچ سے پاک ہونا
تونگری: امیری، امیر ہونا، دولت مندی
جسُور: دلیر، نڈر، بے خوف
قلندری: قلندر ہونا، دُنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ کی ذات سے وابستہ ہونا
سکندری: سکندر ہونا، سکندر کی سی شان رکھنا
بے زری: دولت نہ ہونا، مُفلسی، غریبی

تخمین: اندازہ یعنی پکی بات یا یقین والی بات نہ ہونا
ظن: گمان، شک اور یقین کے درمیان کی حالت
کرمِ کتابی: کتاب کا کیڑا جو اسے چاٹ جاتا ہے، مراد ایسا آدمی جو کتابوں کے مطالعہ میں کھویا رہتا ہے
حضور: مراد اللہ کی تجلیات کا آنکھوں کے سامنے ہونا

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات
علم مقامِ صفات، عشق تماشائے ذات
عشق سکون و ثبات، عشق حیات و ممات
علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب!

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام صاحبِ تاج و نگیں
عشق مکان و مکیں، عشق زمان و زمیں
عشق سراپا یقین، اور یقین فتحِ باب!

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذّتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے اِبن الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!

معرکۂ کائنات: کائنات کا میدانِ جنگ یعنی اس دنیا میں جو کچھ رونق اور ہنگامے ہیں

مقامِ صفات: صفتوں کا مرتبہ (مقام بمعنی ٹھکانا بھی ہے)

تماشائے ذات: ذات کو دیکھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آنے کی حالت

ثبات: پائیداری، یہاں بمعنی اپنی جگہ پر قائم رہنا

ممات: موت، موت کا وقت

پیدا سوال: کھلا اور ظاہر سوال

معجزات: معجزہ کی جمع، وہ کام جو عام انسانی طاقت سے باہر ہو

فقر: دنیا کی مادی خواہشات اور قوتوں سے بے نیازی

نگیں: بمعنی شاہی مُہر، یعنی حکومت اور اقتدار کی علامت

مکان و مکیں: ٹھکانا اور اس میں رہنے والا، مراد کائنات کی ہر ہر شے میں سمائی ہوئی طاقت یعنی ہر شے میں اللہ کا ظہور ہے

فتحِ باب: دروازے کا کھلنا، مراد ہر طرح کے مسئلوں اور معاملات کا حل اور کامیابی

شرعِ محبت: محبت کا قانون، عشق حقیقی کا طریقہ

عشرتِ منزل: پڑاؤ/ایک ہی جگہ پر رُک جانے کی خوشی

طوفان: مراد زندگی کا زوردار ہنگاموں سے پُر ہونا

حاصل: پھل، فَصل، نتیجہ

اِبن الکتاب: کتاب کا بیٹا، یہاں مراد صرف کتابوں کے مطالعے تک محدود بات

اُم الکتاب: کتاب کی ماں، یعنی کتابوں کے وجود کا باعث

اِجتہاد

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذّتِ کردار، نہ افکارِ عمیق

حلقۂ شوق میں وہ جُرأتِ اندیشہ کہاں
آہ محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق!

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہُوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سِکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق!

اِجتہاد: شرعی مسئلوں کا قرآن و حدیث کے حوالے سے، ہر دَور کے حالات کے مطابق، حل تلاش کرنے کا عمل
حکمتِ دیں: دین کی اصل حقیقت اور فلاسفی
لذّتِ کردار: گہرے خیالات، یعنی بہت دُور تک یا گہرائی تک کسی بات پر غور کرنے کا عمل
حلقۂ شوق: عشق کا حلقہ، یہاں مُراد علمی اور دینی حلقے
جرأتِ اندیشہ: غور و فکر کرنے میں دلیری سے کام لینا
تقلید: کسی کے پیچھے چلنا، یہاں مراد مسائل پر خود غور کرنے کی بجائے دوسروں کا خیال اپنانا
تحقیق: کسی بات / مسئلے کی حقیقت یا تہہ تک پہنچنا
فقیہانِ حرم: دین اسلام کے وہ عالم جو شرعی مسائل کو جانتے اور اپنے زمانے کے حالات کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں
بے توفیق: جس میں فیصلے کی جرات نہ ہو، پست ہمت
مَسلک: طریقہ، راستہ، یعنی خیال
طریق: طریقہ، ڈھنگ

شکر و شکایت

مَیں بندۂ ناداں ہوں، مگر شکر ہے تیرا
رکھتا ہوں نہاں خانۂ لاہُوت سے پیوند

اک ولولۂ تازہ دیا مَیں نے دلوں کو
لاہور سے تاخاکِ بخارا و سمرقند

تاثیر ہے یہ میرے نَفَس کی کہ خزاں میں
مُرغانِ سحر خواں مری صحبت میں ہیں خورسند

لیکن مجھے پیدا کیا اُس دیس میں تُو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند!

بندۂ ناداں: ایسا انسان جسے کسی بات کی سمجھ نہ ہو، بے خبر
نہاں خانہ لاہوت: لاہوت کا چھپا ہوا گھر یہاں مُراد عالمِ بالا یا اوپر کی دُنیا کے بھیدوں / رازوں کا مقام
پیوند: تعلق
ولولۂ تازہ: نیا جوش و خروش
خاکِ بخارا: ایک شہر کا نام، خاکِ بخارا و سمرقند یعنی پوری اسلامی دنیا

تاثیر: اثر، اَثر ڈالنے کی کیفیت
نَفَس: سانس، مُراد شاعری
مُرغان: مُرغ بمعنی پرندے کی جمع
سحر خواں: صبح کو پڑھنے والے، صبح سویرے چہچہانے والے
صُحبت: دو یا زیادہ آدمیوں کا مل بیٹھنا
خورسند: خوش

ذِکر و فکر

یہ ہیں سب ایک ہی سالکِ کی جستجو کے مقام
وہ جس کی شان میں آیا ہے "علّم الاسماء"

مقامِ ذکر، کمالاتِ رومؔی و عطّارؔ
مقامِ فکر، مقالات بوعلی سِینؔا

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے "سبحان ربی الاعلیٰ"

ملائے حرم

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نِگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام

سالک: چلنے والا، یعنی اللہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا، صوفی

مَقام: پڑاؤ ڈالنے کی جگہ یا تصوف کے مقامات / مرتبوں میں سے کوئی مقام جو سالک ایک ایک کر کے طے کرتا ہے

"علّم الاسماء": یہ اشارہ ہے سورۂ البقر کی آیت ۳۱ کی طرف۔ "اور آدمؑ کو نام سکھا دیے گئے"

کمالات: کمال کی جمع، کسی ہنر یا فن وغیرہ میں کامل ہونا

رومی: مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی (وفات ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء) مزار ترکی کے شہر قونیہ میں ہے، مُراد اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوبا ہوا انسان

عطّار: فارسی کے مشہور صوفی شاعر شیخ فرید الدین محمد (وفات ۶۲۷ھ / ۱۲۳۰ء) یہاں بھی رومی والی بات مراد ہے

مقالات: جمع مقالہ، تحریریں، مراد حکمت اور فلسفے کی باتیں

بو علی سینا: مشہور فلسفی (وفات ۴۲۸ھ / ۱۰۳۷ء) یہاں مراد عام یا سب فلسفی

سُبحان ربی الاعلیٰ: "میرا بلند مرتبہ پروردگار، پاک ہے"۔ (سجدے کی حالت میں پڑھا جاتا ہے)

مُلّائے حرم: حرم کا مُلّا یعنی مسجد میں نماز پڑھانے والا، مراد بصیرت سے عاری مذہبی آدمی

رَسائی: پہنچ

نِگہ: یعنی نگاہ

تری نماز میں باقی جلال ہے، نہ جمال
تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام

تقدیر

نااہل کو حاصل ہے کبھی قُوّت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کبھی جوہرِ ذاتی

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی

ہاں، ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو
تاریخِ اُمَم جس کو نہیں ہم سے چُھپاتی

"ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
بُراں صفَتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی!"

جَلال: عظمت، شان، دبدبہ
جَمال: حُسن مراد خلوص اور تاثیر
جبروت: عظمت، بڑائی
جوہرِ ذاتی: کسی کی ذات میں پائی جانے والی خوبیاں اور اہلیتیں
مَنطِق: ایک علم جس میں عقلی دلیلوں سے کسی مسئلے پر غور کیا جاتا ہے

تابع: پَیرو، پیچھے چلنے والی
حقیقت: صحیح بات، اصل بات
تاریخِ اُمم: اُمتوں یعنی قوموں کی تاریخ، تاریخی حالات
بُراں: کاٹنے والی، تیز
تیغ: تلوار
دو پیکر: دو دھاری، جو دو طرف سے کاٹ کرے

توحید

زندہ قُوّت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے، فقط اک مسئلۂ عِلم کلام

روشن اس ضَو سے اگر ظُلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام

مَیں نے اے میر سِپہ! تیری سِپہ دیکھی ہے
"قل ھُوَ اللّٰہ" کی شمشیر سے خالی ہیں نیام

آہ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا، نہ فقیہ
وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام!

توحید: خدا کو ایک ماننے کا عقیدہ
زندہ قوت: ایسی قوت جو اپنے زور پر مادی دنیا پر غلبہ پالے۔
مَسئلہ: معاملہ، سوال
عِلمِ کلام: ایک علم جس میں اِسلام کے عقیدوں کو عقلی / فلسفیانہ دلیلوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔
ضو: روشنی
کردار: عَمَل
میر سپہ: فوج کا سردار، سپہ سالار
"قل ھواللہ": کہہ دے اللہ (ایک ہے)۔ اشارہ ہے سورۂ اخلاص آیت (۱) کی طرف۔ یہاں بمعنی اللہ کی توحید
شمشیر: تلوار ،
نیام: تلوار کا غلاف
فقیہ: شرعی مسئلے جاننے والا
وَحدتِ کردار: ایک جیسا عمل
خام: کچا، مُراد بے کار، ناقص
اِمامت: سرداری، رہبری
دو رکعت کے امام: مسجد میں صرف نماز پڑھا دینے والے مولوی جنہیں اور کوئی علم نہ آتا ہو یا جن کی فکر محدود ہو

علم اور دین

وہ علم اپنے بُتوں کا ہے آپ ابراہیم
کِیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیلِ کم نظری، قِصۂ جدید و قدیم

چمن میں تربیتِ غُنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریکِ نسیم

وہ علم، کم بَصری جس میں ہمکنار نہیں
تجلّیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!

ہِندی مسلمان

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں بَرہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر

اِبراہیم: حضرت ابراہیم علیہ السلام، یہاں مراد فکر و عقل، عشق و بصیرت
ندیم: ساتھی
کم نظری: کم عقلی، بے علمی
نسیم: صبح کی ہوا
کم بصری: کم نظر ہونے کی حالت، مراد بے علمی
ہمکنار نہیں: یہاں بمعنی جو ساتھ شامل نہ ہو

تجلّیات: تجلّی کی جمع، جلوے، اللہ تعالےٰ کے جلوے
کلیم: حضرت موسیٰؑ جو طور سینا پر اللہ سے ہم کلام ہوئے
مُشاہدات: مشاہدہ کی جمع، بمعنی آنکھوں سے دیکھی اور سمجھی ہوئی باتیں
حکیم: فلسفی
غدارِ وطن: جو اپنے وطن کا وفادار نہ ہو اور اُس کے دشمنوں سے ساز باز رکھے

پنجاب کے اربابِ نبوّت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر

آوازۂ حق اُٹھتا ہے کب اور کِدھر سے
"مسکین دِلکم ماندہ دریں کشمکش اندر!"

آزادیٔ شمشیر کے اعلان پر

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تُو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگر دار

اُس بیت کا یہ مصرعِ اوّل ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

اربابِ نبوّت: نبوت والے، اشارہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف جس نے پنجاب میں نبوّت کا دعویٰ کیا تھا

شریعت: دین کا قانون، اسلامی قانون

مومنِ پارینہ: پُرانا یا قدیم مومن، مراد صحیح مسلمان

آوازۂ حق: سچی اور کھری بات یا آواز

"مسکین دِلکم ماندہ دریں کشمکش اندر": میرا بیچارہ دل اِسی کشمکش یا کھینچا تانی میں پڑا ہوا ہے

شمشیر جگر دار: مضبوط اور تیز تلوار

بَیت: گھر، یہاں بمعنی شعر جس کے دو مصرعے ہوتے ہیں

مِصرع: (صحیح مصراع)، دروازے کا ایک پَٹ، مراد شعر کا ایک حصّہ

فقر: دُنیاوی حرص و ہوس اور مادی خواہشات سے پاک رہنے اور عشقِ الٰہی میں رہنے کی حالت

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالدِؓ جانباز ہے یا حیدرِؓ کرار

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سُود و بے اثر

تیغ و تُفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی، تو دل ہیں موت کی لذّت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر

قبضے میں آنا: مُراد ہاتھ میں آنا، ہاتھ لگنا

خالدِؓ جانباز: مراد حضرت خالدِ بن ولیدؓ جنہوں نے خلافتِ راشدہ کے زمانے میں کئی جنگوں میں بطور کمانڈر حصہ لیا اور اپنی بہادری اور دلیری کے بہت جوہر دکھائے

حیدرِؓ کرار: بڑھ بڑھ کے حملہ کرنے والا شیر۔ مراد حضرت علیؓ جنہوں نے کفر کی طاقتوں کو اپنی انتہائی دلیری اور بے خوفی سے ہلا کے رکھ دیا

شیخ: بوڑھا آدمی، مرشد، مُراد خود غرض مذہبی رہنما یا مُلّا

قلم: مراد اِسلام کی اشاعت تحریر کے ذریعے کرنا

کارگر: جس کا اثر ہو

جناب: درگاہ، بارگاہ، بزرگوں کے لئے تعظیم کا لفظ (یہاں یہ طنز کے طور پر استعمال ہوا ہے)

وَعظ: نصیحت کرنا، مُلّا کی مسجد یا مجلس میں نصیحت والی تقریر

بے سود: بے فائدہ، جس کا کوئی فائدہ نہ ہو

تفنگ: بندوق

دستِ مُسلمان: مسلمان کا ہاتھ

کافر: اِنکار کرنے والا، مراد خدائے واحد کو نہ ماننے والا

تعلیم اُس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دُنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زِرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

ہم پُوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر؟

قوت اور دین

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

تاریخِ اُمَم کا یہ پیامِ ازَلی ہے
"صاحب نظراں! نشۂ قوت ہے خطرناک"

ترکِ جہاد: جہاد چھوڑنا، یعنی جہاد نہ کرنا
پنجہ خونیں: خون سے بھرا ہاتھ، جنگ کے لئے ہر وقت تیار
ڈوب گیا: یہاں مراد جنگ کی تیاریاں کرنے لگا
زِرہ: لوہے کی کڑیوں سے بنی ہوئی ایک پوشاک
دوش: کندھا
شیخِ کلیسا نواز: اشارہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف جس نے جہاد کے خلاف فتویٰ دیکر انگریزوں (کلیسا) کی مدد کی
مشرق: مشرقی ممالک بر صغیر پاکستان و ہند اور عرب وغیرہ
مغرب: سورج ڈوبنے کی جگہ، مراد یورپ کے ممالک

زیبا: خوب صورت، نہایت اچھی
مُحاسبہ: حساب کتاب، مراد پُوچھ گچھ کرنا

اسکندر: سکندر اعظم، یونان کا بادشاہ
چنگیز: مشہور منگول سردار چنگیز خان
حضرتِ انسان: انسان چونکہ خدا کی تمام مخلوق سے افضل ہے اس لئے ادب کے طور پر حضرت کہا
پیامِ اَزَلی: ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پیغام
صاحبِ نظراں: نظر رکھنے (بصیرت) والے انسان

اس سیل سبک سیر و زمیں گیر کے آگے
عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک

لادیں ہو تو ہے زہر ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک

فقر و ملوکیت

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
ضرب کاری ہے، اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم

اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیم

اب ترا دَور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی رُوحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم

عشق و مستی نے کیا ضبطِ نفس مجھ پہ حرام
کہ گرہ غنچے کی کھلتی نہیں بے موجِ نسیم

سیل: طوفان، طغیانی
سبک سَیر: تیز چلنے والا
زمیں گیر: زمین کو پکڑنے والا، یعنی جو زمین پر پھیل جائے
زہرِ ہلاہل: ہلاک کر دینے والا زہر
تریاک: زہر کا توڑ، ایسی دَوا جس سے زہر کا اثر ختم ہو جائے

بے ساز و یَراق: ہر قسم کے ہتھیار اور سامان رَسد کے بغیر
قلبِ سلیم: خدا اور رسول اکرمؐ کی محبت میں ڈوبا ہوا دل

تازہ: یہاں بمعنی دُہرایا جانے والا
فِرعون: مراد جابر اور ظالم حکمران
کلیم: مراد جابر اور ظالم حکمرانوں کے خلاف جہاد کرنے والا
فقرِ غیور: وہ فقر جس میں بڑی غیرت ہو
ہوائے زر و سیم: سونے اور چاندی یعنی دولت کی حِرص
عشق و مستی: جنون کا جوش یعنی اسلام سے بے پناہ محبت
ضبطِ نَفَس: سانس روک لینا، یعنی بولنے سے رُکنا
بے موجِ نسیم: صبح کی ہوا کی لہر کے بغیر

اِسلام

رُوح اسلام کی ہے نُورِ خودی، نارِ خودی
زندگانی کے لئے نارِ خودی نور و حضور

یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصلِ نمود
گرچہ اس رُوح کو فِطرت نے رکھا ہے مستور

لفظِ "اسلام" سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دِین کا ہے "فقر غیور!"

حیاتِ اَبدی

زندگانی ہے صَدف، قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صَدف کیا کہ جو قطرے کو گُہر کر نہ سکے

ہو اگر خود نِگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تُو موت سے بھی مر نہ سکے

نورِ خودی: خودی کی روشنی، مُراد جمال کی وہ شان جو خودی کی ریاضت سے صاحبِ خودی میں پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت

نارِ خودی: خودی کی آگ، جلال کی شان، اشارہ ہے خدا کی راہ میں جہاد کا جذبہ

نور و حضور: جلوہ اور حاضر یا موجود ہونا، خدا کی تجلیّوں کا نظروں کے سامنے ہونا

تقویم: جنتری، کیلنڈر یعنی قانون، دستورِ عمل

اصلِ نمود: ظاہر ہونے یا نمایاں ہونے کی بنیاد

کد: دُشمنی، بَیر

فقرِ غیور: غیرت والا فقر، مراد اسلام

قطرۂ نیساں: موسم بہار میں ہونے والی بارش کا قطرہ جو سیپی کے مُنہ میں گر کر موتی بنتا ہے

خود نگر: اپنے آپ کو دیکھنے والی، یعنی اپنی ذات اور اپنے ماحول سے پوری طرح آگاہ

خُود گیر: اپنے آپ کو پکڑنے والی، مُراد اپنی حفاظت اور ہر بات کے حل کی طاقت رکھنے والی

سُلطانی ☆

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی

خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی

یہی مقام ہے مومن کی قُوّتوں کا عیار
اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سُبحانی

یہ جبر و قہر نہیں ہے، یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود
خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

سُلطانی: غلبہ، دبدبہ، حکومت
بے پردہ: بالکل ظاہر، کسی رکاوٹ کے بغیر نظر آنے والی
روحِ قُرآنی: قرآن کی اصل حقیقت اور پیغام
قاہری: غلبہ یہاں مراد ایسی باطنی قوت جس سے کائنات کی تسخیر کی جائے
عیار: کسوٹی، کھرا کھوٹا پرکھنے والی چیز
ظلِ سُبحانی: اللہ تعالیٰ کا سایہ، مُراد، وہ انسان جس پر خدا کے انوار پڑتے ہوں، خدا کی تجلّیوں کا پرتو، دنیا پر حکومت کرنیوالا
جبر و قہر: مجبور کرنا اور زبردستی یا غلبہ
جہاں بانی: دنیا پر حکومت کرنے کی کیفیت
مثالِ ماہ: چاند کی مانند
داغِ سجود: سجدوں کا نشان جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے، یعنی اللہ کی بہت عبادت کرنے اور صرف اسی سے ڈرنے کی حالت
فرنگی: انگریز، مغربی تہذیب

☆ ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

ہُوا حریفِ مہ و آفتاب تُو جس سے
رہی نہ تیرے ستاروں میں وہ دُرخشانی

صُوفی سے

تری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا
مری نگاہ میں ہے حادثات کی دنیا

تخیلات کی دنیا غریب ہے، لیکن
غریب تر ہے حیات و ممات کی دنیا

عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری
بُلا رہی ہے تجھے مُمکنات کی دنیا

مہ و آفتاب: چاند اور سورج
دُرخشانی: چمک، روشنی

معجزات: مُعجزہ کی جمع، ایسے کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہوں اور جو صرف پیغمبر، خدا کی دی ہوئی طاقت سے کر سکیں
حادِثات: حادثہ کی جمع، نئی نئی وجود میں آنے والی چیزیں مُراد اِس مادی دنیا میں ہر پل بدلتے حالات

تخیلات: تخیّل کی جمع، خیال میں لانا، خیالات
غریب: مسافر، یہاں مراد عجیب، انوکھی
غریب تر: زیادہ عجیب
ممات: موت
مُمکنات: ممکن کی جمع، مُراد موجودات، اللہ کی ذات کے سوا جو کچھ اس دنیا میں ہے

اَفرنگ زدہ

۱

ترا وجود سراپا تجلّیِ افرنگ
کہ تُو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر

مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تُو، زرنگار و بے شمشیر!

۲

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا!

وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

افرنگ زدہ: مُراد مغربی تہذیب کا دل دادہ، جو اسلامی تعلیم و تہذیب سے دور ہو
وُجود: مُراد ہستی، ذات
سراپا: سر سے پاؤں تک، پورے طور پر
تجلّی: جلوہ، مراد مغربی تہذیب کا عکس / مرکز
عمارت گر: عمارت بنانے والا، معمار، یہاں مراد اپنی تہذیب کے سانچے میں ڈھالنے والا
نیام: وہ غلاف جس میں تلوار رکھی جاتی ہے۔
زرنگار: سونے سے آراستہ، جس پر سونے کے تاروں سے بیل بُوٹے بنائے گئے ہوں
بے شمشیر: تلوار کے بغیر، مراد بے کار یا جو کار آمد نہ ہو
ثابت: جو دلیل سے واضح ہو
جوہرِ خودی: خودی کی اہلیت اور قوت
نمود: ظاہر یا نمایاں ہونے کا عمل
بے نمود: جو ظاہر یا نمایاں نہ ہو

تصوف ☆

یہ حکمت مَلکوتی، یہ عِلم لاہُوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرُور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ عقل جو مہ و پرویں کا کھیلتی ہے شکار
شریکِ شورشِ پِنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

خِرد نے کہہ بھی دیا "لا اِلٰہ" تو کیا حاصل
دِل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

عجب نہیں کہ پریشاں ہے گفتگو میری
فروغِ صبح پریشان نہیں تو کچھ بھی نہیں

تصوف: وہ علم جس کے ذریعہ دل کی صفائی اور نفس کا تزکیہ ہو

حِکمتِ ملکوتی: ایسا فلسفہ جس کا تعلق فرشتوں کی دنیا سے ہو، مراد ریاضت اور عبادت

عِلمِ لاہوتی: وہ علم جو خدا کی معرفت کے متعلق بحث کرے

حرم: چار دیواری، کعبہ، یہاں مراد اِسلام

دَرد: دکھ، یعنی اسلام کو پہنچنے والا نقصان

دَرماں: علاج، چارہ

ذکرِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنے کا عمل

مُراقبے: مراقبہ کی جمع، گردن جھکا کر اور مادی دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں ڈوبے رہنے کی حالت

مہ و پرویں: چاند اور ستارے

شورشِ پنہاں: چُھپا ہوا جوش و جذبہ، مراد عشقِ الٰہی کی کیفیات اور حالات

خِرد: عقل

لا اِلٰہ: کوئی معبود نہیں (اللہ کے سوا)

تو کیا حاصل: تو کوئی فائدہ نہیں

پریشاں: پھیلا ہوا، مُنتشر، بے ربط

فروغِ صبح: صبح کی روشنی جو پوری دنیا پر پھیلی ہوئی ہے

☆ ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

ہندی اِسلام

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملّت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

وحدت کی حفاظت نہیں بے قُوّتِ بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد

اے مردِ خدا! تجھ کو وہ قُوّت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

مسکینی و محکومی و نومیدیِ جاوید
جس کا یہ تصوّف ہو وہ اسلام کر ایجاد

مُلّا کو جو ہے ہِند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

وحدتِ افکار: خیالات ایک جیسے ہونا، سب خیالات پر باہم متفق ہونا
اِلہام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وسیلے کے بغیر کسی خیال کا دل میں نازل ہونا
اِلحاد: اللہ کے وجود کا انکار
غار: پہاڑ کے اندر جو کھوہ ہوتی ہے

مِسکین: مراد عاجزی، مُحتاجی
محکومی: غلامی، غیر قوم یا قوموں کا مطیع ہو کے رہنا
نومیدیِ جاوید: ہمیشہ ہمیشہ کی ناامیدی / مایوسی
ایجاد: وجود میں لانے کا عمل، کوئی نئی چیز بنانا
ناداں: جسے کچھ علم نہ ہو، بے علم، بے خبر

غزل

دلِ مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے اُمتوں کے مَرضِ کہن کا چارہ

ترا بحر پُر سکوں ہے، یہ سکوں ہے یا فسُوں ہے؟
نہ نہنگ ہے، نہ طوفاں، نہ خرابیِ کنارہ!

تُو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے
نہیں بے قرار کرتا تجھے غمزۂ ستارہ

ترے نیستاں میں ڈالا مرے نغمۂ سحر نے
مری خاکِ پے سپر میں جو نہاں تھا اک شرارہ

نظر آئے گا اُسی کو یہ جہانِ دوش و فردا
جسے آ گئی میسّر مری شوخیِ نظارہ

دلِ مُردہ: مرا ہوا دل، یعنی جذبوں سے خالی دل
مرضِ کہن: پُرانا مرض، جہالت، نادانی وغیرہ
چارہ: علاج
بحر: سمندر، مراد دل
پُر سکوں: جس میں کوئی طوفان نہ ہو، یعنی جذبوں سے خالی
فسُوں: جادو اصل لفظ افسوں
نہنگ: مگرمچھ، مراد چھوٹے موٹے جذبے
خرابیِ کنارہ: ساحل کی تباہی یا بربادی
ضمیرِ آسماں: آسمان کا باطن، مُراد تقدیر

غمزۂ ستارہ: ستارے کا ناز نخرہ، مُراد تقدیر کا چکر
نیستاں: بانسوں کا جنگل جس میں معمولی سی چنگاری پڑنے پر بھی آگ بھڑک اٹھتی ہے، یہاں مُراد دل
نغمۂ سحر: صبح کا نغمہ، مراد قوم کو بیدار کرنے والی شاعری
خاکِ پے سپر: چلنے والی خاک، مراد خود شاعر یا اس کا دل
شرارہ: چنگاری، مراد جذبے / افکار
جہانِ دوش و فردا: گذرے ہوئے کل اور آنے والے کل کی دنیا، مُراد یہ دنیا، یہ کائنات
شوخیِ نظارہ: دیکھنے کی قوت کی تیزی، مُراد گہری بصیرت

دُنیا

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بُوقلمونی
وہ چاند، یہ تارا ہے، وہ پتّھر، یہ نگیں ہے

دیتی ہے مری چشمِ بصیرت بھی یہ فتویٰ
وہ کوہ، یہ دریا ہے، وہ گردُوں، یہ زمیں ہے

حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا
تُو ہے، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے، نہیں ہے!

نماز

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات

یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

بُوقلمونی: مختلف یا کئی رنگوں کا ہونا، رنگا رنگی
نگیں: نگینہ، قیمتی پتھر
چشمِ بصیرت: مراد دُور تک یا گہرائی تک دیکھنے والی آنکھ، کسی بات کی تہ تک پہنچنے والی نگاہ
فتویٰ: شرعی یا مذہبی فیصلہ، یہاں مُراد بتانا (یعنی بتاتی ہے)
گردُوں: آسمان
حق بات: سچی اور کھری بات

بھیس: شکل، صورت، روپ
پیر: بوڑھا
آدم: مراد انسان
جواں ہیں: یعنی اسی طرح برقرار ہیں، پوجے جارہے ہیں
لات و منات: قبل از اسلام کے وہ بت جن کی عرب میں پوجا ہوا کرتی تھی، مراد غیر شرعی مفادات اور خواہشات
گراں: بوجھل، بھاری

وَحی☆

عقلِ بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبُوں کارِ حیات

فکر بے نُور ترا، جذبِ عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات

خوب و ناخوب عمل کی ہو گِرہ وا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات!

شکست

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صُوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الست

وحی: اللہ کی طرف سے پیغمبروں کو جبریلؑ کے ذریعے پیغام
بے مایہ: جس کی کوئی قیمت نہ ہو، بے قدر، حقیر
سزاوار: اہل یا کسی چیز کے لائق ہونا
ظن و تخمیں: گمان اور اندازہ
زبوں: خوار، عاجز، ناتواں
کارِ حیات: زندگی کا کام، مراد زندگی کے معاملات
بے نور: جس میں روشنی نہ ہو، مراد پُر تاثیر / ٹھوس نہ ہونا
جذبِ عمل: عمل کی کشش، مراد اعلیٰ مقصد حاصل کرنے کا جذبہ
شبِ تارِ حیات: زندگی کی تاریک رات
ناخوب: جو اچھا نہ ہو
وا (ہونا): کھلنا، مراد یہ مسئلہ حل کیونکر ہو
شارح: تشریح کرنے والی
اسرارِ حیات: زندگی کے بھید
شکست: مراد جدوجہد نہ کرنا اور ہمت ہار کر بیٹھے رہنا
مجاہدانہ حرارت: ایسی گرمی یعنی ایسا جوش و جذبہ جس میں مجاہد کے سے عمل اور جہاد کی شان ہو
شرابِ اَلست: ایسی شراب یعنی صوفی کا ایسا ذکر و فکر جس کا تعلق صرف خدا کی ذات سے ہو۔ اَلست اشارہ ہے سورۂ اعراف کی ایک آیت کی طرف جس میں خدا تعالیٰ نے روحوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" تو سب نے ہاں میں جواب دیا

☆ ریاض منزل (دولت کدۂ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

فقیہ شہر بھی رَہبانیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست

گریز کشمکشِ زندگی سے، مَردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!

عقل و دِل

ہر خاکی و نُوری پہ حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقلِ خداداد کی زد سے

عالم ہے غلام اس کے جلالِ ازَلی کا
اک دل ہے کہ ہر لحظہ الجھتا ہے خِرد سے

مستی کردار

صُوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
مُلّا کی شریعت میں فقط مستیِ گفتار

فقیہ شہر: شہر کے مفتی، مراد مُلک کے مسلمان علما
رَہبانیت: عیسائیوں کے پادریوں کی ترکِ دنیا کی حالت
جنگ دست بدست: ہاتھوں ہاتھ جنگ، مُراد حق بات کہنے پر برصغیر کے برطانوی حکمرانوں سے کھلم کھلا لڑائی
گریز: بچنا
کشمکشِ زندگی: زندگی کی کھینچا تانی، یعنی زندگی کے ہنگامے
نُوری: مراد فرشتہ
عقلِ خداداد: خدا کی دی ہوئی عقل
زَد: نشانہ

جلالِ اَزلی: ایسا رُعب و دبدبہ اور شان و شوکت جو ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے
مستیِ کردار: عمل یا جدوجہد میں جوش و جذبہ کا انداز
طریقت: اپنی ذات / نفس کو نفسانی خواہشوں سے پاک رکھنے کے اصول یعنی صوفیوں کا مَسلک
مَستیِ احوال: تصوف کی اِصطلاح میں صوفیوں کے وَجد کی کیفیت
مستیِ گفتار: باتوں کی مستی، یعنی صرف وعظ کرنا، جہد و عمل نہ کرنا

شاعر کی نوا مُردہ و افسُردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ نہ بیدار

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پَے میں فقط مستیِ کردار

قبر

مرقد کا شبستاں بھی اُسے راس نہ آیا
آرام قلندر کو تہِ خاک نہیں ہے

خاموشیٔ افلاک تو ہے قبر میں لیکن
بے قیدی و پہنائی افلاک نہیں ہے

نوا: آواز، یعنی شاعری
مُردہ: مَری ہوئی، مراد تاثیر سے خالی
افسردہ: بجھی ہوئی، بے اثر
اَفکار: فکر کی جمع، خیالات
سرمست: بہت مست
خوابیدہ: سویا ہوا / سوئی ہوئی، بے عملی کی حالت
بیدار: جاگنے والا / والی، عمل کی حالت
مردِ مجاہد: جہاد کرنے والا دلیر، مراد مردِ مومن
رگ و پے: جسم کا رَواں رَواں

مرقد: سونے یا آرام کرنے کی جگہ، مراد قبر
شبستاں: رات کو سونے کی جگہ
راس نہ آیا: موافق یا مزاج کے مطابق نہ ہوا
قلندر: خدا کا فقیر یعنی محبوبِ حقیقی کی ذات میں خود کو فنا کرنے والا صوفی
تہِ خاک: مٹی کے نیچے یعنی قبر میں
خاموشیٔ اَفلاک: آسمانوں کی خاموشی
بے قیدی: قید میں نہ ہونا، آزادی
پہنائی اَفلاک: آسمانوں کی وسعت / پھیلاؤ

قلندر کی پہچان

کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق، تُو بھی اُدھر جا!

ہنگامے ہیں میرے تری طاقت سے زیادہ
بچتا ہوا بُنگاہِ قلندر سے گزر جا

میں کشتی و ملاح کا محتاج نہ ہونگا
چڑھتا ہُوا دریا ہے اگر تُو تو اُتر جا

توڑا نہیں جادُو مری تکبیر نے تیرا؟
ہے تجھ میں مُکر جانے کی جُرأت تو مُکر جا!

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر!
ایّام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر!

درویشِ جواں مَرد: خدا کی محبت میں فنا دلیر اور نڈر انسان
بندۂ حق: اللہ کا بندہ یعنی مردِ مومن
بُنگاہِ قلندر: قلندر کا ٹھکانا
مُحتاج: حاجت مند، ضرورتمند
چڑھتا ہوا دریا: وہ دریا جس میں طغیانی آئی ہوئی ہو
تکبیر: اللہ کی عظمت / بڑائی کا بیان
مُکر جانا: اپنی بات سے پھر جانا، سچی بات کو جھٹلانا

جرأت: دلیری، بہادری
مہر و مہ و انجم: سورج اور چاند اور ستارے
مُحاسب: حساب کرنے والا، مراد پوچھ گچھ کرنے والا، حکومت کرنے والا
ایّام: یوم کی جمع، دن بمعنی زمانہ
مَرکب: سواری، مراد محکوم یا غلام
راکب: سوار، مراد حکمراں / حاکم

فلسفہ

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے

معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ مَیں بھی
مُدّت ہوئی گذرا تھا اسی راہ گذر سے

الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گُہر سے؟

پیدا ہے فقط حلقۂ اربابِ جنوں میں
وہ عقل کہ پا جاتی ہے شعلے کو شرر سے

جس معنیٔ پیچیدہ کی تصدیق کرے دل
قیمت میں بہت بڑھ کے ہے تابندہ گہر سے

یا مُردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لِکھا نہ گیا خونِ جگر سے

فلسفہ: علم کی ایک شاخ، حکمت، وہ عمل جو اشیا کے وجود کی حقیقتوں اور اسباب سے متعلق بحث کرتا ہے
خفی: چھپے ہوئے
جلی: روشن، واضح
اَلفاظ کے پیچ: لفظوں کا اُلٹ پھیر
اُلجھنا: پڑنا
غواص: غوطہ لگانے والا، جو دریا کی تہ میں موتی تلاش کرتا ہے
حلقۂ اربابِ جنوں: یہاں مراد عشق حقیقی میں ڈوبے ہوئے انسانوں کا حلقہ، گہری بصیرت والے
معنیٔ پیچیدہ: مشکل معنی
تصدیق: کسی بات یا معاملے کے صحیح / ہونے کی گواہی دینا
تابندہ گہر: چمکتا ہوا موتی
گرفتار: پکڑا ہوا، مُبتلا
خونِ جگر: مُراد جہاد اور عشق کا جذبہ

مَردانِ خدا

وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حَرب ہے جس کی تمام عیّاری

ازل سے فطرتِ احرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کُلہ داری

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
اُنہی کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

وجود انہی کا طوافِ بُتاں سے ہے آزاد
یہ تیرے مومن و کافر، تمام زُنّاری!

کافر و مومن

کل ساحِل دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے
تُو ڈھونڈ رہا ہے سمِ افرنگ کا تریاق؟

بندۂ حُر: آزاد انسان، مراد مردِ مومن
ضرب: وار، حملہ
کاری: پورے اثر والی / والا
حَرب: لڑائی، جنگ
ازل سے: مراد شروع سے (ازل: ایسا وقت جس کا نہ کوئی آغاز ہو نہ انتہا)
فِطرتِ اَحرار: آزاد انسانوں کی سرشت / طبیعت
دوش بدوش: کندھے سے کندھا ملائے ہوئے
قلندری: قلندر ہونے کی کیفیت
قبا پوشی: قبا (ایک خاص قسم کا لباس) پہننے کی حالت، مُراد مذہبی عالم یا شیخ ہونا
کُلہ داری: کُلاہ یعنی تاج رکھنے کی کیفیت، مُراد بادشاہت
طوافِ بُتاں: بتوں کے گرد چکر لگانا، عبادت کا انداز
زُنّاری: زنار پہنے ہوئے، مراد بُت پرست

خضر: حضرت خضرؑ جو بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں
سَمِ افرنگ: انگریزوں کا زہر، مراد مغربی تعلیم و تہذیب
تِریاق: زہر کا اثر مٹانے والی دوا

اک نکتہ مرے پاس ہے شمشیر کی مانند
بُرندہ و صَیقل زدہ و روشن و براق

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گُم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گُم اس میں ہیں آفاق!

مہدیٔ برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیّار

پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدّتِ گفتار ہے، نے جدّتِ کردار

ہیں اہلِ سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ
شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار

دُنیا کو ہے اُس مہدیِ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار

بُرندہ: کاٹنے والی، تیز
صَیقل زدہ: بہت چمکتی ہوئی
بُراق: چمکیلی، روشن، واضح
گُم ہے: کھویا ہوا ہے، یعنی صرف اسی دنیا میں گم ہے
آفاق: اُفق کی جمع: آسمان کا کنارہ، مراد دُنیاوی معاملات
مہدیِ برحق: حقیقی یا صحیح مہدی
زنداں: قید
ثوابت: ثابت کی جمع، وہ ستارہ جو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہتا ہے
مراد جدّوجہد نہ کرنے والے انسان

سَیارہ: گردش کرنے والے ستارے، جدوجہد کرنے والے
پیرانِ کلیسا: کلیسا کے بزرگ یعنی عیسائیوں کے مذہبی رہنما
شیخانِ حرم: مراد مسلمانوں کے مذہبی رہنما
جدّتِ گفتار: نئی باتیں (موجودہ دَور کے حالات کے مطابق)
خم و پیچ: مراد طور طریقے
اَفلاسِ تخیل: سوچ کی مفلسی، یعنی ایسی قوتِ فکر جو ایک ہی ڈگر پر قائم ہے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی
زَلزلہ: بھونچال، مراد جو ایک زبردست انقلاب پیدا کردے
عالمِ افکار: افکار کی دنیا، سوچوں یا نظریات کی دنیا

مومن ☆

دنیا میں

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن

جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن

جنت میں

کہتے ہیں فرشتے کہ دِل آویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے، کم آمیز ہے مومن

حلقۂ یاراں: دوستوں کا حلقہ / جماعت، مومنوں کا حلقہ
بریشم: ریشم، مراد نرم یا نرم مزاج
رزمِ حق و باطل: سچ اور جھوٹ یعنی اسلام اور کفر کی جنگ
(یہ شعر دراصل سورہ المائدہ آیت ۵۴ کے ایک ٹکڑے کا منظوم ترجمہ ہے)
اَفلاک: فلک بمعنی آسمان کی جمع
حریفانہ کشاکش: دشمنوں کی سی کھینچا تانی، دشمن کے ساتھ شدید اختلاف اور ٹکراؤ
جچتے نہیں: نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں
کنجشک: چڑیا، مراد قوم / قومیں
حمام: کبوتر، مُراد کمزور افراد / قومیں
جبریل: حضرت جبرئیل، مُراد بلند سے بلند قوتیں یا عالم بالا
سَرافیل: حضرت اسرافیل جو قیامت کے روز صور پھونکیں گے (اِس سے بھی جبریل والی بات مراد ہے)
دل آویز: دل پسند، دل کو بھانے والا
کم آمیز: دوسروں میں کم اُٹھنے بیٹھنے والا

☆ بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

محمد علی باب

تھی خوب حضورِ علما باب کی تقریر
بیچارہ غلط پڑھتا تھا اعرابِ سمٰوٰت

اُس کی غلطی پر علما تھے متبسّم
بولا، تمہیں معلوم نہیں میرے مقامات

اب میری امامت کے تصدق میں ہیں آزاد
محبوس تھے اعراب میں قرآن کے آیات!

محمد علی باب: میرزا محمد علی باب کا تعلق ایران کے شہر شیراز سے تھا۔ ۱۲۶۰ ہجری میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اللہ کی طرف سے اس کام پر مامور ہوا ہے کہ وہ لوگوں کو آگاہ کردے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس اعتبار سے باب یعنی دروازہ ہے کہ جب تک لوگ اس کے افکار کے دروازے سے نہ گذر لیں ان پر یہ بات واضح نہ ہوگی کہ امام مہدی اور مسیح موعود کب اور کس طرح ظہور فرمائیں گے۔ یہ بابی مذہب کا بانی تھا۔ ۱۸۵۰ء میں قتل ہوا

حضورِ علماء: عالموں کے سامنے

باب: دروازہ، یہاں مراد محمد علی باب

اعرابِ سمٰوٰت: لفظ سماوات کے زیر زبر، یعنی تلفظ (سماوات جمع سما بمعنی آسمان)

متبسّم: ہنسنا، یعنی علما ہنس رہے تھے

مقامات: منزلیں، مرتبے

اِمامت: رہنمائی، پیشوائی

تصدق: مراد طفیل، کسی چیز کے طفیل، بدولت

محبوس: حبس کیے گئے، بند یا قیدی

اِعراب: زیر، زبر وغیرہ، کسی لفظ کا تلفظ

آیات: آیت بمعنی نشانی کی جمع، مراد قرآن کی آیتیں

تقدیر☆

﴿ اِبلیس و یَزداں ﴾

اِبلیس — اے خدائے کُن فکاں! مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانی نزدیک و دُور و دیر و زُود

حرفِ "اِستکبار" تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں، مگر تیری مشیّت میں نہ تھا میرا سجود

یزداں — کب کُھلا تجھ پر یہ راز، انکار سے پہلے کہ بعد؟

اِبلیس — بعد، اے تیری تجلّی سے کمالاتِ وجود!

یزداں

﴿ فرشتوں کی طرف دیکھ کر ﴾

پستیِ فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے "تیری مشیّت میں نہ تھا میرا سجود"

خدائے کن فکاں: "ہو جا اور وہ ہو گیا / ہو گئی" کا خدا۔ قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے، مُراد کل مخلوقات کا خدا

زندانی نزدیک و دور: نزدیک اور دُور یعنی مکاں کا قیدی

دیر و زود: دیر اور جلد یعنی زمان (وقت) مراد آدم زمان و مکاں کے چکر میں گرفتار ہے

حرفِ اِستکبار: تکبّر یا بڑائی کی بات

مشیّت: مرضی یعنی خدا کی مرضی

یزداں: خدا

کب کھلا: کب روشن یا ظاہر ہوا

تجلّی: جلوہ

کمالاتِ وجود: وجود کے کمالات یعنی کائنات کی تخلیق میں قُدرت کے جو کمالات نظر آتے ہیں

پستیِ فطرت: فطرت یعنی طبیعت کا گھٹیا پن

حجت: دلیل

☆ یہ نظم مشہور صوفی محی الدین ابن عربی (وفات ۱۲۴۰ء) کی تحریر سے اخذ کی گئی ہے۔

دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شُعلہ سوزاں کو خود کہتا ہے دُود!

اے رُوحِ محمدؐ

شیرازہ ہُوا ملّتِ مرحوم کا ابتر
اب تُو ہی بتا، تیرا مسلمان کدھر جائے!

وہ لذّتِ آشوب نہیں بحرِ عرَب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں، وہ طوفان کدھر جائے

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے

اس راز کو اب فاش کر اے رُوحِ محمدؐ
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

شُعلہ سوزاں: جلادینے والا شعلہ
دود: دُھواں
شیرازہ: کتاب کی جزبندی والا فیتہ، یہاں مُراد نظام، بندوبست
مِلّتِ مرحوم: وہ قوم جس پر رحم/رحمتِ خداوندی ہو، یہاں مراد اُمتِ مُسلمہ
اَبتر: بُرا
لذّتِ آشوب: مرادِ دین سے بے حد عشق کا ذوق، جوش و جذبہ
بحرِ عرب: عرب میں واقع سمندر کا نام، عرب قوم، مراد دنیا کے مسلمان
پوشیدہ: چُھپا ہوا
بے قافلہ و راحلہ و زاد: قافلے، سواری اور سامانِ سفر کے بغیر
کوہ و بیاباں: پہاڑ اور جنگل
حدی خوان: حدی پڑھنے والا، وہ آدمی جو اونٹوں کے قافلے کے آگے ایسے شعر پڑھتے ہوئے چلتا ہے جن سے اونٹ مست ہو کر تیز چلنے لگتا ہے
فاش کر: ظاہر کر، کھول دے
آیاتِ الٰہی: خدا کی نشانیاں

مدنیت اسلام

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایت اندیشہ و کمالِ جنوں

طلوع ہے صفتِ آفتاب اس کا غروب
یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں!

نہ اس میں عصرِ رواں کی حیا سے بیزاری
نہ اس میں عہدِ کہن کے فسانہ و افسوں

حقائقِ ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے، نہیں ہے طلسمِ افلاطوں!

عناصر اس کے ہیں رُوح القُدُس کا ذوقِ جمال
عجم کا حسنِ طبیعت، عرَب کا سوزِ دروں!

مدنیت: تہذیب، تمدن
نہایت اندیشہ: غور اور فکر کی انتہا
کمالِ جنوں: عشق کا کامل ہونا
صفتِ آفتاب: سورج کی طرح
یگانہ: مراد جس کی کوئی مثال نہ ہو
مثالِ زمانہ: زمانے کی طرح
گوناگوں: رنگ رنگ یا قسم قسم کا
عصرِ رواں: چلتا ہوا زمانہ، مراد موجودہ / جدید دَور
فسانہ و افسوں: افسانہ اور جادو، مراد ایسی باتیں یا کہانیاں جن میں کوئی حقیقت نہ ہو
حقائقِ اَبدی: ایسی حقیقتیں جو ہمیشہ برقرار رہیں

اَساس: بُنیاد
طلسمِ اَفلاطُوں: افلاطون کا جادو، مشہور یونانی فلسفی افلاطون کے فلسفے کے مطابق یہ کائنات اور زندگی سب محض ایک جادو ہے یعنی ان کی اپنی کوئی حقیقت یا وجود نہیں ہے۔
عناصر: عُنصُر بمعنی مادہ کی جمع، مادہ یعنی آگ، پانی، مٹی اور ہوا جن سے مادی جسم ترکیب پاتا ہے
رُوحُ القُدُس: مُقدس روح، مُراد حضرت جبرئیلؑ
ذَوقِ جمال: حُسن و خوبی کا جذبہ / شوق
عَجَم: غیر عرب علاقے / مُلک، یہاں مراد ایران وغیرہ
حسنِ طبیعت: ذہن کا فطری حُسن کو پسند کرنے کا ذوق
عرَب کا سوزِ دروں: یعنی عربوں کا سا سوز و گداز

اِمامت

تُو نے پُوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اَسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینے میں، تجھ کو دِکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہُو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

فِتنۂ ملّتِ بیضا ہے اِمامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے!

اِمامت: پیشوائی، رہبری
صاحبِ اَسرار: چُھپی حقیقتوں سے واقف
امامِ برحق: حقیقی رہنما
حاضر و موجود: مراد موجودہ زمانے کی برائیاں / خرابیاں
بیزار: نفرت کرنے والا
رُخِ دوست: دوست کا چہرہ مراد اللہ کا دیدار
اِحساسِ زیاں: نقصان کا احساس
لہو گرما دے: جوش و جذبہ پیدا کر دے
سان: وہ پتھر جس پر تلوار / چُھری تیز کرتے ہیں
تلوار کرے: تیزی پیدا کر دے
فتنۂ ملتِ بیضا: روشن مِلت یعنی مِلّتِ اِسلامیہ کے لیے
خرابی کا باعث
پَرستار: پَرستش کرنیوالا، مُراد حاکموں کی چاپلوسی کرنیوالا

فقر و راہبی

کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی
تری نگاہ میں ہے ایک، فقر و رہبانی

سکوں پرستیٔ راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

پسند رُوح و بدن کی ہے وا نمود اس کو
کہ ہے نہایتِ مومن خودی کی عریانی

وجود صَیرفیٔ کائنات ہے اُس کا
اُسے خبر ہے، یہ باقی ہے اور وہ فانی

اُسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ
جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بو کی طُغیانی

یہ فقر مردِ مسلماں نے کھودیا جب سے
رہی نہ دولتِ سلمانی و سلیمانی

رَہبانی: تَرکِ دُنیا کی کیفیت
سکوں پرستی: سکون سے محبت یعنی جدّوجہد نہ کرنا
فَقر: خدا اور رسولؐ خدا سے محبت کی بنا پر غیر شرعی اور نفسانی و دنیاوی خواہشات سے بچنے کی کیفیت
فقیر: درویش، خدامست، عشقِ حقیقی میں ڈوبا ہوا شخص
سفینہ: کشتی
طوفانی: جو طوفان میں پھنسا/ پھنسی ہو
وانمود: دکھانے یا ظاہر کرنے کی کیفیت، مراد نمایش
نہایتِ مومن: مومن کی انتہا
خودی کی عریانی: مراد خودی کو عملی طور پر سامنے لانا
صیرفیِ کائنات: کائنات کے کھرے کھوٹے کو پرکھنے والا
پیشِ نگاہ: نظروں کے سامنے
رنگ و بو کی طُغیانی: رنگ اور خوشبو کا طوفان مراد اِس دنیا کی فانی اور عارضی خوبصورتی وغیرہ کی کثرت
دولتِ سلمانی: حضرت سلمانؓ فارسی (صحابی، وفات ۳۳ھ / ۶۵۳ء) کی دولت یعنی بہت زُہد اور تقویٰ اور باطنی پاکیزگی
سلیمانی: حضرت سلیمانؑ، مراد حکمرانی، اشارہ ہے اس دَور کی طرف جب آغازِ اسلام میں مسلمان دُنیا پر چھاگئے تھے۔

غزل

تیری متاعِ حیات علم و ہُنر کا سرُور
میری متاعِ حیات ایک دلِ ناصبور!

معجزۂ اہلِ فکر، فلسفۂ پیچ پیچ
معجزۂ اہلِ ذکر، مُوسیٰؑ و فرعون و طُور

مصلحتاً کہہ دیا مَیں نے مسلماں تجھے
تیرے نفَس میں نہیں، گرمیِ یومُ النشور

ایک زمانے سے ہے چاک گریباں مرا
تُو ہے ابھی ہوش میں، میرے جنوں کا قصور!

فیضِ نظر کے لیے، ضبطِ سخن چاہیے
حرفِ پریشاں نہ کہہ اہلِ نظر کے حضور

متاعِ حیات: زندگی کا سرمایہ / دولت
علم و ہنر: فلسفہ و حکمت اور فن وغیرہ
دلِ ناصبور: بے صبر دل
اہلِ فکر: فلسفہ و حکمت جاننے والے، فلسفی جو بہت غور و فکر کرتے ہیں
فلسفہ پیچ پیچ: بہت اُلجھا ہوا یعنی مشکل فلسفہ
اہلِ ذکر: اللہ کی یاد میں کھوئے ہوئے لوگ، مومنین
مُوسیٰ و فرعون و طُور: حضرت موسیٰؑ، فرعون مصر کا بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا؛ طور جس پر حضرت موسیٰؑ، خدا سے ہمکلام ہوئے مراد مردِ مومن بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ٹکرا جاتا اور اللہ کے جلوے سے بھی فیضیاب ہوتا ہے

گرمیِ یومُ النشور: اُٹھنے کے دن (قبروں سے مُردوں کے اٹھنے کے دن) یعنی روز قیامت کی گرمی، ایک مردِ مومن کا سا جوش و جذبہ
فیضِ نظر: کسی اللہ والے کی نگاہ یعنی اس کی صحبت سے پہنچنے والا فائدہ / برکت
ضبطِ سخن: بات قابو میں رکھنا، حدادب میں رہ کر بات کرنا
حرفِ پریشاں: بکھری ہوئی بات، بے تکی بات جو موقع کے مطابق نہ ہو
اہلِ نظر: مُراد بصیرت والے لوگ جو چُھپے اَسرار کو مختلف نشانیوں سے سمجھ لیتے ہیں
حضور: سامنے، موجودگی

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا بجسور، فقر ہو جس کا غیور

تسلیم و رِضا

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا

ظلمت کدۂ خاک پہ شاکر نہیں رہتا
ہر لحظہ ہے دانے کو جنوں نشو و نما کا

فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند
مقصود ہے کچھ اور ہی تسلیم و رضا کا

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا، مُلکِ خدا تنگ نہیں ہے!

خوار: ذلیل، رُسوا
بجسور: جسارت والا، دلیر، نڈر
غیور: غیرت والا
تسلیم: سپرد کرنا، مراد خدا کی مرضی پر راضی رہنا
رضا: راضی ہونا، خوشی، خدا کی مرضی پر خوش رہنا
نکتۂ پیچیدہ: مشکل اور غیر واضح گہری بات
پیدا: ظاہر
پہنائے فضا: فضا کی وسعت / پھیلاؤ
ظلمت کدۂ خاک: مٹی کی تاریک جگہ یعنی زمین کے اندر

شاکر: شکر کرنے والا یعنی، قناعت کرنے والا
ہر لحظہ: ہر پل، ہر گھڑی
جنوں: پاگل پن، مراد جوش
نشو و نما: بڑھنے پھولنے کا عمل
فطرت: قدرت، طبیعت
تقاضا: خواہش
مقصود: مقصد، غرض
جرأت: دلیری، بے خوفی
نمو: بڑھنے پھولنے کا عمل

نکتہ توحید

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لا اِلٰہ میں ہے
طریقِ شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے

سرُور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تُو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

جہاں میں بندۂ حُر کے مشاہدات ہیں کیا
تِری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روِش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے!

رَمزِ شوق: خدا سے عشق و جذبہ کا بھید
پوشیدہ: چھپی ہوئی
لاإلٰہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
طریقِ شیخ: مُلّا یا واعظ کا طریقہ / راستہ
فقیہانہ: فتویٰ دینے والوں کی طرح
حق و باطل: سچ اور جھوٹ، مُراد اسلام اور کفر
کارزار: لڑائی، جنگ
حرب و ضرب: لڑائی اور وار کرنا، باہمی جنگ
بیگانہ: ناواقف
بندۂ حُر: آزاد انسان یعنی مردِ مومن
مشاہدات: مشاہدہ کی جمع ایسی باتیں جو آنکھوں سے دیکھی اور سمجھی گئی ہوں۔
رَوِش: طور، طریقہ
گدایانہ: فقیروں کا سا

اِلہام اور آزادی

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اس کی نِگہ فکر و عمل کیلئے مہمیز

اس کے نفَسِ گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاکِ چمنستاں شرر آمیز

شاہیں کی ادا ہوتی ہے بُلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مُرغانِ سحر خیز!

اُس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز

محکوم کے اِلہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صُورتِ چنگیز

اِلہام: کسی وسیلے کے بغیر خدا کی طرف سے انسان کے دل میں کوئی خیال آنا

صاحبِ اِلہام: جس کو اِلہام ہوتا ہو، جس کے دل پر خدا کوئی ہدایت یا خیال نازل کرتا ہو

مہمیز: گھوڑے کو ایڑ لگانے کی سیخ، یہاں مُراد فکر و عمل کی تحریک کو تیز کرنے والی

نفَسِ گرم: گرم سانس، مراد عشق کا سوز و جذبہ

چمنستاں: چمن کی جگہ، مُراد جہاں بہت پھول ہوں

شرر آمیز: چنگاریوں سے بھری ہوئی، یعنی سرخ رنگ کے پھول کھل اٹھتے ہیں

شاہین: عقاب کی قسم کا ایک سفید شکاری پرندہ، مُراد مردِ خود آگاہ

مُرغانِ سحر خیز: صبح کو اُٹھنے یعنی چہچہانے والے پرندے، باذوق مسلمان

مَردِ خود آگاہ: مردِ مومن جو اپنی پوشیدہ قوتوں اور صلاحیتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔

خُدامَست: خدا کے عشق میں ڈوبا ہوا

شکوہِ جَم و پرویز: جمشید اور پرویز کا سا جاہ و جلال۔ جمشید اور پرویز قبل از اسلام کے ایران کے دو عظیم بادشاہ، یہاں مُراد بہت عظیم، شان و شوکت

غارت گر: لُوٹنے اور تباہ کرنے والا

صورتِ چنگیز: چنگیز کی مانند، مراد بہت ظالمانہ، چنگیز منگولوں کا اِنتہائی ظالم سردار جس نے ۶۱۶ھ / ۱۲۱۹ء میں ایران پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا

جان و تن

عقل مُدّت سے ہے اس پیچاک میں اُلجھی ہوئی
رُوح کس جوہر سے، خاکِ تیرہ کس جوہر سے ہے

میری مشکل ہستی و شور و سرُور و درد و داغ
تیری مشکل، مے سے ہے ساغر کہ مے ساغر سے ہے

ارتباطِ حرف و معنی اختلاطِ جان و تن
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے!

لاہور و کراچی

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر

اُن شہیدوں کی دِیَت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

پیچاک: اُلجھن، مُشکل، پیچیدگی
الجھی ہوئی: پھنسی ہوئی
جوہر: وہ مادہ جس سے آگے کوئی چیز تیار کی جائے
خاکِ تیرہ: سیاہ مٹی، مراد جسم، تن
شور و سرور: جوش و جذبہ اور کردار کی مستی
دَرد و داغ: مُراد حقیقی عشق کا سوز و غم
اِرتباط: ایک دوسرے سے تعلق یا ربط
اِختلاط: میل جول، باہم مِل بیٹھنا، یک جا ہونا

اَخگر: چنگاری
قبا پوش: قبا یا لباس پہنے ہوئے
خاکستر: راکھ
عالم معنی: حقیقی دنیا، آخرت کی دنیا
دیت: خون بہا، یعنی خون کا بدلہ / قیمت
اہلِ کلیسا: کلیسا یعنی گرجا کے لوگ مراد عیسائی یعنی انگریزی حکومت
حرم: کعبہ

آہ، اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرفِ "لا تَدعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَر"

نبوت

مَیں نہ عارِف، نہ مُجدد، نہ محدث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام

ہاں، مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلکِ نیلی فام

عصر حاضر کی شبِ تار میں دیکھی مَیں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہِ تمام

"وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قُوت و شوکت کا پیام"

"لاتدع مع اللہ الھا آخر": قرآنی سورہ القصص آیت ۸۸ کا ایک ٹکڑا: اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو، یعنی خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ

عارِف: دانا، جاننے والا، یہاں مراد خدا کی پہچان رکھنے والا

مُجدد: مراد کامل ولی جو ہر صدی میں پیدا ہوتا اور دینی و شرعی مسائل کی تجدید تبلیغ کے ذریعے کرتا ہے

مُحدث: حدیثِ رسول اکرمؐ کے علم کا ماہر

فاش: ظاہر

ضمیر فلک: آسمان کا باطن، یعنی آسمانی کتابوں میں جو کچھ تعلیم دی گئی ہے

نیلی فام: نیلے رنگ کا

شبِ تار: اندھیری رات، مراد بُرے حالات

صفت: مانند، طرح

ماہِ تمام: پورا چاند جو بہت روشن ہوتا ہے

برگِ حشیش: بھنگ کا پتّا/بُوٹی

شوکت: رعب، دبدبہ

آدم

طلسمِ بُود و عدم، جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے، قادر نہیں ہے جس پہ سخن

زمانہ صبح ازل سے رہا ہے محوِ سفر
مگر یہ اس کی تگ و دَو سے ہو سکا نہ کہن

اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرتِ انساں نہ رُوح ہے نہ بدن!

مکہ اور جنیوا

اس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم!

تفریقِ ملل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم!

بُود و عدم: ہونا اور نہ ہونا یعنی وجود کا ہونا اور نہ ہونا
قادر: قدرت / طاقت رکھنے والا / والی
سخن: بات، مراد زبان یا گویائی
صبحِ اَزل: مُراد تخلیقِ کائنات سے بھی پہلے سے
تگ و دَو: بھاگ دوڑ مراد کوشش
کھول کر: واضح طور پر

مکّہ اور جنیوا: مکّہ سے مراد اسلام ہے اور جنیوا اشارہ ہے "مجلس اقوام عالم" (United Nations) کی طرف جو مغربی ملکوں نے ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد قائم کی تھی اور جس کا صدر مقام جنیوا تھا، اس کا بظاہر مقصد دنیا میں امن قائم کرنا تھا لیکن در حقیقت کمزور ملکوں کو غلام بنانے کی کوشش تھی
صحبت: مِل بیٹھنے کی کیفیت
وحدتِ آدم: انسانوں کا ایک ہونا یعنی رنگ، نسل، وطن اور قوم کا امتیاز نہ ہونا
مِلَل: مِلت کی جمع، قومیں
حکمتِ افرنگ: مراد یورپی قوموں کی سیاست
مِلّتِ آدم: مُراد تمام انسان ایک قوم کی صورت ہوں

مکّے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیت اقوام کہ جمعیت آدم؟

اے پیرِ حرم

اے پیرِ حرم! رسم و رہِ خانقہی چھوڑ
مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا

اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت
دے ان کو سبق خود شکنی، خود نگری کا

تُو ان کو سکھا خارا شگافی کے طریقے
مغرب نے سکھایا انھیں فن شیشہ گری کا

دِل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارُو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا

جمعیت اَقوام: مختلف قوموں کا اکٹھا ہونا، یہاں اشارہ ہے لِیگ آف نیشنز کی طرف، جو یورپ کی قوموں نے جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء) کے بعد تشکیل دی

جمعیت آدم: مُراد تمام انسانوں کی ایک جماعت

پیرِ حرم: چار دیواری کا بوڑھا، مراد صوفی یا مذہبی رہنما

رسم و رہِ خانقہی: خانقاہ میں بیٹھے رہنے کا طور طریقہ، مراد عمل اور جدوجہد سے دُور رہنا

مَقصود: مطلب

نوائے سحری: صبح سویرے کا نغمہ، مراد شاعری

خود شکنی: خود کو توڑنے کا عمل، مراد اپنی کوتاہیوں خرابیوں کی اصلاح

خود نگری: خود کو دیکھنے کا عمل، مُراد اپنی ذات کی شناخت یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور اہلیتوں سے باخبر ہونے کا عمل

خارا شگافی: سخت پتھر توڑنے کا عمل، مراد سخت جدّوجہد اور محنت کرنے کا عمل

شیشہ گری: شیشہ بنانے کا عمل، مراد ظاہری بناؤ سنگھار،

دارو: دوا، علاج

پریشاں نظری: کسی ایک مرکز پر نظر کا نہ جمنا، مراد اسلام پر پوری توجہ نہ ہونا

کہہ جاتا ہوں مَیں زورِ جنوں میں ترے اَسرار
مجھ کو بھی صِلہ دے مری آشفتہ سری کا!

مہدی

قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سِکھاتا ہے ادب مُرغِ چمن کو

مجذوبِ فرنگی نے بہ اندازِ فرنگی
مہدی کے تخیل سے کِیا زندہ وطن کو

اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

ہو زندہ کفن پوش تو مَیّت اُسے سمجھیں
یا چاک کریں مَردکِ ناداں کے کفن کو؟

زورِ جنوں: مُراد جذبات کی شِدّت
اَسرار: سِر۔ بمعنی بھید کی جمع، راز کی باتیں
آشفتہ سَری: دیوانہ پن، مُراد مِلت اسلامیہ سے بیحد محبت

مہدی: جسے خدا تعالیٰ نے حق کی طرف ہدایت کی ہو، حضرت مہدیؑ جن کا قیامت سے پہلے ظہور ہوگا
تخیل: قُوّتِ فکر، خیال میں لانا
موقوف: مُنحصر
مرغِ چمن: چمن / باغ کا پرندہ
مَجذوبِ فرنگی: یہ اشارہ ہے اُس آدمی کی طرف جس نے انگریزوں کے اشارے پر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ قرآن کی رُو سے انگریز کی اطاعت ضروری ہے
بہ اندازِ فرنگی: انگریزوں کے طور طریقے سے
آہوئے مُشکیں: وہ ہرن جس کی مُشک کی خوشبو چاروں طرف مہکے، یہاں مراد امام مہدی جن کی تعلیمات سے دنیا میں امن وامان اور عدل وانصاف قائم ہوگا
خُتن: ترکستان کا ایک علاقہ جہاں کے ہرن اپنی مُشک (ناف کے خون کے قطرے جمنے کے بعد تیز خوشبودار ہو جاتے ہیں) کی وجہ سے مشہور ہیں
کفن پوش: کفن پہنے ہوئے، مراد مُردہ
چاک کریں: پھاڑیں، چیر ڈالیں
مَردکِ ناداں: بے وقوف اور جاہل، بالکل بے علم انسان

مردِ مسلماں

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں ،کردار میں، اللہ کی بُرہان!

قہّاری و غفّاری و قُدّوسی و جبروت
یہ چار عناصِر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قُرآن!

قُدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دُنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو، وہ شبنم
دریاؤں کے دِل جس سے دہل جائیں، وہ طوفان

نئی آن: نئی آبرو/شان
گفتار: بولنا، باتیں کرنا
بُرہان: روشن دلیل
قہّاری: قاہر ہونا،دشمنوں/کافروں پر سختی کرنے کی حالت
غفاری: بخشنے یاخطامعاف کردینے کا عمل
قُدّوسی: خطاؤں اور گناہوں سے پاک ہونے کی کیفیت
جبروت: عظمت اور قوت،خدائی عظمت

عناصر: مراد ایسی اشیاء جنہیں ملا کر ایک چیز بنائی جائے
بخارا،بدخشاں: ایران کے شہر،مراد کوئی بھی شہر
قاری: پڑھنے والا،مراد قرآن کریم پڑھنے والا
عِیار: کسوٹی
میزان: ترازو مراد ایک سا، اللہ کی کسوٹی پر پورا اترنے والا/گفتاراور کردار میں توازن والا
دل دہل جانا: ڈر کے مارے دل کا کانپ اٹھنا

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدّر کے ستارے کو تو پہچان!

پنجابی مسلمان

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مُریدی کا تو ہَرتا ہے بہت جلد

تاوِیل کا پھندا کوئی صیّاد لگا دے
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

فِطرت: قدرت
سرودِازلی: ہمیشہ ہمیشہ کا ترانہ / نغمہ
آہنگ: لے، سُر
یکتا: ایک سا، بالکل ویسا ہی
صفتِ سورۂ رحمٰن: سورۂ رحمٰن کی مانند، پارہ ۲۷ کی ایک سورت جس میں یہ آیت "فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ" بار بار آتی ہے۔ (تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)
کارگہِ فکر: فکر کا کارخانہ، مراد شعور میں، شاعری جس میں جہد و عمل کا پیغام ہے

انجم: نجم بمعنی ستارہ کی جمع، تارے
مقدر: قسمت، نصیبہ

تازہ پسند: نئی نئی چیزیں پسند کرنے والا
تحقیق: کسی بات / مسئلے کی حقیقت تک پہنچنے کا علم
بازی: کھیل
تاوِیل: کسی مسئلے / بات کے ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا مطلب جو صحیح نہ ہو
صیّاد: شکاری

آزادی

ہے کس کی یہ جُرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حُریت افکار کی نعمت ہے خدا داد

چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنَم آباد

قرآن کو بازیچہ تاویل بناکر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

ہے مملکتِ ہند میں اک طُرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس، مسلمان ہے آزاد!

اِشاعت اسلام فرنگستان میں

ضمیر اس مدنیت کا دِیں سے ہے خالی
فرنگیوں میں اخوت کا ہے نسب پہ قیام

حُریتِ افکار: خیالات کی آزادی، ہر قسم کے خیالات کو کسی خوف کے بغیر ظاہر کرنا
خُداداد: خدا کی دی ہوئی
آتش کدہ: آگ کا گھر، آتش پرستوں کی عبادت گاہ
پارس: (فارس) ایران کا صوبہ۔ آتش پرستی کا آغاز، اسلام سے بہت پہلے، ایران میں ہوا تھا

بازیچہ: کھلونا
طُرفہ تماشا: انوکھا یا عجیب منظر / کھیل
محبوس: حبس کیا گیا، قیدی، یعنی اس پر صحیح عمل نہیں ہو رہا
ضمیر: باطن، دل
مدنیت: تہذیب اور تمدن
نسب: خاندان، قبیلہ

بلند تر نہیں انگریز کی نگاہوں میں
قبولِ دین مسیحی سے برہمن کا مقام

اگر قبول کرے، دینِ مصطفیٰؐ، انگریز
سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

لا و اِلا

فضائے نُور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بر پیدا
سفر خاکی شبستاں سے نہ کرسکتا اگر دانہ

نہادِ زندگی میں ابتداء "لا" انتہا "اِلا"
پیام موت ہے جب "لا" ہوا "الا" سے، بیگانہ

وہ مِلّت رُوح جس کی "لا" سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو، ہُوا لبریز اس ملّت کا پیمانہ

دین مسیحی: عیسائی مذہب
بَرہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا
سیاہ روز: تاریک دن والا، مراد بدنصیب

لاواِلا: نہیں اور مگر سوائے، اشارہ ہے کلمہ طیبہ کی طرف: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ گویا "لا" ابتدا ہے اور "اِلا" انتہا
فضائے نور: روشن فضا، مراد زمین کے باہر کی فضا
بَرگ وبَر: پتے اور پھل (نشوونما پانے کا عمل)
خاکی شبستاں: مٹی کی بنی ہوئی رات گذارنے کی جگہ، مراد زمین کے اندر
نہادِ زندگی: زندگی کی بنیاد / بجو یا اصل
بیگانہ: بے خبر، ناوقف
لبریز: بھرا ہوا، پُر
پیمانہ: پیالہ، جام، برتن

اُمرائے عرب سے ☆

کرے یہ کافر ہندی بھی جرأتِ گفتار
اگر نہ ہو اُمرائے عرب کی بے ادبی!

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امّت کو؟
وصالِ مصطفوی، افتراقِ بُولہبی!

نہیں وجود حدود و ثُغور سے اس کا
محمدؐ عربی سے ہے عالم عربی!

احکامِ الٰہی

پابندیِ تقدیر کہ پابندیِ احکام!
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خِرد مند

اُمرا: اَمیر بمعنی سردار کی جمع
کافر ہندی: ہندوستان کا کافر (عرب، برصغیر کے مسلمانوں کو بھی کافر جانتے تھے)؛ یہاں مُراد خود اقبال
وصالِ مصطفوی: مصطفیٰؐ سے وابستگی، یعنی حضورِ اکرمؐ اور اسلام سے محبت
افتراقِ بُولہبی: بولہب سے کنارہ کشی یعنی کُفر سے دور رہنے کی حالت (ابولہب: حضورِ اکرمؐ کا چچا اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا)
حُدود: حد کی جمع
ثُغور: ثغر بمعنی سرحد (حدود و ثغور، مراد ممالک کی سرحدیں)
پابندیِ احکام: مُراد خدا نے جو کچھ حکم دیا ہے اُس پر پوری طرح عمل کرنا

☆ بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

اک آن میں سَو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش، ابھی خورسند

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

مَوت

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
اگر ہو زندہ تو دِل ناصُبور رہتا ہے

مہ و ستارہ، مثالِ شرارہ یک دو نفَس
مئے خودی کا ابد تک سرُور رہتا ہے

فرشتہ موت کا چھُوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دُور رہتا ہے!

مُقلِد: کسی کی پیَروی کرنے والا، پیچھے چلنے والا
جَمادات: جماد کی جمع، ہر بے جان چیز جو حرکت نہ کر سکے
لحد: قبر
غیب و حضور: غائب اور موجود ہونے کی کیفیت
مثالِ شرارہ: چنگاری کی مانند

یک دو نَفَس: ایک دو سانس / پل، مُراد بالکل عارضی
مَئے خودی: خودی کی شراب، خودی میں ڈوبے رہنے کی حالت
وجود کا مرکز: مراد خُودی، جس تک موت کے فرشتے کا ہاتھ نہیں پہنچتا

قُم بِاذنِ اللہ

جہاں اگرچہ دِگرگوں ہے، قُم بِاذنِ اللہ
وہی زمیں، وہی گردُوں ہے، قُم بِاذنِ اللہ

کِیا نوائے "انا الحق" کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے، قُم بِاذنِ اللہ

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسُوں ہے، قُم بِاذنِ اللہ

قُم بِاذنِ اللہ: اُٹھ اللہ کے حُکم سے (حضرت عیسیٰؑ کا ایک فقرہ جو وہ مُردوں کو زندہ کرتے وقت کہا کرتے تھے)

نوائے اَنا الحق: میں حق / خدا ہوں کی آواز، حسین بن منصور حلاج کا نعرہ، جس کا مطلب تھا کہ مجھ میں خدا ہے، یعنی کائنات کے ہر ہر ذرّے میں خدا کا ظہور ہے، مُراد توحید

آتشیں: آگ والی، مُراد عشق کی آگ والی؛ بیحد اثر والی

غمیں نہ ہو: غم نہ کر، بے فکر ہو جا

پراگندہ: بکھرا ہوا، منتشر

شعور: عقل، ذہانت، کھرا کھوٹا پرکھنے کی اہلیت

اَفسوں: جادو، فریب

تعلیم و تربیت

مقصود ☆

سپنوزا

نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانشمند
حیات کیا ہے؟ حضور و سرور و نور و وجود

فلاطوں

نگاہ موت پہ رکھتا ہے مردِ دانشمند
حیات ہے شبِ تاریک میں شرر کی نمود

حیات و موت نہیں التفات کے لائق
فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

مَقصود: اصلی غرض، مَقصد
سپنوزا: ہالینڈ کا ایک فلسفی (وفات ۱۶۷۷ء) جو یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے فلسفہ پڑھا۔ پھر مذہب سے برگشتہ ہونے کے سبب یہودیوں نے اسے وہاں سے نکال دیا۔ وہ ہیگ جا کر آباد ہو گیا اور عینکوں کے شیشے پالش کر کے روزی کماتا اور ساتھ ساتھ فلسفے کی کتابیں لکھتا رہا
مردِ دانشمند: عقل اور شعور والا انسان
حضور: موجودگی، مُراد خدا کی تجلیات آنکھوں کے سامنے ہونا
سرُور: خوشی، مراد روحانی مسرّت
نُور: روشنی، جلوہ، عشق
وجود: پیدا ہونے کی کیفیت، مراد تمام کائنات میں خدا کا ظہور
شبِ تاریک: اندھیری رات
شرر کی نمود: چنگاری کے ظاہر ہونے کی حالت
اِلتفات: توجہ کسی چیز کو اہمیت دینا
لائق: مُستحق

☆ ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

زمانۂ حاضر کا انسان

"عشق ناپید و خردمی گزدش صورتِ مار"
عقل کو تابع فرمانِ نظر کر نہ سکا

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حِکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

جس نے سورج کی شُعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا!

اقوامِ مشرق

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق اُن کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیونکر
یہ فرنگی مدنیّت کہ جو ہے خود لبِ گور!

"عشق ناپید و خردمی گزدش صورتِ مار" عشق غائب ہے اور عقل اُسے (انسان کو) سانپ کی طرح ڈس رہی ہے (یعنی موجودہ دَور کا انسان عشق سے محروم.....)

تابع: ماتحت، حکم ماننے والی

فرمانِ نظر: نظر کا حکم، مُراد عشق / بصیرت جو کچھ کہے

اَفکار کی دنیا: خیالات کی دنیا

خم و پیچ: اُلٹی سیدھی یا ٹیڑھی چال

ضرر: نقصان

شبِ تاریک: سیاہ رات، مُراد دُکھوں مصیبتوں کی حالت

اَقوامِ مشرق: مشرق کی قومیں، مشرق میں واقع ملکوں کے لوگ

حقائق: حقیقت کی جمع، مراد وہ حالات جو بالکل صاف نظر آرہے ہیں

محکومی: غلامی

تقلید: پیروی

کور: اندھی

فرنگی مدنیت: یورپی تہذیب و تمدن

لبِ گور: قبر کے کنارے، مرنے کے قریب

آگاہی

نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
نہیں ہے اپنی خودی کے مقام سے آگاہ

خودی کو جس نے فلک سے بلند تر دیکھا
وہی ہے مملکتِ صبح و شام سے آگاہ

وہی نِگاہ کے ناخوب و خوب سے محرم
وہی ہے دل کے حلال و حرام سے آگاہ

مصلحین مشرق

میں ہوں نومید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
کہ بزمِ خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی

نئی بجلی کہاں اُن بادلوں کے جیب و دامن میں
پُرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی!

آگاہی: واقف / باخبر ہونے کی حالت
سپہر: آسمان
ستارہ شناس: ستاروں کے علم کا ماہر؛ نجومی
مملکتِ صبح و شام: دن اور رات کی سلطنت / حکومت، مراد کائنات کے راز، بھید
ناخوب: جو اچھا نہ ہو
محرم: واقف، کسی کے بھید سے واقف
مصلحین: مُصلح کی جمع، اصلاح / درستی کرنے والے، مراد قوم کے رہبر / رہنما

ساقیان: ساقی کی جمع، پلانے والے، مراد قوم کے رہنما۔
سامری فن: سامری کا سا ہنر رکھنے والے (سامری، حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا جادوگر جس نے سونے کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل سے اس کی عبادت کروائی) مراد عیار اور فریب کار
بزمِ خاوراں: مشرق کی مجلس، مراد مشرقی مُلک
ساتگیں: بڑا پیالہ
جیب و دامن: گریبان اور جھولی
نئی بجلی: مراد نئے خیالات جن کی بنا پر قوم ترقی کرے

مغربی تہذیب

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف

رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

اَسرار پیدا

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صُورتِ فولاد

ناچیز جہانِ مہ و پرویں ترے آگے
وہ عالم مجبور ہے، تُو عالم آزاد

موجوں کی تپش کیا ہے، فقط ذوقِ طلب ہے
پنہاں جو صدف میں ہے، وہ دولت ہے خداداد

فسادِ قلب و نظر: دل اور نظر کی خرابی، مراد جذبوں اور بصیرت کے لیے نقصان دہ
عفیف: پارسا، پاک باطن
ناپید: غائب، گم
ضمیرِ پاک: پاک باطن، پاک دل
ذوقِ لطیف: پسندیدہ و ناپسندیدہ میں تمیز کرنے کی صلاحیت
اَسرارِ پیدا: کھلے بھید، کھلی حقیقتیں
شمشیر: تلوار
صورتِ فولاد: سخت لوہے کی مانند

ناچیز: بے قدر، جس کی کوئی اہمیت نہ ہو
جہانِ مہ و پرویں: چاند اور ستاروں کی دنیا یہ کائنات
عالم مجبور: ایسی دنیا جو خود کچھ نہ کر سکے، جس کام پر اُسے لگایا جائے وہی کرتی رہے
تپش: گرمی، جوش
ذوقِ طلب: کسی شے کو پا لینے کا جذبہ، حرکت و عمل کا جذبہ
پنہاں: چھپی ہوئی
صدف: سیپی
خداداد: خدا کی دی ہوئی

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُردَم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

سُلطان ٹیپو کی وصیت

تُو رَہ نوردِ شوق ہے، منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز! گرمیِ محفل نہ کر قبول

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دِل نہ کر قبول

باطل دُوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

پُردَم: سانس سے بھرا ہوا، یعنی طاقتور
خطرۂ اُفتاد: گرنے کا خطرہ
سُلطان ٹیپو: فتح علی خان ولد حیدر علی، والی میسور (ولادت ۱۷۵۳ء، شہادت ۴ مئی ۱۷۹۹ء)۔ اپنی دلیری اور سرفروشی کی بنا پر اس نے انگریزوں کا مقابلہ کر کے ایک موقع پر انہیں شکست دی لیکن بعد میں میر صادق جیسے غداروں کی غداری کے نتیجے میں میدان جنگ میں شہید ہوا۔
وَصیت: ایسی نصیحت جو کوئی شخص مرتے وقت اپنے عزیزوں کو کرے
رَہ نوردِ شوق: عشق کا راستہ طے کرنے والا، مراد جہد و عمل کرنے اور باطل کے خلاف جہاد کرنے والا
مَحمل: کجاوہ، اُونٹ کا ہودہ جس میں بیٹھ کر پردہ کرنے والی عورتیں سفر کرتی ہیں
جوئے آب: پانی کی ندی
دریائے تند و تیز: ٹھاٹھیں یا موجیں مارتا دریا/سمندر
صنم کدہ: بُتوں کا گھر، مراد یہ دُنیا جس میں مفادات اور خواہشوں کی پوجا کی جاتی ہے
محفل گداز: مجلس کو پگھلانے والا، اپنے قول اور عمل سے دوسروں کو متاثر کرنے والا
گرمیِ محفل: بزم/مجلس کا جوش، مراد دُوسروں کا جوش
صبحِ ازل: کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے
عقل کا غلام: جو صرف فلسفہ وغیرہ کی بحث کرے لیکن جہد و عمل سے دُور رہے
دوئی پسند: دو کو پسند کرنے والا، توحید کا منکر
حق: سچ، مراد خدا
لاشریک: جس کا کوئی ثانی نہ ہو، یعنی صرف وہی عبادت کے لائق ہو
میانہ: درمیان، بیچ

غزل

نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی و حجازی
کہ خودی سے مَیں نے سیکھی دو جہاں سے بے نیازی

تو مری نظر میں کافر، میں تری نظر میں کافر
ترا دِیں نفَس شماری، مرا دِیں نفَس گدازی

تو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تدرواں نہیں دینِ شاہبازی

ترے دشت و در میں مجھ کو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سکھا سکے خرد کو رہ و رسمِ کار سازی

نہ جُدا رہے نواگر تب و تابِ زندگی سے
کہ ہلاکی اُمَم ہے یہ طریقِ نَے نوازی

اَعجمی: غیر عرَب
ہندی: ہندوستان کا رہنے والا
بے نیازی: بے پَروائی، کسی چیز پر توجہ نہ دینا
نَفَس شماری: سانس گِننے کا عمل، زندہ رہنے کی آرزو
نَفَس گدازی: سانس پگھلانے کا عمل، یعنی عمل اور جہاد کرنے کی بیحد لگن
شریعت: مذہب، دِین
تدرو: تدرو بمعنی چکور کی جمع، مراد کمزور قوم
دینِ شاہبازی: شاہباز کا سا طور طریقہ، مُراد سخت کوشی، دلیری اور جدّوجہد کے انداز

دشت و دَر: جنگل اور بیابان
رَہ و رَسمِ کار سازی: کام بنانے کے طور طریقے، مُراد عشقِ حقیقی اور جہد و عمل کے طور طریقے
نواگر: نغمہ گانے والا، مُراد شاعر
تب و تاب: گرمی اور چمک، جوش و جذبہ
ہلاکیِ اُمم: اُمتوں / قوموں کی تباہی
طریقِ نَے نوازی: بانسری بجانے کا انداز، مراد شاعری کا انداز، یہ اشارہ ہے دَورِ غلامی کی اُس اردو شاعری کی طرف جس میں صرف گل و بلبل کی باتیں ہیں اور قوم کے لیے آزادی کی تڑپ اور حرکت و عمل کا کوئی پیغام نہیں

بیداری

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہوگئی بیدار
شمشیر کی مانند ہے بُرندہ و بُراق

اُس کی نگہِ شوخ پہ ہوتی ہے نمودار
ہر ذرّے میں پوشیدہ ہے جو قُوّتِ اشراق

اُس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تُو بندۂ آفاق ہے، وہ صاحبِ آفاق

تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی
وہ پاکیِ فطرت سے ہوا محرمِ اعماق

حق بیں: حق کو دیکھنے والا، مراد عدل وانصاف پر چلنے والا

بیدار: جاگنے کی حالت

بُرندہ: کاٹنے والی، بہت تیز

بُراق: بہت چمکدار، روشن

نگہِ شوخ: مُراد تیز نگاہ جو دُور تک گہرائی میں بھی دیکھ لے

نمودار: ظاہر

قُوّتِ اِشراق: روشن اور نُمایاں ہونے کی طاقت

مَردِ خدا: اللہ کا بندہ، مراد مردِ مومن جو خدا کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا

بندۂ آفاق: مُراد مادی دنیا کا غلام، جو ہر چھوٹی بڑی طاقت سے ڈرتا ہے

صاحبِ آفاق: مُراد دنیا کا مالک، یعنی دنیا پر حکومت کرنے والا / غلبہ پانے والا

طلب: آرزو، تمنا

ساحِل: سمندر کا کنارہ

پاکیِ فطرت: باطن / ضمیر کے ہر طرح کی بُرائی سے پاک ہونے کی حالت

مَحرم: واقِف، جاننے والا

اَعماق: عُمق بمعنی گہرائی کی جمع، مُراد زندگی کے گہرے راز، بھید

خودی کی تربیت

خودی کی پرورش و تربیَت پہ ہے موقوف
کہ مُشتِ خاک میں پیدا ہو آتشِ ہمہ سوز

یہی ہے سرِ کلیمی ہر اک زمانے میں
ہَوائے دشت و شعیب و شبانی شب و روز!

آزادیِ فکر

آزادیِ افکار سے ہے اُن کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبّر کا سلیقہ

ہو فکر اگر خام تو آزادیِ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

مَوقوف: ٹھہرایا گیا یعنی مُنحصر
مُشتِ خاک: مٹّی کی مٹھی مراد انسان
آتشِ ہمہ سوز: سب کو جلا دینے والی آگ، مراد اللہ کے سوا جو کچھ ہے (ماسوااللہ) اُس سے بے نیاز ہونے کی قوت
سرِ کلیمی: کلیم ہونے کا راز، مراد کفر اور ظُلم کی طاقتوں کے خلاف ڈٹ جانے کے عمل کا راز
شعیب: مراد حضرت شعیب، جن کے یہاں حضرت موسیٰ نے کچھ عرصہ اُن کی بھیڑوں کی گلّہ بانی کی جس کے عوض انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے اپنی بیٹی بیاہ دی اور پھر اِس واقعے کے بعد حضرت موسیٰ کی خدا سے ہم کلامی ہوئی
شبانی شب و روز: دن رات کی گلّہ بانی، مُراد مسلسل محنت، جدّوجہد، رہبر اور مُرشد کی شب و روز خدمت

آزادیِ افکار: کسی مسئلے وغیرہ پر کھل کر بات کرنے، رائے کا اِظہار کرنے کی آزادی / صلاحیت
فکر و تدبّر: غور اور سوچ بچار کرنے کی حالت
سَلیقہ: ڈھنگ، تمیز
خام: کچّی، فضول اور بیکار قسم کا فکر

خودی کی زندگی

خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی نہیں ہے سنجر و طغرل سے کم شکوہِ فقیر
خودی ہو زندہ تو دریائے بے کراں پایاب خودی ہو زندہ تو کہسار پرنیان و حریر

نہنگِ زندہ ہے اپنے محیط میں آزاد
نہنگِ مُردہ کو موجِ سراب بھی زنجیر!

حکومت ☆

ہے مُریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و مُلّا کو بُری لگتی ہے درویش کی بات
قوم کے ہاتھ سے جاتا ہے متاعِ کردار
بحث میں آتا ہے جب فلسفۂ ذات و صفات

فقر: صرف خدا سے وابستگی اور دنیا سے بے تعلق ہونا
سنجر و طغرل: دونوں ایران کے سلجوقی خاندان کے عظیم بادشاہ تھے جنہوں نے چھٹی صدی ہجری اور بعد میں ایران پر حکومت کی۔ مراد شان و شوکت والے حکمران / بادشاہ
شکوہ: شان، دبدبہ
فقیر: محتاج، یہاں مُراد صاحبِ فقر
دریائے بیکراں: ایسا سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، انتہائی وسیع سمندر، مُراد کٹھن اور مشکل مرحلے
پایاب: دریا کی سطح کا زیادہ گہرا نہ ہونا، یعنی آدمی آسانی سے اس میں اِدھر اُدھر چل سکے

پرنیان: ریشمی کپڑے کی ایک قسم، مُراد نرم
حریر: ریشمی لباس، یعنی نرم
نہنگ: مگرمچھ
محیط: ماحول، سمندر
موجِ سراب: مراد ریت کی لہر

متاعِ کردار: عمل کی دولت / پونجی
فلسفۂ ذات و صفات: اللہ کی ذات و صفات سے متعلق فلسفہ یعنی آیا اللہ کی صفتیں اس کی ذات سے الگ ہیں یا ذات میں شامل ہیں وغیرہ مراد ایسی بحثیں جن کا حاصل کچھ نہ ہو

☆ ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

گرچہ اس دَیرِ کہن کا ہے یہ دستورِ قدیم
کہ نہیں مے کدہ و ساقی و مینا کو ثبات

قسمتِ بادہ مگر حق ہے اُسی ملّت کا
انگبیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات!

ہندی مکتب

اقبالؔ! یہاں نام نہ لے عِلمِ خودی کا
موزُوں نہیں مکتب کے لیے ایسے مقالات

بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے
پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

آزاد کی اک آن ہے محکوم کا اک سال
کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات

دَیرِ کہن: پرانا مندر، یعنی یہ دُنیا
دستورِ قدیم: پرانا طریقہ، پرانا اصول، پُرانی رسم
ثبات: بر قرار رہنا
قِسمتِ بادہ: شراب کی تقسیم، شراب بانٹنا یعنی حکومت کرنا
اَنگبیں: شہد
تلخابِ حیات: زندگی کا کڑوا پانی، مُراد جہد و عمل میں جو تکالیف اٹھانا پڑتی ہیں

ہندی مکتب: ہندوستان کے مدرسے
مَوزُوں: مناسب، جو موقع محل کے مطابق ہو
مَقالات: مقالہ کی جمع، مراد باتیں، مضمون
ممولے: چڑیا کی قسم کے کمزور پرندے، مراد کمزور یا غلام قوم
اَحوال و مقامات: صوفی یعنی مردِ مومن / آزاد کے جہد و عمل کی مختلف صورتیں
آن: پَل، لمحہ
گراں سیر: آہستہ چلنے والے، بوجھل لمحے جن کا گذارنا مشکل ہو

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیّت
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منوّر
محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خُرافات

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا
ہے بندۂ آزاد خود اک زندہ کرامات

محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی
موسیقی و صُورت گری و عِلم نباتات!

تربیت

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ

لحظہ: گھڑی، پل، لمحہ
پیامِ اَبدیّت: ہمیشہ ہمیشہ کا پیغام، حیاتِ جاوید کا پیغام
مرگِ مفاجات: اَچانک، مجبوری کی مَوت
اندیشہ: سوچ، فکر
مُنوّر: روشن
خُرافات: غلط قسم کی اور فضول سی باتیں
کرامات: کرامت کی جمع، ایسی بات یا کام جو عام انسان کے بس سے باہر ہو

زِندہ کرامات: جاندار کرامت، دنیا پر چھا جانے والی قوت
صُورت گری: نقاشی کا فن، مصوّری
عِلمِ نباتات: درختوں، پودوں کا علم، باٹنی (Botany)

سوزِ جگر: جگر کی تپش، مُراد دل کا منوّر ہونا، عشق، عمل اور جدّوجہد سے معرفتِ الٰہی کا حاصل کرنا
سوزِ دماغ: دماغ کی تپش، مراد عقل اور علم سے دماغ/ذہن کا روشن ہونا

علم میں دولت بھی ہے، قُدرت بھی ہے، لذّت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

اہلِ دانش عام ہیں، کمیاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ!

شیخِ مکتب کے طریقوں سے کُشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!

خوب وزِشت

ستارگانِ فضاہائے نیلگوں کی طرح
تخیلات بھی ہیں تابعِ طلوع و غروب

جہاں خودی کا بھی ہے صاحبِ فراز و نشیب
یہاں بھی معرکہ آرا ہے خوب سے ناخوب

قُدرت: طاقت، قوت،
سراغ: نشان، پتا
اہلِ دانش: علم والے، دانالوگ
کم یاب: کم ملتے ہیں، تھوڑے ہیں
اہلِ نظر: بصیرت اور معرفت والے لوگ، مردانِ مومن
اَیاغ: پیالہ
شیخِ مکتب: مدرسے کا اُستاد، کالج یا یونیورسٹی کا پروفیسر
کُشادِ دل: دِل کا کھلنا، معرفت و عشق سے دل کا پُر ہونا
کبریت: گندھک، دیاسلائی

زِشت: بُرا، بُری
ستارگان: ستارہ کی جمع
فضاہائے نیلگوں: نیلے رنگ کی فضائیں، آسمان
تخیلات: تخیّل کی جمع، خیالات
تابع: ماتحت، پیرو
طلوع و غروب: چڑھنا اور ڈوبنا، ترقی اور زوال،
فراز و نشیب: بلندی اور پستی
ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا
معرکہ آرا: جنگ کرنے والا، لڑنے والا

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو، وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نامحبوب

مرگِ خودی

خودی کی موت سے مغرب کا اندرُوں بے نور
خودی کی موت سے مشرق ہے مُبتلائے جُذام

خودی کی موت سے رُوحِ عرب ہے بے تب و تاب
بدن عراق و عجم کا ہے بے عُروق و عظام

خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر
قفس ہُوا ہے حلال اور آشیانہ حرام!

خودی کی موت سے پیرِ حرم ہُوا مجبور
کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامۂ احرام!

نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت
فرازِ خودی: خودی کی بلندی
قبیح: بُرا
نامحبوب: جو محبت کے لائق نہ ہو، ناپسندیدہ
مغرب: مراد یورپ، مغربی ممالک
اندروں: ضمیر، باطن، دل
مشرق: مراد مشرق میں واقع ممالک
روحِ عرب: عرب یعنی عرب مُلکوں کی روح
بے تب و تاب: جوش و جذبہ سے خالی

عراق و عجم: عراق یعنی عرب اور غیر عرب مُلک
عُروق: عِرق بمعنی رگ کی جمع رگیں
عظام: جمع عَظم بمعنی ہڈی، ہڈیاں
شکستہ بال: جن کے پَر ٹوٹے ہوں اور وہ اُڑ نہ سکتے ہوں، مراد غُلام
پیرِ حرم: حرم کا شیخ، مسلمان مذہبی رہنما، شیخ
جامۂ احرام: وہ اَن سلا لباس جو حج کے موقع پر پہنتے ہیں، پیرِ حرم اور جامۂ احرام میں اشارہ ہے شریفِ مکہ کی طرف جس نے انگریزوں سے مِل کر تُرکی کی عُثمانیہ خلافت کو ختم کر دیا تھا

مہمانِ عزیز

پر ہے افکار سے ان مدرسے والوں کا ضمیر
خوب و ناخوب کی اس دَور میں ہے کس کو تمیز!

چاہیے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آجائے کہیں سے کوئی مہمانِ عزیز

عصرِ حاضر

پُختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
اس زمانے کی ہوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

مُردہ، لادینیِ افکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیِ افکار سے مشرق میں غلام!

اَفکار: فکر کی جمع، خیالات
ضمیر: باطن، دل
تمیز: سلیقہ، اچھے بُرے کی پہچان
خانۂ دل: دل کا گھر، مراد دل کا کوئی کونا
مہمانِ عزیز: قابلِ عزت مہمان، مراد بلند و پاکیزہ خیال

پُختہ افکار: مضبوط خیالات، ایسے ٹھوس خیالات جو دوسروں میں بھی جوش و جذبہ پیدا کر دیں
خام: کچا، مراد بے فائدہ، بیکار
بے ربط و نظام: (ایسے خیالات جن میں) کوئی باہمی تعلق اور ترتیب نہ ہو، اُلٹے سیدھے
لادینیِ اَفکار: خیالات میں مذہبی رنگ نہ ہونا، کافروں کے سے خیالات، جن سے آدمی مذہب سے دور ہو
بے ربطیِ افکار: خیالات میں باہمی تعلق نہ ہونا، اُلٹے سیدھے خیالات
مشرق: مراد مشرقی ممالک

طالب علم

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تُو
کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں!

اِمتحان

کہا پہاڑ کی ندی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرافگندگی تری معراج!

ترا یہ حال کہ پامال و درد مند ہے تُو
مری یہ شان کہ دریا بھی ہے مرا محتاج

جہاں میں تُو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا
کسے خبر کہ تُو ہے سنگِ خارا یا کہ زُجاج!

طوفاں: سمندر میں موجوں کا بہت بلند ہونا، مُراد بلند جذبے
اِضطراب: بے چینی، مراد سمندر میں طوفانی کیفیت
فراغ: فرصت
کتاب خواں: کتاب پڑھنے والا، مراد جو صرف کتابیں پڑھتا ہے لیکن عمل اور جدّوجہد نہیں کرتا
صاحبِ کتاب: کتاب والا، مراد کتاب یعنی قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے والا

سنگ ریزہ: پتھر کا ٹکڑا، کنکر، روڑی
فُتادگی: اُفتادگی، نیچے گرے رہنے کی حالت، مراد پست ہمتی
سرافگندگی: سر جُھکائے رہنے کی حالت، مراد پست ہمتی
معراج: بلندی، عظمت
پامال: پاؤں کے نیچے روندا ہوا، مراد ذلیل و خوار
دَرد مند: درد یعنی مصیبت والا، مصیبت میں گرفتار
سنگِ خارا: سخت پتھر
زُجاج: شیشہ

مدرسہ

عصر حاضر مَلکُ الموت ہے تیرا، جس نے
قبض کی رُوح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے، کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش

اُس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا
جو یہ کہتا تھا خِرد سے کہ بہانے نہ تراش

فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خفّاش

مدرسے نے تری آنکھوں سے چھپایا جن کو
خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اَسرار ہیں فاش

عصرِ حاضر: موجودہ دَور جس میں مادی زندگی کی طرف زیادہ توجہ ہے
مَلکُ الموت: موت کا فرشتہ، عزرائیلؑ
روح قبض کرنا: رُوح نکالنا
فکرِ معاش: روزی کی پریشانی
حریفانہ کشاکش: باہمی ٹکراؤ اور کھینچا تانی، مراد دکھوں اور مصیبتوں یا ناسازگار حالات سے ٹکرا جانے کا عمل
ذوقِ خراش: چھیلے جانے یا زخمی ہونے کا شوق، یعنی ناسازگار حالات سے گھبرانے کی بجائے ان پر حاوی ہونے کا جذبہ
بیگانہ: ناواقف، حقیقت سے دُوری
بہانے تراشنا: بہانے بنانا، مُراد کسی بات سے بچنے کے لیے اُلٹی سیدھی ہانکنا
فیض: فائدہ پہنچانے کا عمل، برکت
دیدۂ شاہین: شاہین کی آنکھ، مراد تیز نگاہی، گہری بصیرت (شاہین اپنا شکار بڑی بلندی اور دُوری سے دیکھ لیتا ہے)
نگاہِ خفّاش: چمگادڑ کی نگاہ، آنکھیں نہ کھولنے کا عمل، حالات پر گہری نظر نہ رکھنے کی حالت (چمگادڑ دِن کو آنکھ نہیں کھولتی، اندھیرے میں نکلتی ہے)
خلوت: تنہائی، مراد غور و فکر کرنے کی جگہ
اَسرار: سِر بمعنی بھید کی جمع، مراد خدا کی معرفت کی علامتیں

حکیم نطشہ

حریف نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم
نگاہ چاہیے اَسرارِ "لا اِلٰہ" کے لئے

خدنگِ سینۂ گردُوں ہے اُس کا فکرِ بلند
کمند اُس کا تخیل ہے مہر و مہ کے لیے

اگرچہ پاک ہے طینت میں راہبی اُس کی
ترس رہی ہے مگر لذّتِ گُنہ کے لیے

اساتذہ

مقصد ہو اگر تربیتِ لعلِ بدخشاں
بے سُود ہے بھٹکے ہُوئے خورشید کا پرتو

حکیم: فلسفی
نطشہ: جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی (ولادت ۱۸۴۴ء، وفات ۱۹۰۰ء) اس کے مطابق زندگی کا اصل اصول اقتدار حاصل کرنے کی آرزو ہے اور صرف وہی انسان زندہ ہے جو مصیبتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ خیر دنیا میں پناہ نہیں لیتا
حریف: مقابلے پر آنے والا، مدِ مقابل
نکتۂ توحید: اللہ کی وحدت سے متعلق گہری بات
لاالٰہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں
خدنگ: تیر
گردوں: آسمان
کمند: پھندا
طینت: فطرت، سرشت
راہبی: راہب ہونے کا عمل، ترکِ دنیا کی کیفیت
لذتِ گُنہ: گناہ کی لذت، گناہ میں جو مزہ ہے
لعلِ بدخشاں: بدخشاں کا لعل، مُراد طالبِ علم، شاگرد

اَساتِذہ: اُستاذ کی جمع، اُستاد، معلّم
بے سُود: بے فائدہ، بیکار
بھٹکا ہوا خورشید: ایسا سورج جو صحیح راہ پر نہ چلے، مراد وہ اُستاد / معلّم جو خود مغربی تعلیم کے اثر سے صحیح راہ پر نہ ہو
پرتو: پرچھائیں، سایہ، روشنی، کرن، عکس

دُنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار
کیا مدرسہ، کیا مدرسے والوں کی تگ و دَو!

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!

غزل

مِلے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سُراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

میسّر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ

فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
تری نظر کا نگہباں ہو صاحبِ "ما زاغ"

روایات: روایت کی جمع، مُراد سُنی سنائی باتیں جن میں حقیقت نہ ہو یا جن کے بارے میں تحقیق نہ کی گئی ہو
تگ ودَو: بھاگ دوڑ، مراد کوشش
کہنہ دِماغ: پُرانے دماغ والا / والے، حقیقت کی تہہ تک پہنچنے والے / قوتِ ادراک سے آراستہ استاد
پیرو: پیچھے چلنے والا، دوسروں کی باتوں پر چلنے والا

منزلِ مقصود: جس منزل / ٹھکانے یا جگہ کا ارادہ کیا گیا ہو
سُراغ: نشان، پتا
فرصت: مُہلت، مراد فالتو وقت
بندۂ حُر: آزاد قوم کا فرد
فراغ: فرصت، سکون، فراغت
فروغ: چمک دمک، روشنی، مراد تہذیب
مغربیاں: اہلِ مغرب، یورپی قومیں
خیرہ کرنا: تیز روشنی میں آنکھوں کا چُندھیا جانا / دینا
صاحبِ "مازَاغ": مازاغ والا۔ مراد حضور اکرمؐ، اس میں اشارہ ہے سورہ النجم کی آیت ۱۷ کی طرف "اور نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ آگے بڑھی"

وہ بزمِ عیش ہے مہمانِ یک نفس دو نفس
چمک رہے ہیں مثالِ ستارہ جس کے ایاغ

کِیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا
صبا سے بھی نہ مِلا تجھ کو بُوئے گل کا سُراغ!

دِین و تعلیم

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعوائے نظر لاف و گزاف

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مُروّت کے خلاف

اُس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

فِطرت افراد سے اِغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملّت کے گُناہوں کو معاف

بزمِ عیش: عیش کی محفل، یہ دُنیا
مہمانِ یک نفس دو نفس: دو ایک پل کی مہمان، فانی
ایاغ: پیالہ، جام، مُراد دل کش دنیاوی چیزیں
کور ذوق: ذوق کا اندھا، مراد کائنات کی اشیا کو دیکھ کر بھی اُس کے خالق کے وجود سے باخبر نہ ہونے والا
صَبا: صبح کی ہوا، مراد کائنات کے عناصر
بوئے گل: پھول یا گلاب کی خوشبو، مراد خالقِ کائنات

پیرانِ حرم: مسلمان مذہبی رہنما، شیوخ
دعوائے نظر: معرفت کی بصیرت کا زوردار لفظوں میں اظہار / بیان کرنے کا عمل
لاف و گزاف: فُضول بات، جس میں کوئی حقیقت نہ ہو
اہلِ کلیسا: مراد انگریز، برصغیر کے انگریز حکمران
مُروّت: اَخلاق، پاس اور لحاظ
مظلومی: ظلم سہنے کی حالت
اِغماض: نظرانداز کرنے کی کیفیت، چشم پوشی

جاوید سے

۱

غارت گرِ دیں ہے یہ زمانہ — ہے اس کی نہاد کافرانہ
دربارِ شہنشہی سے خوشتر — مردانِ خدا کا آستانہ!
لیکن یہ دورِ ساحری ہے — انداز ہیں سب کے جادوانہ!
سرچشمۂ زندگی ہوا خشک — باقی ہے کہاں مئے شبانہ!
خالی ان سے ہوا دبستان — تھی جن کی نگاہ تازیانہ!
جس گھر کا مگر چراغ ہے تو — ہے اس کا مذاق عارفانہ!
جوہر میں ہو "لا الہ" تو کیا خوف — تعلیم ہو گو فرنگیانہ!
شاخِ گل پر چہک ولیکن — کر اپنی خودی میں آشیانہ!
وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا — ہر قطرہ ہے بحرِ بیکرانہ!
دہقان اگر نہ ہو تن آساں — ہر دانہ ہے صد ہزار دانہ!

جاوید: علامہ کے فرزند، ڈاکٹر جاوید اقبال جو بطور جسٹس اب ریٹائر ہو چکے ہیں
غارت گر: لوٹنے والا، تباہ کر دینے والا
نہاد: اصل، بنیاد، فطرت
دربار شہنشہی: شہنشاہ کا دربار، مراد دنیاوی شان و شوکت
خوشتر: بہتر، زیادہ اچھا
مَردانِ خدا: اللہ کے مرد، مراد مردانِ مومن جو دنیاوی آلایشوں سے خود کو پاک رکھتے ہیں
آستانہ: دہلیز، ٹھکانا، روحانی فیض حاصل کرنے کی جگہ
دَورِ ساحری: جادو کا زمانہ، مراد ظاہری چمک دمک کا زمانہ جس کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ جس کو بقا ہے
سَرچشمہ: جاری ہونے / نکلنے کی جگہ
مَے شبانہ: رات کی شراب، وہ علوم جن سے پہلے مسلمانوں کی محفلیں گرم رہتی تھیں
دَبستان: مدرسہ، نظامِ تعلیم
تازیانہ: چابک، مراد ذوق و شوق میں اضافہ کرنے والی
مذاق: ذوق
چراغ: مُراد فرد
عارفانہ: اللہ کی شناخت / معرفت والا
جوہر: اصل، مراد فطرت، خمیر، سرشت
لاالٰہ: مراد اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں
فرنگیانہ: انگریزی یا یورپی انداز کی
بحرِ بیکرانہ: وسیع سمندر
صد ہزار دانہ: لاکھوں دانے

"غافل منشیں نہ وقتِ بازی ست
وقتِ ہنر است و کارسازی ست"

☆

﴿ ۲ ﴾

سینے میں اگر نہ ہو دلِ گرم — رہ جاتی ہے زندگی میں خامی!
نخچیر اگر ہو زیرک و چست — آتی نہیں کام کہنہ دامی!
ہے آبِ حیات اسی جہاں میں — شرط اس کے لیے ہے تشنہ کامی!
غیرت ہے طریقتِ حقیقی — غیرت سے ہے فقر کی تمامی
اے جانِ پدر! نہیں ہے ممکن — شاہیں سے تدرو کی غلامی
نایاب نہیں متاعِ گفتار — صد انوری و ہزار جامی
ہے میری بساط کیا جہاں میں؟ — بس ایک فغانِ زیر بامی

دلِ گرم: جوش و جذبہ سے پُر دل
خامی: کچا پن، نامکمل رہنا
نخچیر: شکار
کہنہ دامی: پرانا دام ہونا، جال بچھانے کی مہارت / تجربہ
آبِ حیات: وہ روایتی پانی جسے پی کر انسان کو حیات جاوید میسر آتی ہے یعنی وہ قیامت تک زندہ رہتا ہے، مراد ایسے عمل جن سے صاحبِ عمل کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے
تشنہ کامی: پیاس، مراد جستجو، تلاش
طریقتِ حقیقی: صحیح راستہ، مراد شریعت اسلامیہ
تمامی: تکمیل، مکمل ہونے کی کیفیت
جانِ پدر: باپ کی جان، لاڈ اور محبت کے الفاظ ہیں
شاہین: باز کی قسم کا پرندہ، مراد مردِ مومن صاحبِ فقر
تدرو: چکور، مراد مزدور، ناتواں، غلام
نایاب: جو کہیں نہ پایا جائے
متاعِ گفتار: باتوں کی دولت، مراد شعر و شاعری (انوری اور جامی کے حوالے سے)
انوری: ایران کا مشہور شاعر اوحدالدین محمد (وفات ۵۸۳ھ / ۱۱۸۷ء)، یہاں مراد ہر شاعر یا ہر بڑا شاعر
جامی: مشہور فارسی شاعر نورالدین عبدالرحمن جامی (وفات ۸۹۸ھ / ۱۴۹۳ء)۔ یہاں مراد کوئی بھی بڑا شاعر
بساط: حیثیت، اہمیت، وقعت
فغانِ زیر بامی: چھت کے نیچے آہ و فغاں کی حالت، مراد ملت کو اس کی حالت پر توجہ دلا کر اسے بیدار کرنے کی کوشش

☆ غافل مت بیٹھ، یہ کھیل کود کا وقت نہیں ہے، بلکہ ہنر اور عمل سے کام لینے بنانے کا وقت ہے۔

اَک صدقِ مقال ہے کہ جس سے میں چشمِ جہاں میں ہوں گرامی
اللہ کی دَین ہے، جسے دے میراث نہیں بلند نامی
اپنے نورِ نظر سے کیا خوب فرماتے ہیں حضرتِ نظامیؔ

"جائے کہ بزرگ بایدت بود
فرزندیٔ من نداردت سود"

☆

﴿۳﴾

مومن پہ گراں ہیں یہ شب و روز دین و دولت، قمار بازی!
ناپید ہے بندۂ عمل مست باقی ہے فقط نفس درازی!
ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر جس فقر کی اصل ہے حجازی
اس فقر سے آدمی میں پیدا اللہ کی شانِ بے نیازی!

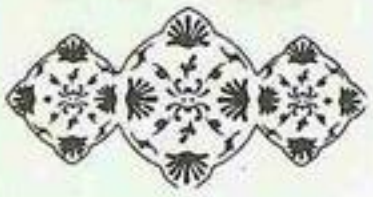
صدقِ مقال: سچی اور کھری بات
چشمِ جہاں: دنیا کی آنکھ، مراد دنیا والوں کی نظر میں
گرامی: باعزت، احترام والا
دین: عطیہ، انعام
میراث: بزرگوں کا چھوڑا ہوا سرمایہ، جائداد، جاگیر
بلند نامی: اونچا نام یعنی مشہور ہونے کی حالت
حضرت نظامی: مراد مشہور فارسی شاعر حکیم ابو محمد الیاس بن یوسف ذکی تخلص نظامی جو اپنی پانچ مثنویوں (خمسہ نظامی) کی وجہ سے مشہور ہیں، گنجہ (جو اب روس کی ایک آزاد مسلم ریاست میں واقع ہے) کے رہنے والے تھے (وفات ۶۱۵ھ / ۱۲۱۸ء)

دین و دولت: مذہب اور دولت، اشارہ ہے دُنیا پرست دینی علما کی طرف
قمار بازی: جوا، کسی چیز کو داؤ پر لگا دینا
ناپید: جو کہیں نہ ملے / پایا جائے
بندۂ عمل مست: ایسا انسان جو جوشِ عمل سے سرشار ہو
نفس درازی: لمبے سانس لینے کی کیفیت، مراد عمل سے خالی طویل زندگی
اصل: سرچشمہ، جڑ
حجازی: حجاز سے متعلق، مراد جس کا تعلق اسلام سے ہے، توحیدِ خداوندی
شانِ بے نیازی: دنیاوی حرص اور لالچ کو اہمیت نہ دینے کا عمل

☆ جس جگہ تجھے بڑا یا عظیم ہونا چاہیے وہاں تجھے میری فرزندی، (میری اولاد ہونے) کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، مراد تمہاری عظمت تمہارے اپنے کارناموں کے سبب ہوگی۔

کنجشک و حمام کے لیے موت ہے اس کا مقام شاہبازی
روشن اس سے خرد کی آنکھیں بے سرمۂ بوعلی و رازی!
حاصل اس کا شکوہِ محمود فطرت میں اگر نہ ہو ایازی!
تیری دنیا کا یہ سرافیل رکھتا نہیں ذوقِ نے نوازی
ہے اس کی نگاہِ عالم آشوب در پردہ تمام کار سازی!
یہ فقر غیور جس نے پایا بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی!

مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری



کنجشک: چڑیا
حمام: کبوتر
شاہبازی: شاہباز ہونا، مراد دلیری، مردِ مومن ہونے کی کیفیت
بوعلی: مراد مشہور فلسفی اور طبیب شیخ الرئیس ابو علی بن حسین سینا (وفات ۴۲۸ھ / ۱۰۳۷ء)
رازی: مشہور فلسفی امام فخر الدین رازی (وفات ۶۰۶ھ / ۱۲۰۹_۱۰ء)
حاصل: نتیجہ، پھل، فصل
شکوہِ محمود: محمود کی شان و شوکت، مراد مشہور سلطان محمود غزنوی (وفات ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء) یعنی بہت بڑی شان و شوکت
ایازی: ایاز ہونا، غلامی، ایاز محمود غزنوی کا ایک غلام تھا جس سے محمود کو محبت تھی
سرافیل: اسرافیل، وہ فرشتہ جو قیامت کے روز صور پھونکے گا جس سے مُردے قبروں میں سے اٹھ کھڑے ہونگے، مراد ایسا فقر جو مُردہ / سوئی ہوئی ملت کو بیدار کر دے
ذوقِ نے نوازی: بانسری بجانے کا شوق، مراد خالی نعروں کا شوق اور عمل سے دُوری
نگاہِ عالم آشوب: مراد ایسی نگاہ جو دنیا میں ایک ہنگامہ / تلاطم پیدا کرنے والی ہو
در پردہ: کسی چیز کی آڑ میں
کار سازی: کام بنانے کا عمل
سناں: ڈھال
مردِ غازی: باطل قوتوں کو شکست دینے والا دلیر
امیری: سرداری

عورت

مردِ فرنگ

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

ایک سوال

کوئی پُوچھے حکیم یورپ سے
ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش!

حکیم: دانا، فلسفی
سلجھایا: حل کیا
مسئلہ زن: عورت کا مسئلہ، عورت کا معاملہ
مہ و پروین: چاند اور ستارے، مراد دُنیا
فساد: خرابی، بگاڑ
فرنگی معاشرت: یورپی تہذیب، یورپ کے باہمی زندگی گذارنے کے انداز
ظہور: ظاہر ہونے کا عمل
سادہ: معمولی سمجھ والا، بھولا بھالا
زن شناس: عورت کی ذات / نفسیات سے پوری طرح واقف

حکیم یورپ: یورپ کا دانا / فلسفی
حلقہ بگوش: جس کے کانوں میں چھلا پڑا ہو، مُراد غلام محکوم
زن: عورت
تہی آغوش: جس کی گود خالی ہو، بے اولاد

پردہ

بہت رنگ بدلے سپہر بریں نے
خدایا یہ دُنیا جہاں تھی، وہیں ہے
تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں مَیں نے
وہ خلوت نشیں ہے، یہ خلوت نشیں ہے

ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

خلوت

رُسوا کِیا اس دَور کو جَلوت کی ہوس نے
روشن ہے نِگہ، آئینۂ دِل ہے مُکدّر

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

خلوت میں خودی ہوتی ہے خود گیر، ولیکن
خلوت نہیں اب دَیر و حرم میں بھی مَیسّر!

سپہرِ بَریں: اونچا آسمان
تفاوت: فرق
زن و شو: عورت اور خاوند / شوہر
خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والا / والی
آشکارا: ظاہر

مُکدّر: گرد سے بھرا ہوا، مراد غلط قسم کے خیالات سے پُر
ذَوقِ نظر: مُراد ظاہری سیر تماشے کا فطری شوق / مذاق
پراگندہ: بے ترتیب، پھیلے ہوئے
اَبتر: بہت بُرا
نیساں: موسم بہار کا دوسرا مہینا جس کی بارش کا کوئی قطرہ سیپی کے منہ میں جا کر موتی بن جاتا ہے
خود گیر: اپنے آپ کو پکڑنے والا، اپنی تربیت آپ کرنے والا
دَیر و حرم: مراد مُسلم اور غیر مسلم مذہبی ادارے

عورت

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مُشتِ خاک اس کی کہ ہر شرف ہے اِسی دُرج کا دُرِ مکنوں
مکالماتِ فلاطوں نہ لِکھ سکی، لیکن
اسی کے شُعلے سے ٹُوٹا شرارِ افلاطوں

آزادیٔ نسواں

اس بحث کا کچھ فیصلہ مَیں کر نہیں سکتا گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند
کیا فائدہ، کچھ کہہ کے بنوں اَور بھی معتوب پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرّد کا گلوبند؟

وجودِ زن: عورت کی ہستی، ذات
تصویرِ کائنات: دنیا کی تصویر، مراد دنیا
رنگ: مراد رونق
سوزِ دروں: اندر کا سوز، مراد دل میں پیدا ہونے والا سوز
ثُریا: ایک گچھے کی صورت میں چھ ستاروں کا جُھرمٹ
مُشتِ خاک: مٹی کی مُٹھی، مراد وجود، ذات
دُرج: ڈبیا
دُرِ مکنون: چھپا ہوا موتی
مُکالمات: مکالمہ کی جمع بمعنی باتیں، فلسفیانہ نظریات
شُعلہ: آگ کی لپٹ، مراد عورت کا وجود
شرارِ اَفلاطوں: یعنی بڑے بڑے فلسفیوں کا وجود میں آنا

نسواں: عورتیں
قند: شکر، شیرہ
معتوب: ڈانٹ ڈپٹ کیا گیا
تہذیب کے فرزند: تہذیب کے بیٹے، مراد جو خود کو بڑے مہذب سمجھتے ہیں
مردانِ خرد مند: دانا لوگ، گہری نظر رکھنے والے
زُمرّد: سبز رنگ کا قیمتی پتھر
گلوبند: گلے میں باندھے جانے والا ایک زیور

عورت کی حفاظت

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رَگوں میں ہے لہو سرد

نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پُرانی
نسوانیتِ زن کا نِگہباں ہے فقط مَرد

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اُس قوم کا خورشید بہت جلد ہُوا زرد

عورت اور تعلیم

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت

جس عِلم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اُسی علم کو اربابِ نظر موت

بیگانہ رہے دِیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے عِلم و ہُنر موت

مستور: چُھپی ہوئی
لہو کا سرد ہونا: جذبوں اور ذوق سے خالی ہونا
نِسوانیتِ زَن: عورت کا عورت پَن، عورت کی شرم وحیا
نِگہباں: محافظ
خورشید زَرد ہونا: سورج ڈوبنا، مراد زوال

تہذیبِ فَرنگی: یورپ کی تہذیب
مَرگِ اُمومت: ماں بننے کی صلاحیت کی مَوت
ثمر: پھل، نتیجہ
نازَن: بانجھ، جس کے اولاد نہ ہو
اربابِ نظر: دانالوگ
مدرسۂ زَن: عورت کا مکتب، مراد عورت کی تعلیم وتربیت

عورت

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منّتِ غیر
غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود

رازِ ہے اس کے تپِ غم کا یہی نکتۂ شوق
آتشیں، لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود

کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اَسرارِ حیات
گرم اسی آگ سے ہے معرکۂ بود و نبود

مَیں بھی مظلومیِ نسواں سے ہوں غمناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود

جوہر: خوبی، صلاحیت
عیاں: ظاہر، نمایاں
بے منّتِ غیر: کسی دوسرے کے احسان کے بغیر
نمود: ظاہر ہونا
تپِ غم: مراد جذبے اور لگن کی گرمی
نکتۂ شوق: عشق کی گہری بات
آتشیں: آگ والا، پُر حرارت
لذتِ تخلیق: (بچہ) پیدا کرنے کا لُطف

اَسرارِ حیات: زندگی کے راز
معرکہ: جنگ، مراد ہنگامہ
بُود و نبود: ہونا اور نہ ہونا، مراد انسان کی دنیا / کائنات
مظلومیِ نسواں: مراد عورتوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں
غم ناک: غم سے بھرا ہوا
عُقدۂ مشکل: مشکل گتھی / مسئلہ
کشود: کھلنا، کھلنے کی کیفیت

ادبیات

فنونِ لطیفہ

دین و ہنر

سرود و شعر و سیاست، کتاب و دین و ہنر
گہر ہیں ان کی گرہ میں تمام یک دانہ

ضمیر بندۂ خاکی سے ہے نمود ان کی
بلند تر ہے ستاروں سے ان کا کاشانہ

اگر خودی کی حفاظت کریں تو عین حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسون و افسانہ

ہوئی ہے زیرِ فلک اُمتوں کی رُسوائی
خودی سے جب ادب و دِیں ہُوئے ہیں بیگانہ

تخلیق

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

خودی میں ڈُوبنے والوں کے عزم و ہمّت نے
اس آبجو سے کیے بحر بے کراں پیدا

سرُود: نغمہ، موسیقی
گہر: گوہر، موتی
گرہ: مراد جیب، دامن، پاس
یک دانہ: بے مثال، قیمتی
ضمیر: باطن، مراد دل
بندۂ خاکی: مراد انسان
کاشانہ: رہنے کی جگہ، ٹھکانا
عین حیات: مکمل زندگی
سراپا: سر تا پاؤں، مراد مکمل
فسوں: جادو، مراد بے حقیقت کہانی، افسانہ
زیرِ فلک: آسمان کے نیچے مراد دنیا میں

تخلیق: پیدا/ایجاد کرنا
جہانِ تازہ: نئی/بدلتی دنیا
افکار تازہ: نئے نئے افکار، فلسفے، خیالات
نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت
خشت: اینٹ
عزم: ارادہ، قصد، ہمت، جذبہ
آبجو: ندی
بحر بیکراں: وسیع سمندر جس کا کنارہ نظر نہ آئے

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عُمر جاوداں پیدا

خودی کی موت سے مشرق کی سرزمینوں میں
ہُوا نہ کوئی خُدائی کا راز داں پیدا

ہوائے دشت سے بُوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا

جنوں

زُجاج گر کی دُکاں شاعری و مُلّائی — سِتم ہے، خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ!
کسے خبر کہ جنوں میں کمال اور بھی ہیں — کریں اگر اسے کوہ و کمر سے بیگانہ

ہجومِ مدرسہ بھی سازگار ہے اس کو
کہ اس کے واسطے لازم نہیں ہے ویرانہ

گردش: تبدیلی، حالات بدلتے رہنا
غالب آنا: قابو پانا
ہر نفس: ہر پل / گھڑی
عُمر جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
رازداں: بھید جاننے والا
ہوائے دشت: جنگل کی فضا، مراد قوم کا موجودہ رُجحان
بُوئے رفاقت: ساتھ دینے کی خوشبو، ساتھ چلنے کا جذبہ
ہم عناں: سفر کے ساتھی

جنوں: دیوانگی، پاگل پن، مُراد خودی سے متعلق جہد و عمل
زُجاج گر: شیشے کی چیزیں بنانے والا
مُلّائی: مُلّا ہونا مدرسے کا استاد، مراد جہد و عمل سے دور رہنا اور صرف باتوں پر زور
دشت و دَر: جنگل اور بیابان
دیوانہ: پاگل مراد عاشق حقیقی، جہد و عمل سے سرشار انسان
کمال: مکمل ہونے کی حالت، خوبی، ہُنر
کوہ: پہاڑ
کمر: پہاڑ کا درمیانی حصہ، دَرّہ
بیگانہ: ناواقف، دُور رہنے کا عمل
ہجوم: بھیڑ، رش، بہت سے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا
سازگار: موافق، طبیعت کو راس آنے والی
ویرانہ: بیابان، غیر آباد جگہ

اپنے شعر سے

ہے گِلہ مجھ کو تری لذتِ پیدائی کا
تُو ہوا فاش تو ہیں اب مرے اَسرار بھی فاش

شُعلے سے ٹُوٹ کے مثلِ شَرر آوارہ نہ رہ
کر کسی سینۂ پُر سوز میں خلوت کی تلاش

پیرس کی مسجد

مری نگاہ کمالِ ہُنر کو کیا دیکھے
کہ حق سے یہ حرمِ مغربی ہے بیگانہ

حرم نہیں ہے، فرنگی کرشمہ بازوں نے
تن حرم میں چھپادی ہے رُوحِ بُت خانہ

یہ بُت کدہ اُنہی غارت گروں کی ہے تعمیر
دمشق ہاتھ سے جن کے ہُوا ہے ویرانہ

لذتِ پیدائی: ظاہر یا نمایاں ہونے کا مزہ / لُطف
فاش: ظاہر
اَسرار: سر بمعنی بھید کی جمع
سینۂ پُر سوز: ایسا دل جو جذبوں کی گرمی سے بھرا ہو
خلوت: تنہائی مراد اثر کرنا

پیرس کی مسجد: حکومت فرانس نے مسلمانوں کے لیے ایک بڑی خوبصورت مسجد بنائی تھی، لیکن چونکہ فرانس نے مختلف اسلامی ملکوں پر سختیاں کی تھیں، اِس بنا پر اِس تعمیر مسجد کے پیچھے فرانس کی جو ریاکاری تھی، علامہ نے اس سے آگاہ کیا

کمالِ ہُنر: فن کی بڑی خوبی
حق: حقیقت، خدائی
حرمِ مغربی: یورپی چار دیواری، مراد پیرس کی مسجد
بیگانہ: بے خبر، ناواقف
فرنگی کرشمہ باز: مُراد یورپ / فرانس کے چالباز
روحِ بُت خانہ: مراد ظاہر میں مسجد ہے لیکن جس طرح اسے تعمیر کیا گیا ہے وہ بت خانے کی صورت ہے
بُت کدہ: بُتوں کا گھر
غارت گر: تباہ و بَرباد کرنے والا
دمشق: مسلم مُلک شام کا دارالحکومت

ادبیات

عشق اب پیروئ عقلِ خداداد کرے　　آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے
کہنہ پیکر میں نئی رُوح کو آباد کرے　　یا کہن رُوح کو تقلید سے آزاد کرے

نگاہ☆

بہار و قافلۂ لالہ ہائے صحرائی　　شباب و مستی و ذوق و سرُور و رعنائی!
اندھیری رات میں یہ چشمکیں ستاروں کی　　یہ بحر، یہ فلکِ نیلگوں کی پہنائی!
سفر عروسِ قمر کا عماریٔ شب میں　　طلوعِ مہر و سکوتِ سپہرِ مینائی!

نِگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں
کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی

اَدبیات: جمع ادب، علم اور شعر و شاعری اور اس سے متعلق باتیں
پَیروی: پیچھے چلنا
خُداداد: خدا کی دی ہوئی
کوچۂ جاناں: مجازی محبوب کی گلی
کہنہ پیکر: پرانا جسم، مراد شاعری کا پرانا انداز یا ڈھانچا
نئی روح آباد کرنا: مراد نئے حالات کے مطابق قوم کے لیے مفید مضامین پیدا کرنا
کہن روح: پرانی روح، مراد شاعری کا پرانا انداز جو قوم کے لیے مفید نہیں

لالہ ہائے: لالہ کی جمع سرخ رنگ کے پھول
رعنائی: خود کو سجانے / خوبصورت بنانے کی حالت
چشمکیں: چشمک کی جمع، آنکھوں کے اشارے
نیلگوں: نیلا
عروسِ قمر: چاند کی دُلہن، یعنی چاند
عماری: محمل، کجاوہ
طلوعِ مہر: سورج نکلنا
سپہرِ مینائی: مراد ایسا آسمان جس پر بجزاوٗ کام (ستارہ وغیرہ) ہُوا ہو
بہائے نظارہ: دیکھنے کی قیمت
نگاہ: یہاں مُراد بصیرت
جمال: حسن
زیبائی: خوبصورتی

☆ ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

مسجدِ قُوّت الاسلام

ہے مرے سینۂ بے نُور میں اب کیا باقی
"لا اِلٰہ" مُردہ و افسردہ و بے ذوقِ نمود

چشمِ فطرت بھی نہ پہچان سکے گی مجھ کو
کہ ایازی سے دِگرگوں ہے مقامِ محمودؔ

کیوں مسلماں نہ خجل ہو تری سنگینی سے
کہ غلامی سے ہُوا مثلِ زُجاج اس کا وجود

ہے تری شان کے شایاں اُسی مومن کی نماز
جس کی تکبیر میں ہو معرکۂ بود و نبود

اب کہاں میرے نفَس میں وہ حرارت، وہ گداز
بے تب و تابِ دُروں میری صلوٰۃ اور دُرود

مسجد قوت الاسلام: دہلی کی ایک مسجد کا نام، جس کی بُنیاد بارھویں صدی عیسوی میں رکھی گئی لیکن وہ مکمل نہ ہو سکی۔ آج بھی اس کا ایک مینار برقرار ہے جسے قُطب مینار کہتے ہیں

سینۂ بے نور: وہ دل جو خدا اور رسولؐ کے عشق سے خالی ہو

"لاالٰہ" مُردہ وافسُردہ: مراد خدا کی توحید اور حضور اکرمؐ کی رسالت سے متعلق جذبے سرد اور بُجھے ہوئے ہیں

بے ذوقِ نمود: اظہار کے جذبوں سے خالی

چشمِ فطرت: قدرت کی آنکھ، یعنی قدرت

ایازی: ایاز ہونا، غلامی، غلامانہ، ایاز محمود غزنوی کا غلام تھا۔ محمود کو اس سے بیحد محبت تھی

دِگرگوں: دوسرے رنگ کا، مُراد اُلٹ پلٹ ہونا

مقامِ محمود: محمود (غزنوی) کا مرتبہ، آقا/حاکم کا مرتبہ

خجل: شرمندہ

سنگینی: پتھر کا ہونا، مراد مضبوطی، پختگی

مثلِ زُجاج: شیشے کی طرح، مراد نازک/کمزور

شایاں: شان کے لائق، مناسب

تکبیر: اللہ کی بڑائی کا بیان، اللہ اکبر

معرکۂ بود و نبود: کائنات/دنیا میں ہونے والے ہنگامے

گداز: پگھلنے کی حالت، مراد سوز و جذبہ

بے تب و تابِ دروں: باطن یعنی دل کی گرمی اور چمک (سوز و گداز) کے بغیر

صلوٰۃ: نماز

ہے مِری بانگِ اذاں میں نہ بلندی، نہ شکوہ
کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلماں کا سجود؟

تیاتر

تری خودی سے ہے روشن ترا حریمِ وجود حیات کیا ہے؟ اُسی کا سرُور و سوز و ثبات
بلند تر مہ و پرویں سے ہے اُسی کا مقام اُسی کے نُور سے پیدا ہیں تیرے ذات و صفات
حریم تیرا، خودی غیر کی! معاذ اللہ دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات
یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تُو نہ رہے
رہا نہ تُو، تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات

بانگِ اذاں: اَذاں کی آواز
شکوہ: شان، عظمت
گوارا: پسند آنے والا، پسندیدہ
سجود: سجدہ

تیاتر: تھیٹر (Theatre)
حریمِ وجود: جسم کی چار دیواری، مراد جسم
سرُور: خوشی، نشہ
سوز: گرمی، حرارت، جذبۂ عشق
مہ و پروین: چاند ستارے، مُراد بہت بلند
ذات و صِفات: وجود اور خوبیاں / اہلیتیں
حریم: گھر کی چار دیواری، مراد وجود / جسم
مَعاذَاللہ: خدا کی پناہ
کاروبارِ لات و مَنات: (لات اور منات عرب کے دو قدیم بُت) مراد بُتوں یا مادی خواہشات کی پوجا
تمثیل: ڈراما (Acting)
سوزِ خودی: خودی کی حرارت / جذبہ و جوش
سازِ حیات: عظیم زندگی گذارنے کا سامان

شُعاعِ اُمّید

۱

سورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام
دُنیا ہے عجب چیز! کبھی صبح کبھی شام

مُدت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہریٔ ایّام

نے ریت کے ذرّوں پہ چمکنے میں ہے راحت
نے مثلِ صبا طوفِ گل و لالہ میں آرام

پھر میرے تجلّی کدۂ دل میں سما جاؤ
چھوڑو چمنستان و بیابان و در و بام

شُعاع: کرن
پہنائے فضا: فضا کا پھیلاؤ / وسعت
بے مہریِ ایّام: زمانے کا ایسا سلوک جس میں ہمدردی نہ ہو
لَے: نہ، نہیں
راحت: آرام، سکون
صَبا: صبح کی ہَوا
طوف: کسی چیز کے گرد چکر لگانا
تجلّی کدہ: جلووں کا گھر
سما جانا: گھر کر جانا، جگہ پا جانا
چمنستان: چمن کی جگہ، مراد باغ
در و بام: دروازہ اور چھت، مراد عمارت / عمارتیں

﴿ ۲ ﴾

آفاق کے ہر گوشے سے اُٹھتی ہیں شعاعیں
بچھڑے ہُوئے خورشید سے ہوتی ہیں ہم آغوش

اک شور ہے، مغرب میں اُجالا نہیں ممکن
افرنگ مشینوں کے دُھوئیں سے ہے سیَہ پوش

مشرق نہیں گو لذّتِ نظّارہ سے محروم
لیکن صفَتِ عالم لاہُوت ہے خاموش

پھر ہم کو اُسی سینۂ روشن میں چُھپالے
اے مہر جہاں تاب! نہ کر ہم کو فراموش

﴿ ۳ ﴾

اک شوخ کرَن، شوخ مثالِ نگہِ حُور
آرام سے فارغ، صفَتِ جوہر سیماب

آفاق: افق کی جمع، دُور کے کنارے، مراد کائنات
گوشہ: کونا
ہم آغوش: بغلگیر
سیہ پوش: سیاہ لباس پہنے ہوئے، مراد اندھیرے میں
محروم: بے نصیب، ناامید
صفت: مانند
عالم لاہُوت: عالمِ بالا، خدا کا عالمِ ذات
مہر جہان تاب: دنیا کو روشن کرنے والا سورج
فراموش: بھولنا، بُھلانا
شوخ: شریر، بے باک
مثال: مانند
نگہِ حور: حور کی نگاہ
فارغ: مطمئن
جوہرِ سیماب: پارے کی دھات

بولی کہ مجھے رُخصتِ تنویر عطا ہو
جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرّہ جہاں تاب

چھوڑوں گی نہ مَیں ہِند کی تاریک فضا کو
جب تک نہ اُٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب

خاور کی اُمیدوں کا یہی خاک ہے مرکز
اقبالؔ کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب

چشمِ مہ و پرویں ہے اسی خاک سے روشن
یہ خاک کہ ہے جس کا خزف ریزہ دُرِ ناب

اس خاک سے اُٹھے ہیں وہ غواصِ معانی
جن کے لیے ہر بحرِ پُر آشوب ہے پایاب

جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دِلوں میں
محفل کا وہی ساز ہے بیگانۂ مضراب

بُت خانے کے دروازے پہ سوتا ہے برہمن
تقدیر کو روتا ہے مسلماں تہِ محراب

رُخصتِ تنویر: روشنی پھیلانے کی اجازت
جہاں تاب: دُنیا پر چمکنے والا
تاریک فضا: اندھیری فضا، ایسی جگہ جہاں جہالت یا غلامی ہو
مَردان: مرد کی جمع، لوگ، عوام
گراں خواب: گہری نیند سونے والے، غافل
خاوَر: مشرق
سیراب: تر و تازہ
خزف ریزہ: ٹھیکری کا ذرّہ
دُرِ ناب: خالص موتی
غواصِ معانی: حقیقت کے سمندر میں غوطہ لگانے والے
بحرِ پُر آشوب: طوفانی سمندر
پایاب: کم گہرا، جس میں سے آسانی سے گذرا جا سکے
بیگانۂ مضراب: مضراب سے ناواقف (مضراب: ستار بجانے کا آلہ مراد عشق و جذبہ کو اُبھارنے والی باتیں)
تہِ محراب: محراب کے نیچے یعنی مسجد میں (محراب: وہ جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے)

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذر کر
فِطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر!

اُمّید ☆

مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہُوں
اگرچہ مَیں نہ سپاہی ہُوں نے امیر جنود

مجھے خبر نہیں یہ شاعری ہے یا کچھ اور
عطا ہُوا ہے مجھے ذکر و فکر و جذب و سرود

جبینِ بندۂ حق میں نمود ہے جس کی
اُسی جلال سے لبریز ہے ضمیر وجود

یہ کافری تو نہیں، کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود

غمیں نہ ہو کہ بہت دَور ہیں ابھی باقی
نئے ستاروں سے خالی نہیں سپہر کبود

نہ حذر کر: دُور نہ رہ، (یورپ سے) نہ ڈر، خوف نہ کھا
شب کو سحر کر: مُراد تاریکی کو روشنی میں بدل ڈال
امیر جنود: فوجوں کا سردار (جنود، جمع جند بمعنی فوج)
ذِکر و فکر: یادِ الٰہی اور کائنات کے رازوں پر غور
جذب: یادِ الٰہی میں بیخودی کی حالت
سرود: نغمہ مراد دل کو بیدار کرنے والی موسیقی / شاعری
جبین: پیشانی، ماتھا
نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت
جلال: رُعب، دبدبہ یعنی خدائی عظمت
ضمیر وجود: وجود کا باطن، مُراد یہ کائنات
گرفتار: الجھا ہوا، پکڑا ہوا
حاضر و موجود: مُراد اِس مادی دنیا کی دلچسپیاں
سپہر: آسمان
کبود: نیلا

☆ ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) میں لکھے گئے۔

نگاہِ شوق

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
کہ ذرّے ذرّے میں ہے ذوقِ آشکارائی

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق اگر ہو شریکِ بینائی

اسی نگاہ سے محکوم قوم کے فرزند
ہوئے جہاں میں سزاوارِ کارفرمائی

اسی نگاہ میں ہے قاہری و جبّاری
اسی نگاہ میں ہے دِلبری و رعنائی

اسی نگاہ سے ہر ذرّے کو جنوں میرا
سِکھا رہا ہے رہ و رسمِ دشت پیمائی

نگاہِ شوق میسّر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رُسوائی

نگاہِ شوق: مراد عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی بصیرت
ذوقِ آشکارائی: خود کو ظاہر / نُمایاں کرنے کا جذبہ یا لطف
کاروبار: معاملہ
بینائی: بصیرت
فرزند: لڑکا، مُراد عوام
سزاوار: لائق، قابل، مناسب
کارفرمائی: سرگرمی اور جوش و جذبہ سے کام / حکومت کرنے کا عمل

قاہری: باطل قوتوں پر غلبہ، طاقت سے کام لینا
جباری: دبدبہ، رُعب، باطل قوتوں پر سختی
رَعنائی: حُسن، جمال، زیبائی (یہ چاروں لفظ دراصل ایک قرآنی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سورۃ المائدہ، آیت ۵۴ کا ایک ٹکڑا)
جنوں: عشق اور جذبہ
دَشت پیمائی: جنگل میں چلنا پھرنا یعنی سخت جدّوجہد کرنا
قلب و نظر کی رُسوائی: جذبوں و بصیرت کی ذلت، بدنامی

اہلِ ہُنر سے

مہر و مہ و مشتری، چند نفَس کا فروغ
عشق سے ہے پائدار تیری خودی کا وجود

تیرے حرم کا ضمیر اسود و احمر سے پاک
تنگ ہے تیرے لیے سرخ و سپید و کبود

تیری خودی کا غیاب معرکۂ ذکر و فکر
تیری خودی کا حضور عالم شعر و سرود

رُوح اگر ہے تری رنجِ غلامی سے زار
تیرے ہُنر کا جہاں دَیر و طواف و سجود

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سِپہ اِنس و جن، تُو ہے امیر جنود!

اہلِ ہُنر: فن والے یعنی مُصوّر، گانے والے، شاعر وغیرہ
مہر: سورج
مہ: ماہ یعنی چاند
مشتری: ایک ستارے کا نام جو چھٹے آسمان پر ہے
چند نفس: چند لمحے، عارضی، وقتی
فروغ: روشنی
حرم کا ضمیر: حرم کا باطن، مراد اسلام کی تعلیمات میں
اَحمر: سرخ
کبود: نیلا
غیاب: نظر سے دور ہونا، چُھپا ہوا ہونا
معرکۂ ذکر و فکر: مراد کائنات کے بھیدوں پر غور اور ان سے اللہ کے وجود کا قائل ہو کر اس کی یاد میں کھو جانے کی حالت
حضور: حاضر ہونا، موجود ہونا
عالم شعر و سرود: شاعری اور موسیقی کی حالت
رنج غلامی: غلامی کا دُکھ
زار: کمزور، ناتواں
دَیر: مُراد غیر اسلامی مذہبی ادارے / عبادت گاہیں
طواف: کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا
شرافت: مراد اللہ کی تمام مخلوق سے افضل ہونا
اَمیر جنود: فوجوں کا سردار، سپہ سالار

غزل

دریا میں موتی، اے موجِ بے باک　　ساحل کی سوغات! خار و خس و خاک
میرے شرر میں بجلی کے جوہر　　لیکن نیستاں تیرا ہے نم ناک
تیرا زمانہ، تاثیر تیری　　ناداں! نہیں یہ تاثیر افلاک
ایسا جنوں بھی دیکھا ہے مَیں نے　　جس نے سیے ہیں تقدیر کے چاک
کامِل وہی ہے رِندی کے فن میں　　مستی ہے جس کی بے منّتِ تاک
رکھتا ہے اب تک میخانۂ شرق　　وہ مے کہ جس سے روشن ہو ادراک

اہلِ نظر ہیں یورپ سے نومید
ان اُمتوں کے باطن نہیں پاک

وجود

اے کہ ہے زیرِ فلک مثلِ شرر تیری نمود　　کون سمجھائے تجھے کیا ہیں مقاماتِ وجود
گر ہنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر　　وائے صورت گری و شاعری و نائے و سرود

موجِ بے باک: بے خوف لہر، یعنی بہت تیز لہر
خار: کانٹا
خس: تنکا، مُراد بیکار چیز
نیستاں: بانس کا جنگل
نم ناک: گیلا، نمی والا
اَفلاک: فلک کی جمع، آسمان
رِندی: مُراد عشق یا خودی کی شراب پینے کی حالت
بے منّت تاک: مراد شراب کے احسان کے بغیر
مَیخانہ شرق: مشرق کا شراب خانہ، مُراد اسلامی تہذیب، علوم کے ادارے
اِدراک: شعور، عقل، بصیرت
اہلِ نظر: بصیرت والے

زیرِ فلک: آسمان کے نیچے، یعنی اِس دنیا میں
مِثلِ شرر: چنگاری کی طرح، مراد عارضی، وقتی
وجود: بدن، مُراد خودی
تعمیرِ خودی: مراد خودی کو ترقی دینے کی کیفیت
جوہر: خاصیّت، اہلیت، لیاقت
صُورت گری: تصویر بنانے کا فن، مصوّری
نائے و سرود: بانسری اور نغمہ، مراد گانے بجانے کا فن

☆ مکتب و میکدہ جز درسِ نبودن ندہند
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود!

سرود

آیا کہاں سے نالۂ نے میں سرورِ مَے
اصل اس کی نے نواز کا دل ہے کہ چوبِ نَے؟

دل کیا ہے؟ اس کی مستی و قوت کہاں سے ہے؟
کیوں اس کی اک نگاہ الٹتی ہے تختِ کے؟

کیوں اس کی زندگی سے ہے اقوام میں حیات؟
کیوں اس کے واردات بدلتے ہیں پے بہ پے؟

کیا بات ہے کہ صاحبِ دل کی نگاہ میں
جچتی نہیں ہے سلطنتِ روم و شام و رے؟

سرود: نغمہ، موسیقی
نالۂ نے: بانسری کی آہ وزاری، بانسری کا نغمہ
سرورِ مَے: شراب کا سانشہ / مستی
اَصل: بُنیاد، مراد اصل باعث
نے نواز: بانسری بجانے والا
چوبِ نے: بانس کی لکڑی، یعنی بانسری
قُوت: طاقت، جذبوں کا جوش
تختِ کے: اسلام سے پہلے ایران کے بادشاہ کیخسرو / کیقباد کا تخت، مراد بڑی اور طاقتور حکومتیں
اَقوام: قوم کی جمع، قومیں

حیات: زندگی، مراد جوش اور ولولے
وارِدات: وارد بمعنی آنے والا کی جمع، مراد پیش آنے والے مختلف حالات
پے بہ پے: لگاتار، مسلسل
صاحبِ دل: دل والا، مراد وہ شخص جو اِس فانی دنیا کی حقیقت سے باخبر ہے
جچنا: اہمیت ہونا
سلطنتِ روم و شام و رے: مُراد دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں (رے: تہران کا پرانا نام، مراد ایران)

☆ مدرسہ (مغربی تعلیم کے ادارے) اور شراب خانہ سوائے "نہ ہونے" (مراد خودی کا نہ ہونا) کے اور کچھ نہیں پڑھاتے۔ "ہونا" (یعنی خودی پیدا کرنا) سیکھ کہ اس سے تو آج بھی زندہ ہے اور مستقبل میں بھی زندہ رہے گا۔

جس روز دل کی رمز مغنّی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہنر ہیں طے!

نسیم و شبنم

نسیم

انجم کی فضا تک نہ ہوئی میری رسائی
کرتی رہی میں پیرہن لالہ و گل چاک

مجبور ہوئی جاتی ہوں میں ترکِ وطن پر
بے ذوق ہیں بلبل کی نوا ہائے طربناک!

دونوں سے کیا ہے تجھے تقدیر نے محرم
خاکِ چمن اچھی کہ سرا پردۂ افلاک!

رَمز: بھید، مراد حقیقت
مُغنی: گانے والا
مرحلہ ہائے ہُنر: فن کی منزلیں
نسیم: نرم اور ٹھنڈی ہوا / صبح کی ہوا
شبنم: نم شب یعنی رات کی نمی، مراد اوس
انجم: جمع نجم، ستارے
رَسائی: پہنچ

پَیرہن چاک کرنا: کُرتا پھاڑنا، مراد کلی کھلانا
تَرکِ وطن: وطن چھوڑ دینا، ہجرت کرنا
بے ذَوق: جس میں کوئی لطف اور دلکشی نہ ہو، روکھا پھیکا
نوا ہا: نوا کی جمع، مُراد نغمے، چہچہے
طربناک: جسے / جنہیں سُن کر دل خوش ہو
مَحرم: واقف، باخبر، رازداں
سَرا پردۂ افلاک: آسمانوں کا بہت بڑا خیمہ، مراد آسمانی فضا

شبنم

کھینچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک
گلشن بھی ہے اک سرِّ سرا پردۂ افلاک

اَہرامِ مصر

اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر

اَہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی اَبدِیّت کی یہ تصویر؟

فطرت کی غلامی سے کر آزاد ہُنر کو
صیّاد ہیں مردانِ ہنرمند کہ نخچیر!

خس و خاشاک: تنکے اور گھاس کانٹے وغیرہ
سرّ: بھید، راز
اَہرامِ مصر: مِصر کے قدیم بادشاہوں کے وہ اونچے مقبرے جو مصریوں نے قاہرہ کے قریب تعمیر کیے تھے اور جو آج بھی وہاں موجود ہیں (اَہرام جمع ہرم، مراد مینار کی طرح اونچی چیز)
دَشت: جنگل
جگر تاب: مُراد دل کو تڑپانے والا
فطرت: قُدرت
فقط: صِرف
عَظمت: بڑائی، شان
نگوں سار: اُلٹا، سر جھکائے ہوئے
اَبدیت: ہمیشگی، ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی حالت
صَیّاد: شکاری
مَردانِ ہُنر مند: فن والے لوگ، اہلِ فن
نخچیر: شکار

مخلوقاتِ ہنر

ہے یہ فردوسِ نظر اہلِ ہُنر کی تعمیر
فاش ہے چشمِ تماشا پہ نہاں خانۂ ذات

نہ خودی ہے، نہ جہانِ سحر و شام کے دَور
زندگانی کی حریفانہ کشاکش سے نجات

آہ، وہ کافر بیچارہ کہ ہیں اُس کے صنَم
عصرِ رفتہ کے وہی ٹوٹے ہوئے لات و منات!

تُو ہے مَیّت، یہ ہُنر تیرے جنازے کا امام
نظر آئی جسے مرقد کے شبستاں میں حیات!

مخلوقات: مخلوق بمعنی پیدا کیا گیا کی جمع، مراد فن یا Art کی بنی ہوئی چیزیں
فردوسِ نظر: ایسی چیز جو آنکھوں کے لیے جنت کی طرح خوش گوار ہو، بہت دل کش
تعمیر: مُراد فن کے نمونے / چیزیں
فاش: ظاہر
چشمِ تماشا: نظارہ کرنے یا دیکھنے والی آنکھ
نہاں خانہ: چھپا ہوا گھر، مراد اندر کی یا راز کی بات
ذات: وجود، ہستی یعنی اہلِ فن
سحر و شام: صبح اور شام
دَور: گردش، چکّر
حریفانہ: دشمنوں کی سی
کشاکش: کھینچا تانی
نجات: رہائی
کافر بیچارہ: مراد ہندوستان کا فنکار
صنم: بُت
عصرِ رفتہ: گذرا ہوا زمانہ، ماضی
لات و منات: قدیم عرب کے مشہور بت، مُراد فن کے وہی پرانے طریقے، جن میں نیا پن نہیں
مرقد: آرام کی جگہ، قبر
شبستاں: رات کو سونے / رات گذارنے کی جگہ

اِقبال

فردوس میں رومیؔ سے یہ کہتا تھا سناؔئی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ، وہی آش

حلاج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر
اک مردِ قلندر نے کِیا رازِ خودی فاش!

فنونِ لطیفہ

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا

مقصودِ ہنر سوزِ حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفَس یا دو نفَس مثلِ شرر کیا

جس سے دلِ دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا، وہ گہر کیا

رُومی: مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین محمد رومی جن کی مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہا گیا اور جن کا مزار قونیہ (ترکی) میں ہے (وفات ۶۷۲ھ / ۴-۱۲۷۳ء)

سَنائی: فارسی کے مشہور شاعر ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی (وفات ۵۴۵ھ / ۱۱۵۰ء)۔ ان کی مثنوی "حدیقۃ الحقیقہ" بہت مشہور ہے

کاسہ: پیالہ

آش: شوربا (وہی کاسہ وہی آش: مُراد وہی پرانی روش اور اندھی پیروی کی فضا جو پہلے کبھی تھی)

حَلاج: اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی حسین بن منصور جنہوں نے "اَنَا الحق" کا نعرہ لگایا (یعنی میں خدا ہوں) جس پر علمائے وقت نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر خلیفہ بغداد مقتدر سے انہیں پھانسی دلوادی۔ ان کی ولادت صوبہ فارس کے ایک قصبہ میں تقریباً ۲۴۴ھ / ۸۵۸ء میں اور وفات چوتھی صدی ہجری میں ہوئی

مردِ قلندر: عشقِ حقیقی کے جذبہ سے سرشار آدمی، یہاں مراد خود علامہ اقبال ہیں

فنونِ لطیفہ: عمدہ فن (فنون جمع فن) FINE ARTS

ذوقِ نظر: اچھی، خوبصورت چیزوں کو دیکھنے کا فطری مذاق

سوزِ حیات: زندگی کی حرارت، جذبوں کا جوش

مثلِ شرر: چنگاری کی مانند، مراد عارضی، وقتی

متلاطم: طوفانی

قطرۂ نیساں: بہار کی بارش کا وہ قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بن جاتا ہے

صدف: سیپی

شاعر کی نوا ہو کہ مغنّی کا نفَس ہو جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا
بے معجزہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہُنر کیا!

صبح چمن

پھول

شاید تو سمجھتی تھی وطن دُور ہے میرا
اے قاصدِ افلاک! نہیں! دُور نہیں ہے

شبنم

ہوتا ہے مگر محنت پرواز سے روشن
یہ نُکتہ کہ گردُوں سے زمیں دُور نہیں ہے

نوا: آواز، مراد شاعری
مُغنّی: گانے والا
نفَس: سانس، ہوا
بادِ سحر: صبح کی ہوا
مُعجزہ: مراد انتہائی غیر معمولی اور اہم کارنامہ
ضربِ کلیمی: حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے دریائے نیل پر اپنا عصا مار کر اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر وہ عصا فرعون کے دربار میں جادوگروں کے سانپوں کو اژدھا بن کر کھا گیا۔ یہاں مُراد معجزے کی سی قوت

قاصدِ افلاک: آسمانوں کا ایلچی، آسمانوں کا پیغام پہنچانے والا
نُکتہ: لطیف یا گہری بات
گردوں: آسمان

صبح

مانندِ سحر صحنِ گلستاں میں قدم رکھ
آئے تہِ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹوٹے

ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش، ولیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھوٹے!

خاقانی

وہ صاحبِ "تحفۃ العراقین" اربابِ نظر کا قرۃ العین
ہے پردہ شگاف اُس کا اِدراک پردے ہیں تمام چاک در چاک
خاموش ہے عالمِ معانی کہتا نہیں حرفِ "لن ترانی"!

تہِ پا: پاؤں کے نیچے
گوہرِ شبنم: شبنم کا موتی، مراد شبنم کا قطرہ
بیاباں: ویرانہ، ایسی زمین جہاں پانی اور گھاس وغیرہ نہ ہو
ہم آغوش: بغل گیر، گلے ملنے کی حالت
دامنِ افلاک: آسمانوں کا پلّو، مراد آسمانی یا بلندی کی فضا

خاقانی: فارسی کا مشہور شاعر افضل الدین ابراہیم بن علی شروانی، تخلص خاقانی۔ تبریز کے مقام پر ۱۱۸۶ء میں فوت ہوا۔ حضور اکرمؐ کی نعتیں بڑی دل سوزی سے لکھی ہیں۔ اسی بنا پر اُسے "حسان العجم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے
صاحبِ "تحفۃ العراقین": جس نے مثنوی تحفۃ العراقین لکھی، مراد خاقانی۔ خاقانی کی اس مثنوی کو بہت شہرت حاصل ہے۔ خاقانی نے ۵۲۹ھ / ۴-۱۱۷۳ء حج کے لیے مکہ کا سفر کیا اور واپسی پر (بعض کے نزدیک مکہ جاتے ہوئے) اس نے یہ مثنوی لکھی۔ اس مثنوی میں خاقانی نے اپنے عراقِ عجم اور عراقِ عرب کے سفر کا حال بیان کیا ہے
قُرۃ العین: آنکھوں کی ٹھنڈک
پردہ شگاف: پردے کو پھاڑنے والا، مراد کائنات کے رازوں کو جاننے اور بتانے والا
چاک در چاک: پوری طرح پھٹے ہوئے، مراد کوئی بھی راز اس سے پوشیدہ نہیں ہے
عالمِ معانی: حقیقت کی دُنیا، آخرت کی دنیا
"لن ترانی": "لَن تَرانی" (تو نہیں دیکھ سکتا) اشارہ ہے اس ارشادِ خداوندی کی طرف جو حضرت موسیٰؑ کو جواباً فرمایا

پوچھ اس سے یہ خاکداں ہے کیا چیز ہنگامۂ این و آں ہے کیا چیز
وہ محرمِ عالم مکافات اک بات میں کہہ گیا ہے سو بات

"خود بوئے چنیں جہاں تواں برد ☆
کابلیس بماند و بوالبشر مُرد!"

رومی

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک!
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک!

ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک!
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک!

گسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک!
کہ تو ہے نغمۂ رومیؔ سے بے نیاز اب تک!

خاک دان: مٹی کوڑا پھینکنے کی جگہ، مُراد دُنیا
ہنگامہ: شور، غل، بھیڑ
اِین و آں: یہ اور وہ، یعنی یہ دُنیا
محرم: رازوں سے واقف
عالم مُکافات: عُقبیٰ، حقیقت کی دنیا جہاں ہر انسان کو اس کے عمل کی جزا یا سزا ہو گی

رُومی: مولانا جلال الدین رومی (ذکر پہلے آچکا ہے)

غلط نگر: غلط دیکھنے والی
چشم نیم باز: اَدھ کھلی آنکھ
نیاز: ضرورت، مراد محکومی / غلامی
آشنا: واقف، جاننے والا / والی
ناز: فخر، مراد بے پروائی اور آزادی
قِیام: نماز میں کھڑے ہونے کی حالت
گسستہ تار: جس کے تار ٹوٹے ہوئے ہوں
نغمۂ رومی: مراد رومی کی شاعری

☆ اِس قسم کی دنیا، جہاں شیطان تو رہ گیا اور آدم مر گیا، کی بُو لی جا سکتی ہے، مُراد ایسی دنیا کے رازوں سے واقفیت ضروری ہے جس میں شیطانی کھیل تو جاری ہیں لیکن انسانیت ختم ہو گئی ہے۔

جدّت

دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں ترے نورِ سحر سے!

خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شرر سے!
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے!

دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے!
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے!

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

مرزا بیدلؔ

ہے حقیقت یا مری چشمِ غلط بیں کا فساد
یہ زمیں، یہ دشت، یہ کہسار، یہ چرخِ کبود!

جدّت: نیاپن
مُنور: روشن
نورِ سحر: صبح کی روشنی
کسبِ ضیا: روشنی حاصل کرنے کا عمل
سیمائے قمر: چاند کی پیشانی
متلاطم: طوفانی
موجِ گہر: موتی کی لہر، موتی کی چمک کو موج کہا ہے
اعجاز: کرشمہ، کرامت، معجزہ
اَغیار: غیر کی جمع، دوسرے لوگ، دوسری قومیں
تخیل: خیال میں لانا، خیالات
گدائی: بھیک

بیدل: برصغیر کا مشہور فارسی شاعر میرزا عبدالقادر عظیم آبادی۔ ولادت ۱۰۵۴ھ / ۱۶۴۴ء، وفات دہلی میں ۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۱ء میں ہوئی، جہاں وہ مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے
غلط بیں: غلط دیکھنے والی
کہسار: کوہ سار، ایسی جگہ جہاں بہت پہاڑ ہوں
چرخِ کبود: نیلا آسمان

کوئی کہتا ہے نہیں ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہے
کیا خبر، ہے یا نہیں ہے تیری دنیا کا وجود!

میرزا بیدلؔ نے کس خوبی سے کھولی یہ گرہ
اہلِ حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشود

☆ "دل اگر میداشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود"

جلال و جمال

مرے لیے ہے فقط زورِ حیدری کافی
ترے نصیب فلاطوں کی تیزیٔ ادراک

مری نظر میں یہی ہے جمال و زیبائی
کہ سر بسجدہ ہیں قوّت کے سامنے افلاک

نہ ہو جلال تو حُسن و جمال بے تاثیر
نِرا نفَس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتش ناک

اہلِ حکمت: عقل و دانش والے لوگ
کشود: حل، کھلنے کا عمل
جلال: رعب و دبدبہ، اللہ کی ایک صفت
زورِ حیدری: حیدر کرارؓ (حضرت علیؓ) کا سا زور / قوت، عظیم قوت جو باطل سے ٹکرا کر اسے فنا کر دے
تیزیِ ادراک: شعور کی تیزی، مشکل بات کو فوراً سمجھ جانا
زیبائی: خوبصورتی، حُسن
سر بسجدہ: سجدے میں سر جھکائے ہوئے
بے تاثیر: جس کا کوئی اثر نہ ہو
نِرا: محض، صرف
نفَس: سانس، مراد ہوا
آتش ناک: آگ والا، مُراد جو دلوں میں حرارت پیدا کر دے

☆ اگر دل میں وسعت ہوتی تو یہ چمن یعنی دُنیا کا کوئی وجود نہ ہوتا، صراحی، یعنی دل، بہت ہی تنگ تھی جس کے سبب شراب کا رنگ (مُراد خدا کی تجلّیوں کا مظہر) باہر ہی نمایاں ہو گیا۔

مجھے سزا کے لیے بھی نہیں قبول وہ آگ
کہ جس کا شُعلہ نہ ہو تُند و سرکش و بیباک!

مُصور

کس درجہ یہاں عام ہُوئی مرگِ تخیل
ہِندی بھی فرنگی کا مقلد، عجمی بھی!

مجھ کو تو یہی غم ہے کہ اس دَور کے بہزاد
کھو بیٹھے ہیں مشرق کا سرُورِ ازَلی بھی

معلوم ہیں اے مردِ ہُنر تیرے کمالات
صنعت تجھے آتی ہے پُرانی بھی، نئی بھی

فطرت کو دِکھایا بھی ہے، دیکھا بھی ہے تُو نے
آئینۂ فطرت میں دِکھا اپنی خودی بھی!

تند: تیز، سخت
سرکش: مراد تیز اور اونچا
بے باک: بے خوف، شوخ مراد تیز (شعلہ)
مرگ: مَوت
تخیل: خیال میں لانا، ذہن میں آئے ہوئے کسی نئے خیال کو لفظوں کی صورت دینا
ہندی: ہندوستان کا رہنے والا
فرنگی: یورپ کا رہنے والا، انگریز
مُقلد: پیروی کرنے والا

عجمی: غیر عرب؛ ایران، افغانستان وغیرہ کا آدمی
بہزاد: بہ + زاد = اچھی نسل والا مُراد مصوّر۔ یہاں اشارہ ہے ایران کے مشہور مصوّر اور نقّاش کمال الدین بہزاد کی طرف جو تیموری خاندان کے آخری بادشاہ سلطان ابوالحسین غازی کے دربار سے وابستہ تھا، بعد میں وہ صفوی دربار سے وابستہ ہوا۔ وفات مقام تبریز ۱۶ویں صدی عیسوی
سرُورِ اَزَلی: ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی روحانی مسرت / نشہ
مَردِ ہُنر: فن کا آدمی، فنکار۔ (Artist)
آئینۂ فطرت: قدرت کا آئینہ، مناظرِ فطرت

سرُودِ حلال

کھل تو جاتا ہے مُغَنّی کے بم و زیر سے دل
نہ رہا زندہ و پائندہ تو کیا دل کی کشود!

ہے ابھی سینۂ افلاک میں پنہاں وہ نوا
جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود

جس کی تاثیر سے آدم ہو غم و خوف سے پاک
اور پیدا ہو ایازی سے مقامِ محمود

مہ و انجم کا یہ حیرت کدہ باقی نہ رہے
تُو رہے اور ترا زمزمۂ لا موجود

جس کو مشروع سمجھتے ہیں فقیہانِ خودی
منتظر ہے کسی مُطرب کا ابھی تک وہ سرود!

سرُودِ حلال: ایسا گانا/ایسی موسیقی جس کا سُننا جائز ہو، یعنی جسے سُن کر روح میں تازگی آئے

دل کھل جانا: ایسی بات جس سے دل میں تازگی پیدا ہو

مغنّی: گانے والا، موسیقار

بَم و زِیر: اونچی اور نیچی لے/سُر

سینۂ افلاک: آسمانوں کا سینہ، بلند فضاؤں میں

نوا: آواز، مراد نغمہ

ایازی: یعنی غلام ہونا۔ ایاز محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا

مَقامِ محمود: محمود کا مرتبہ، مراد بہت بڑی عظمت

حیرت کدہ: حیرت کا گھر، مراد یہ کائنات جس کے مختلف مظاہر دیکھ کر انسان حیرت میں کھو جاتا ہے

زمزمۂ "لا مَوجود": "لا موجود" کا نغمہ/گیت، یعنی خدا کے سوا کوئی موجود نہیں (لا موجود اِلا اللہ)

مَشروع: وہ چیز/بات جو شرع کے مطابق جائز ہو

فقیہانِ خودی: خودی کے قاضی (فقیہان جمع فقیہ بمعنی قاضی)

مطرب: گانے والا

سرُود: نغمہ، گیت، ترانہ

سرودِ حرام

نہ میرے ذکر میں ہے صُوفیوں کا سوز و سرُور
نہ میرا فکر ہے پیمانۂ ثواب و عذاب

خدا کرے کہ اُسے اتّفاق ہو مجھ سے
فقیہِ شہر کہ ہے محرمِ حدیث و کتاب

اگر نوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں نائے و چنگ و رباب!

فوارہ

یہ آبجو کی روانی، یہ ہمکناریٔ خاک
مری نگاہ میں نا خوب ہے یہ نظّارہ

اُدھر نہ دیکھ، اِدھر دیکھ اے جوانِ عزیز
بلند زورِ دروں سے ہُوا ہے فوارہ

سرُودِ حرام: ایسا گانا جسے سن کر دل و روح افسردہ ہو جائیں
ذکر: خدا کی یاد
سوز و سرُور: عشقِ الٰہی کا جذبہ اور نشہ
پیمانہ: ناپنے یعنی جانچنے کا آلہ
فقیہِ شہر: شہر کا قاضی
حدیث: بات، مُراد حضور اکرمؐ کی حدیث کا علم
کتاب: مُراد قرآن کریم
نائے: بانسری
چنگ: ایک قسم کا باجا
رَباب: ایک قسم کی سارنگی

فوارہ: تالاب میں لگا ہوا اونچا پائپ جس میں سے پانی اوپر کو اچھلتا ہے
آبجو: ندی
روانی: پانی کے بہنے کی حالت
ہمکناری: بغل گیر ہونے یعنی ساتھ رہنے / چلنے کی حالت
ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا
زورِ دَروں: اندر کی قوت

شاعر

مشرق کے نَیستاں میں ہے محتاجِ نفَس نَے
شاعر! ترے سینے میں نفَس ہے کہ نہیں ہے

تاثیر غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اُس قوم کے حق میں عجمی لَے

شیشے کی صُراحی ہو کہ مٹّی کا سُبو ہو
شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مَے

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

ہر لحظہ نیا طُور، نئی برقِ تجلّی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے!

نیستاں: نَے + ستاں = بانس کا جنگل
محتاجِ نفَس: جسے سانس / ہوا کی ضرورت ہو
نَے: بانسری
عجمی لَے: مراد ایران کی فارسی شاعری جس میں گل و بلبل کی اور دوسری فرضی باتیں اور کہانیاں ہیں
سبو: پیالہ
شمشیر: تلوار
بے معرکہ: جنگ اور لڑائی کے بغیر، مراد سخت جدّ و جہد کے بغیر
ہاتھ آنا: حاصل ہونا، قابو آنا

تختِ جم و کے: جمشید اور کیخسرو / کیقباد کا تخت، مُراد زبردست قوت و غلبہ یا عظیم حکومت و سلطنت (جمشید، کے خسرو اور کیقباد ایران کے، قبل از اسلام کے، عظیم بادشاہ تھے، ویسے "کے" سب سے بڑے بادشاہ کا لقب تھا)
ہر لحظہ: ہر پَل، ہر لمحہ، ہر وقت
طُور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا
برقِ تجلّی: خدائی جلوے کی زور دار چمک جسے دیکھ کر حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے تھے
مَرحلۂ شوق: عشق حقیقی کی منزل (مرحلہ: کوچ کرنے کی جگہ)

شعرِ عجم

ہے شعرِ عجم گرچہ طرب ناک و دل آویز
اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیر خودی تیز

افسُردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مُرغِ سحر خیز

وہ ضرب اگر کوہ شکن بھی ہو تو کیا ہے
جس سے متزلزل نہ ہُوئی دولتِ پرویز

اقبالؔ یہ ہے خارہ تراشی کا زمانہ
☆ "از ہرچہ بآئینہ نمایند بہ پرہیز"

شعرِ عجم: مرادایرانی / فارسی شاعری
طرب ناک: خوشی اور مُسرّت سے پُر
دل آویز: دل کو بھانے والی / والا
اَفسردہ: بُجھا ہوا، مراد مرجھایا ہوا
مرغِ سحر خیز: صبح اٹھنے یعنی چہچہانے والا پرندہ
کوہ شکن: پہاڑ توڑ ڈالنے والی
متزلزل: ڈگمگانے یا ہل جانے والی
دولتِ پرویز: پرویز کی حکومت۔ خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا۔ شیریں اس کی بیوی تھی جس پر فرہاد عاشق تھا۔ فرہاد نے اسی کے کہنے پر کوہِ بیستوں کو کھودا، لیکن شیریں پھر بھی اسے نہ مل سکی۔ یہاں اسی طرف اشارہ ہے
خارہ تراشی: پتھر تراشنے / کاٹنے کا عمل، مُراد، سخت کوشش، جدوجہد (صحیح املا: خارا)

☆ جو کچھ بھی تجھے آئینے میں دکھایا جائے اس سے بچ، یعنی حقیقت پر نظر کر / توجہ کر۔

ہنر وران ہند

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیّل ان کا
ان کے اندیشہ تاریک میں قوموں کے مزار

موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہُنر ان برہمنوں کا بیزار

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں رُوح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار

ہند کے شاعر و صُورت گر و افسانہ نویس
آہ، بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!

مردِ بزرگ

اُس کی نفرت بھی عمیق، اُس کی محبّت بھی عمیق
قہر بھی اُس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق

پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں
ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

ہنر وران: ہُنر ور کی جمع، فن کار Artists
اندیشہ تاریک: ایسی فکر یا ایسا تخیّل جس سے جذبوں میں بیداری نہ آئے
نقش گری: نقاشی کا کام یعنی مُصوّری
صنم خانہ: بُت خانہ مراد Art House
برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا، مراد مصوّر
مقاماتِ بلند: اعلیٰ درجے کے مرتبے
خوابیدہ: سوئی ہوئی، جس میں تازگی نہ ہو
بیدار: جاگی ہوئی

صورت گر: تصویر بنانے والا، مُصوّر
اَعصاب: جمع عَصب، پٹھے، رگیں

مردِ بزرگ: عظیم / بڑا انسان، مراد مردِ مومن
عمیق: گہری، شدید
قہر: سختی، غضب
شفیق: جس میں شفقت ہو، مہربانی کرنے والا
تقلید: پیروی
تخلیق: کوئی نئی بات پیدا کرنا

انجمن میں بھی میسّر رہی خلوت اس کو
شمع محفل کی طرح سب سے جُدا، سب کا رفیق

مثلِ خورشید سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق

اُس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جُدا
اُس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

عالم نو

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیر تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالم نو کی تصویر

اور جب بانگِ اذاں کرتی ہے بیدار اُسے
کرتا ہے خواب میں دیکھی ہوئی دنیا تعمیر

بدن اس تازہ جہاں کا ہے اُسی کی کفِ خاک
روح اِس تازہ جہاں کی ہے اُسی کی تکبیر

انجمن: بزم، محفل
خلوت: تنہائی
رفیق: ساتھی
شمع محفل: جو الگ رہ کر جلتی اور محفل کو روشن رکھتی ہے
تابانی: روشنی، چمک
دَقیق: گہرا، باریک، نازک
محرم: واقفِ حال
پیرانِ طریق: طریقت کے بزرگ / صوفیاء

معانی: جمع معنی، مطالب

عالم نو: نئی دنیا، نئی کائنات
ضمیر: باطن، دل
بانگ: آواز
تازہ جہاں: نئی دنیا
کفِ خاک: مُراد، جسم
تکبیر: اللہ کی بڑائی (اللہ اکبر)

ایجادِ معانی

ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد کوشش سے کہاں مردِ ہُنر مند ہے آزاد!
خونِ رگِ معمار کی گرمی سے ہے تعمیر میخانۂ حافظ ہو کہ بُت خانۂ بہزاد

بے محنت پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شررِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد

موسیقی

وہ نغمہ سردیٔ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سُن کے ترا چہرہ تاب ناک نہیں

نوا کو کرتا ہے موجِ نفَس سے زہر آلود
وہ نَے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں

پھرا میں مشرق و مغرب کے لالہ زاروں میں
کسی چمن میں گریبانِ لالہ چاک نہیں

ایجادِ معانی: شاعری میں نئے مضمون پیدا کرنا
خداداد: خدا کی دی ہوئی
مردِ ہُنر مند: فن کار
معمار: بنانے والا، مراد شاعر، مُصوّر
میخانۂ حافظ: حافظ شیرازی کی شاعری، ایران کا مشہور شاعر
بتخانۂ بہزاد: مُراد ایرانی مصوّر بہزاد کی تصویروں کا مجموعہ
محنت پیہم: لگاتار محنت
جوہر کھلنا: خوبیاں اور اہلیتیں ظاہر ہونا
شرر: چنگاری
تیشہ: پتھر توڑنے کا اوزار
فرہاد: شیریں کا عاشق جس نے پہاڑ کھودا تھا
غزل سرا: غزل گانے / لکھنے والا
سردیِ خون: جوش اور جذبہ کی گرمی سے خالی
موجِ نفس: سانس کی لہر
نَے نواز: بانسری بجانے والا
ضمیر: باطن، دل
لالہ زار: مُراد شہر
لالہ: مراد فن کار

ذوقِ نظر

خودی بلند تھی اُس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلاد سے دمِ تعزیر
ٹھہر ٹھہر کہ بہت دِل کشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تاب ناکیِ شمشیر!

شعر

میں شعر کے اَسرار سے محرم نہیں لیکن
یہ نکتہ ہے، تاریخ اُمم جس کی ہے تفصیل
وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل!

رقص و موسیقی

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اہرمن
رقص و موسیقی سے ہے سوز و سرُورِ انجمن
فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اسرارِ فن
شعر گویا رُوحِ موسیقی ہے، رقص اس کا بدن!

ذوقِ نظر: کسی چیز کو دیکھنے کا عمدہ مذاق
خوں گرفتہ چینی: سزا کے طور پر قتل کیے جانے والا چینی۔ غالباً اشارہ ہے چینی شاعر 'کی کان' کی طرف (۳۰۰۔۴۰۰ء) جسے ناانصافی کے ساتھ قتل کیا گیا، لیکن اس کا پختہ ارادہ اس سزا کے آگے کمزور نہ ہوا
دمِ تعزیر: سزا کے وقت
تاب ناکی: چمک
اَسرار: بھید
مَحرم: واقف
حیاتِ اَبدی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
نغمۂ جبریل: حضرت جبریل کا ترانہ / وحی
بانگِ سرافیل: فرشتہ اسرافیل کے صُور پھونکنے کی آواز جس سے مردے قیامت کے روز زندہ ہونگے
رقص: ناچ
اَہرمن: شیطان
فاش: ظاہر
چینی حکیم: چین کا فلسفی، اشارہ ہے کنفیوشس کی طرف جس نے شاعری، موسیقی اور ناچ کے ذریعے چینی عوام کو تعلیم دی۔ ۴۶۹ قبل مسیح میں فوت ہوا
اسرارِ فن: فن کی باریکیاں

ضبط

طریقِ اہلِ دُنیا ہے گِلہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی

یہ نُکتہ پیر دانا نے مجھے خلوت میں سمجھایا
کہ ہے ضبط فغاں شیری، فغاں رُوباہی و میشی!

رقص

چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ
رُوح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم اللّٰہی!

صلہ اُس رقص کا ہے تشنگیِ کام و دہن
صلہ اس رقص کا درویشی و شاہنشاہی!

طریق: طریقہ
ضبطِ فُغاں: آہ وزاری روکنے کی حالت
شیری: دلیری
فُغاں: آہ وزاری
رُوباہی: مکاری
میشی: بُزدلی

رقصِ بدن: جسم کا تھرکنا
خم و پیچ: ٹیڑھی سیدھی چال
ضربِ کلیم اللّٰہی: حضرت موسیٰؑ کے عصا کی سی چوٹ
صِلہ: بدلہ، انعام
تشنگی: پیاس
کام و دہن: حلق اور منہ

سیاسیاتِ
مشرق و مغرب

اشتراکیت

قوموں کی روِش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سُود نہیں رُوس کی یہ گرمیِ رفتار

اندیشہ ہوا شوخیِ افکار پہ مجبور
فرسُودہ طریقوں سے زمانہ ہُوا بیزار

انساں کی ہوس نے جنھیں رکّھا تھا چھپا کر
کھلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ اَسرار

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار

جو حرفِ "قُل العفو" میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دَور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

اِشتراکیت: سوشلزم، اس نظام کے مطابق ملک کی آمدنی میں سب کا برابر کا حصّہ ہے

روش: طور طریقہ

بے سُود: بے فائدہ

گرمیِ رفتار: پکے ارادے والا طریق

اندیشہ: سوچ فکر

شوخیِ اَفکار: خیالات کی دل کشی

فرسودہ: گھسا پٹا

بتدریج: آہستہ آہستہ

غوطہ زن: مراد بہت غور سے پڑھ

جدّت کردار: عمل اور جد و جہد میں نیا پن

"قُل العفو" قرآنی آیت کا ٹکڑا جس میں حضور اکرم ﷺ سے فرمایا گیا ہے: لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کتنا خرچ کریں آپ کہہ دیجیے جتنا تمہارا اخراجات سے بچ جائے۔

پوشیدہ: چھپا ہوا

نمودار: ظاہر

کارل مارکس کی آواز

یہ علم و حکمت کی مُہرہ بازی، یہ بحث و تکرار کی نمائش
نہیں ہے دُنیا کو اب گوارا پُرانے افکار کی نمائش

تری کتابوں میں اے حکیمِ معاش رکھّا ہی کیا ہے آخر
خطوطِ خم دار کی نمائش، مریز و کج دار کی نمائش

جہانِ مغرب کے بُت کدوں میں، کلیسیاؤں میں، مدرسوں میں
ہوس کی خوں ریزیاں چھپاتی ہے عقلِ عیّار کی نمائش

اِنقلاب

نہ ایشیا میں نہ یورپ میں سوز و سازِ حیات
خودی کی موت ہے یہ، اور وہ ضمیر کی موت

دِلوں میں ولولۂ انقلاب ہے پیدا
قریب آگئی شاید جہانِ پیر کی موت!

کارل مارکس: سوشلزم کا بانی، جرمنی کا یہودی سوشلسٹ جس نے ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء میں وفات پائی
مہرہ بازی: مغالطہ پیدا کرنے والی چالیں
گوارا: جو پسند آئے
پُرانے افکار: ایسے خیالات جو موجودہ حالات کے لیے مناسب نہیں
حکیم معاش: اقتصادی امور سے متعلق علم کا عالم
خطوط خمدار: مراد وہ نقشہ جو کسی کام / نظام کی ترقی کا پتا دیتا ہے
مریز و کج دار: مراد پروپیگنڈا یہ کرو کہ بہت کچھ دے رہے ہیں لیکن دو کچھ بھی نہیں
کلیسیا: عیسائی مذہبی ادارہ
خونریزی: خون بہانا
عیار: دھوکے باز

سوز و ساز حیات: زندگی کا جوش و جذبہ
وَلولہ: جوش
جہانِ پیر: بہت قدیم دنیا

خوشامد

مَیں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ، ولیکن ارباب نظر سے نہیں پوشیدہ کوئی راز
کر تُو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد دستور نیا، اور نئے دَور کا آغاز

معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی اُلّو کو اگر "رات کا شہباز"!

مناصب

ہُوا ہے بندۂ مومن فسونی افرنگ اسی سبب سے قلندر کی آنکھ ہے نم ناک
ترے بلند مناصب کی خیر ہو، یا رب!! کہ ان کے واسطے تُو نے کیا خودی کو ہلاک
مگر یہ بات چھپائے سے چھپ نہیں سکتی سمجھ گئی ہے اسے ہر طبیعتِ چالاک

شریکِ حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط اُن کا جوہرِ اِدراک!

کارِ جہان: دنیا کے مُعاملات
آگاہ: واقف
ارباب نظر: بصیرت رکھنے والے
پوشیدہ: چھُپا ہوا
دستور: قانون، طریقہ

مناصب: منصب کی جمع، مرتبے
فسونی افرنگ: انگریزوں کے جادو کا شکار
قلندر: مومن
طبیعتِ چالاک: مراد شعور کھنے والی طبیعت
شریکِ حکم: مراد حکومت میں ساتھ رکھنا
جوہرِ ادراک: فہم اور عقل کی اہلیت

یورپ اور یہود

یہ عیشِ فراواں، یہ حکومت، یہ تجارت
دِل سینہ بے نُور میں محرومِ تسلّی

تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دُھویں سے
یہ وادیِ اَیمن نہیں شایانِ تجلّی

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیبِ جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولّی!

نفسیاتِ غلامی

شاعر بھی ہیں پیدا، علما بھی، حکما بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ

مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرحِ معانی میں یگانہ

فراواں: بہت
وادیِ ایمن: وہ پہاڑی جگہ جہاں حضرت موسیٰ نے خدا کا جلوہ دیکھا، یہاں یہودیوں کے حوالے سے یورپ کو کہا ہے
شایانِ تجلّی: جلوے (خدا کے فضل و کرم) کے لائق
نزع: مرنے کے قریب کی حالت
تہذیبِ جواں مرگ: جوانی ہی میں مر جانے والی تہذیب
مُتولّی: خانقاہ/گرجے کا انتظام سنبھالنے والا، گدی نشین

مشینوں کا دُھواں: یعنی مادی خواہشات اور ضرورتوں میں کھوئے رہنے کی تاریکی
نفسیات: مراد ذہنیت
علما: جمع عالم
حکما: جمع حکیم، دانا، فلسفی
شرحِ معانی: معنوں یا حقیقتوں کو کھول کر بیان کرنا
یگانہ: بے مثال

"بہتر ہے کہ شیروں کو سِکھادیں رمِ آہُو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ"

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

بلشویک رُوس

روِش قضائے الٰہی کی ہے عجیب و غریب
خبر نہیں کہ ضمیر جہاں میں ہے کیا بات

ہُوئے ہیں کسر چلیپا کے واسطے مامور
وہی کہ حفظِ چلیپا کو جانتے تھے نجات

یہ وَحی دہریتِ رُوس پر ہوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات!

رم آہو: ہرن کا ڈر کر بھاگنا، مراد بزدلی
شیر: مراد آزاد قوم
شیری: دلیری، آزادی
تاویل: اصل مطلب سے ہٹ کر دوسرا اور غلط مطلب لینا
مسائل: جمع مسئلہ

بلشویک: خدا کے وجود کا منکر، دہریہ
رَوش: طور طریقہ

ضمیر: باطن
کسر چلیپا: صلیب یعنی عیسائیت کی توڑ پھوڑ
مامور: حکم دیا گیا
حفظِ چلیپا: عیسائیت کی حفاظت
دہریت: خدا کو نہ ماننے کا عمل
نازل: اُتری
کلیسائیوں کے لات و منات: عیسائی مذہب کے دینی و مذہبی ادارے / مذہبی طور طریقے

آج اور کل

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے

وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے!

مشرق

مری نوا سے گریبانِ لالہ چاک ہُوا
نسیمِ صبح چمن کی تلاش میں ہے ابھی

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ رُوحِ شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رسَن کی تلاش میں ہے ابھی

خود افروز: اپنے آپ کو روشن کرنے والا یعنی اپنی خودی کو بلند کرنے والا

جگر سوز: بیحد جدّوجہد کرنے والا

ہنگامۂ فردا: مُستقبل کی رونق مراد شاندار مستقبل

اِمروز: آج یعنی موجودہ زمانے کے تقاضوں کا احساس اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کیفیت

نوا: مراد شاعری

گریبان لالہ: لالہ کا گریبان مراد مُسلم قوم پر

چاک ہوا: پھٹا، مراد اثر ہوا

مصطفیٰ: تُرکی کے فرماں روا مُصطفیٰ اتاترک (مُصطفیٰ کمال پاشا) جنہوں نے انگریزوں سے ٹکر لے کر انہیں ترکی سے نکال دیا۔ وفات ۱۹۳۸ء

رضاشاہ: ایران کے بادشاہ رضاشاہ کبیر جنہوں نے ایران کو یورپ کی غلامی سے نجات دلائی، لیکن ان دونوں نے قوم کو مادیت کے چکر سے نہ نکالا

روحِ شرق: مشرق یعنی اہل مشرق یا مسلمان کی روحانی تربیت

دار و رسن: پھانسی اور رَسی، اشارہ ہے منصور حلاج کی طرف جنہیں "انا الحق" کا نعرہ لگانے پر پھانسی دیدی گئی تھی

سیاستِ افرنگ

تری حریف ہے یا رب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اس کے پُجاری فقط امیر و رئیس

بنایا ایک ہی اِبلیس آگ سے تُو نے
بنائے خاک سے اُس نے دو صد ہزار ابلیس!

خواجگی

دَورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہلِ سجادہ ہیں یا اہلِ سیاست ہیں امام

اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور
سیکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام!

حریف: مقابلے پر آنے والی
سیاست افرنگ: یورپ کی سیاست
پُجاری: پوجا کرنے والا
رئیس: سردار، بڑے بڑے لوگ
دو صد ہزار: مراد لاکھوں
ابلیس: مُراد شیطانی کام کرنے والے

خواجگی: آقایا حاکم ہونا

دَورِ حاضر: آج کا زمانہ
عہدِ قدیم: پرانا زمانہ
اہلِ سجادہ: مراد پیر اور صوفی
اہلِ سیاست: سیاست دان
کرامت: پیروں کا ایسا کام جو عام آدمی کے بس کا نہ ہو، مراد غیر معمولی کام
پختہ: مضبوط
خوئے غلامی: غلامی کی عادت

غلاموں کے لیے

حِکمتِ مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے
ایک نکتہ کہ غلاموں کے لیے ہے اکسیر

دِین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سُلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بنا پر تعمیر

حرف اُس قوم کا بے سوز، عمل زار و زبُوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر!

اہلِ مِصر سے

خود ابو الہول نے یہ نکتہ سِکھایا مجھ کو
وہ ابو الہول کہ ہے صاحبِ اَسرارِ قدیم

دفعتہً جس سے بدل جاتی ہے تقدیرِ اُمم
ہے وہ قوّت کہ حریف اس کی نہیں عقلِ حکیم

حکمت: دانائی، فلسفہ
اکسیر: بہت فائدہ مند
فقر: مادی دنیا کی بجائے روحانی دنیا سے عشق
عقاید: عقیدہ کی جمع، مذہبی یا غیر مذہبی خیالات
حرف: مُراد باتیں
بے سوز: جذبوں کی حرارت سے خالی
زار و زبوں: ذلیل اور خوار
تہی: خالی

ابوالہول: قدیم زمانے کا ایک مصری بُت جسے پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا۔ کوئی اَسّی فٹ اونچا اور بڑا ہی ڈراؤنا ہے۔ اس کا جسم شیر کا اور چہرہ انسان کا ہے
صاحبِ اَسرارِ قدیم: پرانے بھید جاننے والا
حریف: مقابلہ کرنے والی
قوت: مراد جدّوجہد اور جذبوں کی طاقت
تقدیرِ اُمم: قوموں کی تقدیر
عقلِ حکیم: دانایا فلسفی کی عقل

ہر زمانے میں دِگر گوں ہے طبیعت اس کی
کبھی شمشیر محمدؐ ہے، کبھی چوبِ کلیمؑ!

ابی سینیا

(۱۸۔اگست ۱۹۳۵ء)

یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہرناک ابی سینیا کی لاش
ہونے کو ہے یہ مُردۂ دیرینہ قاش قاش!

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش
ہر گُرگ کو ہے بَرّۂ معصوم کی تلاش!

اے وائے آبروئے کلیسا کا آئینہ
روما نے کردیا سر بازار پاش پاش
پیر کلیسیا! یہ حقیقت ہے دلخراش!

دِگر گوں: اُلٹ پلٹ
شمشیر محمدؐ: حضور اکرمؐ کی تلوار، مراد حضور اکرمؐ کا لایا ہوا اسلامی انقلاب جس نے باطل قوتوں کو مٹادیا
چوبِ کلیمؑ: حضرت موسیٰؑ کا عصا، جس سے حضرت موسیٰؑ کے معجزے وابستہ ہیں

ابی سینیا: ۱۸۔اگست ۱۹۳۵ء کو اٹلی نے بلاوجہ حبشہ کے اس شہر پر حملہ کردیا تھا، جس پر علامہ نے یہ قطعہ کہا
کرگس: گِدھ، مردار کھانے والا پرندہ
زہرناک: بہت زہریلی
مُردۂ دیرینہ: پُرانا مُردہ، گِدھ کے حوالے سے ابی سینیا کو کہا
قاش قاش/پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے
گُرگ: بھیڑیا، مراد ظالم
بَرّۂ معصوم: بکری کا بے گناہ بچہ، مراد مظلوم یعنی ابی سینیا
اے وائے: افسوس ہے
آبروے کلیسا: یعنی عیسائیت کی عزت
روما: روم مراد اٹلی
سر بازار: بیچ بازار یعنی کھلے بازار
پیر کلیسیا: عیسائیت کے مذہبی رہنما
دل خراش: دل زخمی کرنے والی

اِبلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام ☆

لاکر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں
زُناریوں کو دَیرِ کہن سے نکال دو

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
ملّا کو اُن کے کوہ و دمن سے نکال دو

اہلِ حرم سے اُن کی روایات چھین لو
آہُو کو مرغزارِ ختن سے نکال دو

فرمان: حکم
سیاسی فرزند: یعنی وہ سیاست دان جو شیطان کی سی چالیں چلتے ہیں
سیاست کا پیچ: سیاست کی ہیرا پھیری، الٹ پھیر
برہمن: ہندوؤں کا مذہبی رہنما
زُناری: مراد کافروں کے سے طور طریقے والا
دیرِ کہن: پرانا مندر
فاقہ کش: غریب، مراد مسلمان
رُوحِ محمدؐ: مراد حضور اکرمؐ کی محبت اور آپؐ کی تعلیمات کا اثر
فکرِ عرب: مُراد اسلامی خیالات
فرنگی تخیلات: یورپ کے خیالات جن میں مادہ پرستی ہے
حجاز و یمن: مراد اسلامی مُلک
غیرتِ دیں: اسلامی شریعت کی عزت برقرار رکھنے کا جذبہ
کوہ و دمن: پہاڑ اور وادی، پہاڑی علاقے
اہلِ حرم: مراد مسلمان
روایات: روایت کی جمع، مراد اسلامی طور طریقے جو شروع سے چل رہے ہیں
آہو: ہرن، مراد مسلمان
مَرغزار: جانوروں کے چرنے کی جگہ
ختن: ترکستان کا ایک شہر جہاں کے ہرن مشہور ہیں مراد اسلامی مُلک

بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

اقبالؔ کے نفَس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو!

جمعیت اقوامِ مشرق ☆

پانی بھی مسخر ہے، ہوا بھی ہے مسخر
کیا ہو جو نگاہِ فلکِ پیر بدل جائے

دیکھا ہے مُلوکیّتِ افرنگ نے جو خواب
ممکن ہے کہ اُس خواب کی تعبیر بدل جائے

طہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے!

نفس: سانس، مراد شاعری
لالے کی آگ تیز: مراد مسلمانوں میں جوش و جذبہ تیز کرنے کا عمل
غزل سرا: غزل کہنے والا، شاعر

جمعیت اَقوام: قوموں کے ایک جگہ اکٹھے ہونے کا عمل۔ اشارہ ہے لیگ آف نیشنز کی طرف۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد یورپ کی قوموں نے دنیا بھر میں اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر یہ تنظیم قائم کی تھی۔ یہاں مراد مُسلمانوں کی ایسی تنظیم
مسخر: قبضے میں ہونا
نگاہِ فلک پیر: بوڑھے آسمان کی نگاہ، مُراد مقدر
ملوکیتِ اَفرنگ: یورپ والوں کی شہنشاہی / حکومت
تعبیر: کسی خواب کا نتیجہ
طہران: ایران کا صدر مقام
عالم مشرق: مشرق میں واقع تمام مُلک
جنیوا: وہ مقام جہاں جمعیت اقوام قائم ہوئی تھی
کرۂ ارض: مُراد دنیا

☆ بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

سُلطانی جاوید

غواص تو فطرت نے بنایا ہے مجھے بھی
لیکن مجھے اعماقِ سیاست سے ہے پرہیز

فطرت کو گوارا نہیں سُلطانی جاوید
ہر چند کہ یہ شُعبدہ بازی ہے دل آویز

فرہاد کی خارا شکنی زندہ ہے اب تک
باقی نہیں دنیا میں مُلوکیّتِ پرویز!

جمہوریت

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!

سلطانی جاوید: ہمیشہ ہمیشہ کی سلطنت / حکومت
غواص: غوطہ لگانے والا، سمندر میں موتی تلاش کرنے والا
اَعماق: عُمق کی جمع، گہرائیاں
گوارا: پسند
ہر چند: اگرچہ
شُعبدہ بازی: جادوگری یعنی دھوکے کا کھیل
دل آویز: دل کو بھانے والی
خارا شکنی: پتھر توڑنا، فرہاد نے پہاڑ کھودا تھا شیریں کے عشق میں
مُلوکیتِ پرویز: خسرو پرویز (اسلام سے پہلے ایران کا ایک عظیم بادشاہ) کی بادشاہی

مردِ فرنگی: انگریز آدمی مُراد اُستاں دال، فرانسیسی ناول نویس (۱۶۸۳ء۔ ۱۷۴۲ء)۔
فاش: ظاہر
طرزِ حکومت: حکومت کرنے کا انداز

یورپ اور سُوریا

فرنگیوں کو عطا خاکِ سُوریا نے کِیا نبی عِفّت و غم خواری و کم آزاری
صِلہ فرنگ سے آیا ہے سُوریا کے لیے مے و قِمار و ہجومِ زنانِ بازاری!

مسولینی ☆

(اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے)

کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جُرم!
بے محل بگڑا ہے معصومانِ یورپ کا مزاج
میں پھٹکتا ہُوں تو چھلنی کو بُرا لگتا ہے کیوں
ہیں سبھی تہذیب کے اوزار! تُو چھلنی میں چھاج
میرے سودائے مُلوکیّت کو ٹھُکراتے ہو تم
تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زُجاج؟

سُوریا: مُلکِ شام
نبی عفت: پرہیزگاری کے نبی، مراد حضرت عیسیٰ
غم خواری: غم بانٹنا، غم دور کرنا
کم آزاری: کسی کو تکلیف نہ دینا
قِمار: جوا
ہجوم: بھیڑ
زنانِ بازاری: بازاری عورتیں، بدچلن عورتیں

مسولینی: اٹلی کا آمر حکمران۔ ۱۹۴۵ء میں قتل ہوا
معصومانِ یورپ: یورپ کے بے گناہ (طنز کے طور پر کہا ہے) مُراد یورپ کی ظالم قومیں
پھٹکنا: چھاج میں غلّہ وغیرہ صاف کرنا
چھاج: غلہ صاف کرنے کا اوزار
سودائے مُلوکیت: بادشاہت کا جنوں / پاگل پن
ٹھُکرانا: ٹھوکر مارنا، مراد حقارت سے دیکھنا
زُجاج: شیشہ

☆ ۲۲ اگست ۱۹۳۵ء بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

یہ عجائب شعبدے کس کی مُلوکیّت کے ہیں
راجدھانی ہے، مگر باقی نہ راجا ہے نہ راج

آلِ سیزر چوبِ نَے کی آبیاری میں رہے
اور تم دُنیا کے بنجر بھی نہ چھوڑو بے خراج!

تم نے لُوٹے بے نوا صحرا نشینوں کے خیام
تم نے لُوٹی کِشتِ دہقاں، تم نے لُوٹے تخت و تاج

پردۂ تہذیب میں غارت گری، آدم کُشی
کل رَوا رکھی تھی تم نے، مَیں رَوا رکھتا ہوں آج!

عجائب شُعبدے: حیران کرنے والی چالیں اور فریب
مُلوکیت: بادشاہت
راجدھانی: حکومت کا مرکز / مرکزی شہر۔ اشارہ ہے دہلی کی طرف جو ہندوستان کا مرکزی شہر تھا اور انگریز، برطانیہ میں بیٹھے اس پر حکومت کر رہے تھے
آلِ سیزر: اٹلی کے حکمران کی اولاد
چوبِ نَے: مراد بانسوں کا جنگل جسے کاٹ کر اٹلی کی حکومت نے آباد کیا تھا
آبیاری: کھیت کو پانی دینے کا عمل
بنجر: ویران زمین جس میں کچھ نہ اُگے
بے خراج: لگان کے بغیر
بے نوا: مفلس، غریب
صحرا نشین: جنگلوں میں رہنے والے، مراد افریقہ کی خانہ بدوش قومیں
خِیام: جمع خیمہ، خیمے
کِشت: کھیتی
دہقان: کسان
پَردہ: مراد بہانہ
غارت گری: تباہ کرنا
آدم کُشی: انسانوں کا قتل
روا رکھنا: جائز سمجھنا

گِلہ

معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک
بیچارہ کسی تاج کا تابندہ نگیں ہے

دہقاں ہے کسی قبر کا اگلا ہوا مُردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیرِ زمیں ہے

جاں بھی گِروِ غیر، بدن بھی گِروِ غیر
افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تُو
مجھ کو تو گِلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے!

اِنتداب

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دُشواری

جہاں قِمار نہیں، زن تُنک لباس نہیں
جہاں حرام بتاتے ہیں شغلِ مے خواری

تابندہ: چمکتا ہوا
نگیں: تاج میں جڑا ہوا قیمتی موتی
اگلا ہوا: مراد باہر نکالا یا پھینکا ہوا
گِروِ غیر: دوسرں کے پاس گروی رکھا ہوا
مکیں: مکان میں رہنے والا

اِنتداب: نمایندگی، وکالت۔ یہاں مراد انگریزوں کی ایسی چال جس سے وہ کسی مُلک کی خیر خواہی کے بہانے اس پر قبضہ جما لیتے ہیں
تُنک لباس: تنگ لباس والی۔ تنگ لباس میں اعضا نمایاں ہو جاتے ہیں
شغلِ مے خواری: شراب پینے میں مصروف رہنے کا عمل

بدن میں گرچہ ہے اک رُوحِ ناشکیب و عمیق
طریقۂ اَب و جَد سے نہیں ہے بیزاری

جسُور و زِیرک و پُردَم ہے بچّۂ بدوی
نہیں ہے فیضِ مکاتب کا چشمۂ جاری

نظروَرانِ فرنگی کا ہے یہی فتویٰ
وہ سرزمیں مَدنیّت سے ہے ابھی عاری!

لادین سیاست

جو بات حق ہو، وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دلِ خبیر و بصیر

مری نگاہ میں ہے یہ سیاستِ لادیں
کنیز اہرمن و دُوں نہاد و مُردہ ضمیر

روحِ ناشکیب: بے چین روح
عمیق: گہری، مراد فکرمند
اَب وجد: باپ دادا
جسور: دلیر
زیرک: عقل وشعور والا
پُردم: طاقتور
بچۂ بدوی: جنگل میں رہنے والا بچہ، مراد عرب کی جواں نسل، یا عرب قوم
فیضِ مکاتب: مدرسوں کا فائدہ پہنچانے کا عمل، مراد مغربی انداز تعلیم جو مسلم قوم کے لیے نقصان دہ ہے
نظروَران: گہری نظر رکھنے والے
فتویٰ: حکم، مذہبی حکم
مَدنیّت: شہریت، تمدن، تہذیب
عاری: خالی

خبیر: باخبر، جسے بہت کچھ معلوم ہو
بصیر: گہری نظر والا
سیاستِ لادیں: ایسی سیاست جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو، کفر پر مبنی سیاست
کنیز: لونڈی، نوکرانی
اَہرمَن: شیطان
دُوں نہاد: بدفطرت
مُردہ ضمیر: بے ضمیر، بے حس، جس میں زندگی کی حرارت نہ ہو

ہوئی ہے ترکِ کلیسا سے حاکمی آزاد
فرنگیوں کی سیاست ہے دیو بے زنجیر

متاعِ غیر پہ ہوتی ہے جب نظر اس کی
تو ہیں ہراولِ لشکر کلیسیا کے سفیر!

دامِ تہذیب

اقبالؔ کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملّتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار

یہ پیر کلیسا کی کرامت ہے کہ اس نے
بجلی کے چراغوں سے منوّر کیے افکار

جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کھلتا نہیں یہ عُقدۂ دشوار

تُرکانِ "جفا پیشہ" کے پنجے سے نکل کر
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار!

تُرکِ کلیسا: مُراد مذہب سے دُوری
حاکمی: حکومت، (وہ حکومت جو پہلے کلیسا کے تحت تھی)
دیوِ بے زنجیر: وہ جن یا شیطان جو قابو میں نہ ہو
متاعِ غیر: دوسروں کی پونجی
ہراولِ لشکر: وہ دستہ جو فوج میں سب سے آگے چلتا ہے
کلیسیا کے سفیر: مراد عیسائیت کے مذہبی رہنما، پادری

دامِ تہذیب: تہذیب کا جال، اس نظم میں عربوں کی اس نادانی کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے ترکوں کے خلاف انگریز کا ساتھ دیا اور پھر خود اس کے جال میں پھنس گئے
ملتِ مظلوم: مراد دوسروں کی غلام قوم
خریدار: مراد ہمدرد (طنز کے طور پر)
پیرِ کلیسا: عیسائیوں کا مذہبی پیشوا، پادری
عُقدۂ دشوار: مشکل مسئلہ، گتھی
تُرکانِ "جفا پیشہ": ظالم تُرک (بطور طنز ظالم کہا گیا)
تہذیب کا پھندا: تہذیب کا جال (وہی دامِ تہذیب)

نصیحت

اک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر

بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم
بَرّے پہ اگر فاش کریں قاعدۂ شیر

سینے میں رہے رازِ مُلوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے مُلائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹّی کا ہے اک ڈھیر!

لردِ فرنگی: انگریز لارڈ
آنکھ کا سیر نہ ہونا: بہت زیادہ دیکھنے کے باوجود دیکھنے کی خواہش کا بدستور باقی رہنا۔
بَرّہ: بکری یا بھیڑ کا بچہ، مراد غلام
فاش: ظاہر
قاعدۂ شیر: شیر کا طور طریقہ، مراد حکمران کے طور طریقے

رازِ ملوکانہ: حکومت کرنے کے بھید
محکوم: غلام، غلام قوم
تیغ سے زیر کرنا: تلوار سے کسی کو شکست دینا یا محکوم بنانا
مُلائم: نرم
اکسیر: فائدہ یا شفا دینے والی
ہمالہ: ہمالیہ پہاڑ، مراد بہت ہی سخت چیز، پتھر

ایک بحری قزاق اور سکندر

سکندر

صِلہ تیرا تری زنجیر یا شمشیر ہے میری
کہ تیری رہزنی سے تنگ ہے دریا کی پہنائی!

قزاق

سکندر! حیف، تُو اس کو جواں مردی سمجھتا ہے
گوارا اس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رُسوائی؟

ترا پیشہ ہے سفّاکی، مرا پیشہ ہے سفّاکی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں، تو مَیدانی، میں دریائی!

جمعیتِ اَقوام

بیچاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبر بد نہ مرے منہ سے نکل جائے

بحری قزاق: سمندری ڈاکو، سمندری لٹیرا
سکندر: سکندرِ اعظم
صِلہ: بدلہ، انعام
رہزنی: لوٹنے کا عمل
پہنائی: وسعت، پھیلاؤ
حیف: افسوس
جواں مردی: دلیری
گوارا کرنا: برداشت یا پسند کرنا
ہم چشم: مراد ایک جیسا کام کرنے والے

سفّاکی: ظلم، ستم
مَیدانی: مراد خشکی یعنی زمین پر (انسانوں پر ظلم کرنے والا)
دریائی: سمندر میں (لوٹ مار کرنے والا)

جمعیتِ اقوام: لِیگ آف نیشنز۔ ۱۹۱۴ کی جنگِ عظیم کے بعد یورپی قوموں نے دنیا بھر میں اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر یہ تنظیم قائم کی تھی
دم توڑنا: مرنا، مرنے کے قریب ہونا
خبرِ بد: بُری خبر

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دُعا یہ ہے کہ ٹل جائے

ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرکِ افرنگ
اِبلیس کے تعویذ سے کچھ روز سنبھل جائے!

شام و فلسطین

رِندانِ فرانسیس کا میخانہ سلامت
پُر ہے مئے گلرنگ سے ہر شیشہ حلب کا

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟

مقصد ہے مُلوکیّتِ انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رُطب کا

مبرم: قضا جو آ کے رہے، مضبوط
ٹل جانا: مصیبت کا دور ہونا
داشتہ: نکاح کے بغیر رکھی ہوئی عورت
پیرکِ اَفرنگ: گھٹیا بوڑھا یورپ
سنبھل جانا: بچ جانا

شام و فلسطین: یہ اشارہ ہے انگریزوں کی اس سیاست کی طرف جس کے مطابق انہوں نے فلسطین پر یہودیوں کا حق جتایا تھا
رندانِ فرانسیس: فرانسیسی شرابی۔ حکومت فرانس نے انگریزوں کے ساتھ مل کر شام پر قبضہ کر لیا تھا اور شراب نوشی اور مغربی تہذیب کی دوسری باتوں کو رواج دیا تھا
میخانہ سلامت: شراب خانہ برقرار رہے (طنزیہ)
مئے گلرنگ: سرخ رنگ کی شراب
حَلب: مُلک شام کا ایک شہر
خاکِ فلسطین: فلسطین کی سرزمین / مُلک
ہسپانیہ: سپین، اس ملک پر عربوں نے سات سو برس حکومت کی تھی، جس پر بعد میں فرانس نے انگریزوں کے ساتھ مل کر اس پر قبضہ جما لیا
مُلوکیّتِ اِنگلیس: انگریزی شہنشاہیت / حکومت
نارنج: نارنگی، سنگترے کی ایک قسم
رُطب: کھجور

سیاسی پیشوا

اُمید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
یہ خاک باز ہیں، رکھتے ہیں خاک سے پیوند

ہمیشہ مور و مگس پر نگاہ ہے ان کی
جہاں میں ہے صفتِ عنکبوت ان کی کمند

خوشا وہ قافلہ، جس کے امیر کی ہے متاع
تخیل مَلکوتی و جذبہ ہائے بلند!

نفسیاتِ غلامی

سخت باریک ہیں اَمراضِ اُمَم کے اسباب
کھول کر کہیے تو کرتا ہے بیاں کوتاہی

دین شیری میں غلاموں کے امام اور شیوخ
دیکھتے ہیں فقط اک فلسفۂ رُوباہی

خاک باز: مٹی سے کھیلنے والا، مادہ پرست، روحانیت سے دور رہنے والا
پیوند: تعلق
مور: چیونٹی
مگس: مکھی
عنکبوت: مکڑی
کمند: رسّی کا پھندا
خوشا: مبارک ہے، بہت اچھا ہے
متاع: پونجی، سرمایہ
تخیل مَلکوتی: فرشتوں کی سی سوچ اور فکر

نفسیات: ذہنی حالت، ذہنیت
اَسباب: جمع سبب، وجہ
کھول کر کہنا: صاف صاف بات کہنا
دین شیری: مراد دلیری اور بے خوفی کے انداز
شیوخ: جمع شیخ، مذہبی رہنما
فلسفۂ روباہی: لومڑی کا فلسفہ، مراد بزدلی، چالاکی اور مکاری کے طور طریقے

ہو اگر قُوّتِ فرعون کی در پردہ مُرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی!

غلاموں کی نماز

(تُرکی وفدِ ہلالِ احمر لاہور میں)

کہا مجاہدِ تُرکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام؟

وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد
خبر نہ تھی اُسے کیا چیز ہے نمازِ غلام

ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دُنیا میں
انہی کے ذوقِ عمل سے ہیں اُمتوں کے نظام

بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم
کہ ہے مُرور غلاموں کے روز و شب پہ حرام

طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اَور کیا ہے کام

قوت فرعون: مراد ظالم اور جابر حکمران کی طاقت
در پردہ: پردے میں، چھپے ہوئے انداز میں
کلیم اللّٰہی: مراد حضرت موسیٰؑ کی سی معجزے والی قوت (فرعون کے حوالے سے یہ ترکیب استعمال کی)

ہلال احمر: سرخ چاند۔ وہ مسلم تنظیم جو حادثے وغیرہ میں زخمی ہونے والوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کرتی ہے

مجاہد ترکی: مراد آزاد مُلک تُرکی کا مسلمان / مومن
مردانِ حر: آزاد لوگ، آزاد قومیں
ذوقِ عمل: جدّوجہد سے بیحد دلچسپی
نظام: انتظام، بندوبست، حکومت کرنے کے طریقے
سوزِ عمل: عمل یا جدّوجہد کی تپش / گرمی
مُرور: گردش، گزرنے کی حالت
ورائے سجدہ: سجدے کے علاوہ

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے مِلّت کی زندگی کا پیام!

فلسطینی عرب سے

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے

تری دَوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یَہود میں ہے

سُنا ہے مَیں نے، غلامی سے اُمتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذّت نمود میں ہے!

وجود: ذات، ہستی، جسم
جنیوا: وہ مقام جہاں لیگ آف نیشنز قائم ہوئی، مراد یورپی قومیں
رگِ جان: وہ رگ جس میں جان ہوتی ہے، شہ رگ، مراد جان
پنجۂ یہود: یہودیوں کا پنجہ، مراد یہودیوں کا غلبہ
خودی کی پرورش: اپنی مخفی قوتوں اور صلاحیتوں کو ترقی دینا
لذت نمود: ظاہر ہونے کی لذت

مشرق و مغرب

یہاں مَرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
وہاں مَرض کا سبب ہے نظامِ جمہُوری

نہ مشرق اس سے بَری ہے، نہ مغرب اس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رَنجوری

نفسیاتِ حاکمی

(اصلاحات)

یہ مہر ہے بے مہریٔ صیّاد کا پردہ
آئی نہ مرے کام مری تازہ صفیری
رکھنے لگا مُرجھائے ہُوئے پھول قفس میں
شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری!

مغرب: مراد یورپ
تقلید: پیروی، کسی کے پیچھے چلنا
نظامِ جمہوری: عوام کی حکومت کا بندوبست / طریقہ
بَری: آزاد، بچا ہوا
قلب و نظر کی رنجوری: دل اور نظر یعنی جذبوں اور بصیرت کی بیماری / خرابی

نفسیات: ذہنی کیفیت، ذہنیت
حاکمی: حکومت، حکمرانی کرنے کا انداز
اِصلاحات: جمع اصلاح، بہتری اور ترقی کے لیے اِقدام کرنے کا عمل
مہر: محبت، مہربانی کا سلوک
صَیاد: شکاری
پَردہ: مراد دھوکا، چال
تازہ صَفیری: آواز اونچی کرنے کی شروع کی حالت، مراد احتجاج کا انداز

محراب گل افغان

کے افکار

محرابِ گل اَفغان کے افکار

۱

میرے کُہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اَب وجَد کی خاک

روزِ ازل سے ہے تُو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ و گل سے تہی، نغمۂ بُلبل سے پاک

تیرے خَم و پیچ میں میری بہشت بریں
خاک تری عنبریں، آب ترا تاب ناک

باز نہ ہوگا کبھی بندۂ کبک و حمام
حفظِ بدن کے لیے روح کو کردوں ہلاک

اے مرے فقر غیور! فیصلہ تیرا ہے کیا
خِلعتِ انگریز یا پیرہن چاک چاک

محراب گل: ایک فرضی کردار جس کا کوئی وجود نہیں
کُہستاں: جہاں کئی پہاڑ ہوں، پہاڑی علاقہ
اَب وجَد: باپ دادا
روزِازل: مراد شروع ہی سے
چرغ: باز اور شِکرے کی قسم کا ایک شکاری پرندہ
تہی: خالی
خم و پیچ: اُلٹے سیدھے، مراد پہاڑی راستے جو ہموار نہیں ہیں
بہشت بَریں: اوپر کی یعنی آسمانی بہشت، مراد فردوس
عنبریں: چمکتا ہوا، مراد شفاف
باز: مشہور پرندہ
بندہ: غلام
کبک: تیتر کی قسم کا ایک پرندہ، چکور
حَمام: کبوتر
حفظِ بدن: بدن کی حفاظت
فقر غیور: غیرت مند فقر
خِلعت: اعلیٰ قسم کا لباس
پیرہن چاک چاک: جگہ جگہ سے پھٹا ہوا لباس

﴿ ۲ ﴾

حقیقت ازلی ہے رَقابتِ اقوام نگاہِ پیر فلک میں نہ مَیں عزیز، نہ تُو
خودی میں ڈُوب، زمانے سے نااُمید نہ ہو کہ اس کا زخم ہے درپردہ اہتمامِ رفو
رہے گا تُو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اُتر گیا جو ترے دل میں "لاَشَرِیکَ لَہ"

﴿ ۳ ﴾

تِری دُعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تُو بدل جائے
تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا عجب نہیں ہے کہ یہ چار سُو بدل جائے
وہی شراب، وہی ہاے و ہُو رہے باقی طریقِ ساقی و رسم کدو بدل جائے
تری دُعا ہے کہ ہو تیری آرزو پُوری
مری دُعا ہے تری آرزو بدل جائے!

حقیقتِ اَزلی: مراد شروع سے چلی آنے والی سچائی
رقابتِ اَقوام: قوموں کی آپس کی ضِد اور دشمنی
پیر فلک: آسمان کا بوڑھا، مراد آسمان
عزیز: پیارا، پسند
درپردہ: پیٹھ پیچھے، غائبانہ
اِہتمام: بندوبست، انتظام
رفو: سینا، پیوند لگانا
یگانہ: مراد بے مثل
یکتا: بے مثل
دل میں اترنا: دل پر پورا پورا اثر کرنا

"لاشریک لہٗ": اُس کا کوئی شریک نہیں یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔ مراد خدا کی توحید

قضا: خدا کا حکم
چار سُو: چار طرف، مراد ماحول
ہاے وہو: شور ہنگامہ، اِس دنیا کی "ہو حق"
ساقی: شراب پلانے والا
کدو: بڑا پیالہ جو کدو کے چھلکے کو سکھا کر بناتے ہیں اور صوفیاو غیرہ اسے پیالے کی جگہ استعمال کرتے ہیں یہاں مراد شراب کا پیالہ

﴿ ۴ ﴾

کیا چرخِ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ
سب راہرو ہیں واماندۂ راہ!

کڑکا سکندر بجلی کی مانند
تجھ کو خبر ہے اے مرگِ ناگاہ!

نادر نے لوٹی دِلّی کی دولت
اک ضربِ شمشیر، افسانہ کوتاہ!

افغان باقی، کہسار باقی!
اَلحُکمُ للّٰہ! اَلمُلکُ للّٰہ!

حاجت سے مجبور مردانِ آزاد
کرتی ہے حاجت شیروں کو رُوباہ!

محرم خودی سے جس دم ہُوا فقر
تُو بھی شہنشاہ، مَیں بھی شہنشاہ!

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش
جس نے نہ ڈھونڈی سُلطاں کی درگاہ!

چرخِ کج رَو: ٹیڑھا چلنے والا آسمان، مراد انسانی خواہش کے مطابق نہ چلنے والا آسمان

مہر: سورج

ماہ: چاند

راہرو: راستہ چلنے والا، مسافر

واماندۂ راہ: راستے میں پیچھے رہ جانے والا

کڑکا: گرجا، یعنی غرور کے ساتھ اونچا بولا

سکندر: مراد سکندر اعظم جسے سکندرِ مقدونی بھی کہتے ہیں

مرگِ ناگاہ: اچانک موت

نادر: مراد نادر شاہ جس نے ۱۲۳۹ھ میں دہلی کو لوٹا اور کئی دن تک قتلِ عام جاری رکھا۔ اس کے تکبر اور سختی کی بنا پر درباریوں نے اسے ۱۰ مئی ۱۷۴۷ء کو قتل کروادیا

ضربِ شمشیر: تلوار کا وار

افسانہ کوتاہ: مراد بات ختم ہوئی

کہسار: پہاڑ

باقی: پیچھے رہ جانے والا

"الحکم للہ": حکم صرف اللہ ہی کے لیے ہے یعنی وہی حاکمِ مطلق ہے

روباہ: لومڑی

مَحرم: واقف

شہنشاہ: شاہان شاہ، یعنی بڑا بادشاہ، عظیم حکمران

مردِ درویش: اللہ کا فقیر، مردِ خدا مست

درگاہ: دربار، چوکھٹ

۵

یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے روا رو
اس عیشِ فراواں میں ہے ہر لحظہ غمِ نو

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو

ناداں! ادب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے
اَسبابِ ہُنر کے لیے لازم ہے تگ و دَو

فِطرت کے نوامیس پہ غالب ہے ہُنر مند
شام اس کی ہے مانندِ سحر صاحبِ پرتَو

وہ صاحبِ فن چاہے تو فن کی برکت سے
ٹپکے بدنِ مہر سے شبنم کی طرح ضو!

غوغائے روارَو: بھاگ دوڑ یا دَوڑ لگانے کا شور و غل جو اکثر تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے
عیشِ فراواں: بہت زیادہ عیش، بیحد آرام کی زندگی
ہر لحظہ: ہر گھڑی
غمِ نو: نیا غم
اَحرار: حُر کی جمع، آزاد لوگ
دو کفِ جو: دو مٹھی جو، مراد معمولی روزی

اسبابِ ہنر: فن کے وسیلے / ذریعے
تگ و دَو: بھاگ دَوڑ
نوامیس: جمع ناموس، چھپے ہوئے راز، بھید
صاحبِ پرتو: مراد روشنی والی
بدنِ مہر: سورج کا جسم، مراد سورج
صاحبِ فن: فنکار، مثلاً مصور، شاعر وغیرہ
ضو: روشنی

﴿ ۶ ﴾

جو عالم ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد
ہر دَور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

اُس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک!
ہے جس کے تصوّر میں فقط بزمِ شبانہ

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

﴿ ۷ ﴾

رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان
تُو بھی اے فرزندِ کہستاں! اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

عالم ایجاد: ایسی دُنیا جہاں نئی نئی چیزیں / آرٹ وغیرہ پیدا کی جائیں
صاحبِ ایجاد: نئی چیز تخلیق / پیدا کرنے والا
طواف: کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا
ناکارہ: بیکار، جو کسی کام نہ آئے
یگانہ: بے مثال، قیمتی
تجدید: کوئی کام نئے سرے سے شروع کرنا
تصور: کسی چیز کو خیال میں مجسم کرنا
بزم شبانہ: رات کی محفل، مراد اسلام کا شاندار ماضی
آوازہ: بلند آواز، شہرت

رومی: یعنی اٹلی کے رہنے والے
شامی: اہل شام
فرزند کہستان: مراد پہاڑ کے رہنے والے

موسم اچھا، پانی وافر، مٹّی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

اُونچی جس کی لہر نہیں ہے، وہ کیسا دریاے
جس کی ہوائیں تند نہیں ہیں، وہ کیسا طوفان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اُس بندے کی دہقانی پر سُلطانی قربان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

تیری بے عِلمی نے رکھ لی بے عِلموں کی لاج
عالم فاضِل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

زرخیز: سونا دینے والی، مراد بہت فصل دینے والی
نہ سینچا: کھیت کو پانی نہ دیا
دہقانی: کھیت بونے اور کاٹنے وغیرہ کا کام
سُلطانی: غلبہ، بادشاہت
بے علمی: علم / تعلیم نہ ہونا
لاج: شرم، عزت
عالم فاضل: بہت پڑھے لکھے لوگ

﴿ ۸ ﴾

زاغ کہتا ہے نہایت بدنُما ہیں تیرے پَر شپرک کہتی ہے تجھ کو کور چشم و بے ہُنر
لیکن اے شہباز! یہ مُرغانِ صحرا کے اچھوت ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ و خم سے بے خبر
ان کو کیا معلوم اُس طائر کے احوال و مقام
رُوح ہے جس کی دمِ پرواز سر تا پا نظر!

﴿ ۹ ﴾

عشق طِینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس پرِ شہباز سے ممکن نہیں پروازِ مگس
یوں بھی دستورِ گُلستاں کو بدل سکتے ہیں کہ نشیمن ہو عنادل پہ گراں مثلِ قفس
سفر آمادہ نہیں منتظر بانگِ رحیل ہے کہاں قافلۂ موج کو پروائے جرس!
گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے مُردہ ہے، مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس
پرورش دل کی اگر مدِّ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس!

زاغ: کوا
بے ہنر: جسے کوئی فن / کام نہ آتا ہو، اناڑی
مرغانِ صحرا: بیابان / ریگستان کے پرندے
اچھوت: پلید، جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا
احوال و مقام: مرتبے، تصوف کی اصطلاح میں عشق کی مختلف کیفیتیں
دم پرواز: اڑتے وقت
سَر تا پا نظر: مکمل نگاہ، مراد جسکی اپنے ماحول پر گہری نظر ہو

فرومایہ: گھٹیا
پروازِ مگس: مکھی کی اُڑان
عنادل: جمع عندلیب، بُلبلیں
سفر آمادہ: سفر پر چلنے کو تیار
بانگِ رحیل: قافلے کے کوچ کے وقت گھنٹی کی آواز
قافلۂ موج: لہر کا قافلہ، لہریں
جرس: گھنٹی
مکتب: مدرسہ، مراد مغربی طرزِ تعلیم کے ادارے
مُردہ: مراد بے حس
نفس: سانس
دل کی پرورش: مراد دل میں جذبے اور ولولے پیدا کرنا
مدِ نظر: نظر کے سامنے
نگاہِ غلط انداز: سرسری نظر

۱۰

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ ضرب ہے کاری

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صُلح تو رعنا غزالِ تاتاری

عجب نہیں ہے اگر اس کا سوز ہے ہمہ سوز
کہ نیستاں کے لیے بس ہے ایک چنگاری

خدا نے اس کو دیا ہے شکوہِ سُلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری و کراری

نگاہِ کم سے نہ دیکھ اس کی بے کُلاہی کو
یہ بے کُلاہ ہے سرمایۂ کُلہ داری

آنکھ کا تارا: بہت پیارا
شباب: جوانی
بے داغ: بُرائیوں سے پاک
ضرب: وار، حملہ
کاری: سخت، جس کا پورا پورا اثر ہو
شیرانِ غاب: جنگل یا کچھار کے شیر
رعنا: جوان، خوبصورت
غزالِ تاتاری: تاتار کے ہرن، تاتار ہرنوں کے لیے مشہور ہے
ہمہ سوز: سب کو جلا دینے والا، مراد سب کے دلوں میں عشق کی آگ لگانے والا
نیستاں: بانس کا جنگل
بس ہے: کافی ہے
شکوہِ سُلطانی: بادشاہت کی عظمت، شاہی دبدبہ
حیدری و کراری: مراد حضرت علیؓ کی سی قوت اور دبدبہ
بے کُلاہی: سر پر ٹوپی نہ ہونا، مراد ظاہری شان و شوکت نہ ہونا
بے کُلاہ: ٹوپی کے بغیر، ظاہری شان و شوکت کے بغیر
کُلہ داری: ٹوپی رکھنا، مراد تاج رکھنا یعنی شان، عظمت والا ہونا

۱۱

جس کے پرتو سے منوّر رہی تیری شبِ دوش
پھر بھی ہو سکتا ہے روشن وہ چراغِ خاموش

مردِ بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گِلہ
بندۂ حُر کے لیے نشتر تقدیر ہے نوش

نہیں ہنگامۂ پیکار کے لائق وہ جواں
جو ہُوا نالۂ مُرغانِ سحر سے مدہوش

مجھ کو ڈر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تیری
اور عیّار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش!

پرتو: روشنی، سایہ
مُنوّر: روشن
شبِ دوش: گذری ہوئی کل رات، مراد اسلام کا تابناک ماضی
چراغِ خاموش: بُجھا ہوا دیا، مراد جذبۂ جہاد کا سویا ہونا
مردِ بے حوصلہ: ہمت سے عاری آدمی
بندۂ حُر: آزاد انسان، مراد مردِ مومن
نشتر: زخم چیرنے کا آلہ
نوش: شہد

ہنگامۂ پیکار: مراد بیحد جدّوجہد
نالہ: مراد چہچہانا
مرغانِ سحر: صبح کے پرندے
مدہوش: مست، بیہوش
طفلانہ: بچوں کی سی
عیّار: چالاک، مکّار
شکرپارہ فروش: شکر پارہ (ایک مٹھائی) بیچنے والا، مراد بچوں کو مٹھائی دے کر بہلانے پھسلانے والے

۱۲

لادینی و لاطینی، کس پیچ میں اُلجھا تُو
دارُو ہے ضعیفوں کا "لا غَالِبَ اِلاَّ ھُو"

صیادِ معانی کو یورپ سے ہے نومیدی
دِلکش ہے فضا، لیکن بے نافہ تمام آہُو

بے اشک سحر گاہی تقویم خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنارِ جو

صیاد ہے کافر کا، نخچیر ہے مومن کا
یہ دَیرِ کہن یعنی بتخانۂ رنگ و بُو

اے شیخ، امیروں کو مسجد سے نِکلوا دے
ہے ان کی نمازوں سے محراب تُرش ابرو

لادینی ولاطینی: اشارہ ہے مصطفیٰ اتاترک کے اس فرمان کی طرف جس میں اس نے عوام کو بے دینی کی تہذیب اختیار کرنے اور رسم الخط میں لاطینی (LATIN) حروف استعمال کرنے کی ہدایت کی تھی

پیچ: چکّر

"لاغالِب اِلا ہُو": یعنی اللہ کے سوا کوئی غالب یا حاکم نہیں، وہی حاکم مطلق ہے

صیادِ معانی: حقیقتوں کا شکاری، مراد حقائق تلاش کرنے والا

نومیدی: مایوسی

بے نافہ: جس میں نافہ نہ ہو۔ نافہ مُشک کی وہ تھیلی جو ہرن کی ناف سے نکلتی ہے

آہو: ہرن

اشکِ سحر گاہی: صبح کے وقت اللہ کے حضور عاجزی کرنے اور گڑگڑانے کی حالت

تقویمِ خودی: خودی کو قائم کرنا، مراد خودی کی تربیت کرنا

لالۂ پیکانی: مراد لالہ کا وہ پھول جو ابھی کھلا نہ ہو

خوشتر: بہت اچھا

کنارِ جو: ندی کے کنارے

نخچیر: شکار

دیرِ کہن: پُرانا مندر، مراد دنیا

بتخانۂ رنگ و بو: مراد کائنات جس میں کئی رنگ کی مخلوق وغیرہ ہے

شیخ: مسلم مذہبی رہنما

تُرش ابرو: غُصّے کی حالت میں

﴿ ۱۳ ﴾

مجھ کو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دِگرگوں
معلوم نہیں دیکھتی ہے تیری نظر کیا

ہر سینے میں اک صبحِ قیامت ہے نمودار
افکار جوانوں کے ہوئے زیر و زبر کیا

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی
اے پیرِ حرم تیری مناجاتِ سحر کیا

ممکن نہیں تخلیقِ خودی خانقہوں سے
اس شُعلۂ نم خوردہ سے ٹُوٹے گا شرر کیا!

﴿ ۱۴ ﴾

بے جُرأتِ رِندانہ ہر عشق ہے رُوباہی
بازُو ہے قوی جس کا، وہ عشق یدُ اللّٰہی

جو سختیِ منزل کو سامانِ سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی

زیروزبر: نیچے اوپر، مراد اُلٹ پلٹ
بے معرکہ: ہنگامے یعنی جدّوجہد کے بغیر
پیرِ حرم: مراد مُلّا، مذہبی رہنما
مُناجاتِ سحر: صبح کے وقت اللہ کے حضور دعا و عبادت
تخلیقِ خودی: خودی پیدا کرنے کی حالت
شعلۂ نم خوردہ: ایسا شعلہ جس میں کچھ گیلا پن آگیا ہو

شرر ٹوٹنا: چنگاری نکلنا
جرأتِ رِندانہ: مراد عاشق یا آزاد کی سی دلیری
روباہی: مکّاری، چالاکی
یدُاللّٰہی: اللہ کے ہاتھ والا، مراد خدائی قوت والا
اے وائے: افسوس ہے
راہی: مسافر

وحشت نہ سمجھ اس کو اے مَردکِ میدانی!
کہسار کی خلوت ہے تعلیمِ خود آگاہی

دُنیا ہے روایاتی، عقبیٰ ہے مناجاتی
در باز دو عالم را، ایں است شہنشاہی! ☆

﴿ ۱۵ ﴾

آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
مشکل نہیں اے سالِک رہ! علمِ فقیری

فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری

خوددار نہ ہو فقر تو ہے قہر الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہیدِ امیری

وحشت: مراد گھبراہٹ یا پاگل پن
مَردکِ میدانی: مَیدانی علاقے کا رہنے والا آدمی
کہسار: پہاڑ
خود آگاہی: اپنی خودی سے پوری طرح باخبر ہونا
روایاتی: رَسم / گھسے پٹے رواج پر چلنے والی
عقبیٰ: آخرت
مُناجاتی: صرف اللہ کی طرف رجوع اور اس کی عبادت کرنے والا

آدم: انسان
سالِکِ رہ: راستے پر چلنے والا، صوفی
علم فقیری: درویشی یعنی مادی دنیا سے بے نیازی اور عشقِ حقیقی کا علم
فولاد: سخت قسم کا لوہا
حریری: ریشم کی طرح نرم
خوددار: غیرت والا
فقر: درویشی، مادی دنیا سے بے نیازی
تمہید: مراد آغاز

☆ تو دونوں دنیاؤں سے ہاتھ اُٹھالے یعنی ان سے بے نیاز ہو جا کہ حقیقی بادشاہت / عظمت یہی ہے۔

☆ افرنگ زخود بے خبرت کرد و گرنہ
اے بندۂ مومن! تو بشیری، تو نذیری!

﴿ ۱۶ ﴾

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جُدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی!

جو فقر ہُوا تلخیِ دوراں کا گِلہ مند
اُس فقر میں باقی ہے ابھی بُوئے گدائی

اس دَور میں بھی مردِ خُدا کو ہے مَیسّر
جو معجزہ پربت کو بنا سکتا ہے رائی

☆☆ در معرکہ بے سوزِ تو ذوقے نتواں یافت
اے بندۂ مومن تو کجائی؟ تو کجائی؟

خورشید! سرا پردۂ مشرق سے نکل کر
پہنا مرے کہسار کو ملبوس حنائی

صاحبِ مرکز: مرکز والی
تلخیِ دَوراں: زمانے کی تلخی / سختی
گِلہ مند: شکایت کرنے والا
بُوئے گدائی: بھیک مانگنے کی بُو، بھِک منگوں کا سا انداز
میسّر: ہاتھ آنا، حاصل ہونا

پربت: پہاڑ
رائی: سرسوں کی قسم کا ایک چھوٹا سا دانہ
خورشید: سورج، مراد مردِ مومن
سرا پردۂ مشرق: مشرق کا شاہی خیمہ، مراد مشرق
ملبوسِ حنائی: سرخ لباس، مراد جذبوں کی روشنی پھیلا دے

☆ یورپ نے تجھے تیری ذات یعنی خودی سے بے خبر کر دیا ورنہ (حقیقت یہ ہے کہ) اے مردِ مومن تو ہی ایسا انسان ہے جو (جنت کی) خوشخبری دینے اور خدائی عذاب سے ڈرانے والا ہے۔

☆☆ جہاد یا جدّوجہد کے معرکہ میں تیرے جذبوں کی حرارت و گرمی کے بغیر (دوسروں میں) کوئی بھی شوق و جذبہ نہیں پایا جاسکتا۔ اے مردِ مومن تو کہاں ہے؟ تو کہاں ہے؟ یعنی اللہ کرے کوئی مومن پیدا ہو جائے۔

۱۷

آگ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو
لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحبِ یقیں

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

تُو اپنی سر نوِشت اب اپنے قلم سے لِکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تری جبیں

یہ نیلگوں فضا جسے کہتے ہیں آسماں
ہمت ہو پَر کشا تو حقیقت میں کچھ نہیں

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیر پَر آگیا تو یہی آسماں، زمیں!

پھونک دیتی ہے: جلا دیتی ہے
برنا: جوان
پیر: بوڑھا
صاحبِ یقین: یقین والا، مُراد مرد مومن، مضبوط خودی والا
دشت: جنگل، بیاباں
خزف: ٹھیکری
نگیں: نگ، قیمتی پتھر

سر نوشت: تقدیر کا لکھا، تقدیر
خامۂ حق: مراد خدائی قلم
جبیں: ماتھا
نیلگوں: نیلی
فضا: زمین سے آسمان تک کی خالی جگہ
پر کشا: اڑنے والی
بالائے سر: سر کے اوپر
زیرِ پر: پَروں کے نیچے، مُراد بلند اُڑان

۱۸

یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سُوری نے
کہ امتیازِ قبائل تمام تر خواری

عزیز ہے انہیں نامِ وزیری و محسود
ابھی یہ خِلعتِ افغانیت سے ہیں عاری

ہزار پارہ ہے کہسار کی مسلمانی
کہ ہر قبیلہ ہے اپنے بُتوں کا زُنّاری

وہی حرم ہے، وہی اعتبارِ لات و منات
خُدا نصیب کرے تجھ کو ضربتِ کاری!

نکتہ: گہری اور باریک بات

شیر شاہ سوری: ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان پر سولھویں صدی عیسوی کے آغاز میں قابض ہُوا۔ اس نے اپنے بھائیوں کو چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹنے سے بچنے کی تلقین کی تھی

امتیازِ قبائل: ایک قبیلے کی بجائے مختلف قبیلوں میں بٹے ہونے کی حالت، قبیلوں کی تفریق

وزیری و محسود: قبیلوں کے نام

خلعتِ افغانیت: افغان ہونے کی خلعت، مراد مختلف قبیلوں میں بٹے ہونے کی بجائے ایک قوم / ملت ہونا

عاری: خالی، محروم

ہزار پارہ: ہزار ٹکڑے، مراد کئی ٹکڑوں یا قبیلوں میں بٹی ہوئی

مُسلمانی: مراد مسلمان قوم، اُمتِ مُسلمہ

زُنّاری: بت پرست، بُت پوجنے والا

حرم: چاردیواری، مرکز اسلام یعنی کعبہ

اِعتبار لات و منات: لات اور منات (عرب کے مشہور قدیم بت) مراد مختلف صورتوں یعنی قبیلہ اور رنگ و نسل کے بتوں کی عزت

﴿ ۱۹ ﴾

نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے
نگاہ وہ ہے کہ محتاجِ مہر و ماہ نہیں

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن
قدم اُٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں

کھلے ہیں سب کے لیے غربیوں کے میخانے
عُلومِ تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں

اسی سرُور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوزِ "لا اِلٰہ" نہیں

سنیں گے میری صدا خانزادگانِ کبیر؟
گلیم پوش ہوں مَیں صاحبِ کُلاہ نہیں!

سرخ وزرد پہچاننا: مراد ظاہری چیزوں میں فرق جاننا
مہر: سورج
ماہ: چاند
فرنگ: انگریز، یورپ
انتہائے راہ: راستہ ختم ہونے کی جگہ
غربیوں کے میخانے: مغرب والوں کے شراب خانے، مراد جدید سائنسی اور مغربی علوم کے اِدارے
عُلومِ تازہ: مراد سائنسی علوم، جدید علوم
سرمستیاں: مراد زور و شور یا رونقیں
سرُور: مَستی، نشہ
پوشیدہ: چُھپی ہوئی
سوز "لاالٰہ": لاالٰہ (خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کی حرارت و گرمی
خانزادگان کبیر: مراد قبیلوں کے سرداروں کے بڑے بڑے فرزند / بااثر اولاد
گلیم پوش: گدڑی پہنے ہوئے، درویش، فقیر
صاحبِ کلاہ: ٹوپی والا، مراد بادشاہ یا بہت امیر کبیر

﴿۲۰﴾

فطرت کے. مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

دنیا میں مُحاسب ہے تہذیبِ فُسوں گر کا
ہے اس کی فقیری میں سرمایۂ سُلطانی

یہ حسن ولطافت کیوں، وہ قُوّت وشوکت کیوں
بُلبُل چَمنِستانی، شہباز بیابانی!

اے شیخ ! بہت اچھّی مکتب کی فضا، لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلمانی

صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا
تلوار ہے تیزی میں صہبائے مسلمانی!

بندۂ صحرائی: ریگستانی علاقے کا رہنے والا
مردِ کہستانی: پہاڑی علاقے کا رہنے والا
محاسب: پوچھ گچھ کرنے والا، مراد روکنے والا
تہذیبِ فسوں گر: جادوگر تہذیب، مراد مغربی تہذیب
فقیری: فقیر ہونا، مراد جذبۂ عشق سے سرشار ہونے کی حالت
سرمایۂ سلطانی: بادشاہت کی پونجی / دولت
لطافت: نزاکت، پاکیزگی
قوت وشوکت: طاقت اور شان
چَمنستانی: چمن کی رہنے والی، مراد نازک، کمزور
بیابانی: بیابان یعنی صحرا / دشت کا رہنے والا، مراد سخت جان، تکلیفوں مصیبتوں سے ٹکرا جانے والا
فاروقی: فاروق سے تعلق رکھنے والا ہونا، یعنی حضرت عمر فاروقؓ کی مانند بہترین حکمران، مدبّر، منتظم، سیاست دان اور زبردست فاتح ہونے کی حالت
سلمانی: سلمان سے تعلق ہونا، مراد حضرت سلمان فارسیؓ کی مانند اسلام اور حضور اکرمؐ سے بیحد عشق، فیاضی، رحمدلی اور علم ومعرفت جیسی خصوصیات رکھنا
صہبائے مسلمانی: اسلام کی شراب، مراد اسلام کا جوش و جذبہ

ارمغان حجاز

اردو

اقبالؔ

فہرست

1 ابلیس کی مجلسِ شُوریٰ 817

2 بُڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو 830

3 تصویر و مصوّر 832

4 عالمِ برزخ 834

5 معزول شہنشاہ 838

6 دوزخی کی مناجات 838

7 مسعود مرحوم 840

8 آوازِ غیب 843

رُباعیات

1 مِری شاخِ امَل کا ہے ثمر کیا 845

2 فراغت دے اسے کارِ جہاں سے 845

3 دِگرگُوں عالمِ شام و سحر کر 846

4 غریبی میں ہُوں محسودِ امیری 846

5 خِرد کی تنگ دامانی سے فریاد 846

6 کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے 847
7 سُخن ہنگامہ ہائے آرزو سرد 847
8 حدیثِ بندۂ مومن دِل آویز 847
9 تمیز خار و گُل سے آشکارا 848
10 نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی 848
11 ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے 849
12 خِرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے 849
13 کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر 849

ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

1 پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب 850
2 موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام 851
3 آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر 852
4 گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہُو 852
5 دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں 853
6 زِندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات 854
7 نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبّیری 855
8 سمجھا لہُو کی بُوند اگر تُو اسے تو خیر 856
9 کھلا جب چمن میں کُتب خانۂ گُل 856
10 آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ 857
11 تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ 858

12 دِگرگُوں جہاں ان کے زورِ عمل سے 859
13 نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا 860
14 چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی 861
15 ضمیر مغرب ہے تاجرانہ ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ 862
16 حاجت نہیں اے خطۂ گُل شرح وبیاں کی 863
17 خود آگاہی نے سِکھلادی ہے جس کو تن فراموشی 864
18 آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور 864
19 غریبِ شہر ہوں میں سُن تو لے مِری فریاد 865

1 سر اکبر حیدری صدرِ اعظم حیدر آباد دکن کے نام 866
2 حسین احمد 867
3 حضرتِ انساں 867

اردو نظمیں

اِبلیس کی مجلسِ شُوریٰ

۱۹۳۶ء

ابلیس

یہ عناصِر کا پُرانا کھیل! یہ دُنیائے دُوں!
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمنّاؤں کا خوں!

اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہانِ کاف و نوں

مَیں نے دِکھلایا فرنگی کو مُلوکیّت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دَیر و کلیسا کا فسوں

مَیں نے ناداروں کو سِکھلایا سبق تقدیر کا
مَیں نے مُنعِم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں

ابلیس: شیطان
مجلس شوریٰ: جس محفل میں باہم مشورہ کرنے والے ہوں
عناصر کا پرانا کھیل: مراد یہ دنیا جو بہت قدیم ہے اور آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے بنی ہے
دُنیائے دوں: گھٹیا یا کمینی دنیا، یہ کائنات
عرشِ اعظم: بڑا تخت، خدا نیز فرشتوں کا ٹھکانا
تمناؤں کا خوں: مراد تمنائیں پوری نہ ہونا، ناکامی
آمادہ: تیار
کارساز: کام بنانے والا، مراد خدا
جہانِ کاف ونون: "کن" کا جہان۔ ایک قرآنی آیت کے مطابق جب خدا کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے تو "کن" (ہو جا) فرما دیتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ مراد یہ دنیا
مُلوکیّت: بادشاہت، مراد حکمرانی
دَیر: مندر
کلیسا: گرجا (مسجد..... کلیسا سے مراد ہر قوم کا مذہبی جذبہ)
فسوں: افسوں، جادو
تقدیر کا سبق: سب کچھ تقدیر پر ڈال دینے کا سبق
مُنعِم: دولت مند
سرمایہ داری: دولت اکٹھی کرنے کی حالت

کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو اِبلیس کا سوزِ دروں

جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اُس نخلِ کہن کو سرنگوں؟

پہلا مشیر

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ اِبلیسی نظام
پُختہ تر اس سے ہوئے خوئے غلامی میں عوام

ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام

آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام!

یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلّا مُلوکیّت کے بندے ہیں تمام!

آتشِ سوزاں: جلا دینے والی آگ
سوزِ دروں: اندر یعنی باطن کی گرمی یا آگ
آبیاری: کھیت یا درخت کو پانی دینا
نخلِ کہن: پرانا درخت، مراد مضبوط جڑوں والا درخت
سرنگوں کرنا: مراد نیچے گرانا

ابلیسی نظام: شیطانی کاموں کا سلسلہ
پُختہ تر: مُراد زیادہ پکی (عادت)
خوئے غلامی: غلامی کی عادت
سجود: سجدہ
نمازِ بے قیام: مراد غلامی میں جُھکے رہنا، آزاد قوم کی طرح سر بلند نہ رکھنا
خام: کچی
سعیِ پیہم: لگاتار کوشش
کرامت: ایسا کام جو عام انسان کے بس میں نہ ہو
مُلوکیت کا بندہ: بادشاہت کا غلام، حکمرانوں کا غلام

طبعِ مشرق کے لیے موزُوں یہی افیون تھی
ورنہ قوالی سے کچھ کم تر نہیں "علمِ کلام"

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام

کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟
"ہے جہاد اس دَور میں مردِ مسلماں پر حرام!"

دُوسرا مُشیر

خیر ہے سُلطانی جمہور کا غوغا کہ شر
تُو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر!

طبعِ مشرق: مراد مشرقی قوموں کا مزاج
موزوں: مناسب
افیون: افیم
قوالی: چند آدمیوں کا مل کر نعتیہ اور حمدیہ کلام گانا
علمِ کلام: وہ علم جس میں اسلامی عقیدے دلیلوں سے ثابت کیے جاتے ہیں
طواف: کعبہ کے گرد چکر لگانے کا عمل
حج کا ہنگامہ: مراد حج کے موقع پر مسلمانوں کا زوردار اجتماع
کُند: جو تیز نہ ہو
تیغِ بے نیام: ننگی تلوار، مراد جوش و جذبہ، جدّوجہد

نومیدی: مایوسی
حُجت: دلیل
فرمانِ جدید: نیا حکم۔ اشارہ ہے قادیانی رہنما میرزا غلام احمد کے اس فتوے کی طرف کہ اب اس دَور میں جہاد کی ضرورت نہیں
حرام: منع کیا گیا

سلطانی جمہور: عوام کی حکومت، جمہوریت
غوغا: شور، ہنگامہ
تازہ فتنے: نئے نئے جھگڑے / شوشے

پہلا مشیر

ہوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیّت کا اک پردہ ہو، کیا اُس سے خطر!

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ میر و سُلطاں پر نہیں ہے منحصر

مجلسِ ملّت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سُلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر

تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن، اندرُوں چنگیز سے تاریک تر!

جہاں بینی: دُنیا کے معاملات اور حالات پر گہری نظر ہونے کی کیفیت

مُلوکیت کا اِک پردہ: مراد جمہوریت کی آڑ میں دراصل بادشاہت ہی کا عمل دخل ہے

جمہوری لباس: عوامی لباس، مراد بادشاہت کو جمہوریت کے جعلی نام سے برقرار رکھا ہے

آدم: مراد انسان

خود شناس: اپنی ذات / خودی سے پوری طرح باخبر

خود نگر: اپنی ذات پر نظر رکھنے والا

کاروبار شہریاری: بادشاہت کے معاملے

وجودِ میر وسُلطاں: بادشاہوں اور حکمرانوں کی ذات / ہستی

مُنحصر: جس پر انحصار ہو

مجلسِ مِلت: نیشنل اسمبلی

پرویز: مشہور ایرانی بادشاہ خسرو پرویز، مراد کوئی بھی بادشاہ

کسی چیز پر نظر ہونا: مراد اسے لوٹنے کا ارادہ رکھنا

مغرب: یورپ

جمہوری نظام: عوامی حکومت کا طریقہ، ڈیموکریسی

چہرہ روشن: مراد ظاہر میں ایک اچھا نظام

اندروں: باطن، دل

چنگیز: وہ ظالم منگول سردار جس نے تیرہویں صدی عیسوی میں ایران میں مسلمانوں کا قتل عام کیا

تاریک تر: مراد بیحد ظالم

تیسرا مشیر

روحِ سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اُس یہودی کی شرارت کا جواب؟

وہ کلیمِ بے تجلّی! وہ مسیحِ بے صلیب
نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب!

کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب!

اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب!

رُوحِ سلطانی: بادشاہت (ایک آدمی کی حکومت) کی اصل

اِضطراب: بے چینی

اُس یہودی کی شرارت: مراد مشہور جرمن یہودی سوشلسٹ کارل ہنرخ مارکس جس نے سرمایہ داری کے خلاف کتاب "داس کیپیٹل" لکھی۔ اس کا نظریہ تھا کہ محنت کے بغیر دولت بیکار ہے۔ (۵ مئی ۱۸۱۸ء۔ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء)

کلیمِ بے تجلّی: ایسا پیغمبر (موسیٰ) جسے اللہ کا جلوہ نصیب نہ ہوا۔ مراد یہودی کارل مارکس، دنیا بھر کے مزدور جس کے معتقد ہیں

مسیحِ بے صلیب: حضرت عیسیٰ کو صلیب (پھانسی) پر چڑھایا گیا تھا۔ مراد کارل مارکس جسے صلیب پر تو نہیں لٹکایا گیا لیکن اس کی زندگی حضرت عیسیٰ کی مانند تنگی میں کٹی

"نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب"
ترجمہ: وہ (کارل مارکس) باقاعدہ پیغمبر تو نہیں ہے لیکن پیغمبروں کی مانند اس کی بغل میں یعنی اس کے پاس بھی کتاب ہے (داس کیپٹل)

نگاہِ پردہ سوز: ایسی نگاہ جو چھپی چیزوں کو بھی پوری طرح دیکھ لے / رازوں کو جان لے

روزِ حساب: قیامت کا دن

بندہ: غلامی، محکوم

آقا: مالک، حکمران

توڑ دی ۔۔۔ خیموں کی طناب: خیموں کی رسی، مراد آقاؤں کی آقائی ختم کر دی، خود آقا بن گئے

چوتھا مشیر

توڑ اس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دِکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب

کون بحر روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہوا
☆ ”گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب“

تیسرا مشیر

مَیں تو اُس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کِیا یوں بے حجاب

توڑ: علاج، چارہ
رُومتہ الکبریٰ: مراد اٹلی (جو کبھی بہت بڑی سلطنت تھی)، جہاں مسولینی اب آمر بن گیا ہے
آلِ سیزر: مراد جولیس سیزر کی اولاد جو قدیم روم کا فرماں روا تھا۔ مراد اطالیہ کے لوگ جو اس کی عظمت اور اقتدار کے وارث ہیں
سیزر کا خواب: مراد قیصر روم بننے کا منصوبہ

بحر روم: اٹلی / اطالیہ جس کے ساحل پر واقع ہے

عاقبت بینی: انجام پر نظر رکھنے کی کیفیت
قائل: ماننے والا
افرنگی سیاست: یورپ کی سیاست
بے حجاب: بے پردہ، یعنی عیب وغیرہ ظاہر کر دیے

☆ کبھی تو وہ سرو کے درخت کی طرح اونچا ہوتا ہے اور کبھی رباب (سارنگی) کی طرح نالہ کرتا ہے، یعنی اس مقصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی کوشش کر رہا ہے۔

پانچواں مشیر

(ابلیس کو مخاطب کر کے)

اے ترے سوزِ نفَس سے کارِ عالم اُستوار!
تُو نے جب چاہا، کیا ہر پردگی کو آشکار

آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
اَبلہِ جنت تری تعلیم سے دانائے کار

تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ محرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار

کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنگون و شرمسار

گرچہ ہیں تیرے مُرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار

سوزِ نفس: سانس / ذات کی گرمی
کارِ عالم: کائنات / دنیا کا معاملہ
اُستوار: مضبوط، پختہ
پردگی: چھپی ہوئی چیز، راز
آب و گِل: پانی اور مٹی، مراد یہ دنیا
جہانِ سوز و ساز: مراد ایسی دنیا جس میں ہنگاموں اور فتنوں وغیرہ کی گرمی ہے
ابلہِ جنت: جنت کے سیدھے سادے لوگ، اشارہ ہے حدیث حضور اکرمؐ کی طرف کہ جنت کے لوگ سیدھے سادے ہونگے
دانائے کار: معاملات پر جس کی پوری گرفت اور نظر ہو
مَحرم: واقف، باخبر
سادہ دل: چالاکی اور فریب سے پاک دل والا
تقدیس: اللہ کی پاکی بیان کرنا
طواف: کعبہ کے گرد چکر لگانا (مراد مذہب سے لگاؤ)
تسبیح: پروئے ہوئے دانوں پر اللہ کے نام کا ورد
اَبد تک: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے
سرنگوں: اُلٹا سر کیے، مراد شرمندہ
ساحر: جادوگر
فراست: ذہانت، دانائی

وہ یہودی فتنہ گر، وہ رُوحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسر شاہین و چرغ
کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

چھا گئی آشفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مُشتِ غبار

فتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج
کانپتے ہیں کوہسار و مَرغزار و جوئبار

میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سِیادت پر مدار

یہودی فتنہ گر: یہودی فتنہ فساد پھیلانے والا، مراد مارکس

رُوحِ مَزدک: مَزدک کی روح، مَزدک پانچویں صدی عیسوی کا ایرانی مذہبی رہنما اور اس فلسفے کا بانی کہ دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے

بُروز: کسی کی روح کا کسی دوسری شکل میں ظاہر ہونا

قبا تار تار ہونا: لباس پھٹ جانا، مراد سرمایہ داری/ بادشاہت کا خاتمہ ہونا

زاغِ دشتی: جنگلی کوا، مراد مزدور

ہَمسر: برابری کرنے والا

چرغ: باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ، دونوں سے مراد سرمایہ دار یا بڑے لوگ

مزاجِ روزگار بدلنا: زمانے کے حالات بدلنا

آشفتہ ہونا: مراد پھیلنا

اَفلاک: فَلک کی جمع، آسمان، پوری فضا

مُشتِ غبار: مٹی کی مٹھی، مراد معمولی شے

فتنۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ، مراد سوشلزم/اشتراکیت

عالَم: حالت، کیفیت

مَرغزار: جانوروں کے چرنے کی جگہ

جوئبار: ندی، تینوں سے مراد پوری دُنیا

زیر و زبر ہونا: اوپر نیچے ہونا، مراد بہت بڑی تبدیلی آنا

سیادت: سرداری، سرپرستی

مدار: اِنحصار

اِبلیس

(اپنے مشیروں سے)

ہے مرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تُو بتو

دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہُو

کیا اِمامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو!

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو!

دستِ فطرت نے کِیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

دستِ تصرف میں ہونا: مراد اختیار اور قبضے میں ہونا
جہانِ رنگ و بو: یہ کائنات / دنیا
مہر و مہ: سورج اور چاند
تو بتو: تہ در تہ، اوپر نیچے
غرب و شرق: مغربی اور مشرقی مُلک
لہو گرمانا: جوش دلانا
امامانِ سیاست: بڑے بڑے سیاست دان / سیاسی رہنما
شیوخ: جمع شیخ، مراد عیسائی پادری، مذہبی لوگ
ہو: نعرہ، آواز
کارگاہِ شیشہ: شیشے کا کارخانہ، مراد بہت نازک شے
تہذیب: مراد سرمایہ داری، بادشاہت وغیرہ
جام و سبو: مراد طور طریقے
توڑ کر دیکھے تو: مراد ذرا بدل کر تو دکھائے (اس میں دھمکی ہے)
دستِ فطرت: قدرت کا ہاتھ یعنی قدرت
گریبان چاک کرنا: مراد مختلف تعصبات کا پیدا ہونا مثلاً نسلی، جغرافیائی اور طبقاتی تعصب
مَزدکی منطق: مزدک کا فلسفہ یعنی دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے
سوزن: سوئی
رفو ہونا: ٹانکا لگنا، سیا جانا

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ مُو

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمّت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضُو

جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے
مزدکیّت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے!

﴿ ۲ ﴾

جانتا ہوں مَیں یہ اُمّت حاملِ قُرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں

جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں

اشتراکی کوچہ گرد: گلی گلی یعنی آوارہ پھرنے والے اشتراکی / سوشلسٹ

پریشاں روزگار: مُراد جن کی زندگی بے چینیوں کی شکار ہے

آشفتہ مغز: سر پھرے، پاگل

آشفتہ مُو: بال بکھرائے ہوئے، فکر مند

شرارِ آرزو: آرزو مراد جذبوں کی چنگاری

خال خال: مراد بہت کم، اِکّا دُکّا

اَشکِ سحر گاہی: صُبح سویرے اللہ کے حضور رونے اور گڑگڑانے کا عمل، عشق حقیقی میں ڈوبے ہونا

مَزدکیّت: مَزدک کا فلسفہ

فتنۂ فردا: مستقبل کا ہنگامہ یا خطرہ

حاملِ قرآن: قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والی

مشرق کی اندھیری رات: مراد مشرقی مُلکوں میں جہالت اور نادانی کا دور دورہ

بے یدِ بیضا: روشن ہاتھ کے بغیر، یدِ بیضا حضرت موسیٰ کا ایک مُعجزہ تھا، مراد عظیم جذبوں اور عمل سے خالی

پیرانِ حرم: مسلم رہنما

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں

الحذر! آئینِ پیغمبرؐ سے سَو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فُغفور و خاقاں، نے فقیر رہ نشیں

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!

چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں

ہے یہی بہتر الہیات میں اُلجھا رہے
یہ کتابُ اللہ کی تاویلات میں اُلجھا رہے

شرعِ پیغمبرؐ: شریعتِ محمدیؐ
آئینِ پیغمبرؐ: دستور / قانون محمدیؐ
ناموسِ زن: عورت کی عزت و شرم
مرد آزما: دلیروں کو پرکھنے والا
مرد آفرین: بڑے بڑے دلیر پیدا کرنے والا
فُغفور: قدیم چین کے ایک بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ
خاقان: ترکستان کے بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ
فقیر رہ نشیں: راہ میں بیٹھنے والا گداگر، معمولی آدمی

آلودگی: گندگی، مراد حرام یا غلط قسم کی (دولت)
فکر و عمل کا انقلاب: سوچ، خیالات اور جدّوجہد کے انداز میں تبدیلی
چشم عالم: مراد دنیا والوں کی نظر
محرومِ یقیں: خود اعتمادی سے عاری
الہیات: اللہ کی ذات سے متعلق فلسفیانہ مسئلے
تاویلات: جمع تاویل، ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا غلط مطلب لینے کے طریقے

﴿ ۳ ﴾

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
ہو نہ روشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات

ابنِ مریم مرگیا یا زندۂ جاوید ہے؟
ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جدا یا عینِ ذات؟

آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجدّد، جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟

ہیں کلامُ اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
اُمّتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟

کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دَور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہوئے لات ومنات؟

تکبیر: اللہ کی بڑائی کا اعلان، اللہ اکبر
طلسم: جادو
شش جہات: مراد ساری کائنات
خدا اندیش: خدا کی یاد میں ڈوبا رہنے والا
تاریک رات: مراد بے عملی کی حالت
ابن مریم: حضرت عیسیٰؑ
زندۂ جاوید: ہمیشہ زندہ یا بر قرار رہنے والا
صفاتِ ذاتِ حق: اللہ تعالیٰ کی ہستی کی صفتیں (رحیم، کریم وغیرہ)
عین ذات: (یعنی وہ صفات) مکمل طور پر ذات ہیں
مسیحِ ناصری: مراد نصاریٰ یا نصرانیوں کا مسیح، یعنی حضرت عیسیٰؑ جو قیامت کے قریب پھر اس دنیا میں آئیں گے
مجدّد: ایک روایت کے مطابق ہر صدی میں ایک کامل ولی پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کو نئے سرے سے اسلامی اصول اور قوانین کی طرف متوجہ کرتا ہے
فرزند مریم کے صفات: حضرت عیسیٰؑ کی سی صفتیں (مثلاً مردے میں نئی روح پھونکنا)
حادث یا قدیم: فلسفہ الٰہیات کی ایک بحث مراد قرآنی الفاظ آفرینش دنیا کے بعد تخلیق ہوئے یا خدا کی طرح قدیم ہیں
اُمتِ مرحوم: جس قوم پر اللہ کی رحمت ہوئی ہے، ملت اسلامیہ
ترشے ہوئے لات ومنات: مراد بنائے ہوئے بُت یعنی فلسفہ الٰہیات کی مذکورہ بحثیں جن میں مسلمان الجھے ہوئے ہیں

تم اسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے
تابساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات

خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات

ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھُپادے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات

ہر نفَس ڈرتا ہوں اس اُمّت کی بیداری سے مَیں
ہے حقیقت جس کے دِیں کی احتسابِ کائنات

مست رکھو ذکر و فکرِ صُبح گاہی میں اسے
پُختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اسے

بیگانہ رکھو: دور رکھو
عالمِ کردار: مراد جدوجہد کی دنیا
بساطِ زندگی: زندگی کی شطرنج، زندگی
مُہرے مات ہونا: شطرنج کی بازی ہارنا، مراد زندگی کے ہر شعبے میں وہ بے عمل ہو کر رہ جائے
جہانِ بے ثبات: فانی دنیا
خوب تر: بہت اچھا، بہتر
تماشائے حیات: زندگی کے ہنگامے اور ولولے
بیداری: مراد جذبوں کا زندہ ہونا
احتسابِ کائنات: مراد دنیا کو بُرے کاموں سے روکنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا
ذکر و فکرِ صُبح گاہی: مراد صرف عبادت ہی میں مصروف رہیں، دنیا کی فلاح پر توجہ نہ دیں
پختہ تر: مراد زیادہ عادی
مزاجِ خانقاہی: خانقاہ میں رہنے کی عادت، مراد بے عملی کی زندگی

بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو

ہو تیرے بیاباں کی ہوا تجھ کو گوارا
اس دشت سے بہتر ہے نہ دِلّی نہ بخارا

جس سمت میں چاہے صفَتِ سیل رواں چل
وادی یہ ہماری ہے، وہ صحرا بھی ہمارا

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دَو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہُنر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملّت کے مقدّر کا ستارا

محروم رہا دولتِ دریا سے وہ غواص
کرتا نہیں جو صحبت ساحل سے کنارا

گوارا: موافق، پسندیدہ
دشت: بیابان
دلی.....بخارا: مراد کوئی بھی بڑا ملک
سَیل رواں: تیز رفتار طوفان، مراد آزاد مرد کی طرح سر اٹھا کر یا پوری آزادی سے
جہانِ تگ و دَو: بھاگ دوڑ کی دنیا، مراد یہ دنیا
تاجِ سر دارا: قدیم ایرانی بادشاہ دارا کے سر کا تاج، مراد عظمت اور شان و شوکت
کامل: ماہر
پوشیدہ ہُنر: چھپا ہوا فن
خارا: سخت، پتھر
اقوام: جمع قوم، قومیں
مُقدر کا ستارہ: مراد تقدیر کو سنوارنے والا
دولتِ دریا: مراد سمندر میں پائے جانے والے موتی
غواص: غوطہ لگانے والا
صحبت ساحل: کنارے پر بیٹھے رہنے کا عمل

دِیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملّت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

دنیا کو ہے پھر معرکۂ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درِندوں کو اُبھارا

اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
اِبلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

تقدیرِ اُمَم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

اخلاصِ عمل مانگ نیاگانِ کہن سے
"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را!"

ہاتھ سے دینا: چھوڑ دینا
خسارا: خسارہ، گھاٹا، نقصان
کنارہ کرنا: علیحدگی اختیار کرنا
معرکۂ روح وبدن: مادیت اور روحانیت کا ٹکراؤ
درندے: مراد ظالم نمائندے
تہذیب: جدید یورپی تہذیب
ابھارا: جوش دلایا
پامردی: ثابت قدمی، اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا

یورپ کی مشینیں: مُراد مادی زندگی کے آلات
فراست: دانائی، ذہانت
اِخلاص عمل: ایسا عمل جو خالصتہً اللہ کی رضا کے لیے ہو
نیاگان کہن: پرانے آباواجداد (جن کا ہر عمل خلوص سے پُر تھا)
"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا"
ترجمہ: اگر بادشاہ ------ مہربانی فرمادیں تو حیرانی کی بات نہ ہوگی (یہ حافظ شیرازی کی ایک غزل کا مصرع ہے)

تصویر و مصور

تصویر

کہا تصویر نے تصویرگر سے
نمائش ہے مری تیرے ہُنر سے

ولیکن کس قدر نامُنصفی ہے
کہ تُو پوشیدہ ہو میری نظر سے!

مصور

گراں ہے چشمِ بینا دیدہ وَر پر
جہاں بینی سے کیا گزری شرَر پر!

نظر، درد و غم و سوز و تب و تاب
تُو اے ناداں، قناعت کر خبر پر

مُصوّر: تصویر بنانے والا
تصویرگر: تصویر بنانے والا
نُمائش: ظاہر ہونا، وجود میں آنا
نامُنصفی: ناانصافی

گراں: بوجھل، بھاری
چشمِ بینا: گہری نظر والی آنکھ
دیدہ وَر: صاحبِ نظر

جہاں بینی: مراد دنیا کو دیکھنے کی خواہش
نظر: مراد غور و فکر کی صلاحیت
سوز: جلن، تپش
تب و تاب: بے قراری
ناداں: بے خبر
قناعت کر: جو تھوڑا بہت ملے اس پر راضی ہو جا
خبر: حواس خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات

تصویر

خبر، عقل و خرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیاتِ جاودانی

نہیں ہے اس زمانے کی تگ و تاز
سزاوارِ حدیثِ "لن ترانی"

مصور

تو ہے میرے کمالات ہُنر سے
نہ ہو نومید اپنے نقش گر سے
مرے دیدار کی ہے اک یہی شرط
کہ تُو پِنہاں نہ ہو اپنی نظر سے

خرد: عقل
دِل: مُراد جذبوں کا زندہ رہنا
حیاتِ جاودانی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
تگ و تاز: دوڑ دھوپ، بھاگ دوڑ، ہنگامے
سزاوار: لائق، مناسب
حدیث "لن ترانی": "لن ترانی" (حضرت موسیٰؑ کے تقاضہ پر خدا نے فرمایا تھا: تو میرا جلوہ نہیں دیکھ سکتا) کی بات

کمالات: جمع کمال، مہارتیں، خوبیاں
ہُنر: فن
نومید: مایوس
نقش گر: تصویر بنانے والا، مصوِّر
دیدار: نظارہ، دیکھنے کا عمل
پِنہاں: چُھپی ہوئی

عالمِ برزخ

مُردہ اپنی قبر سے

کیا شے ہے؟ کس امروز کا فردا ہے قیامت؟
اے میرے شبستانِ کہُن! کیا ہے قیامت؟

قبر

اے مُردۂ صد سالہ! تجھے کیا نہیں معلوم؟
ہر موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت!

مُردہ

جس موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت
اُس موت کے پھندے میں گرفتار نہیں مَیں

ہر چند کہ ہوں مُردۂ صد سالہ ولیکن
ظُلمت کدۂ خاک سے بیزار نہیں، مَیں

عالمِ برزخ: دنیا اور آخرت کا درمیانی زمانہ
امروز: آج، حال کا زمانہ
فردا: آنے والا کل، مستقبل
شبستانِ کہُن: رات رہنے کی پرانی جگہ مراد قبر
مردۂ صد سالہ: مراد صدیوں پیچھے مرا ہوا انسان
پوشیدہ: چھپا ہوا

تقاضا: اصرار، طلب
پھندا: رسّی کا حلقہ
گرفتار: پھنسا ہوا
ہر چند: اگرچہ
ظلمت کدۂ خاک: مٹی کا تاریک گھر، مراد قبر
بیزار: ناخوش، خفا

ہو رُوح پھر اک بار سوارِ بدنِ زار
ایسی ہے قیامت تو خریدار نہیں مَیں

صدائے غیب

نے نصیب مار و کژدُم نے نصیبِ دام و دَد
ہے فقط محکوم قوموں کے لیے مرگِ ابد

بانگِ اِسرافیل اُن کو زندہ کر سکتی نہیں
رُوح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسد

مر کے جی اُٹھنا فقط آزاد مردوں کا ہے کام
گرچہ ہر ذی رُوح کی منزل ہے آغوشِ لحد

بدنِ زار: کمزور جسم
صدائے غیب: مراد خدائی آواز
نے: نہ، نہیں
نصیب: حصّہ، قسمت
مار: سانپ
کژدُم: بچھو
دام ودَد: چرنے والے جانور اور درندے
محکوم: غلام
مرگِ اَبد: ہمیشہ ہمیشہ کی موت
بانگِ اسرافیل: قیامت کے روز حضرت اسرافیل کا صور پھونکنا
تہی: خالی، مراد جذبوں سے خالی
جسد: جسم، بدن
ذی روح: مراد زندہ
آغوش: گود
لحد: قبر

قبر

(اپنے مُردے سے)

آہ، ظالم! تُو جہاں میں بندۂ محکوم تھا
مَیں نہ سمجھی تھی کہ ہے کیوں خاک میری سوزناک

تیری مَیّت سے مِری تاریکیاں تاریک تر
تیری مَیّت سے زمیں کا پردۂ ناموس چاک

الحذر، محکوم کی مَیّت سے سَو بار الحذر
اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جانِ پاک!

صدائے غیب

گرچہ برہم ہے قیامت سے نظامِ ہست و بود
ہیں اسی آشوب سے بے پردہ اسرارِ وجود

زلزلے سے کوہ و دَر اُڑتے ہیں مانندِ سحاب
زلزلے سے وادیوں میں تازہ چشموں کی نمود

بندۂ محکوم: غلامی کی زندگی گزارنے والا انسان، غلام
سوزناک: جلنے والی
تاریکیاں تاریک تر: اندھیروں میں بہت اضافہ ہونا
پردۂ ناموس: عزّت و عظمت کا پردہ
چاک: پھٹا ہوا
الحذر: خدا کی پناہ ہے
سرافیل: حضرت اسرافیل

برہم: الٹ پلٹ
نظامِ ہست و بود: مراد اِس دنیا کا نظام
آشوب: ہنگامہ
بے پردہ: ظاہر، آشکار
اسرارِ وجود: مراد کائنات کے بھید
کوہ و دَر: پہاڑ اور دَرّے
سحاب: بادل
نمود: ظاہر ہونے کا عمل

ہر نئی تعمیر کو لازم ہے تخریبِ تمام
ہے اسی میں مشکلاتِ زندگانی کی کشود

زمین

آہ یہ مرگِ دوام، آہ یہ رزمِ حیات
ختم بھی ہوگی کبھی کشمکشِ کائنات!

عقل کو مِلتی نہیں اپنے بُتوں سے نجات
عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات

خوار ہوا کس قدر آدمِ یزداں صفات
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات

کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات؟

تعمیر: آبادکاری کا عمل
تخریب: مُرادویرانی کا عمل
تمام: مکمل، پوری
کشود: حَل

مرگِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی موت
رزمِ حیات: زندگی کی جنگ یعنی زندگی کی بقا کے لیے جدوجہد
کشمکش: کھینچاتانی
عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا
عامی: عام آدمی
بندۂ لات ومنات: مراد خواہشوں وغیرہ ایسے بُتوں کا پُجاری، دنیاوی خواہشات کا غلام
آدم یزداں صفات: خدائی صفتیں (جبّار، رحیم وغیرہ) رکھنے والا انسان
گراں: بھاری، بوجھل
ثبات: پائداری
سحر: صبح
حضرتِ انساں: مرادانسان

معزول شہنشاہ

ہو مبارک اُس شہنشاہِ نِکو فرجام کو
جس کی قُربانی سے اسرارِ ملوکیّت ہیں فاش

"شاہ" ہے برطانوی مندر میں اک مٹّی کا بُت
جس کو کر سکتے ہیں، جب چاہیں پُجاری پاش پاش

ہے یہ مُشک آمیز افیوں ہم غلاموں کے لیے
ساحرِ انگلیس! مارا خواجۂ دیگر تراش

دوزخی کی مُناجات

اس دَیرِ کہن میں ہیں غرض مند پُجاری
رنجیدہ بتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدا یاد

مَعزول شہنشاہ: اشارہ ہے برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم کی طرف جس نے ایک طلاق یافتہ امریکی عورت سے شادی کرنا چاہی لیکن برطانیہ کے سب سے بڑے پادری اور وزیرِ اعظم کی مخالفت کے سبب اس نے ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو تخت و تاج ہی چھوڑ دیا

نِکو فرجام: اچھے انجام والا

قربانی: تخت و تاج سے دست برداری

اسرارِ ملوکیت: بادشاہت کے بھید

برطانوی مندر: مراد برطانوی نظامِ حکومت

مٹّی کا بُت: مراد جس کے اختیار میں کچھ نہ ہو، نمائشی بادشاہ

پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے

مُشک آمیز افیوں: مراد ظاہر میں دل کو بھانے والی لیکن حقیقت میں غافل کر دینے والی شے

"ساحرِ انگلیس! مارا خواجۂ دیگر تراش"

ترجمہ: اے انگریز جادوگر! ہمارے لیے اب کوئی نیا آقا تیار کر

مُناجات: دُعا

دَیرِ کہن: پرانا مندر، مراد یہ دنیا

غرض مند: مطلبی

رنجیدہ: ناراض

پُوجا بھی ہے بے سُود، نمازیں بھی ہیں بے سُود
قِسمت ہے غریبوں کی وہی نالہ و فریاد

ہیں گرچہ بلندی میں عمارات فلک بوس
ہر شہر حقیقت میں ہے ویرانۂ آباد

تیشے کی کوئی گردشِ تقدیر تو دیکھے
سیراب ہے پرویز، جگر تشنہ ہے فرہاد

یہ علم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت
جو کچھ ہے، وہ ہے فکرِ مُلوکانہ کی ایجاد

اللہ! ترا شُکر کہ یہ خطۂ پُرسوز
سوداگر یورپ کی غلامی سے ہے آزاد!

بے سُود: بے فائدہ، بیکار
نالہ و فریاد: چیخ پکار
عمارات: جمع عمارت
فلک بوس: مراد بہت بلند
ویرانۂ آباد: مراد دیکھنے میں آباد، لیکن اُس میں ہم خیال کوئی نہیں
تیشہ: پتھر توڑنے کا اوزار
گردشِ تقدیر: تقدیر کا چکر
سیراب: تر و تازہ، مراد کامیاب

پرویز: خسرو پرویز، قدیم ایرانی بادشاہ اور شیریں کا شوہر
جگر تشنہ: مراد ناکام
فرہاد: شیریں کا عاشق، جس نے اس کی خاطر پہاڑ کھودا
فکر ملوکانہ: بادشاہوں، حکمرانوں کی سوچ
ایجاد: نئی پیدا کردہ چیز
خطۂ پُرسوز: آگ سے تپتی ہوئی جگہ
سوداگر یورپ: برطانیہ، انگریزوں نے تجارت کے بہانے برصغیر پر قبضہ کیا تھا

مسعود مرحوم

یہ مہر و مہ، یہ ستارے یہ آسمانِ کبود
کسے خبر کہ یہ عالم عدَم ہے یا کہ وجود!

خیالِ جادہ و منزل فسانہ و افسوں
کہ زندگی ہے سراپا رحیل بے مقصود!

رہی نہ آہ، زمانے کے ہاتھ سے باقی
وہ یادگارِ کمالاتِ احمد و محمود

زوالِ علم و ہُنر مرگِ ناگہاں اُس کی
وہ کارواں کا متاعِ گراں بہا مسعود!

مجھے رُلاتی ہے اہلِ جہاں کی بیدردی
فغانِ مُرغِ سحر خواں کو جانتے ہیں سرود

مسعود: سر راس مسعود جو جسٹس محمود کے بیٹے اور سر سیّد احمد خان کے پوتے تھے (۲۴ مئی ۱۸۵۰۔۸ مئی ۱۹۰۳ء)۔ ریاست بھوپال کے وزیر تعلیم رہے۔ علامہ سے انہیں بیحد محبت تھی

مرحوم: رحمت کیا گیا

آسمانِ کبود: نیلا آسمان

عدم: جس کا وجود نہ ہو، فنا

جادہ: راستہ

فسانہ و افسوں: مراد بیکار قسم کی باتیں

سراپا: پورے طور پر

رحیل بے مقصود: بے مقصد کوچ / روانگی

یادگار: نشانی

کمالات: جمع کمال، خوبیاں، مہارتیں

احمد: سر سید احمد خان

محمود: سر سیّد کے بیٹے جسٹس محمود

مرگِ ناگہاں: اچانک کی موت

کارواں: قافلہ

متاعِ گراں بہا: بہت قیمتی پونجی / سرمایہ

بیدردی: سخت دلی، ظلم

فغان: فریاد

مُرغِ سحر خوان: صبح سویرے چہچہانے والا پرندہ

سرود: نغمہ

نہ کہہ کہ صبر میں پنہاں ہے چارۂ غمِ دوست
نہ کہہ کہ صبر معمائے موت کی ہے کشود

☆ "دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
زعشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است"
(سعدیؔ)

نہ مجھ سے پُوچھ کہ عمر گریزپا کیا ہے؟
کسے خبر کہ یہ نیرنگ و سیمیا کیا ہے؟

ہوا جو خاک سے پیدا، وہ خاک میں مستور
مگر یہ غَیبتِ صغریٰ ہے یا فنا، کیا ہے؟

غبارِ راہ کو بخشا گیا ہے ذوقِ جمال
خِرد بتا نہیں سکتی کہ مُدّعا کیا ہے

دِل و نظر بھی اسی آب و گِل کے ہیں اعجاز
نہیں تو حضرتِ انساں کی انتہا کیا ہے؟

پنہاں: چُھپا ہوا
چارہ: علاج
معمائے موت: موت کی پہیلی
کشود: حل، بُوجھ
گریزپا: جلد گزر جانے والی
نیرنگ: جادو، مراد انقلاب
سیمیا: طلسم، جادو

مستور: چھپا ہوا
غیبتِ صُغریٰ: مراد وقتی طور پر غائب ہونے کا عمل
غبارِ راہ: راستے کی گرد، مراد انسان
ذوقِ جمال: حُسن سے دلچسپی / لگاؤ کا انداز
خِرد: عقل
آب و گِل: پانی اور مٹی، انسان
اعجاز: کرامت، بہت بڑا کارنامہ

☆ ایسا دل جو عاشق بھی ہو اور صبر کرنے والا بھی تو وہ دل نہیں پتھر ہے، اس لیے کہ عشق اور صبر میں ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہے یعنی دونوں کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں۔ (یہ سعدی کا شعر ہے)

جہاں کی رُوحِ رواں "لا اِلٰہ اِلّا ھو"
مسیح و میخ و چلیپا، یہ ماجرا کیا ہے؟

قصاص خُونِ تمنّا کا مانگیے کس سے؟
گُناہ گار ہے کون، اور خُوں بہا کیا ہے؟

☆ غمیں مشو کہ بہ بندِ جہاں گرفتاریم
طلسمہا شکند آں دلے کہ ما داریم

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات
کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات

خودی ہے زندہ تو دریا ہے بے کرانہ ترا
ترے فراق میں مُضطر ہے موجِ نیل و فرات

خودی ہے مُردہ تو مانندِ کاہ پیشِ نسیم
خودی ہے زندہ تو سلطانِ جُملہ موجودات

روحِ رَواں: چلتی پھرتی روح، مراد ایک اٹل حقیقت
"لا اِلٰہ اِلّا ھُو": اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ توحیدِ خداوندی
میخ: کیل
چلیپا: صلیب، سُولی
خونِ تمنّا: آرزوؤں کا خون، آرزو پوری نہ ہونا
مقامِ حیات: زندگی کا پڑاؤ / منزل
امتحانِ ثبات: ثابت قدمی کی آزمائش
بے کرانہ: بہت وسیع

مُضطر: بے چین، بیقرار
نیل و فرات: مصر کا دریائے نیل جس میں فرعون غرق ہوا اور عراق کا دریائے فرات جس کے کنارے، امام حسینؓ کو شہید کیا گیا۔ مراد خودی کی آزمائش کے مواقع
مانندِ کاہ: مراد تنکے کی طرح
پیشِ نسیم: صبح کی ہوا کے آگے
سُلطان: حاکم، غالب
موجودات: کائنات

☆ اس بات کا غم مت کر کہ ہم دنیا کے شکنجے میں آئے ہوئے ہیں، ہمارا دل ایک ایسی قوت ہے جو بڑے بڑے جادو مٹا کے رکھ دے گا۔

نِگاہ ایک تجلّی سے ہے اگر محروم
دو صد ہزار تجلی تلافیٔ مافات

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثُریّا تمام لات و منات

حریم ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرہ خاکِ لحد ہے، نہ جلوہ گاہِ صفات

☆ خود آگہاں کہ ازیں خاکداں بروں جستند
طلسمِ مہر و سپہر و ستارہ بشکستند

آوازِ غیب

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہر ادراک!

دو صد ہزار تجلی: ہزاروں لاکھوں جلوے
تلافیٔ مافات: نقصان کی کمی پوری کرنا
ورائے سپہر: آسمان کے اس پار
تا بہ ثریا: مراد زمین سے آسمان تک کی فضا
حریم ذات: باری تعالیٰ کا وہ مقام جو انسانی سمجھ سے بالا ہے

نشیمن ابدی: ہمیشہ ہمیشہ کا ٹھکانا
تیرہ: تاریک
جلوہ گاہ صفات: اللہ تعالیٰ کی صفتیں ظاہر ہونے کی جگہ مراد یہ کائنات
جوہر ادراک: فہم اور شعور کی اہلیت / لیاقت

☆ اپنی ذات / خودی سے پوری طرح واقف جو لوگ مٹی کے اِس گھر یعنی دنیا سے باہر نکل گئے انہوں نے سورج، آسمان اور ستاروں کا جادو بے کار کر کے رکھ دیا۔ مراد دنیاوی رکاوٹوں وغیرہ سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔

کس طرح ہوا کند ترا نشتر تحقیق؟
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک؟

تُو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شُعلہ بھی ہوتا ہے غلام خس و خاشاک؟

مِہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں؟
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک؟

اب تک ہے رواں گرچہ لہُو تیری رگوں میں
☆ نے گرمیٔ افکار، نہ اندیشۂ بے باک

روشن تو وہ ہوتی ہے، جہاں بیں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
☆☆ اے کشتۂ سُلطانی و مُلّائی و پیری!

کند: جو تیز نہ ہو، بیکار
نشتر تحقیق: مراد حقیقت کی تہ تک پہنچنے کا شعور
چاک: زخمی، پھٹنا
ظاہر و باطن کی خلافت: مراد اِس کائنات پر اللہ کا خلیفہ / نائب ہونے کی کیفیت
سزاوار: لائق، مناسب
خس و خاشاک: تنکے وغیرہ

انجم: جمع نجم، ستارے
لرزنا: کانپنا
اَفلاک: جمع فلک، آسمان
جہاں بیں: دنیا دیکھنے والی، کائنات کے بھید پا لینے والی
نگہِ پاک: دنیاوی آلودگیوں سے پاک نظر
آئینہ ضمیری: دل اور سینے کا آئینے کی طرح شفاف ہونا، آلودگیوں سے پاک

☆ نہ تو خیالات میں جوش و جذبہ اور گرمی ہے اور نہ غور و فکر ہی میں بے خوفی ہے۔
☆☆ تو جو حکمرانوں، مُلّاؤں اور پیروں (مراد مذہب کی روح سے بیگانہ مذہبی رہنما) کا مارا ہوا ہے۔

رُباعیات

﴿۱﴾

مری شاخِ اَمل کا ہے ثمر کیا
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا

کلی گُل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیمِ صبحِ فردا پر نظر کیا!



فراغت دے اُسے کارِ جہاں سے
کہ چُھوٹے ہر نفَس کے امتحاں سے

ہوا پیری سے شیطاں کہنہ اندیش
گُناہِ تازہ تر لائے کہاں سے!

اَمل: آرزو، تمنا
ثمر: پھل
مُحتاج: ضرورت مند
کشود: کھلنا
نسیم: صبح کی ہوا جس سے پھول کھلتے ہیں
صبحِ فردا: آنے والی صبح، مستقبل
فراغت: مہلت، فرصت

کارِ جہاں: دنیا کے کام
ہر نفس: ہر سانس
امتحاں: آزمائش، مراد حساب کتاب
پیری: بڑھاپا
کہنہ اندیش: پرانی سوچ رکھنے والا
گناہ تازہ: نیا گناہ

دِگرگُوں عالمِ شام و سحر کر
جہانِ خشک و تر زیر و زبر کر

رہے تیری خدائی داغ سے پاک
مرے بے ذوق سجدوں سے حذر کر

﴿۲﴾

غریبی میں ہوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری

حذر اُس فقر و درویشی سے، جس نے
مسلماں کو سِکھادی سربزیری!

خرد کی تنگ دامانی سے فریاد
تجلّی کی فراوانی سے فریاد

گوارا ہے اسے نظّارۂ غیر
نِگہ کی نا مسلمانی سے فریاد!

دِگرگوں کرنا: بدلنا
عالمِ شام و سحر: یہ دنیا
جہانِ خشک و تر: مُراد یہ دنیا
زیر و زبر کرنا: الٹ پلٹ کرنا، بدل دینا
بے ذوق سجدے: جن سجدوں میں حضوری (مکمل توجہ) نہ ہو

حذر کرنا: بچنا
محسود: حسد کیا گیا
سربزیری: سر جُھکانے کی حالت
تنگ دامانی: جھولی کا چھوٹا ہونا
نظارۂ غیر: اللہ کے سوا دوسری قوتوں یا مظاہر پر توجہ
نامُسلمانی: سچا مسلمان نہ ہونے کی کیفیت

کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے
تہِ محرابِ مسجد سو گیا کون

ندا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بُت کدے میں کھو گیا کون؟

کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
کہ ہے مردِ مسلماں کا لہُو سرد

بُتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتش "اللہ ھو" سرد

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز
جگر پُر خوں، نفس روشن، نگہ تیز

شیخ حرم: مُلا
تہ: نیچے
ندا: آواز
فرنگی بت کدہ: مراد یورپی تہذیب اور علوم وغیرہ جو دین کے راستے میں رکاوٹ ہیں
کہن: پُرانے
ہنگامہ ہائے آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لیے بیحد جدوجہد
سرد: ٹھنڈے

لہو سرد ہونا: جوش وجذبہ ٹھنڈا پڑ جانا
لادینی: مذہب سے دوری / بیزاری
"اللہ ھو": صرف اللہ حاکم مطلق ہے
آتش سرد ہونا: آگ ٹھنڈی ہونا، بجھنا
حدیث: بات
دل آویز: دل کو بھانے والی
جگر پُر خوں: مراد دل عشق خدا اور رسولؐ سے پُر
نفس روشن: باطن / دل نور ایمان سے روشن
نگہ تیز: گہری نظر، بصیرت

میسّر ہو کسے دیدار اُس کا
کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز

تمیز خار و گُل سے آشکارا
نسیمِ صُبح کی رَوشن ضمیری

حفاظت پُھول کی مُمکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خُوئے حریری

نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی
کہ اصلِ زندگی ہے خود نُمائی

نہ دریا کا زیاں ہے، نے گُہر کا
دلِ دریا سے گوہر کی جُدائی

رونقِ محفل: مراد جس کے سبب کبھی مِلت کو عروج حاصل تھا
کم آمیز: دوسروں کے ساتھ کم مِلنے بیٹھنے والا
تمیز: فرق
خار: کانٹا
آشکارا: ظاہر
روشن ضمیری: دل کے ایمانی نور سے روشن ہونے کی حالت
خوئے حریری: ریشم کی سی نرمی کی عادت
آشنائی: واقفیت، دوستی محبت
اصل: حقیقت
گہر: موتی
دلِ دریا: سمندر / دریا کی گہرائی یا وسط

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے

عَبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

خِرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے
جہاں رَوشن ہے نُورِ لاالٰہ سے

فقط اک گردشِ شام و سحر ہے
اگر دیکھیں فروغِ مہر و مہ سے

کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر
کبھی دریا کے سینے میں اُتر کر

کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر
مقام اپنی خودی کا فاش تر کر!

عبث: فضول، بیکار
یزداں: خُدا
دریا میں طوفاں ہونا: دل میں جذبے بیدار ہونا
خرد: عقل
دل کی نگہ: بصیرت، بغور دیکھنے کا عمل
روشن ہے: مراد توحید کی نشانیاں ظاہر ہیں
نورِ "لاالٰہ": خدا کی توحید کا نور
گردش: چکّر
فروغ: روشنی
مہر و مہ: سورج اور چاند
اُبھرنا: اوپر اٹھنا
فاش تر: زیادہ ظاہر، نمایاں

مُلازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

﴿۱﴾

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
مُرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب
اے وادیٔ لولاب!
گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دِیں بندۂ مومن کے لیے موت ہے یا خواب
اے وادیٔ لولاب!
ہیں ساز پہ موقوف نواہائے جگر سوز
ڈِھیلے ہوں اگر تار تو بیکار ہے مِضراب
اے وادیٔ لولاب!
مُلّا کی نظر نُورِ فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانۂ صوفی کی مَے ناب
اے وادیٔ لولاب!

ملازادہ ضیغم لولابی: ایک فرضی نام
ضیغم: شیر
بیاض: ڈائری
سیماب: پارا
مرغان سحر: صبح کے وقت چہچہانے والے پرندے
لولاب: سری نگر اور بارہ مولا کے درمیان ایک وادی
صاحب ہنگامہ: جدّوجہد اور جذبوں سے سرشار آدمی، مراد مومن
منبر و محراب: مراد مذہبی ادارے، مسجد وغیرہ
نواہائے جگر سوز: دل کو بیحد متاثر کرنے والے عشقِ حقیقی کے نالے
مضراب: زخمہ، ڈنکا، ستار بجانے کا آلہ
نورِ فراست: بصیرت کی روشنی
بے سوز: جذبوں کی گرمی سے خالی
میخانۂ صوفی: مراد تصوف کی تعلیم / خانقاہیں
مَے ناب: خالص شراب، حقیقی جوش و جذبہ

بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سحری سے
اس قوم میں مُدّت سے وہ درویش ہے نایاب
اے وادیٔ لولاب!

۲

موت ہے اِک سخت تر جس کا غلامی ہے نام
مکر و فنِ خواجگی کاش سمجھتا غلام!

شرعِ مُلوکانہ میں جدّتِ احکام دیکھ
صُور کا غوغا حلال، حشر کی لذّت حرام!

اے کہ غلامی سے ہے رُوح تری مضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام!

فغانِ سحری: صبح سویرے خُدا کے حضور عاجزی و فریاد
نایاب: جو کہیں نہ ملے
مکر و فنِ خواجگی: حکمرانوں کے فریب اور چالیں
کاش: خدا کرے
شرعِ ملوکانہ: حکمرانی کی شریعت / دستور اور قانون
جدّتِ احکام: نئے نئے فرمان، فرمانوں کا نیا پن
صُور کا غوغا: صور کا شور جسے سن کر مردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے
حلال: جائز
حشر کی لذت: بیدار ہونے / اُٹھنے کا مزہ
حرام: منع کیا گیا
مضمحل: کمزور
سینۂ بے سوز: جذبوں کی حرارت سے خالی دل

﴿ ۳ ﴾

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر

سینۂ افلاک سے اُٹھتی ہے آہِ سوزناک
مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سُلطان و امیر

کہہ رہا ہے داستاں بیدردیٔ ایام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانۂ دہقانِ پیر

آہ! یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ
ہے کہاں روزِ مکافات اے خُدائے دیر گیر؟

﴿ ۴ ﴾

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہُو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سُو و رنگ و بو

اہل نظر: بصیرت والے
ایران صغیر: چھوٹا ایران، مختلف خوبیوں کی بنا پر ایران کے بعد دوسرا ملک
سینۂ افلاک: مراد آسمان
آہ سوزناک: دلوں کو ہلا دینے والی فریاد
مردِ حق: مرد مومن
مرعوب: ڈرا ہوا
سلطان و امیر: مختلف قسم کے حکمران
بیدردی ایام: زمانے کے ظلم و ستم
دامن: وادی
غم خانہ: غموں کا گھر
دہقان پیر: بوڑھا کسان
نجیب: خاندانی شریف، اچھی نسل والا
چرب دست: ماہر، ہنر مند
تر دماغ: ذہین، باشعور
روز مکافات: مراد جزا اور سزا کا دن
دیر گیر: دیر سے پکڑنے / سزا دینے والا
لہو گرم ہونا: جوش و جذبہ بیدار ہونا
تھرتھرانا: کانپنا
جہان چار سوے و رنگ و بو: مراد یہ کائنات

پاک ہوتا ہے ظن و تخمیں سے انساں کا ضمیر
کرتا ہے ہر راہ کو روشن چراغِ آرزو

وہ پُرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے اُنہیں بے سوزن و تارِ رَفو

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیّت کا بُتِ سنگیں دل و آئینہ رُو

۵

دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں
حیرت میں ہے صیاد، یہ شاہیں ہے کہ دُرّاج!

ہر قوم کے افکار میں پیدا ہے تلاطم
مشرق میں ہے فردائے قیامت کی نمود آج

ظن: گمان
تخمین: اندازہ
چراغِ آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد پانے کے لیے سخت جدّوجہد
پُرانے چاک: پرانے زخم یا پرانے پھٹے ہوئے حصّے، مراد کائنات کے بھید کو عقل نہیں پا سکتی
بے سوزن: سوئی کے بغیر
تارِ رفو: مراد دھاگا یا ڈورا
ضربتِ پیہم: مسلسل وار
پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے
حاکمیت: حکمرانی، بادشاہت
بُتِ سنگین دل: ظالم / سخت دل بُت
آئینہ رو: شیشے کے چہرے والا، مراد بہت نازک

دُرّاج: تیتر
شوکت: شان
صیاد: شکاری
تلاطم: موجوں کا بپھرنا، مراد افکار و خیالات کی بھرمار ہونا
مشرق: مراد مشرقی ممالک
فردائے قیامت: قیامت کا آنے والا دن
نمود: ظاہر ہونے کی حالت

فطرت کے تقاضوں سے ہوا حشر پہ مجبور
وہ مُردہ کہ تھا بانگِ سرافیل کا محتاج

﴿ ٦ ﴾

رِندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات

خود گیری و خودداری و گلبانگ "انا الحق"
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات

محکوم ہو سالک تو یہی اس کا "ہمہ اوست"
خود مُردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!

حشر: اُٹھنا، بیداری
مُردہ: مراد بے عمل اور سوئی ہوئی غلام قوم
بانگِ سرافیل: حضرت اسرافیل کے صور / بگل کی آواز جس سے مردے اُٹھ کھڑے ہونگے
رِند: جو شرع کا پابند نہ ہو، مراد عشق حقیقی سے سرشار
کمالات: جمع کمال، ہنر
ہر چند: اگرچہ
خودگیری: اپنے عملوں پر خود نظر رکھنا
خودداری: غیرت مندی، اپنے وقار کا احساس
گلبانگ: سُریلی آواز
"اَنا الحق": "میں خدا ہوں"۔ منصور کا نعرہ
سالک: چلنے والا، مراد صوفی
مَقامات: جمع مقام، مرتبے، منزلیں
محکوم: غلام
"ہمہ اوست": سب کچھ خدا ہے اور کسی شے کا وجود نہیں۔ صوفیا کا عقیدہ
مرقد: قبر
مرگ مفاجات: اچانک کی موت

﴿ ۷ ﴾

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبّیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

ترے دِین وادب سے آرہی ہے بوئے رُہبانی
یہی ہے مرنے والی اُمّتوں کا عالمِ پیری

شیاطینِ مُلوکیّت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری

☆ چہ بے پروا گذشتند از نوائے صبح گاہِ من
کہ بُرد آں شور و مستی از سیہ چشمانِ کشمیری!

رسم شبیری: حضرت امام حسینؓ والا عمل کہ جان دے دی باطل قوت کے آگے سر نہیں جھکایا
فقر خانقاہی: صوفیوں کا خانقاہوں میں مصروف عبادت ہو کر جہد و عمل سے دور رہنا
اندوہ: رنج و غم
دل گیری: دل گرفتہ یعنی غم زدہ ہونا
بوئے رہبانی: دُنیا سے بے تعلقی یعنی بے عملی کا اثر

مرنے والی اُمتیں: مراد غلامی میں پھنس کر اپنی شناخت ختم کرنے والی قومیں
عالم پیری: بُڑھاپے کی حالت
شیاطین: جمع شیطان مراد بد فطرت ظالم حاکم
مُلوکیت: حاکمیت، بادشاہت
نخچیر: شکار
ذوق نخچیری: خود شکار ہونے کا شوق

☆ میرے صبح کے نغمے یعنی شاعری سے کس قدر بے توجہ ہو کر یہ حسین کشمیری آگے نکل گئے، ان کا جوش و جذبہ کون اُڑا لے گیا۔

﴿ ۸ ﴾

سمجھا لہو کی بوند اگر تُو اسے تو خیر
دِل آدمی کا ہے فقط اک جذبۂ بلند

گردش مہ و ستارہ کی ہے ناگوار اسے
دل آپ اپنے شام و سحر کا ہے نقش بند

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

﴿ ۹ ﴾

کھلا جب چمن میں کتب خانۂ گل
نہ کام آیا مُلّا کو علمِ کتابی

متانت شکن تھی ہوائے بہاراں
غزل خواں ہوا پیرکِ اندرابی

کہا لالۂ آتشیں پیرہن نے
کہ اَسرارِ جاں کی ہوں مَیں بے حجابی

نقش بند: تصویر بنانے والا، مراد تعین کرنے والا
اپنے شام و سحر: اپنی شام اور صبح، مراد مقدر / تقدیر
خاک کا ضمیر: مراد سرزمین یا اہلِ سرزمین کا دل
آتش: آگ
چنار: ایک درخت جس کے پتے سرخ ہوتے ہیں
آتشِ چنار: چنار کی آگ مراد جذبہ و جوش کی گرمی
خاکِ ارجمند: باعزت، رتبے والی سرزمین

کتب خانہ گل: مراد پھول جنہیں دیکھ کر انسان اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے
علم کتابی: کتاب کا علم جو کائنات کے مطالعے اور مشاہدے میں کام نہیں آتا
متانت شکن: سنجیدگی توڑنے والی، مراد اُمنگ پیدا کرنے والی
غزل خواں: غزل گانے والا، مراد بہار کی ہوا کے سبب گنگنانے والا
پیرکِ اندرابی: اندراب (ایک کشمیری قصبہ) کا ایک بزرگ
آتشیں پیرہن: سرخ لباس والا
اَسرارِ جاں: جان / روح کے بھید

سمجھتا ہے جو موت خوابِ لحد کو نہاں اُس کی تعمیر میں ہے خرابی
نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا نہیں زندگی مستی و نیم خوابی
حیات است در آتشِ خود تپیدن ☆ خوش آں دم کہ ایں نکتہ را بازیابی

☆☆
اگر ز آتشِ دل شرارے بگیری
تواں کرد زیرِ فلک آفتابی

۱۰

آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانندِ رگِ تاک

محکوم کا دل مُردہ و افسردہ و نومید
آزاد کا دل زندہ و پُرسوز و طرب ناک

خوابِ لحد: مراد جسمانی موت
نہاں: چھپی ہوئی
سلسلۂ روز و شب: وقت کی گردش
مستی و نیم خوابی: فرائڈ کے مطابق زندگی مستی یعنی جنسی کیف کا نام ہے
.....
رگِ سنگ: مراد پتھر

رگِ تاک: انگور کی بیل کی باریک شاخ، مراد بہت کمزور
مُردہ: جوش و جذبہ سے خالی
فسردہ: بجھا ہوا
نومید: مایوسی کا شکار
زندہ: جوش و جذبہ سے پُر
پُرسوز: جذبوں کی حرارت سے پُر
طربناک: خوشی سے پُر

☆ زندگی جاوید دراصل اپنے جذبوں اور جد و جہد کی آگ میں جلنے کا نام ہے۔ وہ وقت بڑا مبارک ہوگا جب تو اس اہم بات کو پالے گا۔

☆☆ اگر تو دل کی آگ سے ایک چنگاری لے لے تو اس سے دنیا کو روشن کیا جا سکتا ہے۔

آزاد کی دولت دلِ روشن، نفَسِ گرم
محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نم ناک

محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروّت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک

۱۱

تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ
کوئی بتائے یہ مسجد ہے یا کہ میخانہ

یہ راز ہم سے چھُپایا ہے میر واعظ نے
کہ خود حرم ہے چراغِ حرم کا پروانہ

دلِ روشن: دل کا نورانی ہونا
نفَسِ گرم: عشق کی حرارت سے پُر سانس
دیدۂ نم ناک: روتی آنکھ
بیگانہ: ناواقف، بے خبر
اِخلاص: خُلوص
مُروّت: مہربانی، لحاظ
ہر چند: اگرچہ
مَنطق: عقلی دلیلوں کا علم
ہمدوش: برابر

بندۂ افلاک: مراد حالات یا تقدیر کا غلام
خواجۂ افلاک: مراد اس دنیا کا مالک، حکمران

عارف: واقف، عالم
عامی: عام آدمی، جاہل
بیگانہ: ناواقف
میر واعظ: مراد بڑا واعظ، بڑا مولوی
حرم: کعبہ، مراد خدا تعالیٰ
چراغِ حرم کا پروانہ: مراد سچے مسلمانوں سے محبت کرنیوالا

طلسمِ بے خبری، کافری و دِیں داری
حدیثِ شیخ و برہمن فسون و افسانہ

نصیبِ خطّہ ہو یارب وہ بندۂ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ

چھپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
گُہر ہیں آبِ ولر کے تمام یک دانہ

﴿ ۱۲ ﴾

دِگرگُوں جہاں اُن کے زورِ عمل سے — بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے
مُنجّم کی تقویم فردا ہے باطل — گرے آسماں سے پُرانے ستارے
ضمیرِ جہاں اس قدر آتشیں ہے — کہ دریا کی موجوں سے ٹُوٹے ستارے
زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے — نُمایاں ہیں فِطرت کے باریک اشارے
ہمالہ کے چشمے اُبلتے ہیں کب تک
خضر سوچتا ہے وُلر کے کنارے!

طلسمِ بے خبری: ناواقفیت کا جادو، بیحد بے خبری
حدیث: بات
فسون وافسانہ: صرف قصہ کہانی، بے حقیقت
کلیمانہ انداز: حضرت موسیٰؑ کا انداز تاکہ موجودہ فرعونوں کو غرق کر دیا جائے
گہر: موتی، مراد کشمیری عوام
آبِ وُلر: کشمیر کی جھیل وُلر، مراد سرزمین کشمیر
یک دانہ: بہت قیمتی، بے مثل

زورِ عمل: جدّوجہد کی شدّت
منجم: نجومی، ستاروں کی مدد سے قسمت کا حال بتانے والا
تقویم فردا: مستقبل کی جنتری، مراد مستقبل کا حال بتانا
پرانے ستارے گرنا: نام نہاد ملاؤں وغیرہ کے پڑھے ہوئے پرانے علوم کا بیکار رہ جانا
ضمیرِ جہاں: کائنات کا باطن / اندر، کائنات میں جو کچھ ہے
آتشیں: آگ سے پُر، مراد دلوں میں جوش پیدا کرنے والا
ستارے ٹوٹنا: مراد مسلسل انقلاب / تبدیلیاں آنا
باریک اشارے: جنہیں صرف اہلِ بصیرت سمجھ سکتے ہیں
ہمالہ کے چشمے اُبلنا: مراد ہمالہ کے دامن میں آباد قوموں کا بیدار ہونا

۱۳

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صُبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں

قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
یہ اُمتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں مَیں، لیکن
قبول حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

زندہ قومیں: جدّوجہد کرنے والی آزاد قومیں
کمالِ صدق و مُروّت: بھرپور خلوص اور دوسروں سے محبت و ہمدردی
تقصیریں: جمع تقصیر، خطائیں
قلندرانہ ادائیں: خدامست لوگوں کے سے طور طریقے
سکندرانہ جلال: مراد بہت شاہانہ رعب داب
برہنہ شمشیریں: ایسی تلواریں مراد قومیں جو اپنی آزادی کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہیں
مردِ خود آگاہ: اپنی خودی سے پوری طرح باخبر
شکوہِ عید: عید کی شان و شوکت
مُنکِر: نہ ماننے والا
قبولِ حق: یعنی خدا قبول کرتا ہے
مردِ حُر: آزاد یعنی مردِ مومن
تکبیریں: اللہ کی عظمت کا ذکر (نماز عید کے موقع پر "اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ إلا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہِ الحمد" پڑھتے ہوئے مسجد جاتے ہیں
ورائے عقل: مراد عقل کے بس میں نہیں
اہلِ جنوں: حقیقی عاشق، خدامست

۱۴

۱ چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی

۲ دِگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم
دلِ جُنید و نگاہِ غزالی و رازی

۳ بحکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرتِ ازلیست
بدینِ صعوہ حرام است کارِ شہبازی

۴ ہماں فقیہِ ازل گفت جُرۂ شاہیں را
بآسماں گروی با زمیں نہ پردازی

۵ منم کہ توبہ نہ کردم ز فاش گوئی ہا
ز بیمِ ایں کہ بسُلطاں کنند غمازی

جُنید: مراد حضرت جنید بغدادیؒ جن کا تعلق صوفیا کے دوسرے طبقے سے ہے۔ "سیّد الطائفہ" (گروہ کا سردار)
غزالی: امام غزالیؒ، محمد بن محمد ابو حامد، فلسفی، علم کلام کے ماہر اور صوفی بہت سی کتابیں لکھیں۔ وفات ستمبر ۱۱۱۱ء
رازی: امام رازیؒ، محمد ابو الفضل، علم، دولت، عزت اور شہرت میں بے مثل۔ کئی کتابوں کے مصنّف، وفات ۱۲۱۰ء

۱۔ تو زندگی کا جوا کیسا کافروں یعنی دنیا پرستوں کی طرح کھیل رہا ہے کہ زمانے کے ساتھ تو تُو موافقت کر رہا ہے اور اپنی ذات سے موافقت نہیں کر رہا۔

۲۔ میں جب اپنے دینی مدرسوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے مایوسی ہوتی ہے کہ اب پہلے کی طرح ان میں جُنید جیسے دل، غزالی اور رازی جیسی بصیرت والا کوئی نظر نہیں آتا۔

۳۔ بڑے مفتی یعنی ازلی قدرت کا یہ فتویٰ / حکم ہے کہ مولے (چھوٹا سا پرندہ) کے دین میں شہباز جیسے کام منع ہیں۔ یعنی مولے کے بس میں ایسا نہیں ہے۔

۴۔ اُسی ازلی مفتی نے بَاز سے یہ کہا کہ دیکھو آسمانی فضاؤں میں یعنی بلندیوں پر اُڑنا نیچے زمین یعنی پستی سے تعلق نہ رکھنا۔

۵۔ مَیں نے صرف اس خیال اور ڈر سے کہ لوگ، حاکم وقت (انگریز) سے میری چغلیاں کھائیں گے میں نے صاف صاف باتیں (جابر و ظالم حکمرانوں کی مسلم دشمنی) کہنے سے توبہ نہ کی۔

۶ بدستِ ما نہ سمرقند و نے بخارا ایست
دُعا بگو ز فقیراں بہ تُرکِ شیرازی

۱۵

ضمیر مغرب ہے تاجرانہ، ضمیر مشرق ہے راہبانہ
وہاں دِگرگوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ

کنارِ دریا خضر نے مجھ سے کہا بہ اندازِ محرمانہ
سکندری ہو، قلندری ہو، یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی
اُنھیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگِ آستانہ

ضمیر مغرب: مغربی قوموں کا باطن / دل
تاجرانہ: سوداگروں کا سا، یعنی مادہ پرستی کا رجحان
ضمیر مشرق: مشرقی قوموں کا دل و دماغ
راہبانہ: تُرکِ دنیا، بے عملی اور جدوجہد سے خالی زندگی
دگرگوں ہے: تبدیلی آ رہی ہے
بہ انداز محرمانہ: رازدارانہ طریقے سے
سکندری: سکندر اعظم کی سی ظاہری شان و شوکت
قلندری: مراد موجودہ دور کا صوفی یا قلندر ہونا
ساحرانہ: جادوگر کے سے
حریف: مقابل، دشمن
خُدایانِ خانقاہی: خانقاہ کے مالک، خانقاہ نشین صوفیا جو جدوجہد کی زندگی کے خلاف ہیں
میرے نالے: مراد اقبال کی شاعری
شق ہونا: پھٹ جانا، ٹوٹ جانا، مراد ٹھپ ہو جانا
سنگِ آستانہ: دہلیز کا پتھر، مراد مذہب کے نام پر لوگوں کو اُلّو بنانے کا کام

۶۔ ہمارے پاس کوئی سمرقند ہے اور نہ کوئی بخارا، لہٰذا ہم فقیروں کی طرف سے اس شیرازی تُرک یعنی محبوب کو بس دعا ہی کہہ دینا (حافظ کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے کہا کہ اگر وہ شیرازی تُرک ہمارا دل لے لے تو میں اُس کے چہرے پر سیاہ تل کے بدلے میں سمرقند و بخارا دے دوں گا)

غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمز آشکارا
زمیں اگر تنگ ہے تو کیا ہے، فضائے گردُوں ہے بے کرانہ

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

مری اسیری پہ شاخِ گل نے یہ کہہ کے صیاد کو رُلایا
کہ ایسے پُرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ

﴿ ۱۶ ﴾

حاجت نہیں اے خطۂ گل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دلِ پُرخوں کی ہے لالہ

تقدیر ہے اک نام مکافاتِ عمل کا
دیتے ہیں یہ پیغام خدایانِ ہمالہ

سرما کی ہواؤں میں ہے عریاں بدن اس کا
دیتا ہے ہُنر جس کا امیروں کو دوشالہ

رمز: اشارہ، بھید
فضائے گردوں: آسمانی فضا
بے کرانہ: بہت وسیع
خدا فریبی: تقدیر کے حوالے سے اللہ کو دھوکا دینے کی کیفیت
عمل سے فارغ ہونا: تقدیر کے بہانے کوئی جدوجہد نہ کرنا
اَسیری: قید
پُرسوز نغمہ خواں: جس کے نغموں یعنی شاعری سے لوگوں کے دلوں میں گرمی اور جوش پیدا ہو

خطۂ گل: چمن، گلستان، مراد کشمیر
مکافاتِ عمل: مراد جیسا عمل ویسی جزا یا سزا
خدایانِ ہمالہ: مراد کوہ ہمالیہ کے دامن میں رہنے والے برہمن اور رشی
عریاں: لباس کے بغیر، ننگا
دوشالہ: اونی چادر دو پرتوں والی

اُمَید نہ رکھ دولتِ دنیا سے وفا کی
رَم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ

۱۷

خود آگاہی نے سِکھلادی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آئی ہے اُس مردِ مجاہد پر زِرہ پوشی

۱۸

☆ آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیر پدر خواہی بازوے پدر آور

رم: وحشت، ڈر کر بھاگنا
غزالہ: ہرنی
خود آگاہی: اپنی ذات کی چھپی اور ظاہری قوتوں سے باخبر ہونے کی حالت
تن فراموشی: جسم کو بھولنے کی کیفیت
مردِ مجاہد: جہاد کرنے والا، مراد مردِ مومن
زرہ پوشی: حملے سے بچنے کے لیے زرہ بکتر پہننے کا عمل

☆ وہ یعنی پہلے مجاہدین والا، بلند ارادہ اختیار کر اور ان جیسا جوش و جذبہ پیدا کر۔ اگر تجھے باپ کی تلوار کی خواہش ہے تو باپ جیسے بازو یعنی طاقت پیدا کر۔

۱۹

غریبِ شہر ہوں مَیں، سن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد

مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

گِلہ ہے مجھ کو زمانے کی کور ذوقی سے
سمجھتا ہے مری محنت کو محنت فرہاد

☆ "صدائے تیشہ کہ بر سنگ میخورد دگر است
خبر بگیر کہ آوازِ تیشہ و جگر است"

غریب شہر: پردیسی، مراد بے عمل لوگوں کے ملک میں پردیسی
قیامتیں آباد ہونا: جدّوجہد کے لیے جوش اور جذبے پیدا ہونا
نوا: نغمہ، شاعری
غم آلود: غم سے بھری، قوم کے درد سے پُر
متاعِ عزیز: قیمتی سرمایہ / پونجی
دلِ ناشاد: ناخوش دل، قوم کی غلامی کے سبب آزردہ دل
کور ذوقی: اچھا مذاق نہ رکھنے کی کیفیت
محنت فرہاد: پہاڑ کھودنے کا عمل، بے ثمر محنت

☆ پتھر پر جو تیشہ مارا جائے اس کی آواز کچھ اَور طرح کی ہوتی ہے، ذرا توجّہ سے سُن کہ یہ تو دل پر تیشہ پڑنے کی آواز ہے۔
(صدائے تیشہ الخ یہ شعر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ کی مشہور بیاض "خریطہ جواہر" میں ہے)

سر اکبر حیدری صدر اعظم حیدر آباد دکن کے نام

یومِ اقبالؔ، کے موقع پر توشہ خانۂ حضور نظام کی طرف سے، جو صاحبِ صدرِ اعظم کے ماتحت ہے، ایک ہزار روپے کا چیک بطور "تواضع" موصول ہونے پر

تھا یہ اللہ کا فرماں کہ شکوہِ پرویز
دو قلندر کو کہ ہیں اس میں ملوکانہ صفات

مجھ سے فرمایا کہ لے، اور شہنشاہی کر
حُسنِ تدبیر سے دے آنی و فانی کو ثبات

مَیں تو اس بارِ امانت کو اُٹھاتا سر دوش
کامِ درویش میں ہر تلخ ہے مانندِ نبات

غیرتِ فقر مگر کر نہ سکی اس کو قبول
جب کہا اُس نے یہ ہے میری خدائی کی زکات!

سر اکبر حیدری: محمد اکبر نذر علی حیدری۔ ولادت بمقام بمبئی ۸ نومبر ۱۸۶۹۔۱۹۱۹ میں والی دکن نے انہیں صدر المہام مالیات مقرر کیا

شکوہ پرویز: مراد شاہانہ شان و شوکت

مُلوکانہ صفات: مراد بادشاہوں کی سی خوبیاں

شہنشاہی کر: خوب مزے کر

حسنِ تدبیر: اچھا غور و فکر اور کوشش

آنی و فانی: جو وقتی اور فنا ہونے والی ہو

ثبات: برقرار رہنے والی

بارِ امانت: امانت کا بوجھ

سر دوش: کندھے پر

کامِ درویش: درویش کا حلق / گلا

تلخ: کڑوی شے

نبات: مصری

میری خدائی: مراد وزیر اعظم کی آقائی / حکمرانی

حسین احمد

۱ عجم ہنوز نداند رموزِ دیں، ورنہ
ز دیوبند حسین احمد! ایں چہ بوالعجبی است

۲ سرود بر سر منبر کہ ملّت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدؐ عربی است

۳ بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

حضرتِ انساں

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی

حسین احمد: مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹۔۱۹۵۷ء) دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور پھر وہیں ایک عرصہ تک قرآن وحدیث کا درس دیا۔ جمعیت العلماءِ ہند کے صدر رہے۔ دیوبند میں دفن ہوئے
دانش و بینش: دانائی اور بصیرت
ارزانی: سستاپن، عام ہونا

۱۔ عجم یعنی غیر عرب مسلمان ابھی تک دین کی حقیقتوں سے واقف نہیں ہیں، ورنہ دیوبند کے حسین احمد سے یہ انتہائی حیران کن بات کیوں سرزد ہوئی۔

۲۔ انہوں (مولانا) نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ملّت کا تعلق مُلک / وطن سے ہے (اشارہ ہے نیشنلزم کی طرف)، یعنی ہر ملک میں بسنے والے لوگ ایک ملّت ہیں۔ وہ (مولانا) حضور اکرمؐ محمد عربی کے مرتبہ سے کس قدر بے خبر ہیں۔

۳۔ تو حضور اکرمؐ کی ذاتِ گرامی سے خود کو وابستہ کر لے کہ حضورؐ مکمل دین ہیں۔ اگر تو نے حضور ﷺ سے وابستگی پیدا نہیں کی (مراد ملت کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی پہ عمل نہیں کرتا) تو تیرے سارے عمل ابولہب کے سے ہیں یعنی کفر اور شرک۔ (ابولہب، حضور اکرمؐ کا چچا جو حضورؐ اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا)

کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسّم ہائے پنہانی

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عریانی

یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خونیں سے
کِیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی

فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
غرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی

اگر مقصودِ کُل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نَو بہ نَو کی انتہا کیا ہے؟

فِطرت: قُدرت
حجاب: پردہ
نُمایاں: ظاہر، روشن
تبسّم ہائے پنہانی: چُھپی ہوئی مسکراہٹیں
دعوتِ دیدار: مراد کائنات کی اشیا میں خدا کو جلوہ گر پانا
فرزند آدم: مُراد انسان
مَستور: چھُپا ہوا
ذَوقِ عریانی: ظاہر ہونے کا شوق
حضرت یزداں: خدا تعالیٰ
خاکداں: مراد یہ دنیا

نشیمن: ٹھکانا
غَرَض: مقصد، ارادہ
انجم: جمع نجم، ستارے
شبستان: رات کے آرام کی جگہ
نگہبانی: حفاظت، چوکیداری
مَقصودِ کل: تمام کائنات وجود میں لانے کی اصل غرض
مَیں: مُراد انسان
ماورا: پیچھے، مراد بڑھ کر
ہنگامہ ہائے نو بہ نو: نئے نئے ہنگامے، نت نئے کارنامے یا ہر لحظہ نئی رونقیں